روشن حقائق

(اور اختلافِ امت)



اگر ایک ایک شیعہ کتاب کو دریا برد کر دیا جائے تب بھی اکابرین اہلسنت کی صحیح و معتبر کتب سے شیعہ مذہب کے واحد حق ہونے کو ثابت کر دیا گیا ہے،

کچھ نہیں تو خاموش عمارتیں، ویران قبرستان اپنی زبان میں ان واقعات کو بیان کر رہے ہیں !!!

شیعت کا انسائکلوپیڈیا

تالیف: سید ابن شہیدؒ

ناشر: مرکز مہدی 14 خورجہ بلند شہر انڈیا 0001412

www.shia-faqt.haq.org

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان





۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

DVD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

روشن حقائق

(اور اختلافِ امت)



جلد 5

تالیف: سید ابنِ شہیدؒ

ناشر مرکز مہدی 14 خورجہ بلند شہر انڈیا 0001412
www.shia-faqt.haq.org

☆مثلاً علامہ محمد سائب کلبی نے اپنی تفسیر التسهیل فی علوم التنزیل ج ۳ ص ۲۹۹ پر

☆علامہ سوڈانی فودسی نے اپنی تفسیر کفایتہ الضعفاء ص ۱۳۱ پر

☆علامہ مراغی نے تفسیر مراغی ج ۲۲ ص ۷ پر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیۂ تطہیر کے نزول کے نو ماہ تک درِ علیؑ پر آ کر آیۂ تطہیر کی تلاوت کرتے رہے۔

☆علامہ خوارزمی نے مقتل الحسین ج ۱ ص ۹۴ پر سعد ابن بشیر سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔

تا علی میں حوض کوثر کا انچارج۔ تو ساقی۔ حسنؑ نگران حسینؑ پلانے کا حکم دینے والا۔ سجادؑ صف اول میں محمد باقرؑ تقسیم کنندہ۔ جعفر صادقؑ سابق۔ موسیٰ ابن جعفرؑ دوستوں کے قریب۔ دشمنوں کو دور اور منافقوں کو مٹانیوالا۔ علی رضاؑ زین المومنین محمد تقیؑ مومنین کو مراتب جنت دکھانیوالے۔ علی نقیؑ جنت کا خطیب۔ حسن عسکریؑ اہل جنت کا آفتاب اور امام مہدیؑ شفیع المذنبین ہوگا۔

☆الحسینؑ مقتل الحدیث ج ۱ ص ۹۴ پر علامہ خوارزمی نے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ میں آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام حسینؑ آپ کے زانو پر بیٹھے تھے۔ آپ امام حسینؑ کا منہ اور آنکھیں چوم کر فرما رہے تھے۔

تو خود سردار ہے۔ سردار بھائی کا بھائی ہے۔ سردار باپ کا بیٹا ہے۔ مساوات کا باپ ہے۔ تو خود امام ہے۔ امام کا بھائی امام کا بیٹا اور آئمہ کا باپ ہے تو حجت خدا ہے۔ حجت خدا کا بھائی ہے۔ حجت خدا کا بیٹا ہے اور تو حج خدا کا باپ ہے جن کا نواں قائم مہدی عج ہوگا۔

حصہ اوّل

فہرست مطالب

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
فضائل ہارون در قرآن	۹	روایت حضرت عبداللہ بن عباس	۱۹
لَقَدْ مَنَّا عَلٰی مُوسٰی وَ هَارُوْنَ	۹	عَلِيٌّ مِنِّي كَمَنْزِلَتِي مِن رَّبِّي	۲۰
وَقَالَ مُوسٰی لِاَخِيهِ هَارُوْنَ اخْلُفْنِي	۹	مثل کعبہ	۲۰
وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ اَهْلِي	۱۱	روایت حضرت عبداللہ بن عباس	۲۰
مثل والد	۱۲	روایت حضرت علیؑ	۲۱
روایت حضرت عمار بن یاسر	۱۳	جناب امیر کا بمنزلہ حضرت سے	
روایت حضرت ابوایوب انصاری	۱۳	حضرت کا بمنزلہ خدا سے ہونا	۲۱
روایت انس بن مالک	۱۳	كَانَتْ لِي مَنْزِلَةٌ مِن رَّسُوْلِ اللّٰهِ	۲۱
روایت حضرت علیؑ	۱۳	مثل انبیاء	۲۲
مثل باپ	۱۴	مَنْزِلَةٌ مِنْ رَّسُوْلِ	۲۲
مثل راس	۱۴	مثل عیسٰیؑ	۲۳
روایت حضرت براء بن عاذب	۱۵	جناب امیر کا نظیر جناب مسیح ہونا	۲۳
روایت حضرت عبداللہ بن مسعود	۱۵	روایت شعبی	۲۵
روایت حضرت عائشہ	۱۸	روایت ابی السوار	۲۶
روایت حضرت سلیمان فارسیؓ	۱۸	روایت ابوالحمراء	۲۷
مثل عین (آنکھ)	۱۸	مثل اصحاب کہف	۳۲
روایت حضرت ابوذرؓ	۱۸	ابوتراب	۳۲
مثل قل ھو اللہ	۱۸	عمار بن یاسرؓ	۳۶
روایت نعمان بن بشیر	۱۹	غزوہ ذوالعشرہ کے دن	۳۷
مثل روح	۱۹	ابوالحسن	۳۸

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ابوالحسنین	۳۸	عالم قرآن	۶۰
ابومحمد	۳۸	الحق مع علی	۶۱
مامون کا دریافت کرنا	۴۱	روایت عبداللہ بن ابی لیلی	۶۷
یوم مناشدہ	۴۴	ہم حق پر ہیں	۶۷
جنت و دوزخ کا مختار علی ہے	۴۴	اَللّٰھُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ حَیْثُ دَارَ عَلِیٌّ	۶۸
اشعار امام شافعی	۴۵	مرسل	۶۸
کرسی نور پر بیٹھ کر تقسیم کرنا	۴۶	اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ	۶۸
بہشتی انار اور تقسیم انار	۴۷	مرسل	۷۴
لواء الحمد	۴۸	کیا بات ہے اس جوان کی	۷۵
فی مقعد صدق	۴۸	اعمال قبول کرنے کا سبب	۷۶
پانچ خصائص	۴۹	عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِيٍّ عِبَادَةٌ	۷۶
صاحب رائی	۵۰	جماعت صحابہ	۷۶
عن ابی سعید الخدری	۵۱	اَلنَّظَرُ اِلَیْهِ زَاْفَةٌ	۷۷
عن ابن عباس	۵۲	ذِکْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ	۷۸
احد میں علمبرداری	۵۲	مجلس کے بعد فرشتوں کا آنا	۷۹
القرآن مع علیؑ۔ عن ام سلمہ	۵۷	زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِذِکْرِ عَلِيٍّ	۷۹
عن شہر بن حوشب عن ام سلمہ	۵۷	عَلِيٌّ مِنِّي وَ اَنَا مِنْهُ	۷۹
قرآن ناطق	۵۸	قَالَ النَّبِيُّ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّي وَ اَنَا مِنْکَ	۸۶
ایک رکاب میں قرآن پڑھنا	۵۸	دعوت ذوالعشیرہ اور علی منی	۸۶
کلام مولانا ابوالکلام	۵۹	مواسات حضرت جبرائیل	۸۸
تاویل قرآن کے مطابق جنگ	۵۹	آنحضرتؐ کا جناب امیرؑ کو	
دروازے بند کرلئے	۶۰	برأت کے ساتھ مکہ بھیجنا	۹۰

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ	۹۳	حضرت علی افضل الانبیاء ہیں	۱۱۷
هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ	۹۳	ابناء رسول	۱۱۹
وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اِلَى النَّاسِ	۹۴	قرآن مجید کی ورق گردانی	۱۲۶
اپنی اہلبیت میں سے بھیجے	۹۶	والفضل ما شهدت به الاعداء	۱۳۰
رَجُلٌ مِنِّی	۹۷	استدلالات	۱۳۹
من جملہ ذکر	۹۹	علی شریک رسول ہے	۱۴۴
لَحْمُهٗ لَحْمِی	۱۰۰	جناب شہید ثالث فرماتے ہیں	۱۴۵
مرفوع روایت	۱۰۱	عَلِیٌّ مِنِّی	۱۴۸
دَمُهٗ دَمِی	۱۰۲	علی نفس رسول ہے صحابی نہیں	۱۴۸
قَلْبُکَ قَلْبِی	۱۰۴	استدلال زمخشری	۱۴۸
رُوْحُکَ رُوْحِی	۱۰۴	مباہلہ	۱۴۹
عَلِیٌّ کَرُوْحِی	۱۰۴	عمدہ لیکن مفصل ذکر	
نفس رسول	۱۰۴	بزبان فارسی از مدارج النبوۃ	۱۵۱
آیہ مباہلہ	۱۰۸	یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ	۱۵۱
عبارات مرسل	۱۱۰	یوم شوریٰ احتجاج	۱۵۷
مناشدہ	۱۱۲	محمد بن علی	۱۵۹
اسقف نجرانی کا انتباہ	۱۱۳	براء بن عازب	۱۵۹
اجمالی ذکر	۱۱۴	عن عبداللہ بن عمر	۱۵۹
خطبہ امام حسن علیہ السلام	۱۱۵	عن علی	۱۶۰
خطبہ امام زین العابدین علیہ السلام	۱۱۵	مرتبہ صحت وحسن	۱۶۲
اقوال علماء اہل سنت	۱۱۵	سد الابواب	۱۶۳
حضرت علی افضل الخلق ہیں	۱۱۷	جنبی حالت	۱۶۷

عنوان	صفحہ
حضرت علیؑ کا احتجاج	۱۸۴
بیت علیؑ بیت رسولؐ ہے	۱۸۵
إنّ الامّة ستغدر بعلیّ	۱۸۹
الفتح الربانی	۲۰۲
حضرت علیؑ کیوں نہ اٹھا سکے	۲۰۳
بت شکنی کی وجہ سے اسم اعلیٰ	۲۰۴
ما سألتُ لنفسی الّا قد سألتُ لک	۲۰۵
اذا سألتُ اعطانی اذا اسکتُ ابتدائی	۲۱۲
جناب امیرؑ کے سوا آنحضرتؐ کے نام پر نام رکھنا اور اس کے ساتھ حضرت کی کنیت کو شامل کرنا جائز نہیں	۲۱۵
حضرت طلحہ کا حضرت علیؑ سے احتجاج	۲۱۵

السلام علیک یا مہدی صاحب الزمان العجل العجل العجل

پیش لفظ

اَلسَّلامُ عَلَیْکُم یَااَھلَ بَیتَ النُّبُوّۃ

سلام ھو آپ لوگوں پر اے نبوت کے گھر والوں

اھلبیتؑ کا لامتناھی بلند مرتبہ ازروے قرآن و حدیث من

تفاسیر و صحیح' معتبر اور بنیادی کتب اھلسنت

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب (33)

ترجمہ

سوائے اس کے نہیں کہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ اہل بیت!
تم سے ہر قسم کی پلیدی کو دور رکھے اور یوں پاک
وپاکیزہ رکھے جس طرح کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔

تاریخ تفسیر اور حدیث کی کوئی سی کتاب اٹھائیں اور احزاب ۳۳ کا شان نزول دیکھ لیں آپ کو یہی ملے گا کہ یہ آیت حضرت علیؑ۔ جناب فاطمہؑ، امام حسنؑ اور حسینؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے اس سلسلہ میں روایات حد تواتر سے آگے بڑھ کر مقام شمار سے بھی زیادہ ہیں۔

علامہ حسکانی نے شواھد التنزیل میں ایک سو اڑتیں احادیث نقل کی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ احزاب ۳۳ کا مصداق صرف مذکورہ چار ہستیاں ہی ہیں۔

علامہ بحرانی نے غایۃ المرام میں اہلسنت ذرائع سند سے اکتالیس احادیث جمع مکمل سلسلہ

☆مثلاً علامہ محمد سائب کلبی نے اپنی تفسیر التسهیل فی علوم التنزیل ج ۳ ص ۲۹۹ پر

☆علامہ سوڈانی فودسی نے اپنی تفسیر کفایتہ الضعفاء ص ۱۳۱ پر

☆علامہ مراغی نے تفسیر مراغی ج ۲۲ ص ۷ پر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیۂ تطہیر کے نزول کے نوماہ تک در علیؑ پر آ کر آیۂ تطہیر کی تلاوت کرتے رہے۔

☆علامہ خوارزمی نے مقتل الحسین ج ۱ ص ۹۴ پر سعد ابن بشیر سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔

تا علی میں حوض کوثر کا انچارج۔ تو ساقی۔ حسنؑ نگران حسینؑ پلانے کا حکم دینے والا۔ سجادؑ صف اول میں محمد باقرؑ تقسیم کنندہ۔ جعفر صادقؑ سابق۔ موسیٰ ابن جعفرؑ دوستوں کے قریب۔ دشمنوں کو دور اور منافقوں کو مٹانیوالا۔ علی رضاؑ زین المومنین محمد تقیؑ مومنین کو مراتب جنت دکھانیوالے۔ علی نقیؑ جنت کا خطیب۔ حسن عسکریؑ اہل جنت کا آفتاب اور امام مہدیؑ شفیع المذنبین ہوگا۔

☆الحسینؑ مقتل الحدیث ج ۱ ص ۹۴ پر علامہ خوارزمی نے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ میں آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام حسینؑ آپ کے زانو پر بیٹھے تھے۔ آپ امام حسینؑ کا منہ اور آنکھیں چوم کر فرما رہے تھے۔

تو خود سردار ہے۔ سردار بھائی کا بھائی ہے۔ سردار باپ کا بیٹا ہے۔ مساوات کا باپ ہے۔ تو خود امام ہے۔ امام کا بھائی امام کا بیٹا اور آئمہ کا باپ ہے تو حجت خدا ہے۔ حجت خدا کا بھائی ہے۔ حجت خدا کا بیٹا ہے اور تو حجج خدا کا باپ ہے جن کا نواں قائم مہدیؑ عج ہوگا۔

السلام علیک یا مھدی صاحب الزمان العجل العجل العجل

تفسیر الحدیث ج۸ ص ۲٦۱ پر علامہ محمد دروزہ نے مسلم اور ترمذی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آیۂ تطہیر حضرت علیؑ۔ دختر رسولؐ اور حسنین شریفین کے حق میں اس وقت نازل ہوئی جب آنحضورؐ نے پنجتن پاک کو زیر کساء لے رکھا تھا ام المومنین ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے چادر کے قریب آ کر عرض کیا۔ قبلہ کیا میں ابھی ان کے ساتھ اہلبیت میں ہوں؟ آپ نے فرمایا نہیں ام سلمہ اپنی جگہ رہنا۔ تو نیکی پر ہے۔

نورالابصار کے حاشیہ پر محمد ابن حبان نے اسعاف الراغبین ص ۱۰۷ پر امام حنبل۔ اور طبرانی کی معجم کے حوالے سے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیۂ تطہیر یعنی احزاب ۳۳ پنجتن پاک کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل ج ۳ ص ۲۰٤ پر امام حسینؑ کا خطبہ نقل کیا ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ ہم وہ اہلبیتؑ نبی ہیں جو آیۂ تطہیر کے مصداق ہیں۔

علامہ شربینی نے اپنی تفسیر السراج المنیر ج ۳ ص ۲٤۵ پر جناب ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی ہے اور اس کا مصداق پنجتن پاک ہیں۔

اہلبیتؑ عصمت وطہارت علیہم السلام کا مرتبہ ادراک انسان سے بالاتر ہے اور بزرگان بشر کی عقلیں آنحضرتؐ کی کنہ ذات کی معرفت سے عاجز ہیں جب خدا کے علاوہ کوئی شخص ان کے فضائل کو نہ تو سمجھ سکتا ہے اور نہ ان کے کمالات ومناقب کا احصاء کر سکتا ہے تو بھلا ان کے مراتب کی حقیقی معرفت اور علمی احاطہ کیسے کر سکتا ہے؟ جیسا کہ عامہ کی کتابوں میں بھی یہ مسلم الثبوت واقعیت وحقیقت بیان کی گئی ہے (احقاق الحق، ج ٤، ص ۱۰۱، ۳۸۹، ج ۱۵، ص ۲۰۹) اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"لو ان لا شجار اقلام والبحر مداد، والجن حساب

والانس کتاب، ما احصو فضائل علی ابن ابی طالب"

اہلبیتؑ عصمت وطہارت علیہم السلام سے محبت اور روحانی ارتباط کی ایجاد کا
وسیلہ ہے اور اس خاندان کی محبت ''آیت کمال وسعادت کا بڑا راز ہے لہذا
ہر وہ انسان جو خوشبختی کا طالب اور معنوی کمالات کا جویا ہے جتنا بھی ممکن ہو
اس وسیلہ ''معرفت اہبیتؑ'' میں کوشش کرے اور اپنی معرفت میں اضافہ کرے
تا کہ دودمان ولایت سے اس کی دوستی ومحبت وارتباط زیادہ سے زیادہ محکم ہو
اور نتیجہ میں نفسانی بلندیاں اور روحانی کمالات جو کہ ابدی سعادت کے
موجب ہیں حاصل کرے۔

ہم بھی انہیں دو مقاصد کے ساتھ اس کتاب کی تدوین ونشر کیلئے اٹھے ہیں، امید رکھتے ہیں کہ
اس ناچیز اثر کو ہمارے عزیز مولا اور امام زمانہ حضرت بقیۃ اللہ حجۃ بن الحسن عجّ سلام اللہ علیہ وارواحنا فداہ
قبول فرمائیں گے اور اپنے لطف خاص اور فیض بیکران سے ہمیں بہرہ مند فرمائیں گے!

اہل بیت کے بارے میں خدا کا لحاظ کرو

اخرج مسلم، والترمذی والنسائی، عن زید بن ارقم؛ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ((اذکر کرم اللہ فی اهل بیتی))

مسلم(۱)، ترمذی اور نسائی نے زید بن ارقم (۲) سے نقل کیا ہے کہ
رسول اسلام نے ارشاد فرمایا: اے میرے امت والو! میں تم کو اپنے اہل بیت کے بارے مین خدا کو یاد
دلاتا ہوں، (ان کا خیال رکھنا کیونکہ میں قیامت میں تم سے ان کے بارے میں سوال کروں گا اگر تم نے
ان سے نیکی کی تو خدا کی رحمت تمھارے شامل حال ہوگی اور اگر تم نے انھیں ستایا تو ان کے عذاب سے
ڈرو، اقتباس از احادیث)۔(۳)

شذرت الذھب ج ۲، ص ۱۲۰ تذکرۃ الحفاظ ج ۲، ص ۵۱۳،۵۱۴ طبقات الحفاظ سیوطی ج ۲، ص ۱۶

(۲) ابوسید زید بن ثابت بن ضحاک انصاری خزرجی؛ موصوف کاتبین میں سے تھے، آپ کی ۴۵ھ میں وفات ہوئی، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھیے:

الاصابۃ جلد ۱، ص ۵۶۱،۵۶۲ الاستیعاب جلد ۱، ص ۵۵۱،۵۵۲

تذکرۃ الحفاظ جلد ۳، ص ۲۷،۲۸،۲۹

(۳) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں موجود ہے:

مسند عبد بن حمید (قلمی نسخہ، ظاھریہ لائبریری دمشق) کنز العمال جلد ۱، ص ۱۶۶ العقد الفرید جلد ۲، ص ۱۱۱

(۴) **حافظ ابویعلی احمد بن علی بن مثنی بن یحیی بن عیسی بن ھلال تمیمی موصلی؛** آپ ہی محدث الجزیرہ اور کتاب المسند الکبیر کے مولف ہیں، آپ ۲۱۰ھ ہجری میں شہر موصل عراق میں پیدا ہوئے، اور ۳۰۷ھ میں وفات پائی، آپ نے احمد بن حاتم بن طویل، یحیی بن معین اور دوسرے لوگوں سے روایتیں سنی اور پھر انھیں نقل کیا ہے، آپ کی مشہور کتاب المسند الکبیر ہے، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھیے:

معجم البلدان جلد ۵، ص ۲۲۵ شذرات الذھب جلد ۲، ص ۲۵۰

تذکرۃ الحفاظ جلد ۲، ص ۷۰۵،۷۰۶،۷۰۷

(۵) ابوسعید بن مالک بن سنان بن عبید انصاری خزرجی مدنی خدری؛ آپ کی ہجرت کے تین سال قبل پیدائش ہوئی اور ۷۴ھ میں وفات ہوگئی، آپ رسول کے ان صحابہ میں سے تھے، جو آپ کے ساتھ اکثر ساتھ رہا کرتے تھے، آپ نے بیعت الشجرہ میں شرکت کی، اور ۱۲ غزووں میں رسول اسلام کے ہم رکاب جنگ کی، آپ کے باپ شہدائے خد سے تھے، آپ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں تقریبا ۵۲

حدیثیں نقل کی گئی ہیں، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:

حلیة الاولیاء ج۱ ص ۲۹۹، لاصابة ج۲ ص ۸۶، ۸۵۔ الاستیعاب ج۲ ص ۸۹، تذکرة الحفاظ ج۱ ص ۱۴

(۲) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

مسند احمد بن حنبل ج۲ ص ۷۱۔ مسند ابو یعلی ج۱ ص ۳۸۷

(یہ قلمی نسخہ ہے جو ظاہریہ لائبریری دمشق میں موجود ہے)۔

معجم طبرانی ج۱ ص ۱۲۹۔ (قلمی نسخہ) کنز العمال ج۱ ص ۱۸۶، ۱۶۷۔ طبقات ابن سعد ج۲ ص ۱۹۴۔ ذخائر العقبی ص ۱۶

اگر رسول کے دوستدار ہونا چاہتے ہو تو اہل بیت سے محبت کرو

اخرج الترمذی و حسنه والطبرانی، عن ابن عباس؛ قال: قال رسول الله ﷺ: ((احبوا الله لما یغذوکم بن من نعمه، واحبونی لحب الله، واحبوا اهل بیتی لحبی))

ترمذی (حسن سند کے ساتھ) اور طبرانی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ نے فرمایا: اے لوگو! خدا کو دوست رکھو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے شکم سیر اور آسودہ کرتا ہے، اور مجھے بھی خدا کیلئے دوست رکھو، اور میری محبت کے واسطے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔ (۱)

اہل بیتؑ کی بارے میں رسولؐ کا خیال رکھو

اخرج البخاری، عن ابی بکر الصدیقؓ؛ قال: ((ارقبوا محمداً رسول الله ﷺ فی اهل بیته))

امام بخاری (۲) حضرت ابوبکر صدیقؓ (۳) سے نقل کرتے ہیں: رسول اسلام کا ان

کے اہل بیت (ع) کے بارے میں پورا پورا لحاظ اور پاس رکھو۔

(۱) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

الجماع الصحیح ج۲، ص۳۰۸، باب ""مناقب اھل بیت""

(ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن اور غریب ہے)۔

معجم الکبیر اللطبرانی ج۱، ص۱۲۵ ج۳، ص۹۳

سیوطی نے اس کتاب کے علاوہ تفسیر و منثور میں ترمذی، طبرانی، حاکم اور بیہقی سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

مستدرک الحاکم ج۲، ص۱۲۹، کنز العمال ج۶، ص۲۱۶ منتخب کنز العمال ج۵، ص۹۳ جامع الاصول ابن اثیر ج۹، ص۱۵۸ جلد ۱۰، ص۱۱۰ تاریخ ج۴، ص۱۵۹ اسد الغابہ ج۲، ص۱۲ ذخائر العقبی ص۱۸ مشترک الصحیحین ج۳ ص۱۵۰ میزان الاعتدال ج۲، س۱۶۳ مشکاۃ المصابیح ص۵۷۳ نزل الابرار ص۲۱۴ ینابیع المودۃ ص۱۹۲ و۲۷۲

(۲) ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بدرذبہ بخاری جعفی؛ موصوف ۱۹۴ھ مو متولد ہوئے، اور ۲۵۶ھ میں قریہ خرتنگ سمرقند میں وفات پائی، آپ کی مشہور کتاب الجامع الصحیح (صحیح بخاری) ہے، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۵۵۵،۵۵۷ تاریخ بغداد ج۲، ص۱۶ الجرح والتقدیل ج۳، ص۱۹۱ وفیات الاعیان ج۳، ص۵۷۶ شذرات الذھب ج۲، ص۱۳۴ جامع الاصول ج۱، س۱۸۵،۱۸۶

(۳) ابوبکر عبداللہ بن عثمان قریشی تمیمی صحابی؛ آپ رسول خدا کے یار غار اور بزرگ صحابی میں سے تھے،

آپ کا نام زمانہ جاہلیت میں عبدالعزیٰ یا عبداللات تھا، لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد عبداللہ رکھ دیا گیا، موصوف ہی نے رسول کی وفات کی بعد زمام خلافت کو سنبھالا، اور اپنی حکومت میں عراق اور فلسطین کے اطراف کو جو ابھی تک اسلامی حکومت کے بالکل کنٹرول نہیں تھے، ان کو فتح کیا، دو سال اور کچھ مدت حکومت کرنے کے بعد ۶۳ سال کی عمر میں ۱۳ھ میں وفات پائی، بقیہ حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تذکرة الحفاظ ج۱، ص۵۔۲ ۔ الاصابة ج۲، ص۳۴۱۔ ۳۴۴۔

(۴) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے:

صحیح بخاری ج۳، ص۱۵۱، باب "مناقب قرابة الرسول" طبری؛

ذخائر العقبیٰ ص۱۸۔ کنزالعمال ج۷، ص۱۰۶۔ الصواعق المحرقة ص۱۲۸۔

درمنثور ج۶، ص۷۔

کاش خلیفہ اول حضرت ابوبکر اس حدیث کے مضمون پر عمل کرتے جسے خود انہوں نے نقل کیا ہے!!

حضرت ابوبکر کا اہل بیت کے ساتھ کیا رویہ تھا، اس سلسلے میں کتاب الخصائص والاجتہاد، مؤلفہ سید شریف الدین، فصل اول نمبر ۱۔۷۔۸۔۹ دیکھئے۔

دشمن اہل بیت جہنم کی ہوا کھائے گا

اخرج الطبرانی، والحاکم، عن ابن عباس؛ قال رسول اللہ ﷺ:

((یا بنی عبدالمطلب انی قد سالت اللہ لکم ثلاثاً، ان یثبت قلوبکم و ان یعلم جاهلکم، ویهدی ضالکم، وسالته ان یجعلکم جوداء نجداء رحماء، فلو ان رجلاً صفن بین الرکن والمقام فصلی و صام ثم مات وهو مبغض لاهل بیت محمد(ص) دخل النار))

طبرانی اور حاکم ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا: اے نبی

عبدالمطلب! میں نے خدا سے تمھارے لئے تین چیزیں طلب کی ہیں، (اول) یہ کہ وہ تمھارے دلوں کو ثابت قدم رکھے، (دوم) یہ کہ تمھارے جاہلو کو تحصیل علم کی توفیق عطا کرے، (سوم یہ کہ) تم میں سے جو راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں ان کی ہدایت فرمائے، اور میں نے خدا سے چاہا ہے کہ وہ تم کو سخی، دلیر اور باہمی رحم وکرم کا خوگر بنائے، (کیونکہ یہ طے ہو چکا ہے کہ) جو شخص رکن و مقام (۱) کے درمیان نمازیں ادا کرے، اور روزے رکھے (اور اپنی ساری عمر اسی طرح گزار دے) لیکن اگر وہ بغض اہل بیت لے کر مرا تو وہ جہنم میں جائے گا۔(۲)

(۱) یہ مسجد الحرام میں دو مقدس مقام کے نام ہیں۔

(۲) مذکورہ حدیث حسب ذیل کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے:

المعجم الکبیر ج ۳، ص ۱۷۱ حاکم: مستدرک الصحیحین ج ۳، ۱۴۸۔

حاکم اس حدیث کو ابن عباس سے مرفوع سند کے ساتھ نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ حدیث بشرط مسلم صحیح ہے۔

مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۷۱۔ منتخب کنز العمال ج ۵، ص ۹۶۔ ۳۔ تاریخ بغداد ۳، ص ۱۲۲۔ الصواعق المحرقہ ص ۱۷۰، محب الدین طبری؛ ذخائر العقبیٰ ص ۱۸۔

محبّ الدین طبری نے اس حدیث کو اپنی مذکورہ کتاب میں اختصار کے طور پر نقل کیا ہے، اور کہتے ہیں: یہ حدیث ملا قاری نے اپنی کتاب "السیرة" میں نقل کیا ہے۔

ملا قاری؛ کتاب السیرة۔ دیلمی؛ مسند الفردوس (قلمی نسخہ لالہ لی لائبریری)۔

دیلمی نے اس حدیث کو ابن عباس سے اس طرح نقل کیا ہے:

((لو ان رجلا صفن قدمیه بین الرکن والمقام و صام و صلی ثم لقی الله مبغضاً لآل محمد دخل النار))

پس جو شخص رکن و مقام کے درمیان کھڑے کھڑے روزے اور نمازیں ادا کرے، (اور اپنی ساری عمر اسی طرح گزار دے) لیکن اگر بغض اہل بیت لے کر مرا تو وہ جہنم میں جائے گا۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

سید ابن شہید

فضائلِ ہارون در قرآن

خدائے جلال نے سورۃ الصّٰفّٰت کی آیات ۱۱۴ تا ۱۲۲ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون کے فضائل بیان فرمائے ہیں اور یہ سارے کے سارے فضائل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے فضائل سے مطابقت رکھتے ہیں۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوسٰی وَ ہَارُوْنَ

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارونؑ پر بہت سے احسانات کیے (خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت علی علیہ السلام پر بھی بہت سے احسانات فرمائے) اور خود ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑی سخت مصیبت سے نجات دلائی (خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت کو بھی مصائب سے نجات دلائی) اور فرعون کے مقابلے میں ہم نے ان کی مدد کی تو آخر یہی لوگ غالب رہے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام کو کو خدا نے ابوجہل و ابولہب پر غالب فرمایا) اور ان دونوں کو ایک واضح المطالب کتاب تورات نازل کی (خدا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن جیسی بے مثل کتاب عطا فرمائی) اور ہم ان دونوں کو سیدھی راہ کی ہدایت فرمائی (جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام خود سیدھی راہ تھے) اور بعد کو آنے والوں میں ان کا خیر باقی رکھا (جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام کا ذکر خیر ماضی میں بھی کتب میں آتا رہا اور تا یوم قیامت ہوتا رہے گا) موسیٰ علیہ السلام و ہارون پر سلام ہو (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام پر درود بھی ہے اور سلام بھی) ہم نیکی کرنے والوں کو یوں جزائے خیر عطا فرماتے ہیں۔ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام کو خدا نہ صرف جزائے خیر عطا فرمائی بلکہ سورۃ دہر کے مطابق ان کا شکرگزار بھی ہوا) بے شک یہ دونوں ہمارے خاص ایماندار بندوں میں سے تھے (جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام نہ صرف مومن تھے بلکہ وجہ ایمان اور امیرالمومنین تھے) سورۃ اعراف کی آیت ۱۴۲ میں ذکر ہے:

وَقَالَ مُوسٰی لِاَخِیْهِ ہَارُوْنَ اخْلُفْنِیْ

اسی طرح جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک تشریف لے جانے لگے تو خلافت علویہ کا اعلان فرمایا اور جب حضرت علی علیہ السلام نے استفسار کیا تو حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون کی مثال پیش فرما کر مزید نص فرمادی۔

سورہ اعراف کی آیت ۱۴۸ میں ہے

واتخذتم قوم موسیٰ من بعدہ من حلیھم عجلا جسداله خوارا"

اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کوہ طور پران کے جانے کے بعد اپنے زیوروں کو گلا کر ایک بچھڑے کی صورت بنائی یعنی ایک جسم جس میں گائے کی سی آوازی تھی افسوس کیا ان لوگوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہ نہ توان سے بات ہی کر سکتا ہے اور نہ کسی طرح کی ہدایت ہی کر سکتا ہے۔

یعنی حضرت موسیٰؑ کی غیبت صغریٰ کے موقع پران کی امت نے ان کے صحیح جانشین سے منہ موڑ لیا اسی طرح وصال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوراً" بعد امت محمدؐ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحیح جانشین سے منہ موڑ لیا۔

خلاصہ یہ کہ ان لوگوں نے اپنا معبود بنالیا اور اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے اور جب وہ پچھتائے اور انہوں نے اپنے آپ کو یقینی گمراہ دیکھ لیا تب کہنے لگے کہ اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہیں کرے گا اور ہمارا قصور معاف نہیں کرے گا تو ہم یقینی گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

بالکل اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت سے کہا کہ تم قلم دوات لے کر آؤ میں تمہیں ایسی چیز لکھ دوں گا کہ جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے۔

لیکن امت محمدیہ نے چند لوگوں کی باتوں میں آکر اپنے رسولؐ کی باتوں کو نہ مانا اور بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئی اور ابھی پچھتائیں یا نہ پچھتائیں لیکن جب عداوت آل محمد علیہم السلام کے باعث انہیں جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا تو اس وقت ضرور پشیمان ہونگے کہ کاش ہم اپنے

کتاب خدا اور اہل بیت سے تمسک ضروری ہے

اخراج الترمذی و حسنه، والحاکم، عن زید بن ارقم؛ قال: قال رسول لله ﷺ: ((انی تارک فیکم ما ان تمسکتم به لن تضلوابعدی، کتاب الله، وعترتی اهل بیتی ولن یفترقاحتی یرداعلی الحوض، فانظرواکیف تخلفونی فیهما))

ترمذی (حسن سند کے ساتھ) اور حاکم نے زید بن ارقم سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمھارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے، اور وہ کتاب خدا اور میرے عترت ہے، جو میرے اہل بیت ہیں، اور دیکھو! یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے، (لہذا اچھی طرح اور خوب سمجھ بوجھ لو!) تم میرے بعد ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہو، اور اُن کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو؟ (۴)

(۱) **امام مسلم**: آپ کا پورا نام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری ہے آپ ۲۰۲ھ (یا ۲۰۶) میں متولد ہوئے، اور ۲۶۱ھ میں (دیہات) نصر آباد، ضلع نیشاپور میں وفات ہوئی، آپ نے بغداد کے کئی مرتبہ سفر کئے، آپ بہت بڑے محدث اور عالم دین تھے، آپ کے مشہور کتاب الجامع الصحیح (صحیح مسلم) ہے، اور آپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

تذکرہ الحفاظ ج۲، ص ۱۵۰، طبقات الحنابلہ ص ۳۳۶، مرآۃ الجنان ج۲ ص ۱۷۴، وفیات الاعیان ج۲، ص ۱۱۹، تاریخ بغداد ج۱۳، ص ۱۰۰، بستان المحدثین ص ۱۰۴

(۲) زید بن ارقم بن زید انصاری خزرجی؛ ذہبی نے آپ کو بیعت رضوان والوں میں شمار کیا ہے،

موصوف نے تقریباً ۱۷ غزووں (جنگوں) میں رسول اسلام کے ساتھ شرکت کی، اور جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی طرف سے شرکت فرمائی، اور ۶۶ھ میں جناب مختار کے دور حکومت کوفہ میں وفات پائی، اپ کی سوانح عمری درج ذیل کتابوں میں نقل کی گئی ہے:

تذکرہ الحفاظ ج۱، ص۴۵، الاصابۃ ج۲، ص۱۱۱، الاستیعاب ج ا ص ۵۶۶، ۵۷۸

(۳) مذکورہ حدیث کو سیوطی نے اس جگہ اختصار کے ساتھ نقل کی ہے، لیکن امام مسلم نے اس حدیث کو تفصیل کے ساتھ اس طرح نقل کیا ہے:

حدثني يزيد بن حيان؛ انطلقتُ انا وحصين بن سبرة و عمر بن مسلم، الى زيد بن ارقم، فلما جلسنا اليه، قال له حصين، يازيد القدلقيب خيرا كثيرا، رايت رسول الله، وسمعت حديثه، وغزوت معه، وصليت خلفه، لقد لقيت يا زيدُ اخيرا اكثيراً، حدثنا يا زيدا ما سمعت من رسول الله، قال يابن اخي: والله لقد كبرت سني، وقدم عهدي، ونسيت بعض الذي اعي من رسول الله، فما حدثتكم فاقبلوا، ومالا، فلا تكلفونيه، ثم قال: قام رسول الله يوما فينا خطيبا بماء بدعى خمابين مكة و المدينة، فحمد الله واثنى عليه ووعظ و ذكر، ثم قال: اما بعد: الايا ايها الناس! فانما انا بشر يوشك ان ياتي رسول ربي فاجيب، و اناتارك فيكم ثقلين اولهما كتاب الله، فيه الهدى والنور فخذوا بكتاب الله واستمسكو ابه، فحث بكتاب الله ورغب فيه، ثم قال: بيتي اذكركم الله في اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي اذكر كم الله في اهل بيتي ثلاثا، فقال له حصين: ومن اهل بيته؟ يازيد!

الیس نسائه من اهل بیته؟ قال: نسائه من اهل بیته، ولکن اهل بیته من حرم الصدقة بعده، قال: ومن هم؟ هم آل علی، علی وال عقیل، وال جعفر، وال عباس، قال: کل هولاء حرم الصدقة، قال: نعم.....“

مسلم نے روایت کی ہے کی یزید بن حیاّن کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں حصین بن سبرہ اور عامر بن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے، زید بن ارقم کی مجلس میں بیٹھ گئے اور حصین زید سے اس طرح گفتگو کرنے لگے: ”اے زید بن ارقم! تو نے خیر کثیر کو حاصل کیا ہے، کیونکہ تو رسول خداؐ کے دیدار سے مشرف ہو چکا ہے، اور حضرتؐ کی گفتگو سے فیض حاصل کر چکا ہے، اور تو نے رسول کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی، اور حضرتؐ کی اقتداء میں نماز پڑھی، اس طرح تو نے خیر کثیر کو حاصل کیا ہے، لہٰذا جو تو نے رسولؐ سے سنا ہے اسے ہمارے لئے بھی نقل کر! زید بن ارقم کہتے ہیں: ایک روز رسول اسلام مکہ اور مدینہ کے درمیان میدان غدیر خم میں کھڑے ہوئے، اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا، اور بعد از حمد وثنا موعظہ ونصیت فرمایا: اے لوگو! میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں لہٰذا ممکن ہے کہ موت کا فرشتہ میرے سراغ میں بھی آئے، اور مجھے موت سے ہم کنار ہونا پڑے، (لیکن یہ یاد رکھو) یہ دو گرانقدر امانتیں میں تمہارے درمیان چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں پہلے کتاب خدا ہے جو ہدایت کرنے والی اور روشنی دینے والی ہے لہٰذا کتاب خدا کا دامن نہ چھوٹنے پائے اس سے متمسک رہو، اور اس سے بہرہ مند رہو، اس کے بعد آپ نے فرمایا:

اے لوگو! دوسری میرے گرانقدر امانت میرے اہل بیت ہیں، اور میرے اہل بیت کے بارے میں خدا سے خوف کرنا، اور ان کو فراموش نہ کرنا (یہ جملہ تین مرتبہ تکرار کیا)۔

زید نے جب تمام حدیث بیان کر دی، تو حصین نے پوچھا: اہل بیت رسول کون ہیں جن کے بارے میں اس قدر سفارش کی گئی ہے؟ کیا رسول کی بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں؟

زید ابن ارقم نے کہا: ہاں رسول کی بیویاں بھی اہل بیت میں ہیں مگر ان اہل بیت میں نہیں جن

کی سفارش رسولؐ فرما رہے ہیں، بلکہ یہ وہ اہل بیت ہیں جن پر صدقہ حرام ہے؟

حسین نے پوچھا: وہ کون حضرات ہیں جن پر صدقہ حرام ہے؟

زید ارقم نے کہا: وہ اولاد علیؑ، فرزندان عقیل و جعفر و عباس ہیں!

حصین نے کہا: ان تمام لوگوں پر صدقہ حرام ہے؟ زید نے کہا: ہاں۔

عرض مترجم: اس حدیث کو مسلم نے متعدد اسناد کے ساتھ اپنی صحیح میں نقل کیا ہے لیکن افسوس کہ حدیث کا وہ جملہ جو غدیر خم سے متعلق تھا حذف کر دیا ہے، حالانکہ حدیث غدیر راویوں میں سے ایک زید بن ارقم ہیں جو یہ کہتے تھے: "اس وقت رسولؐ نے فرمایا: خداوند متعال میرا اور تمام مومنین کا مولا ہے، اس کے بعد علیؑ کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں یہ علی اس کے مولا و آقا ہیں، خدایا! جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ، اور جو اس کا دشمن رکھے تو اس کو دشمن رکھ"

البتہ زید بن ارقم نے عقیدہ کے لحاظ سے اہل بیت کے مصداق میں بھی فرق کر دیا ہے، حالانکہ خود رسولؐ نے اہل بیت سے مراد آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ کے ذیل میں بیان فرما دیا تھا

یہ روایت مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی نقل کی گئی ہے

مسند احمد بن حنبل ج۴، ص ۳۶۷، ۳۶۶، کنز العمال ج۱، ص ۱۵۹، ۱۵۸، سیوطی: درمنثور ج۶، ص ۷

(مذکورہ حدیث سیوطی نے اس کتاب میں ترمذی اور مسلم سے نقل کی ہے)۔

اکلیل ص ۱۹۰، القول الفصل ج۱، ص ۴۸۹، عین المیزان ص ۱۲، فتح البیان ج۷، ص ۲۷۷

(۴) مذکورہ حدیث کو ترمذی نے باب مناقب اہل بیت میں نقل کیا ہے، اور حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔

دیکھئے: الجامع الصحیح (ترمذی شریف) ج۲، ص ۳۰۸

البتہ حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو غدیر خم کے مقام پر ٹھہرنے کا حکم دیا اور کہا یہاں سائبان لگایا جائے، پھر فرمایا:

کانی قدوعیت فاجبت، انی تارک فیکم الثقلین احدهما اکبر من الاخر کتاب الله، وعترتی، فانظروا کیف تخلفونی فیهما، ولن یفترقا حتی یر داعلی الحوض، ثم قال صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: ان الله عزوجل مولای وانا مولی کل مومن، ثم اخذ بید علیؑ فقال: صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم "من کنت مولاه فهذاولیه، اللهم وال من والاه وعادمن عاداه"۔

گویا میرے لئے خدا کی طرف سے دعوت ہونے والی ہے جسے مجھے یقیناً قبول کرنا ہوگا، مین تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ان میں سے ایک؛ دوسرے سے اکبر ہے (یعنی ایک ثقل اکبر ہے اور دوسری ثقل اصغر) اور یہ کتاب خدا ہیاور میرے عترت، پس دیکھو کہ تم میرے بعد کیا ان کے ساتھ سلوک کرتے ہو، یعنی ان کا احترام کرتے ہو یا نہیں؟ وہ دونوں ایک دوسرے جدا نہیں ہونگے، اور میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے، اس وقت فرمایا: بیشک میرا مولا اور سرپرست خدا ہے، اور میں تمام مومنین کا مولا ہوں، پھر علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں، اس کا ولی اور آقا علی ہے اے میرے خدا! تو دوست رکھ اسکو جو علی کو دوست رکھے، اور دشمن رکھ اس کو جو علی کو دشمن رکھے۔

حاکم اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: مذکورہ حدیث شرط شیخین (بخاری اور مسلم) کی روشنی میں صحیح ہے۔

امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابوں میں مخصوص شرائط کے ساتھ حدیثوں کو نقل کیا ہے ایک حدیث ان حضرات کے نزدیک صحت (اور صحیح ہونے) کے شرائط پر نہ اترے لیکن دوسرے محدثین کے نزدیک صحیح ہو، یا ان کے نزدیک کوئی حدیث صحیح ہو لیکن دوسروں کی نزدیک ضعیف ہو، اور نیز خودان

حضرات کے درمیان بھی حدیث کے شرائط صحت کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ مسلم نے احادیث کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے:

۱۔ وہ احادیث جن کے روای اعتقاد کے اعتبار سے درست اور نقل روایت میں متقن ہوں، اور ان کی روایتوں میں نہ کسی قسم کی فاحش غلطی اور نہ ہی ان روایتوں کے اندر کوئی شدید اختلاف پایا جاتا ہو۔

۲۔ وہ احادیث جن کے راوی حفظ اور اتقان میں پہلے درجہ تک نہ پہنچیں۔

۳۔ وہ احادیث جن کے راوی اکثر محدثین کے نزدیک کذب بیانی میں مہتم ہوں۔

مسلم نے اپنی کتاب میں مذکورہ تیسرے طبقے سے روایت نقل نہیں کی ہے۔*

امام بخاری کی شرط صحت کے بارے میں حافظ ابوالفضل بن طاہر کہتے ہیں:

احادیث کے تمام راوی موثق ہوں، اور ان کی وثاقت تمام محدثین کے نزدیک متفق علیہ ہونے کے ساتھ ان کی سند بھی متصل ہو، نیز سند مشہور صحابہ میں سے کسی ایک تک منتہی ہوتی ہو۔

حافظ ابوبکر خوارزمی کہتے ہیں: شرط صحت بخاری کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کے تمام اسناد متصل ہوں، اور راوی مسلمان اور صادق ہو، اور ان میں کسی طرح خیانت اور غش نہ پائی جائے، اور عادل، حافظ قوی اور عقیدہ سالم ہو، نیز ہر قسم کے اشتباہات سے دور ہوں۔

مزید معلوم کیلئے حسب ذیل کتابیں دیکھئے:

صحیح مسلم ج۱ ص۹۰ فتح الباری شرح صحیح البخاری ج۱ ص۷

مترجم

نسائی نے بھی مذکورہ حدیث کو الفاظ کے کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے، اور حدیث کے آخر میں یہ جملہ بھی نقل کیا ہے کہ زید سے جب کسی نے دریافت کیا کہ کیا تم نے اس حدیث کو خود اپنے کانوں سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ایسا کوئی فرد نہیں جو اس سائبان کے نیچے ہو اور اس نے اس حدیث کو نہ سنا ہو۔

قارئین کرام! مذکورہ کتابوں کے علاوہ درج ذیل کتابوں میں بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے:

کنزالعمال ج۱، ص۱۵۴، ذخائر العقبی باب فضائل اھل بیت، مسند احمد بن حنبل، ج۵، ص۱۷ و ج۴ ص۳۶۶ سنن بیھقی ج۲، ص۱۴۸، ج۷، ص۳۰ سنن دارمی ج۲، ص۴۳۱ مشکل الاثار ج۴، ص۳۶۸، اسد الغابۃ ج۲، ص۱۲ مستدرک الصحیحین ج۳، ص۱۰۹ و ص۱۴۸ مجمع الزوائد جلد۱، ص۱۶۳ و جلد ۹، ص۱۶۳ طبقات ابن سعد جلد ۲، ص۲ جلد الاولیاء جلد۱، ص۳۵۵ تاریخ بغداد جلد۸، ص۴۴۲ الصواعق المحرقۃ ص۷۵ الریاض النضرۃ جلد۲، ص۱۷۷ نزل الابرار ص۳۳ ینابیع المودۃ، ص۳۱ مصابیح السنۃ ص۲۰۵ جامع الاصول جلد۱، ص۱۸۷ المواھب اللدنیۃ جلد۷، ص۷

کتاب خدا اور اہل بیت تا بہ حوض کوثر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے

اخرج عبدبن حمید، فی مسندہ، عن زید بن ثابت، قال: قال رسول ﷺ: ((انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ بعدی لن تضلوا، کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی، وانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض))

عبدبن حمید(۱) اپنی مسند میں زید بن ثابت (۲) سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تمھارے درمیان وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس سے تمسک کیا تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے، اور وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے جو میرے اہل بیت ہیں، اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے۔ (۳)

حدیث ثقلین

اخرج احمد، وابو یعلی، عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ ﷺ قال: ((انی اوشک ان ادعی فاجیب، وانی تارک فیکم الثقلین، کتاب اللہ، وعترتی اھل بیتی وان اللطیف الخبیر خبرنی انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض، فانظروا کیف تخلفونی فیھما))

احمد اور ابو یعلی (٤) نے ابی سعید خدری (٥) سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسالتمآب نے اپنے (اصحاب کو مخاطب قرار دیتے ہوئے) فرمایا: مجھے عنقریب بلایا جائے گا اور میں چلا جاؤں گا، چنانچہ میں تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت، جو میرے اہل بیت ہیں، اور بیشک خدائے لطیف وخبیر نے مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ یہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گی، پس میں دیکھتا ہوں کہ میرے بعد تم ان کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہو، اور ان سے کیا سلوک کرتے ہو؟(٦)

(١) ابو محمد بن عبد بن حمید بن نصر کشی: آپ سمرقند کے دیہات ''کش'' کے باشندہ ہیں، موصوف نے عبد الرزاق بن ہمام، ابوداؤد اور طیالسی و دیگر محدثین سے روایت نقل کرتے تھے، امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے بھی آپ سے روایت نقل فرمائی ہیں، آپ کا شمار ثقہ اور ان علماء میں ہوتا ہے جنھوں نے حدیث، اور تفسیر میں کتابیں تالیف کیں، بہر کیف آپ کی وفات ۲۴۹ھ میں ہوئی، آپ کے حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں دیکھئے:

تھذیب لتھذیب ج٦، ص ٤٥٧، ٤٥٥۔ رجال قیسرانی ص ٣٣٧۔

رسول ﷺ سے وہ قیمتی نسخہ ضرور لکھوا لیتے۔

اور جب موسیٰ علیہ السلام پلٹ کر اپنی قوم کی طرف آئے تو یہ حالت دیکھ کر رنج و غصہ میں اپنی قوم سے کہنے لگے کہ تم لوگوں نے میرے بعد بری حرکت کی، تم لوگ اپنے پروردگار کے حکم میں کس قدر جلدی کر بیٹھے اور توارت کی تختیوں کو پھینک دیا۔

بالکل اسی طرح جب امت محمدیہ کا بروز محشر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حوض کوثر میں سامنا ہوگا تو فرشتے بعض لوگوں کو ڈنڈے مار کر بھگا رہے ہونگے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمائیں گے انہیں نہ مارو یہ تو میرے صحابی ہیں تو فرشتے کہیں گے اے حضور ﷺ ان لوگوں نے آپؐ کے پردہ فرمانے کے بعد کیا کیا کام کیئے۔

اور اپنے بھائی ہارون کے سر کے بالوں کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے اس پر ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے میں کیا کرتا قوم نے مجھے حقیر سمجھا اور میرا کہنا نہ مانا بلکہ قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں تو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسوایئے اور مجھے ان ظالم لوگوں کے ساتھ نہ قرار دیجئے۔

اور ایک دوسرے مقام پر ہے کہ حضرت ہارون نے افتراق امت سے ڈرتے ہوئے تلوار نہ اٹھائی۔

حضرت علی علیہ السلام سے جب کوفے میں یہ سوال کیا گیا کہ جب خلافت آپؑ کا حق تھا تو آپ علیہ السلام نے تلوار کیوں نہ اٹھائی تو حضرت علی علیہ السلام نے حضرت ہارون کی مثال پیش فرمائی کہ جس طرح حضرت ہارون نے افتراق امت کی خاطر تلوار نہ اٹھائی تھی اسی طرح میں نے بھی افتراق امت کے خوف سے تلوار نہ اٹھائی۔

وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کے لئے دعا نہیں مانگی کیونکہ اس وقت حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور معصوم نہ تھا کیونکہ امر شریعت کے لئے معاون کی ضرورت تھی لہٰذا ایک معصوم و طاہر کی ضرورت تھی۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے لئے دعا مانگ کر

آپ کی عصمت کا ثبوت دے دیا ہے کیونکہ حضرت علی علیہ السلام نے جب بھی کیا حق کا کام کیا وہ بھی قرآن وسنت کے عین مطابق تھا کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اگر حضرت ہارون زندہ رہتے تو حضرت یوشع سے پہلے آپ کا نمبر ہوتا بلکہ خلیفہ و وزارت ہی آپ کی نسل میں چلتی لیکن آپ کا انتقال ہوگیا لیکن حضرت علی علیہ السلام زندہ رہے لہٰذا وزارت آپ اور آپؑ کی اولاد کے لئے ہوگی۔ حدیث منزلت میں تو آپ نے بچوں اور عورتوں کا بہانہ پیش کر دیا اس حدیث میں تو بچوں اور عورتوں کی بات نہیں بلکہ امر رسالت کی بات ہے۔

حدیث منزلت میں تو آپ نے کہا کہ یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واپسی تک تھی لیکن یہاں تو زمانہ کی حد نہیں بلکہ جب تک وہ دین کے مکلف ہیں ان کی ڈیوٹی ہے کہ وہ اس کی نصرت کریں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی بار مدینے میں مختلف لوگوں کو چھوڑ گئے لیکن وزارت کے لئے تو کسی کو نہیں کہا تھا کہ حدیثیں گھڑنے والی مشینوں کو بھی گھن لگ گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ میں خود وزیر بناتا ہوں بلکہ اللہ سے دعا کی **واجعل لی وزیرا**" تو جب نبی کو یہ حق حاصل نہیں تو امت کو کیسے ہوگا۔

جو لفظ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمائے وہ حضرت نے فرمایا جو حضرت موسیٰؑ نے مانگا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مانگا چونکہ اس دعا کے بعد **انما ولیکم اللہ** نازل ہوئی لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ دعا منظور ہوگئی۔

مثل والد

ارجح المطالب ص ۱۲۲ سطر ۳، کنوز الحقائق ص ۷۹، مناقب خوارزمی ص ۲۱۹ سطر ۹، ذیل اللآلی ص ۶۰، کوکب دری ص ۱۵۸، ینابیع المودۃ ص ۱۰۰ سطر آخر۔

روایت حضرت عمار بن یاسر

نزھتہ المجالس جلد ۲ ص ۲۱۲' ینابیع المودۃ ص ۱۰۱'۱۰۰ سطر آخر' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۷۲' مناقب خوارزمی جلد ۲ ص ۲۳۰

روایت حضرت ابو ایوب انصاری

ارجح المطالب ص ۲۲۴ سطر ۶' مناقب خوارزمی ص ۲۳۰ جلد ۲' نزھتہ المجالس جلد ۲ ص ۲۱۲' ینابیع المودۃ ص ۱۰۰ سطر آخر' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۷۲

روایت انس بن مالک

ینابیع المودۃ ص ۱۰۱ سطر ۲' کنوز الحقائق ص ۷۹' فرائد السمطین' مناقب خوارزمی جلد ۲ ص ۲۳۰
جناب انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے مجھ پر اور علیؑ پر سات سال درود بھیجا۔ لا الہ الا اللہ کی شہادت میرے اور علیؑ کے سوا اور کسی شخص کی طرف سے آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی تھی۔

روایت حضرت علیؑ

حضرت علی علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی کا حق مسلمانوں پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق اپنے فرزند پر۔
لسان المیزان جلد ۴ ص ۲۹۹ سطر ۷' فاذلی ص ۷۴ سطر آخر' میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۱۰

سطر۲، مناقب خوارزمی ص ۲۳۰ سطر ۲

مثل باپ

حضرت اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار منبر پر تشریف فرما ہوئے اور مجمع کو دکھاتے ہوئے مجھے فرمایا: اے ابو الحسن! آگاہ ہو جاؤ میں اور تم اس امت کے باپ ہیں جسے ہم نے عاق کر دیا پس اس پر لعنت ہے۔ میں اور تم اس امت کے مولا ہیں جس نے انکار کیا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

بصائر ذوی التمیز جلد ۲ ص ۱۱۳، بحر المناقب ص ۸۷، المفردات ص ۴، تاریخ آل محمد ص ۱۲۹، مراۃ المقاصد ص ۲۲

روایت دوم

باب انت اخی و وارثی

مثل راس

(۱) عن البراء بن عازب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی بمنزلۃ الراس من جسدی (اخرجہ الخطیب) براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی مجھ سے ایسا ہے جیسے کہ سر میرے جسم سے۔

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی مثل راس من بدنی (اخرجہ الخطیب فی تاریخہ و ابوبکر بن مردویہ فی فوائدہ والدیلمی فی فردوس الاخبار) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مجھ سے مثل میرے سر کے ہے بدن سے۔

ارجح المطالب ص ۵۸۳ سطر ۸' مصباح الظلام جلد ۲ ص ۵۶' شرح العزیزی جلد ۲ ص ۴۱۷' تاریخ بغداد جلد ۷ ص ۱۲' نور الابصار ص ۷۳' مشارق الانوار ص ۹۱' کنوز الحقائق ص ۱۸' الصواعق المحرقہ ص ۱۲۵ سطر ۱۴' مناقب خوارزمی ص ۸۷ سطر ۲۱' مغازلی ص ۹۲ سطر ۶' ینابیع المودۃ ص ۴۴ سطر ۱۷' کوکب دری ص ۱۶۴' نزل السائرین ص ۲۰' الجامع الصغیر ص ۱۳۰' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۰' اسعاف الراغبین ص ۱۷۸' انتھاء الافہام ص ۲۱۲' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹ ص ۱۵۳' مفتاح النجا ص ۲۰' فیض القدیر ص ۳۵۷' المرقات جلد ۱۱ ص ۳۴۷' الذرۃ الخریدہ جلد ۱ ص ۸۸' وسیلۃ النجات ص ۱۳۳

روایت دوم

جامع الصغیر' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۶۲' مغازلی جلد ۲ ص ۹۳' تاریخ بغداد جلد ۷ ص ۱۲' ذخائر العقبیٰ ص ۶۳' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۰

روایت حضرت براء بن عازب

ارجح المطالب ص ۸۵۳ سطر ۲۱' مشارق الانوار ص ۹۱' جامع الصغیر ص ۱۴۰ جلد ۲' ذخائر العقبیٰ ص ۶۳' تاریخ بغداد جلد ۷ ص ۱۲' مناقب یحییٰ ص ۳۶' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۶۲' الصواعق المحرقہ' انتھاء الافہام ص ۲۱۳' کنز العمال جلد ۲ ص ۲۰۴' تاریخ دمشق جلد ۲ ص ۳۷۵' المرقات جلد ۱۱ ص ۳۴۷

روایت حضرت عبداللہ بن مسعود

ینابیع المودت ص ۲۳۳' فردوس الاخبار ص ۴۰' مودت القربیٰ ص ۷۰ سطر آخر۔

فلاسفر اہل اسلام سے دشمنی کے باوجود آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔ شاہان افرنج اور روم نے

اپنی عبادت گاہوں میں آپ کی تصویر اسی شکل کی بنا رکھی تھی کہ آپ تلوار اٹھائے ہوئے معرکہ قتال کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ ترک اور دیلم کے بادشاہوں نے آپ کی شکل اپنی تلواروں پر منقش کر رکھی تھی۔ عضد الدولہ بن بویہ' رکن الدولہ بن عضد الدولہ' الپ ارسلان اور آپ کا بیٹا ملک شاہ ان سب حضرات نے اپنی اپنی تلواروں پر حضرت کی تصویر بنا رکھی تھی۔ یہ حضرات اس تصویر کو باعث برکت خیال کرتے تھے۔ اور اس سے نصرت و کامیابی کی شگون لیتے تھے۔ میں اس شخص کے متعلق کیا کہہ سکتا ہوں جس کو ہر شخص دوست رکھتا ہو۔ اپنے آپ کو حضرت کی طرف منسوب کرنے میں فخر اور عزت تصور کرتا ہو۔ جوانمردی اور بہادری آپ کی خاص صفت ہے اور مشہور و معروف شعر کے ذریعے جس میں آپ کی مدح کی گئی ہے'

لوگوں نے جنگ احد کے موقعہ پر آسمان سے یہ آواز سنی تھی۔ **لَا سَيْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارِ وَ لَا فَتٰى اِلَّا عَلِي** میرے امکان/ایسی ذات کی تصویر نہیں ہے جس کا باپ ابو طالب ہو جو سید البطیٰ' شیخ قریش اور رئیس مکہ ہوں۔ کندی کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ کندی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نبوت کے آغاز میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور آپ کے ایک ساتھ ایک لڑکا اور عورت بھی نماز ادا کر رہی تھی۔ کندی کا بیان ہے کہ میں نے عباس کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ کون آدمی ہے۔ اس نے کہا یہ میرے بھائی کا فرزند محمد ہے۔ جو اس بات کا مدعی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس کی پیروی اس لڑکے نے کی ہے جس کا نام علی اور یہ بھی میرے بھائی کے نور چشم ہیں یا اس عورت نے آپ کی پیروی کا دم مارا ہے جو آپ کی زوجہ محترمہ ہیں جن کا نام خدیجہ ہے۔ کندی نے کہا کہ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ لوگ اس شخص کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ ہم لوگ اس انتظار میں ہیں کہ دیکھیں ہمارے سردار ابو طالب اس بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بچپن میں حضرت ابو طالب نے کفالت فرمائی تھی۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بڑے ہوئے تو آپ رسول اللہ کی حمایت' نصرت اور آپ کے دشمنوں کی تکالیف آپ سے دور کرتے رہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب حضرت ابو طالب کا (مکہ میں) انتقال ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حکم دیا کہ تم مکہ سے ہجرت کر

جاؤ۔ تمہاری نصرت و امداد کرنے والے کا اس دنیا سے انتقال ہو چکا ہے۔ حضرت کو یہ شرف اور بزرگی اپنے باپ کی جانب سے عطا ہوئی ہے کہ آپ کے چچا کے فرزند حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ محترمہ فاطمہ تمام کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ کے دونوں فرزند جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ آپ آباؤ اجداد کے سلسلہ نسب کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ متحد ہیں۔ نیزہ آپ اولاد کے بارے میں بھی رسول اللہ سے متحد ہیں۔ (آپ کے فرزند حسنین رسول اللہ کے فرزند ہیں) حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصول اور فروع دونوں باتوں میں رسول اللہ سے نکلے ہوئے ہیں۔ آپ کا گوشت اور خون رسول اللہؐ کے گوشت اور خون سے ملا ہوا ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حضرات کے نور کو پیدا کیا اس وقت سے یہ دونوں آپس میں ساتھ ساتھ رہے۔ حضرت عبداللہ اور حضرت ابو طالب ان دونوں بھائیوں میں آ کر وہ نور الگ الگ ہو گیا۔ رسول اللہؐ اور علی کی ماں ایک ہیں (جناب [illegible] علی کی والدہ کو اپنی ماں کہا کرتے تھے) جناب عبداللہ کی صلب سے انبیاء کے سردار و جناب ابو طالب کی پشت سے اوصیاء کے سردار پیدا ہوئے۔ یہ رسول اول ہیں اور یہ علی ثانی ہیں۔ یہ (رسولؐ) ڈرانے والے ہیں اور یہ (علی) ہادی ہیں۔ اکثر صاحبان حدیث کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت خدیجہ حضرت اللہ عنہا کے بعد حضرت علی سب لوگوں سے پہلے رسول اللہ پر ایمان لانے والے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام نے خود فرمایا ہے کہ میں ہی صدیق اکبر ہوں اور میں ہی فاروق اعظم ہوں۔ لوگوں سے پہلے میں ہی اسلام لایا ہوں اور لوگوں سے پہلے میں نے نماز پڑھی ہے۔ جس شخص نے کتب حدیث کا مطالعہ کیا ہے' وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے۔ مورخ واقدی اور ابن جریر کا نظریہ یہ ہے کہ فاطمہ بنت اسد' حضرت علی' حضرت جعفر حضرت عقیل اور ام ہانی کی والدہ ماجدہ دس مسلمانوں کے بعد اسلام لائی تھیں اور اسلام لانے والوں میں آپ کا گیارہواں نمبر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی تکریم اور تعظیم میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے تھے اور آپ کو اپنی ماں کہہ کر یاد فرماتے تھے۔ رسول اللہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ رسول اللہؐ جناب فاطمہ بنت اسد کی قبر کی لحد میں اتر کر جناب فاطمہ بنت اسد کے ساتھ لیٹ گئے تھے (اللہ اکبر) رسول اللہؐ نے فرمایا حضرت ابو طالب کے انتقال کے بعد فاطمہ بنت اسد کے سوا میرے ساتھ اور زیادہ نیکی کرنے والا کوئی نہیں تھا۔

روایت حضرت عائشہ

مناقب عینی ص ۳۶

روایت حضرت سلمان فارسی

عن سلمان قال انزلوا ال محمد بمنزلته الراس من الجسد و علی بمنزلته العین من الراس فال الجسد لا یهتدی الا بالراس و ان الراس لا یهتدی الا بالعین (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) سلمان سے روایت ہے جان لو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ سر کے ہیں بدن سے اور جناب علی بمنزلہ آنکھ کے ہیں سر سے پس تحقیق بدن نہیں۔ راستہ پاتا مگر ساتھ سر اور سر نہیں راستہ دیکھتا مگر ساتھ آنکھ کے۔

ارجح المطالب ص ۴۰۳ سطر ۱۲

مثل عین (آنکھ)

عن سلمان قال انزلوا ال محمد بمنزلته الراس من الجسد و علی بمنزلته العین من الراس فال الجسد لا یهتدی الا بالراس و ان الراس لا یهتدی الا بالعین (اخرجه الطبرانی فی الکبیر) سلمان سے روایت ہے جان لو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم بمنزلہ سر کے ہیں بدن سے اور جناب علی بمنزلہ آنکھ کے ہیں سر سے پس تحقیق بدن نہیں۔ راستہ پاتا مگر ساتھ سر اور سر نہیں راستہ دیکھتا مگر ساتھ آنکھ کے۔

عن سلمان، عبارت ارجح المطالب ص ۴۰۳ سطر ۱۲، رشفۃ الصادی ص ۹۱، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۷۲ سطر ۲۰، اخبار اصفہان جلد ۱ ص ۴۴، المعجم الکبیر ص ۱۳۱، مقتل خوارزمی ص ۱۱۰، مغازلی ص ۲۰

روایت حضرت ابوذر

الشرف المؤبد ص ۲۹

مِثلِ قُل ھُوَ اللّٰہ

ارجح المطالب ص۵۹۸' کنوز الحقائق ص۱۴۱' کوکب دری ص۱۵۶' ینابیع المودۃ ص۱۹۵ سطر۵

روایت نعمان بن بشیر

مناقب ابن مغازلی ص۷۰ سطر۱

مثل روح

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ایسے ہے جیسے میرے جسم میں میری رُوح ہے۔ (کنز العمال جلد۶ ص۱۵۹ حدیث ۲۶۸۱)

روایت حضرت عبداللہ بن عباس

ینابیع المودت ص۱۹۵ روایت ۱۱' مناقب خوارزمی ص۲۱

مونس ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اے علی تمہاری مثال لوگوں میں ایسی ہے جیسے قرآن میں سورۃ قل ھو اللہ کی ہے۔ جس نے سورۃ قل ھو اللہ کو ایک مرتبہ پڑھا گویا اس نے قرآن کے تیسرے حصہ کو پڑھ لیا۔ جس نے قل ھو اللہ کو دو مرتبہ پڑھا۔ ایسا ہے جیسے اس نے قرآن کے دو حصے پڑھ لئے۔ جس نے سورۃ قل ھو اللہ کو تین بار پڑھا۔ گویا اس نے تمام قرآن کو پڑھ لیا۔ اے علی اس طرح تم ہو۔ جس شخص نے تمہیں دل کے ساتھ دوست رکھا۔ اس نے تیسرا حصہ ایمان کا حاصل کر لیا۔ جس شخص نے تمہیں دل و زبان کے ساتھ دوست رکھا۔ اس نے ایمان کے دو حصے کر لئے جس شخص نے تمہیں دل و زبان اور ہاتھ کے ساتھ دوست رکھا۔ اس نے تمام ایمان کو جمع کر لیا۔ قسم ہے اس ذات کی۔ جس نے حقائق کے ساتھ مجھے نبی بنا کر بھیجا۔ اگر تمہیں تمام زمین کے رہنے والے اس طرح دوست رکھتے۔ جس طرح تمام آسمان والے تمہیں دوست رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کسی ایک کو آگ کا عذاب نہ دیتا۔

مثل حطہ

ملاحظہ فرمایئے مناقب اہلِ بیت جلد ۵

عَلِیٌّ مِنِّی کَمَنْزِلَتِی مِنْ رَبِّی

حضرت علیؑ فرماتے ہیں مجھے حضورؐ سے وہ منزلت حاصل تھی کہ ایسی منزلت مخلوقات میں سے کسی کو حاصل نہ تھی۔ میں حضورؐ کی خدمت میں ہر صبح حاضر ہو کر عرض کرتا تھا۔ السلام علیک یا نبی اللہ اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو۔ اور رسول اللہ کھنکھارتے تھے۔ تو میں واپس اپنے اہل کی طرف چلا جاتا تھا۔ ورنہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا تھا۔ میں حضورؐ کی خدمت میں دو دفعہ جاتا تھا۔ ایک رات کے وقت دوسرے صبح کے وقت۔ یہ جانا اسرار و رموز کے بیان کے متعلق ہوتا تھا۔

مثل کعبہ

ارجح المطالب ص ۵۹۷ سطر ۱۷، مناقب ابن مغازلی ص ۱۰۷ سطر ۴، مناقب عبداللہ شافعی ص ۴۰، بحر المناقب ص ۷ م

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل علی فی ھذہ الامتہ کمثل الکعبتہ النظر الیھا عبادۃ و تحج الیھا فریضتہ (اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب) ابو ذر غفاری کہتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ علی مثل کعبہ کے ہے کہ اس کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے اور اس کا حج فرض ہے۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاعلی انت بمنزلتہ الکعبتہ توتی و لا تاتی فان اتاک ھو لاء القوم فسلموک ھذا الامر فاقبل منھم و ان لم یاتوک فلا تاتھم حتی یاتوک (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار و اخرجہ ابن الاثیر عن علی فی اسد الغابہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تو بمنزلہ کعبہ کے ہے چاہیے کہ لوگ تیرے پاس آئیں نہ کہ تو لوگوں کے پاس جائے۔ پس اگر یہ قوم تیرے پاس آکر امر خلافت کو تیرے سپرد کریں تو تو ان سے قبول کریو اور اگر نہ آئیں تو تو ان کو پاس مت جاؤ یہاں تک کہ وہ خود تیرے پاس آئیں۔

روایت حضرت عبداللہ بن عباس

ارجح المطالب ص ۵۹۷ سطر ۲۰

روایت حضرت علیؑ

کنوز الحقائق ص ۲۰۲' اسد الغابہ جلد ۴ ص ۳۱' ینابیع المودۃ ص ۹۰' ذیل اللئالی ص ۶۲۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ کہ کسی شخص نے حضورؐ کی خدمت میں کیلے کا خوشہ روانہ کیا۔ رسول اللہؐ نے اپنے دست مبارک سے کیلے کے چھلکے کو اتارنا شروع کیا اور اسے میرے منہ میں ڈالتے جاتے تھے۔ ایک کہنے والے نے کہا اے اللہ کے رسول آپؐ علیؑ کو دوست رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے۔

جناب امیر کا بمنزلہ حضرت سے بمنزلہ حضرت کے خدا سے ہونا

عن الشعبی قال جاء ابوبکر و علی یزوران قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ بستۃ ایام قال علی تقدم یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر رضی اللہ عنہ ما کنت اتقدم رجلا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی منی کمنزلتی من ربی (نقلہ محب الطبری فی ریاض النضرہ وفی فضائل العشرہ) شعبی رحمتہ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور جناب علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ روز بعد حضرت کی قبر اطہر کی زیارت کے لیے تشریف لائے جناب علی علیہ السلام نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آپ آگے بڑھیں حضرت ابوبکر نے کہا میں ہرگز ایسے شخص پر تقدم نہیں کر سکتا جس کی شان میں میں نے حضرتؐ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ میری خدا سے۔

ارجح المطالب ص ۵۸۳ سطر ۱۲' مناقب خوارزمی ص ۲۱ سطر آخر' سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۳۹' روض الازہر ص ۹۷' ذخائر العقبیٰ ص ۶۴' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۶۳' الصواعق المحرقہ ص ۱۷۷ سطر ۲۵

روایت حضرت ابن مسعود

کَانَتْ لِی مَنْزِلَۃٌ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ

ینابیع المودت ص ۲۳ ۱۴۳ روایت ۲' سنن البیہقی جلد ۲ ص ۲۴۷' خصائص نسائی ص ۳۰' کشف

الغمہ جلد ۲ ص ۲۲۹' ذخائر المواریث جلد ۳ ص ۲۱' بلوغ الامانی جلد ۴ ص ۱۰۹' ینابیع المودۃ ص ۷۳ سطر آخر' سعد الشموس ص ۲۱۰' مشکوٰۃ جلد ۱۱ ص ۵۶۵۔

مثلِ انبیاء

منزلتہٗ من رسول

جناب امیر کی منزلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے نزدیک

(۱) عن علی قال کنت اذا سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی و اذ اسکت ابتدانی (اخرجہ الترمذی و النسائی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو حضرت مجھے عطا فرماتے تھے اور جب میں چپ رہتا تو حضرت ابتداء فرماتے۔

(۲) عن علی قال کان لی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدخلان مدخل باللیل و مدخل بالنهار فکنت اذا دخلت باللیل تنحنح لی (اخرجہ النسائی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو دفعہ حاضر ہونے کے وقت مقرر تھے ایک دفعہ رات میں اور ایک دفعہ دن میں جب کبھی میں رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا حضرت کھانس دیتے۔

(۳) عن علی قال کانت لی منزلتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن لاحد من من الخلائق فکنت اتیتہ کل سحر فاقول السلام علیک یا نبی اللہ فان تنحنح انصرفت الی اهلی و الا دخلت علیہ (اخرجہ النسائی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسا مرتبہ تھا کہ تمام خلائق میں سے کسی کا نہ تھا میں ہر صبح حاضر خدمت ہو کر یا نبی صلی اللہ السلام علیکم کہا کرتا تھا اگر حضرت کھانس دیتے تو میں واپس چلا جاتا ورنہ میں حاضر خدمت ہو جاتا۔

(۴) عن الشعبی قال ان ابابکر نظر الی علی فقال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اعظمهم منزلتہ فلینظر الی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن السمان) شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جناب علی علیہ السلام کی طرف نظر اٹھا کر کہا کہ جس شخص کی خوشی ہو کہ ایسے آدمی کو دیکھے کہ جو ہم سب سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رشتہ قرابت اور بلند مرتبہ رکھنے والا ہو تو وہ علی کو دیکھ لے۔

ارجح المطالب ص ۵۸۲ سطر ۱۸' ینابیع المودۃ ص ۷۳ سطر آخر' جامع الاصول جلد ۹ ص ۷۵' ۴' حدیث ۶۴۹۵' خصائص نسائی ص ۳۰' مشکوٰۃ ص ۵۶۵' مطالب السئول ص ۸

مثیلِ عیسیٰؑ

ینابیع المودت ص ۲۷۳ ۳ سطر آخر' البدایہ جلد ۷ ص ۳۵۵' مناقب خوارزمی ص ۲۲۳ سطر ۶' شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۲۵۹' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۸' نور الابصار ص ۷۳' الفرق المفترقہ ص ۳۰' تاریخ الخلفاء ص ۱۷۳' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۷' کفایت الطالب ص ۱۹۶' مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۱۶۰' مشکواۃ ص ۵۶۵ سطر ۲' شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۳۲۵' ذخائر العقبیٰ ص ۹۲' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۳' الصواعق المحرقہ ص ۱۲۳ سطر آخر' اسعاف الراغبین ص ۱۷۷' الاتحاف ص ۱۵۵' تاریخ خمیس جلد ۱ ص ۲۳' ازالۃ الخفاء جلد ۱ ص ۵۱۷' مستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۱۲۳ سطر ۶' مخازلی ص ۷۱ سطر آخر' مناقب ثعلبی ص ۴۰' عقد الفرید جلد ۲ ص ۱۹۴' استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۲' کوکب دری ص ۲۱۶۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ علیؑ تم میں عیسیٰ بن مریم کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ سے اتنا کینہ رکھا کہ آپ کی ماں پر بہتان تراشی۔ اور نصاریٰ نے آپ کو اتنا دوست رکھا کہ آپ کو اس مقام پر پہنچا دیا جس کے آپ سزاوار نہ تھے۔ اور آپ کے حواری آپ پر ایمان لے آئے پھر حضرت علی نے فرمایا۔ میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے۔ مجھے زیادہ دوست رکھنے والا۔ مجھے اس مقام پر لے جائے گا جو مجھ میں موجود نہیں ہو گا۔ اور میرے ساتھ کینہ رکھنے والا۔ میری دشمنی اس کو اس طرف لے جائے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے گا۔

جنابِ امیرؑ کا نظیر جنابِ مسیح ہونا

عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم و الذى نفسى بيده لو لا ان تقول فيك طوائف من امتى ما قالت النصارى فى عيسى بن مريم لقلت فيك اليوم مقالا لا تمر باحد من المسلمين الا اخذ التراب من اثر قدميك يطلبون فيه البركة (اخرجه الديلمى فى فردوس الاخبار) جناب علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میری امت کے لوگ تیرے حق میں ایسی بات نہ کہہ گذریں کہ جو نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کے حق میں کہہ رہے ہیں تو البتہ آج میں تیرے حق میں ایک بات کہتا۔ کہ تو کسی مسلمان کے پاس سے ہو کر نہ گذرتا کہ وہ تیرے پاؤں کی مٹی لے کر اس میں اپنے لیے برکت طلب نہ کرتا۔

(۲) عن علی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل عیسی ابغضتہ الیہود حتی بھتوا امہ و احبہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلتہ التی لیس لہ (اخرجہ احمد و النسائی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی تم عیسی کی مثل ہو کہ یہودیوں نے ان سے بغض رکھا یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان دھر دیا۔ اور نصاری نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ ان کا رتبہ ایسا بڑھایا جو ان کے لیے نہیں تھا۔

ارجح المطالب ص ۵۶۷ سطر ۱۳' شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۱۵۹' کوکب دری ص ۱۲۶' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۶' البدایہ جلد ۷ ص ۳۵۵' ینابیع المودۃ ص ۹۰ سطر ۱' المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۳' نظم درر السمطین ص ۱۰۳' مشکوٰۃ ص ۵۶۵' تقویتہ الایمان ص ۱۴۵ سطر ۱۳' نسائی ص ۳۹' مناقب خوارزمی ص ۲۳۳ سطر ۷۔

روایت دوم

ینابیع المودت ص ۱۷۲ سطر ۹' لسان المیزان جلد ۷ ص ۴۵۵' الفرق المفترقہ ص ۳۰' منتخب کنز العمال ص ۴۳۰۔

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے فرمایا اے علی تیری مثال عیسیٰ جیسی ہے۔ یہودیوں نے عیسیٰ سے بغض رکھا۔ حتیٰ کہ عیسیٰ کی ماں پر بہتان باندھا۔ اور نصاریٰ نے آپ کو دوست رکھا۔ یہاں تک کہ آپ کو اس مقام سے گرا دیا جو اللہ کی طرف سے آپ کی ذات کے واسطے مقرر تھا۔ حضرت علی نے فرمایا میرے معاملے میں دو شخص ہلاک ہوں گے۔ دوست جو مجھے اس حد سے بڑھا دے۔ جو مجھ میں نہیں ہو گی۔ دوسرا میرے ساتھ دشمنی رکھنے والا جسکی ہر شے میں میری دشمنی ہو گی۔

"وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا"

عبارت ارجح المطالب ص ۱۰۳' ذیل اللئالی ص ۵۹' مناقب خوارزمی ص ۲۳۳ سطر ۸' شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۱۵۹' نظم درر السمطین ص ۹۲

(۴۴) و لما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منه یصدون (سورۃ الزخرف) ترجمہ: جب پیش کیا گیا مریم کے بیٹے کی مثال تب ہی تیری قوم چلانے لگی۔

عن علی قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان فیک مثلا من عیسی احبہ قوم فهلکوا فیہ و ابغضہ قوم فهلکوا فیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم المنافقون اما یرضون ان لہ مثلا من عیسی فنزلت هذه الآیۃ (اخرجہ البزاز و ابویعلی و الحاکم و النطیوی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ یا علی تجھ میں بعینہٖ عیسی علیہ السلام کی مثال موجود ہے کہ ایک قوم نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ اس میں ہلاک ہوگئی اور ایک قوم نے ان سے بغض کیا کہ وہ اس میں ہلاک ہوگئی پھر آپ نے فرمایا کیا منافق راضی نہیں کہ اس کے لیے عیسی کی مثال موجود ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔

ینابیع المودۃ ص ۲۰۳ روایت ۶، کوکب دری ص ۱۴۰، مناقب خوارزمی ص ۲۲۰ سطر ۹، ینابیع المودۃ ص ۱۰۷ سطر ۲۲، شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۲۵۹

امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے آتے ہوئے دیکھا اور آپ کے اصحاب آپ کے اردگرد موجود تھے۔ فرمایا (اے علی) تیرے بارے میں عیسیٰ بن مریم کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اگر میری امت کے لوگ تیرے بارے میں وہ بات نہ کہتے جو عیسیٰ بن مریم کے بارے میں نصاریٰ کہتے ہیں تو میں تیرے حق میں ایک ایسی بات کہتا اگر تم لوگوں کے کسی گروہ کے پاس سے گزرتے تو وہ تیرے دونوں قدموں کی مٹی کو اٹھا لیتے اور اس کو باعث برکت خیال کرتے اور اس کے ذریعہ شفا طلب کرتے۔ منافق کہنے لگے محمدؐ اس بات پر راضی نہیں ہوئے۔ آخرکار اپنے بھائی کو مثیل عیسیٰ بن مریم بنا دیا ہے (تب) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ وَ قَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ إِنْ (اے علی) هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ جب عیسیٰ بن مریم کی مثال بیان کی جاتی ہے تو تمہاری قوم اس سے انکار کرتی ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارے خدا اچھے ہیں یا وہ۔ اس کی مثال تم سے جھگڑے کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ جبکہ یہ جھگڑالو قوم ہے۔ نہیں ہے وہ یعنی علی مگر بندہ جس پر ہم نے انعام کیا ہے۔ اور ہم نے اس کو اسرائیل کے لئے مثال بنایا ہے۔ حضرت سلمان سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

روایت شعبی

عقد الفرید جلد ۲ ص ۱۹۴، الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۷۲

روایت ابی السوار

ذخائر العقبیٰ ص ۹۲، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۴۰

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اے علی! میری امت تیرے بارے میں اس طرح مفترق ہو جائے گی جس طرح حضرت عیسیٰ کے بارے میں بنی اسرائیل مفترق ہو گئی تھی۔

الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۶۱، سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۲۰۸

روایت جابر

ملاحظہ فرمائیے اس سلسلے کی جلد ۷ ص ۷۶

روایت حضرت علی

روایت حضرت علی بن الحسین

ملاحظہ فرمائیے یہی کتاب باب فضائل شیعہ

جناب امیر کا فضائل میں انبیاء علیہم السلام کی مانند ہونا

روایت اول — انس بن مالک

عن انس بن مالک۔ قال کنا فی بعض بحرات بکہ نتفنا کر علیا" فدخل رسول اللہ فقال ایھا الناس من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ و الی نوح فی فھمہ و الی ابراہیم فی حلمہ و الی موسٰی فی شدتہ و الی عیسٰی فی زھادتہ و الی محمد و بھائہ و الی جبرئیل و امانتہ و الی الکواکب الدری و الشمس و الضحٰی و القمر المضئی فلیتطاول و لینظر الی ھذا الرجل و

اشار الیٰ علی بن ابی طالب

انس سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم کے کے ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے تھے اور علی کا ذکر کر رہے تھے کہ اتنے میں جناب رسول خدا تشریف لائے اور فرمایا کہ اے لوگو جو شخص چاہتا ہے کہ آدم کو اس کے علم میں، نوح کو اس کے فہم میں، ابراہیم کو اس کے حلم میں، موسیٰ کو ان کی شدت میں، عیسیٰ کو ان کے زہد میں، محمد کو اور ان کے صفات عالیہ کو جبرائیل کو اور ان کی امانت کے درخشندہ ستارے کو آفتاب تابندہ اور قمر روشن کو دیکھے تو وہ گردن اٹھا کر اس شخص کو دیکھے اور آپ نے حضرت علی کی طرف اشارہ فرمایا۔

مناقب علی مغازلی ص ۲۱۲ سطر ۴، تاریخ دمشق ص ۲۲۵ جلد ۲، مقتل الحسین، خوارزمی ص ۴۳، ریاض النضرہ ص ۲۱۷ جلد ۲، شرح حدیدی ص ۴۴۹ جلد ۲، ینابیع المودت ص ۱۲۱، البدایہ و النہایتہ ص ۳۵۶، مناقب خوارزمی ص ۴۹، وسیل اللئالی ص ۵۴

روایت دوئم ابو الحمراء

عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ و الی نوح فی فھمہ و الی ابراہیم فی حلمہ و الی یحییٰ بن زکریا فی زھدہ و الی موسیٰ بن عمران فی بطشہ فلینظر الی علی بن ابی طالب

حضرت ابو الحمراء سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو، فہم میں حضرت نوح کو، حلم میں جناب ابراہیم کو، زہد میں جناب یحییٰ ابن زکریا کو، حملے میں حضرت موسیٰ بن عمران کو دیکھنا چاہے تو وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

شواہد التنزیل ص ۷۸ جلد ۱، مناقب خوارزمی، مقتل خوارزمی ص ۴۳، الریاض النضرہ ص ۲۱۷ جلد ۲، ینابیع المودت ص ۹۹ سطر ۱۱، کوکب دری ص ۱۵۹ سطر ۱۴، المواقف ص ۲۷۶ جلد ۳، شرح عینیہ ص ۲۷، شرح مقاصد ص ۲۹۹ جلد ۲، نزھتہ المجالس ص ۲۴۰ ص ۲، ذخائر العقبیٰ ص ۹۳

عن ابن عباس قال بینما رسول اللہ جالس فی جماعت من اصحابہ اذ اقبل علی فلما بصر بہ رسول اللہ قال من اراد منکم ان ینظر الی آدم فی علمہ و الی نوح فی حکمتہ و الی

ابراهیم فی حلمه فلینظر الی علی بن ابی طالب ثم قال قلت تشبیهته لعلی با ٰدم فی علمه لان الله تعالیٰ علّم آدم صفته کل شئی کما قال عزوجل وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا فما من شئی ولا حادثته الا و عند علی فیها علم و له فی استنباط معنا هافهم

و شبه نبوح فی حکمته و فی روایته فی حکمه و کانه اصح لان علیا" کان شدید ا علی الکافرین . رؤفا بالمومنین کما وصفه اٰدم فی القران بقوم وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ و اخبرالله عزوجل شدته نوح علی الکافرین بقوله رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا

و شبه فی العلم بابراہیم خلیل الرحمان کما و صفه عزوجل بقوله اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ فکان متخلقا" باخلاق الانبیاء متصفا لصفات الاصفیاء (کفایت الطالب ص ۴۵)

روایت سوم حضرت جابر

عن جابر قال قال رسول الله من اراد ان ینظر الی اسرافیل فی هیبته و الی میکائیل فی رتبته و الی جبرائیل فی جلالته و الی ادم فی علمه و الی نوح و فی خشیته و الی ابراہیم فی خلقه و الی یعقوب فی حزنه و الی یوسف فی جماله و الی موسیٰ فی مناجاته و شجاعته و ایوب فی صبره و الی یحییٰ فی زهده و الی عیسیٰ فی عباد ته و الی یونس فی ورعه و الی محمد فی کمال حسبه و خلقه فلینظر الی علی فان فیه تسعین خصلته من خصال الانبیاء جمعها الله فیه و لم یجمع فی احد غیره

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب نے فرمایا ہے جو کوئی اسرافیل کو اس کی ہیبت میں میکائیل کو اس کے رتبے میں اور جبرائیل کو اس کی جلالت میں' آدم کو اس کے علم میں' نوح کو اس کے خدا سے خوف کرنے میں' ابراہیم کو خلیل خدا ہونے میں' یعقوب کو حزن و ملال میں' موسیٰ کو اس کی مناجات پروردگار میں' ایوب کو صبر کرنے میں' یحییٰ کو اس کے زہد میں' عیسیٰ کو اس کی عبادت میں' یونس کو اس کی پرہیزگاری میں' محمد کو اس کے کمال حسب و خلق میں دیکھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب کی طرف نظر کرے۔ کیونکہ اس میں پیغمبروں کی نوے خصلتیں پائی جاتی ہیں جو کہ اللہ نے ان میں جمع کی ہیں

اور اس کے سوا اور کسی میں ان کو جمع نہیں کیا۔ (ینابیع المودت ص ۲۵۵' کوکب دری ص ۱۵۹ سطر آخر' مودت القربیٰ ص ۶)

روایت چہارم ابن عباس

عن ابن عباس ان رسول اللہ قال من اراد ان ینظر الی ادم فی علمہ و الی ابراہیم فی حلمہ و الی نوح فی حکمہ و الی یوسف فی جمالہ فلینظر الی علی بن ابی طالب

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو اور حلم میں حضرت ابراہیم کو حکم میں حضرت نوح کو اور جمال میں حضرت یوسف کو دیکھنا چاہے وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

ارجح المطالب ص ۵۶۸ سطر ۹' لسان المیزان ص ۲۴ جلد ۲ سطر ۱۱' ذخائر العقبیٰ ص ۹۴' فتح الملک العلیٰ ص ۳۴' الریاض النضرہ ص ۲۱۸ جلد ۲' آئمتہ الھدیٰ ص ۳۷

روایت ششم حضرت ابو ہریرہ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ و ھو فی محفل من اصحابہ ان تنظروا الی ادم فی علمہ و نوح فی فہمہ و ابراہیم فی خلقہ و موسٰی فی مناجاتہ و عیسٰی فی سنتہ و محمد فی ہدیہ و حلمہ فانظروا الی ھذا المقبل لتطاول الناس فاذا ھو علی بن ابی طالب

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے جبکہ آپ صحابہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اگر تم آدم کو اس کے کمال علم میں' نوح کو کمال فہم میں' ابراہیم کو ان کے کمال خلق میں' موسیٰ کو ان کی صفت کلیم اللہ میں' عیسیٰ کو ان کے طریق عبادت میں' محمد کو ان کے کمال طریقت و حلم میں دیکھنا چاہتے ہو تو اس آنے والے کو دیکھو' لوگوں نے جو گردن اٹھا کر دیکھا تو علی بن ابی طالب تھے۔ (مناقب عینی ص ۵۰)

روایت ہفتم حضرت حارث

عن الحارث الاعور صاحب رایته علی قال بلغنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جمع من اصحابه فقال اریکم آدم فی علمه و نوحا فی فهمه و ابراهیم فی حکمته فلم یکن باسرع من ان طلع علی فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ اقست رجلا بثلثه من الرجل بخ بخ لهذا الرجل من هو یا رسول اللہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا تعرفه یا ابابکر قال اللہ و رسوله اعلم قال ابو الحسن علی بن ابی طالب قال ابوبکر بخ بخ لک یا اباالحسن (اخرجه ابوبکر بن مردویه) حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علم دار ناقل ہیں کہ ہم کو خبر لگی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں رونق افروز تھے کہ ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسا شخص دکھاؤں کہ اپنے علم میں وہ جناب آدم اور فہم میں جناب نوح اور حکمت میں جناب ابراہیم ہے۔ کچھ دیر نہ گذری تھی کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے ایسا آدمی بیان فرمایا ہے کہ فضائل میں تینوں نبیوں کے مساوی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ وہ کون ہے۔ حضرت نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم اس کو نہیں جانتے حضرت ابوبکر نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ فرمایا وہ ابو الحسن علی بن ابی طالب ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے شاباش اے ابوالحسن تیرا مثل کہاں ہے۔

(تنبیہہ) اس حدیث کی ذیل میں فخر الاسلام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں هذا الحدیث یدل علی ان علیا کان مساویا لهو لاء الانبیاء فی هذا الصفات و لا شک ان هو لاء الانبیاء کانوا افضل من سائر الصحابة و المساوی للافضل افضل لوجب ان یکون علی افضل منهم (اربعین فی اصول الدین) یعنی یہ حدیث دال ہے کہ جناب علی ان صفات میں انبیائے کرام علیہم السلام کے مساوی تھے اور کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا کہ یہ انبیاء تمام صحابہ کرام اور مساوی الافضل افضل ہوا کرتا ہے اسی لیے جناب بھی ان سے افضل ٹھہرے۔

ارجح المطالب ص ۵۱۸ سطر ۱۴ مناقب خوارزمی ص ۴۵ جلد ۲

روایت مرفوع

اخرج البیهقی باسناده عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من اراد ان ینظر الی ادم فی علمه والی نوح فی تقواه و الی ابراهیم فی خلته و الی موسی فی هیبته و الی عیسے فی عبادته فلینظر الی علی بن ابی طالب بیہقی اپنی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت آدم کو ان کے علم کے ساتھ اور حضرت نوح کو ان کے تقویٰ کے ساتھ اور حضرت ابراہیم کو ان کے خلیل ہونے کے ساتھ اور حضرت موسیٰ کو ان کی ہیبت کے ساتھ اور حضرت عیسیٰ کو ان کی عبادت کے ساتھ دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو تو علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

ارجح المطالب ص ۱۹۱ سطر ۳' شرح القاصد ص ۲۱۹' کوکب دری ص ۱۲۹ سطر ۲۰' اربقتہ المحمودیہ ص ۲۱۱ جلد ۱' المواقف ص ۶۲۶' تقرب المرام ص ۴۰۳ جلد ۴' مطالب السئول ص ۲۲

قسم دوئم

قال النبی من اراد ان ینظر الی ادم فی علمہ و الی نوح فی فهمه و الی ابراہیم فی حلمه و الی موسٰی فی زہدہ و الی محمد فی بهائه فلینظر الی علی بن ابی طالب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ارادہ کیا کہ وہ آدم کو اس کے علم میں' نوح کو اس کے فہم میں' ابراہیم کو اس کے حلم میں' موسیٰ کو اس کے زہد میں' محمد کو اس کے جاہ و جلال میں دیکھے تو وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔ (نزھتہ المجالس ص ۲۰۷ جلد ۲)

روایت دہم — قسم سوئم — طریق رازی

قال رسول اللہ من اراد ان یری ادم فی علمه و نوحا فی طاعته و ابراہیم فی خلته و موسٰی فی قربته و عیسٰی فی صفوته فلینظر الی علی بن ابی طالب

رسول اکرم نے فرمایا جس کا ارادہ ہو کہ وہ آدم کو علم میں' نوح کو طاعت خدا میں' ابراہیم کو خلیل اللہ ہونے' موسیٰ کو قرب خدا میں' عیسیٰ کو خدا کی طرف سے برگزیدہ ہونے میں دیکھے تو وہ علی کی طرف نظر کرے۔ (نزھتہ المجالس ص ۲۰۷ جلد ۲' تفسیر نیشاپوری جلد ۳ ص ۲۰۷ سطر ۷' تفسیر بحر المحیط جلد ۲ ص ۴۸۱ سطر ۵)

روایت نمبر ۱۴

جناب امیرؑ کا نظیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ ہونا

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما من نبی الا وله نظیر فی امته فعلی نظیری (اخرجه الخلعی و الدیلمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر نبی کی ایک نظیر اس کی امت میں ہوتی رہی ہے پس علی میری نظیر ہے۔

ارجح المطالب ص ۵۶۷ سطر ۹' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۶۴' مناقب عینی ص ۴۷' ذخائر العقبیٰ ص ۶۴' ینابیع المودۃ ص ۲۰۴' مقتل خوارزمی ص ۸۴' مناقب خوارزمی ص ۸۵ سطر ۱۳

مثل اصحاب کہف

ینابیع المودت ص ۱۷۳ سطر آخر

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ کی تفسیر

حضرت امام حسین جناب امیر المومنین علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ خبردار۔ وہ علم جس کو لے کر جناب آدم علیہ السلام زمین پر اترے تھے۔ اور جس کی بدولت خاتم الانبیاء تک تمام انبیاء کو فضیلت دی گئی۔ وہ تمام کا تمام علم خاتم الانبیاء کی اولاد میں موجود ہے۔ تم کہاں سرگرداں ہو رہے ہو۔ اور کہاں جا رہے ہو۔ اولاد محمدؐ تم میں ایسی ہے۔ جیسے اصحاب کہف اپنی قوم میں اور خاتم الانبیاء باب حطہ کی مانند ہیں۔ وہ لوگ سلامتی کا دروازہ ہیں۔ اور یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں موجود ہیں۔ **یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ** اے وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہو۔ تم کے تمام سلامتی کے دروازے کے اندر داخل ہو جاؤ۔ شیطان کے نشانات کی پیروی نہ کرو۔

ابو تراب

کوکب دری ص ۳۳۵ ص ۱۱۰' المنھل ص ۳۱۳' الریاض ص ۲۷۰' محاضرۃ الادباء جلد ۴ ص ۴۷۷' کنوز الحقائق ص ۱۰۸' رغبتہ الآمل شرح کامل جلد ۲ ص ۱۷۸' نور الابصار ص ۱۷۸' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۶' کشف الغمہ جلد ۱ ص ۲۴۲' عمدۃ القاری جلد ۲۲ ص ۲۱۴' تاریخ خمیس جلد ۱ ص ۴۱۰' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۳' شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ ص ۴' الکنی و الاسماء جلد ۱ ص ۸

صحیح بخاری، صحیح مسلم، صواعق محرقہ، روضتہ الاحباب، روضتہ الشہداء اور معارج النبوۃ میں منقول ہے کہ غزوہ ذوالعشیرہ میں جب سید کائنات صلح اور معاہدہ کر کے مدینہ سکینہ میں واپس تشریف لائے۔ اس سفر ظفر اثر میں آپ نے امیرالمومنین کی کنیت ابو تراب مقرر فرمائی۔ عمار یاسرؓ کہتے ہیں کہ میں اور امیرالمومنین ایک درخت خرما کے نیچے سو کر گرد میں آلودہ ہو رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سرہانے تشریف لائے اور امیر سے فرمایا **قُمْ یَا اَبَا تُرَاب** (اے ابو تراب اٹھ) اور فرمایا اے بھائی! میں تجھ کو اس شخص سے خبردار کروں جو سب آدمیوں سے زیادہ تر بدبخت اور شقی ہے۔ عرض کی۔ ہاں فرمایئے۔ فرمایا دو شخص ہیں۔ ایک وہ شخص جس نے ناقہ صالح کو پے کیا دوسرا وہ شخص جو تیری داڑھی کو خون سے رنگین کرے گا۔ حضرت یہ فرماتے تھے اور اپنا دست حق پرست امیرالمومنین کے سر اور منہ پر پھیرتے تھے اور ملا عبدالرحمن جامی نے شواہد النبوۃ میں روایت کی ہے کہ ایک روز سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدۃ النساء علیہا التحیۃ والثناء کے دولت سرا میں تشریف لا کر پوچھا۔ کہ اے فاطمہ میرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ عرض کی مجھ میں اور اس میں کچھ بات چیت ہوئی تھی۔ اس پر اس بزرگوار نے گھر میں قیلولہ نہ فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور تلاش میں مصروف ہوئے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ امیرالمومنین فلاں جگہ سو رہے ہیں۔ سید المرسلینؐ وہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ ردائے مبارک آپ کے کندھے سے گر پڑی ہے۔ حضرتؐ اپنے دست مبارک سے مٹی بدن شریف امیرالمومنین سے چھڑاتے تھے اور فرماتے **قُمْ یَا اَبَا تُرَاب** (اے ابو تراب اٹھ) کہتے ہیں کہ اس روز سے امیرالمومنین کی کوئی کنیت اور نام ابو تراب سے بڑھ کر بھلا معلوم نہ ہوتا تھا۔

ہ کنزالعمال جلد ۶ ص ۱۵۳، ادب المفرد ص ۲۲۱، مناقب خوارزمی ص ۲۲، الاذکار ص ۲۷۲، تاریخ ذہبی جلد ۲ ص ۱۹۲، فتح الباری جلد ۷ ص ۵۸، ارشاد الساری جلد ۹ ص ۱۳۹، الصواعق المحرقہ ص ۱۲۵ سطر ۲۱، البیان جلد ۲ ص ۱۳۳، الفتح الکبیر جلد ۱ ص ۴۵، امتاع الاسماء ص ۵۵، سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۱۲۶، تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۲۲، شفاء العزام جلد ۲ ص ۳۶۵، التاج الجامع جلد ۳ ص ۲۹۵، السنن و المبتدعات ص ۴۳، مسند دمشق جلد ۲ ص ۴۳۳، مقاتل الطالب

ص۲۵' معرفتہ علوم الحدیث ص۲۱۱' احسن الانتخاب ص۲۵ سطر۱۳' سیرت علی ص۲ سطر۴' المرتضیٰ ص۴ سطر۲' اسد اللہ ص۲۹ سطر۲' مشکل کشاء ص۱۱۸ سطر۵' کنز العمال جلد۱۲ ص۲۰۱' السیف الیمانی ص۷۴' المخص ص۱۷۹ سطر۱۴' تفریح الاحباب ص۳۳۸' الفتوحات الربانیہ جلد۵ ص۱۴۰' الامتاع مقریزی ص۵۵' طبقات ابن سعد جلد۲ ص۱۰' ینابیع المودۃ ص۴۳ سطر۱۰' سعد الشموس و الاقمار ص۲۱۰' مناقب عینی ص۱۵' بذل القوۃ ص۱۲۹' منال الطالب ص۲۸' عیون الاثر جلد۱ ص۲۲۶' سیرت ابن ہشام جلد۲ ص۲۳۶

روایت سہیل بن سعد

ابو تراب شد (۱) عن سهل بن سعد قال استعمل على المدينة رجل من ال مروان قال فدعا سهل بن سعد فامره از يشتم عليا قال فابى سهل فقال اما اذا ابيت فقل لعن الله ابا تراب فقال سهل ما كان لعلى اسم احب و ان كان ليفرح اذا دعى فقال له اخبرنا عن قصته لم سمى با تراب فقال جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم بيت فاطمة فلم يجد عليا فقال اين ابن عمك فقالت كان بينى و بينه شئى تعاضبنى فخرج و لم يقل عندے فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نسان انظر اين هو فقال رسول الله هو فى المسجد راقد فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم و هو مضطجع قد سقط رداء ه عن شقه فاصابه تراب فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسحه عن يقول قم يا ابا تراب (اخرجه البخارى و المسلم) سہل بن سعد کہتے ہیں ایک دفعہ آل مروان کا ایک آدمی مدینہ میں عامل ہو کر آیا اور سہل بن سعد کو بلا کر کہنے لگا تو جناب علی علیہ السلام کو گالیاں دے سہل نے انکار کیا عامل نے کہا اگر تو اس سے انکار کرتا ہے تو صرف اتنا ہی کہہ دے کہ نعوذ باللہ جناب ابو تراب پر ——— ہو سہل نے کہا جناب امیر کے نزدیک اس نام سے کوئی نام زیادہ پیارا نہ تھا جب آپ اس نام سے پکارے جاتے تو نہایت خوش ہوتے عامل نے کہا ہمیں یہ بتا کہ جناب امیر کا نام ابو تراب کیوں رکھا گیا۔ سہل نے کہا ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم حضرت سیدہ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ علی علیہ السلام کو موجود نہ پا کر جناب سیدہ سے پوچھا تیرا چچا زاد کہاں ہے۔ جناب سیدہ نے عرض کیا۔ ہم دونوں میں کچھ شکر رنجی ہو گئی تھی وہ غصہ ہو کر چلے گئے اور آج گھر میں قیلولہ نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا کہ جا کر دیکھو کہ وہ اس وقت کہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ و سلم مسجد میں تشریف لے گئے اور ان کو سوتا ہوا پایا ——— اور دیکھا کہ کندھے سے ردا اتری ہوئی ہے اور پہلو مٹی سے آلودہ ہو رہا ہے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ و سلم ان کے بدن سے مٹی پونچھنے لگے اور فرمانے لگے اے ابو تراب اٹھ اے ابو تراب۔

ارجح المطالب ص۱۲ سطر آخر' جامع الاصول جلد۹ ص۴۷۷' کنز العمال جلد۶ ص۳۹۰' تاریخ ذہبی جلد۲ ص۱۹۲' کوکب دری ص۲۲۰' لطائف المعارف ص۳۵' مقاتل الطالبین ص۲۵' مسلم الصحیح' معرفتہ علوم الحدیث ص۲۱۱' الاذکار ص۳۷۴' تاریخ دمشق جلد۱ ص۲۲' اہل البیت ص۱۹۶' سنن الکبریٰ بیہقی جلد۲ ص۴۴۶' مناقب خوارزمی ص۷ سطر۳' ینابیع المودت ص۴۳ سطر۱۰

روایت عبدالعزیز بن ابی حازم

مغازلی ص۹ سطر۱۲' الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۵۴' مقاتل الطالبین ص۲۵' طبری تاریخ جلد۲ ص۱۲۳' الاستیعاب جلد۲ ص۴۶۷' ذخائر العقبیٰ ص۵۶' شواہد النبوۃ (اردو) ص۲۷۸ سطر۱۳

مشہور کتب میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کی کنیت ابو تراب رکھی۔

تہذیب التہذیب جلد۷ ص۳۴۴ سطر۹' طبقات ابن سعد جلد۲ ص۱۰' نہایت الارب جلد۳ ص۱۵۲' تہذیب الاسماء جلد۱ ص۳۴۴' قصہ کبیر ص۱۱۵' حیواۃ الحیوان جلد۱ ص۵۴' محاضرۃ الاوائل ص۱۱۳

علی ابن عباس

(۲) عن ابن عباس قال اخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین المهاجرین و الانصار و هو انه صلی اللہ علیہ وسلم اخی بین ابی بکر و عمر رضی اللہ عنهما و بین عثمان و عبدالرحمن بن عوف و اخی بین طلحه و الزبیر و اخی بین ابی ذر الغفاری و المقداد رضوان اللہ علیهم اجمعین و لم یواخ بین علی بن ابی طالب و بین احد منهم خرج علی مغضبا حتی اتی جدولا میزا الارض و توسد ذراعیه و نام فیهما فسفی علیه الریح التراب فطلبه النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجده علی تلک الصفته فوکز برجله و قال له قم فما صلحت الا تکون ابا تراب اغضبت حین اخیت بین المهاجرین و الانصار و لم اواخ بینک و بین احد منهم اما ترضی ان تکون منی بمنزله هارون و موسی الا انه لا نبی بعدی۔ الا من احبک فقد حف بالامن و الایمان و من ابغضک اماته اللہ میته جاہلیته (اخرجه ابوبکر الخوارزمی)

ابن عباس کہتے ہیں جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا اور اس کی یہ صورت قرار دی کہ جناب ابوبکر کو حضرت عمر کا اور حضرت عثمان کو عبدالرحمن ابن عوف کا اور طلحہ کو زبیر کا اور ابو ذر غفاری کو مقداد کا بھائی بنایا۔ اور علی ابن ابی طالب باقی رہ گئے ان سے کسی کا رشتہ اخوت نہ ملایا جناب امیر نہایت غصہ میں جا کر زمین پر لیٹ گئے اور اپنے بازو کا تکیہ بنا کر زمین پر سو گئے۔ ہوا نے مٹی اڑا کر ان کے بدن کو گرد آلود کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ڈھونڈنے لگے اور ان کو اس حالت میں پایا اور اپنے پاؤں سے ٹھکرا کر فرمایا۔ تو نے ابو تراب بننے میں اپنی لیے کیا اچھی مصلحت دیکھی ہے جب میں نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی بندی کا رشتہ جوڑا اور تجھے کسی کا بھائی نہ بنایا تو تو خفا ہو گیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہو جیسا ہارون موسیٰ سے تھے۔ لیکن میرے بعد نبی نہیں ہو گا جو کوئی تجھ سے محبت کرے گا وہ امن اور ایمان میں چھپا رہے گا اور جو شخص تجھ سے بغض رکھے گا خدا اس کو کافروں کی موت سے مارے گا۔

عبارت ارجح المطالب ص ۱۴۳ روایت ۲، احسن الانتخاب ص ۲۶ سطر ۱۱، الفصول المہمہ ص ۲۲، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۲۱، الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۶۰، ینابیع المودت ص ۴۷ سطر ۱۳، اسد الغابہ ص ۲۶ جلد ۱۵، مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۲۳۰، فتح الباری جلد ۷ ص ۵۸، نفحات جلد ۲ ص ۱۶۴، مناقب خوارزمی ص ۷ سطر ۱۵

روایت ابن عمر

راموز الاحادیث ص ۱۶۸، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۲۱ سطر ۱۶، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۲

عمار بن یاسر

عبارت کوکب دری ص ۲۲۰، اکاف الشاف ص ۹۵، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۶۰، احسن الانتخاب ص ۲۵ سطر آخر، دلائل النبوۃ ص ۳۸۴، نسائی ص ۳۹، سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۱۳۲، عیون الاثار جلد ۱ ص ۲۲۶، البدایہ جلد ۳ ص ۲۴۷، طبری جلد ۲ ص ۲۶۱، مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۲۶۳، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۱۰، مغازلی ص ۹ سطر ۲، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۱ سطر ۱۲، تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۲۲، فتح الباری جلد ۸ ص ۲۷۳، المستدرک جلد ۳ ص ۱۴۰، سیرت ابن ہشام جلد ۲ ص ۲۳۶، عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۶۳۰، الامتاع مقریزی ص ۵۵، تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۳۶۴، الکنٰی و الاسماء جلد ۲ ص ۱۶۳، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۴، رغبتہ الآمل شرح کامل ص ۱۸۰، کوکب دری ص ۲۲۰۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، صواعق محرقہ، روضتہ الاحباب، روضتہ الشہداء اور معارج النبوۃ میں منقول ہے کہ غزوۂ ذوالعشیرہ میں جب سید کائنات صلح اور معاہدہ کرکے مدینہ سکینہ میں واپس تشریف لائے اس سفر ظفر اثر میں آپ نے امیر المومنین کی کنیت ابو تراب مقرر فرمائی۔ عمار یاسرؓ کہتے ہیں کہ میں اور امیر المومنین ایک درخت خرما کے نیچے سو کر گرد میں آلودہ ہو رہے تھے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سرہانے تشریف لائے اور

امیرؑ سے فرمایا قم یا ابا تراب (اے ابو تراب اٹھ) اور فرمایا اے بھائی! میں تجھ کو اس شخص سے خبردار کروں جو سب آدمیوں سے زیادہ تر بدبخت اور شقی ہے۔ عرض کی۔ ہاں فرمایئے۔ فرمایا دو شخص ہیں۔ ایک وہ شخص جس نے ناقہ صالح کو پے کیا دوسرا وہ شخص جو تیری داڑھی کو تیرے خون سے رنگین کرے گا۔ حضرت یہ فرماتے تھے اور اپنا دست حق پرست امیر المومنین کے سر اور منہ پر پھیرتے تھے۔ اور ملا عبدالرحمن جامی نے شواہد النبوۃ میں روایت کی ہے کہ ایک روز سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدۃ النساء علیہ التحیۃ و الثناء کے دولت سرا میں تشریف لا کر پوچھا۔ کہ اے فاطمہ میرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ عرض کی مجھ میں اور اس میں کچھ بات چیت ہوئی تھی۔ اس پر اس بزرگوار نے گھر میں قیلولہ نہ فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور تلاش میں مصروف ہوئے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ امیر المومنین فلاں جگہ سو رہے ہیں۔ سید المرسلینؐ وہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ ردائے مبارک آپ کے کندھے سے گر پڑی ہے۔ حضرتؐ اپنے دست مبارک سے مٹی بدن شریف امیر المومنین سے چھڑاتے تھے اور فرماتے تھے قم یا ابا تراب (اے ابو تراب اٹھ) کہتے ہیں کہ اس روز سے امیر المومنین کی کوئی کنیت اور نام ابو تراب سے بڑھ کر بھلا معلوم نہ ہوتا تھا۔

روایت حضرت ابو طفیل

مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۱، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۶، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۰۹ حدیث ۲۶۷۹

غزوہ ذوالعشیرہ کے دن

المستطرف جلد ۲ ص ۳۳، تاریخ خمیس جلد ۱ ص ۴۰۱

روایت حضرت جابر

کفایت الطالب ص ۸۲

روایت منہال بن عمر

تاریخ دمشق جلد ا ص ۲۲

ابو الحسن

ملاحظہ فرمایئے انسائیکلو پیڈیا علویہ جلد ۷ ص ۱۵

ابو الحسین

ابو الحسین :۔ عن علی قال کان الحسن یدعونی فی حیواۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابا حسین و الحسین یدعونی ابا حسن ولا یدعوان ابا الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما مات دعونی بابیھما (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جناب امیر روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بابرکات میں حسن مجھ کو ابا حسین اور حسین ابا حسن کہا کرتے تھے۔ اور مجھ کو اپنا باپ نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ جناب رسول خدا کو اپنا باپ جانتے تھے۔ جب حضرت رحلت فرما گئے تو مجھے ان دونوں نے ابا حسن اور ابا حسین کہنا چھوڑ دیا۔

ارجح المطالب ص ۲ سطر ۷، مناقب خوارزمی ص ۸ سطر ۵، احسن الانتخاب ص ۲۴، اسد

اللہ جلد ۲ ص ۲۵.

ابو محمدؑ

ارجح المطالب ص ۲، احسن الانتخاب ص ۲۵ سطر ۸

ابو محمد :۔ خوارزمی کہتا ہے کہ جناب امیر اس کنیت سے بھی پکارے جاتے تھے کیونکہ ابن حنفیہ کا نام محمد تھا جن کے پیدا ہونے کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بیان فرمائی تھی۔

اَبُو السّبطَین

ملاحظہ فرمائیے انسائیکلو پیڈیا علویہ جلد ۸ باب اخوت

اَبُو الأئمتہ

ملاحظہ فرمائیے باب امامت

اَبُو ھٰذِہِ الاُمّت

چند صفحات پہلے باب مثل و ند

اَبُو العترۃ

باب امامت عنوان امام البریہ

اَبُو الرّیحَانتَین

آئندہ مناقب حسنین میں ملاحظہ فرمائیے

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ حسین مجھے یا ابا الحسن اور حسن مجھے یا ابا الحسین کہتے تھے۔ (مناقب خوارزمی ص ۸ سطر ۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کو فرماتے تھے اے ابو الریحانتین تم پر سلام ہو میں تمہیں اپنے پھولوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ (منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۵' اسد اللہ ص ۲۵ سطر ۱۰)

اَبُو وَلدِی

پہلے باب اخوت میں ملاحظہ فرمائیے

قَسِیمُ النَّارِ وَ الجَنّۃ

کوکب دری ص ۱۹۷، منقبت ۱۶۱، کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۲، مناقب عینی ص ۲۹، کنوز الحقائق ص ۹۸، مناقب خوارزمی ص ۲۰۹ سطر ۴، مغازلی ص ۴۰، مجمع بحار الانوار جلد ۳ ص ۱۴۴، شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ ص ۴۴۸، کوکب دری ص ۱۹۷

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اے علیؑ تو قیامت کے روز دوزخ اور بہشت کا تقسیم کرنے والا ہے۔ امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے روز دوزخ کہے گا یہ تیرا ہے یہ میرا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا کہ میں دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور میرے بارے میں لوگوں کے دو گروہ ہیں ایک ہدایت پانے والے دوسرے گمراہ ہونے والے۔

لسان المیزان جلد ۳ ص ۲۴۷ سطر ۲، نہایت اللغت جلد ۳ ص ۲۸۴، الغریبین ص ۳۰۷، کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۲

علی قسیم کیسے؟

محمد بن منصور کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت احمد بن حنبل کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا اے ابو عبداللہ یہ حدیث جو حضرت علیؑ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ **قسیم النار و الجنتہ** ہے یہ کیسے ہے۔ تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث **لا یحبک الا مومن و لا یبغضک الا منافق** سنی ہے۔ حاضرین نے کہا سنی ہے۔ تو آپ نے فرمایا مومن کہاں ہو گا۔ جواب دیا جنت میں۔ منافق کہاں ہو گا جواب دیا گیا نار میں۔ تو آپ نے فرمایا ابھی بھی نہیں سمجھے کہ علی قسیم النار و الجنتہ کیسے ہے۔

طبقات حنابلہ جلد ۱ ص ۳۲۰

حضرت اعمش سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں قسیم النار ہوں۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو میں جہنم سے کہوں گا یہ تیرا ہے اور یہ میرا ہے۔

تاریخ دمشق جلد ۲ ص ۲۴۶، تاج العروس جلد ۲ ص ۲۵، لسان المیزان جلد ۳ ص ۲۴۷ سطر ۲، جلد ۳ ص ۲۴۸، جلد ۶ ص ۱۱۳ سطر ۳، البدایہ جلد ۷ ص ۳۵۵، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۵۲، میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۰۰، ینابیع المودت ص ۱۳۵ سطر آخر۔

وہ تفسیر جو آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے ایک امام امام حسن عسکری کی طرف منسوب ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔ اور تم دوزخ سے کہو گے کہ یہ میرا آدمی ہے اور یہ تمہارا ہے۔

مامون کا دریافت کرنا

ینابیع المودت ص ۱۳۷ روایت ۱۱

کتاب عیون الرضا میں ابو الصلت ہروی سے روایت ہے کہ مامون نے امام علی رضا بن موسیٰ کاظم علیہما السلام سے دریافت کیا کہ مجھے اپنے جد امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق آگاہ فرمایئے کہ وہ کون سا سبب ہے جس کی بنا پر علی دوزخ اور جنم کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ امام نے فرمایا تم اپنے آباء سے روایت نہیں کرتے وہ سب لوگ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ علی کی محبت ایمان کی علامت ہے اور آپ سے بغض رکھنا کفر کی نشانی ہے۔ مامون نے کہا ہاں۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا جب جنت مومن کے لئے اور جنم کافر کے لئے مقرر ہے اور جنت اور جنم کی تقسیم آپ سے محبت اور بغض پر موقوف ہے تو آپ جنت اور جنم کے تقسیم کرنے والے ٹھہرے۔ مامون نے کہا کہ آپ کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ باقی نہ رکھے۔ تم اپنے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہو۔ ابو الصلت ہروی کا بیان ہے کہ جب امام رضا علیہ السلام واپس اپنے گھر تشریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ اے فرزند رسول آپ نے کس قدر پیارا جواب امیر المومنین (مامون) کو دیا ہے۔ فرمایا اے ابو الصلت یہ جواب تو میں نے صرف اس نہج سے دیا جس کو وہ خود تسلیم کرتا تھا، ورنہ میں نے اپنے باپ کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ اپنے آباء کرام سے روایت کرتے تھے۔ یہ سب حضرات حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

روایت حضرت عبداللہ بن عباس

ارجح المطالب ص ۱۷ سطر ۱۲

(۲) عن ابن عباس قال دخل علی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عندہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہما فجلس بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بین عائشہ فقالت ما کان لک ان تجلس بین فخذی فضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ظہرھا و قال مہ لا تو ذینی فی اخی فانہ امیر المومنین و سید المسلمین و قائد الغراب المحجلین یوم القیامتہ یقعد علی الصراط فیدخل اولیاء فی الجنتہ و یدخل اعداء فی النار (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف رکھتے تھے اتنے میں جناب امیر تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین کے درمیان میں بیٹھ گئے۔ بی بی عائشہ جھنجلا کر بولیں کیا میری ران پر بیٹھنے کے سوا آپ کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی عائشہ کی پشت پر ہاتھ مار کر کہا کہ چھوڑ میرے بھائی کے بارے میں تو نے مجھے ایذا دی۔ یہ مومنین کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور سفید ہاتھ اور سفید منہ والوں کا پیشوا ہے۔ قیامت کے روز یہ پل صراط پر بیٹھے گا اور اپنے دوستوں کو جنت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کرے گا۔

روایت حضرت حذیفہ

ارجح المطالب ص ۳۲۱ سطر ۱

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تم قیامت کے روز بہشت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والے ہو اور جہنم سے کہو گے یہ میرا اور یہ تمہارا ہے۔

روایت دوم

ینابیع المودت ص ۱۳۷ روایت ۱۲

امام رضا سے مامون نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تمہارے جد امجد علی جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ پھر آپ نے مذکورہ بالا حدیث کو یہ میرا ہے۔ یہ تمہارا ہے۔ تک بیان فرمایا۔

روایت حضرت ابو سعید خدری

مودت القربیٰ ص ۸۲ سطر آخر، ینابیع المودت ص ۷۰ سطر ۹

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت اور دوزخ کی کنجیاں مجھے عطا کی ہیں۔ پھر فرمایا۔ اے سلمان علی سے کہہ دو۔ کہ جس کو تم چاہو گے ان میں سے اسے نکال لو گے۔ اور جس کو چاہو گے ان میں داخل کر دو گے۔

روایت حضرت عبداللہ بن مسعود

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علیؑ تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔ تم بہشت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے۔ اپنے دوستوں کو بلا حساب بہشت میں داخل کرو گے۔ (ینابیع المودت ص ۱۳۴ روایت ۲)

قسیم النار و الجنۃ:۔ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت قسیم النار والجنۃ و انت تقرع باب الجنۃ و تدخلھا احبائک بغیر حساب (اخرجہ الدیلمی و ابن مغازلی و قاضی عیاض فی الشفاء) حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علی تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو اور تم جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے اور اس میں اپنے دوستوں کو بغیر حساب کے داخل کرو گے۔

(۲) عن ابی الطفیل عامر بن واثلۃ الکنانی ان علیا قال للستۃ جعل عمر رضی اللہ عنہ الامر شوری بینھم کلا ما طویلا من جملتہ انشد کم اللہ ھل لیکم احد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت قسیم النار و الجنۃ یوم القیامت غیری قالو اللھم لا (اخرجہ الدار قطنی نقلت من صواعق محرقہ و جواہر العقدین) ابو طفیل عامر بن واثلہ نقل کرتے ہیں کہ جناب امیر نے ان چھ صحابیوں سے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد مشورے کے لیے مقرر کیا تھا ایک طویل گفتگو کی منجملہ اس کے یہ بھی کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم میرے سوا کوئی ایسا شخص جانتے ہو جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یا علی تم دوزخ اور جنت کے تقسیم کرنے والے ہو۔ سب نے متفق ہو کر کہا خدا گواہ ہے آپ کے سوا کوئی نہیں۔

یوم مناشدہ

ارجح المطالب ص ۳۶ سطر ۷، ینابیع المودت ص ۶۹ سطر ۷، وسیلۃ النجات ص ۱۳۵

جناب امیر نے ان چھ صحابیوں سے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد مشورے کے لیے مقرر کیا تھا ایک طویل گفتگو کی منجملہ اس کے یہ بھی کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آیا تم میرے سوا کوئی ایسا شخص جانتے ہو جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یا علی تم دوزخ اور جنت کے تقسیم کرنے والے ہو۔ سب نے متفق ہو کر کہا خدا گواہ ہے آپ کے سوا کوئی نہیں۔

جنت و دوزخ کا مختار علی ہے

ارجح المطالب ص ۲۱۲ روایت ۳

عن ابی ذر قال کنت انا و جعفر بن ابی طالب مہاجرین الی بلاد حبشتہ فاھدی جعفر جاریتہ قیمتھا اربعتہ الاف دراھم فلما قدمنا المدینتہ اھداھا الی علی لتخدمہ فجعل سکنھا فی بیت فاطمتہ فدخلت فاطمتہ یوما فنظر الی راس علی فی حجر الجاریتہ فقالت لہ یا ابا الحسن فعلتھا قال لا واللہ یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فعلت شیئا قالت فاذن لی ان اسیر الی منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال قد اذنت لک فتجلبت بجلبا بھا و تبرقعت ببرقعتھا و ارادت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھبط جبریل فقال ان اللہ یقراء ک السلام و یقول لک ان فاطمتہ ابنتک تشکی الیک علیا فلا تقبل منھا فی علی شیئا فدخلت فاطمتہ فقال لھا یا ابنت جئت تشکین علیا فقالت ای و رب الکعبتہ فقال ارجعی الیہ فقولی رغم انفی لرضاک ثلاثا فقال علی و لسواتاہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکوتنی الی خلیلی و حبیبی اشھدی یا فاطمتہ ان الجاریتہ حرہ و الاربعتہ الاف درھم التی حملت من عطائی علی فقراء المھاجرین ثم لبس رواہ و اراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فھبط جبریل فقال یا محمد ان اللہ یقرء ک السلام و یقول لک قل لعلی انی قد اعطیک الجنتہ بعتق الجاریتہ و اعطیتک ان یخرج من النار من شئت بالا ربعتہ الاف الدرھم التی تصدقت بھا فا دخل الجنتہ من شئت برحمتی و اخرج من النار من شئت بمغفرتی (اخرجہ ابن السبوع الاندلسی فی کتابہ الشفاء) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ میں اور جعفر بن ابی طالب جب بلاد حبشہ کو ہجرت کر کے گئے جعفر رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم کو ایک لونڈی خریدی جب ہم مدینہ میں واپس آئے ہم نے وہ لونڈی خدمت کے لیے جناب علی کو دے دی۔ جناب علی نے اسے جناب فاطمہ کے گھر میں رکھا ایک روز جناب فاطمہ باہر سے گھر میں تشریف لائیں دیکھا کہ جناب علی علیہ السلام اس لونڈی کی گود میں سر رکھ کر لیٹے ہوئے ہیں جناب سیدہ نے کہا یا ابا الحسن تم نے تو اس سے محبت کی ہے جناب علی نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی واللہ میں نے اس سے کچھ نہیں کیا جناب سیدہ نے کہا آپ مجھے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جانے کا اذن دیں آپ نے ان کو اذن عطا کیا حضرت سیدہ کپڑے پہن کر اور برقع اوڑھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل تشریف لائے اور کہا خدا نے آپ کو سلام بھیج کر کہا ہے کہ آپ کی بیٹی علی کی شکایت لے کر آپ کے پاس آئی ہیں آپ ان کا کہنا نہ مانیں۔ اتنے میں جناب سیدہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئیں آپ نے فرمایا اے بیٹی تم علی کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب سیدہ نے عرض کیا یا رب کعبہ بے شک میں شکایت لے کر آئی ہوں۔ آپ نے فرمایا تم واپس جاؤ اور علی سے تین دفعہ جا کر کہو کہ

میرے علی الرغم آپ کو اپنی رضا کا اختیار حاصل ہے۔ جب جناب علی نے جناب سیدہ سے یہ کلام سنا کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میری بڑی رسوائی ہوئی ہے۔ آپ نے میرے محبوب اور میرے خلیل کے پاس میری شکایت کی ہے یا فاطمہ آپ گواہ رہیں میں نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا ہے اور چار ہزار درہم جو مجھے عطا ہوئے تھے فقراء اور مہاجرین پر تقسیم کرنے کے لیے لے جاتا ہوں۔ پھر آپ اپنی چادر کو اوڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تشریف لائے اتنے میں جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ پروردگار عالم نے آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ آپ علی سے کہہ دیں کہ میں نے تجھے لونڈی آزاد کرنے کے بدلے جنت عطا کی ہے اور ان چار ہزار درہم کے عوض کہ تو نے خیرات کیے ہیں تجھے اختیار دیا گیا ہے کہ جس کو تو چاہے دوزخ سے نجات دے اور میری رحمت کے ساتھ جس کو تو چاہے جنت میں داخل کرے اور میری مغفرت کے ساتھ جس کو تو چاہے دوزخ کی آگ سے نجات دے۔

روایت محمد بن حنفیہ

مودت القربیٰ ص ۵۹ سطر ۱۷، کوکب دری ص ۱۸۶

حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کو جنت کی طرف مسلمانوں کا پیش رو مقرر کیا ہے۔ اسی سبب سے محب جنت میں داخل ہوں گے۔ اور اس کے سبب سے دشمن داخل دوزخ ہوں گے۔ اسی کے سبب بروز قیامت دشمنان دین کو عذاب دیا جائے گا۔ صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ اس کی کیفیت ارشاد فرمایئے۔ فرمایا۔ اس کی محبت کے سبب اس کے محب جنت میں داخل ہوں گے۔ اور اس کی دشمنی کے سبب اس کے دشمن دوزخ میں جائیں گے۔ اور عذاب پائیں گے۔

اشعار امام شافعی

ینابیع المودت ص ۷۰ سطر ۱۳ آخر

کتاب الشفاء کے باب معجزات میں درج ہے کہ جہاں تک میں غیب کی باتوں سے مطلع ہوا ہوں، ان میں ایک بات یہ بھی ہے کہ علی جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ اپنے دوستوں کو بہشت میں داخل کریں گے اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں ڈالیں گے۔ اور یہ اشعار امام شافعی کی طرف منسوب ہیں:

علی حبه جنت قسیم النار و الجنته

وصی المصطفی حقا امام انس و الجنته

ترجمہ: علیؑ کی محبت ڈھال کا کام دیتی ہے۔ علی جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ خدا کی قسم آپ مصطفیٰ کے وصی ہیں۔ اور تمام انسانوں اور جنوں کے امام ہیں۔

کرسی نور پر بیٹھ کر تقسیم کرنا

روایت حضرت عبداللہ بن عباس

روایت حضرت علیؑ

ینابیع المودت ص ۱۳۶ سطر ۱

جناب امیرالمومنین سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اے علی اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب تم جہنم کے کنارے کھڑے ہو گے۔ اور جہنم پر پل بچھا ہوا ہو گا۔ اور تم لوگوں سے کہو گے پل کو عبور کرو۔ اور جہنم سے کہو گے یہ میرا ہے یہ تمہارا ہے۔

روایت حضرت جابر

کوکب دری ص ۱۸۴ سطر ۸

جناب جابر سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو جبرائیل دو کنجیوں کے گچھے لے کر آئے گا۔ ان میں ایک گچھا جنت کی کنجیوں کا ہو گا۔ اور ایک دوزخ کی کنجیوں کا۔ جنت کی کنجیوں پر آل محمدؐ کے پیرو کے نام ہوں گے۔ اور دوزخ کی کنجیوں پر ان کے دشمنوں کے نام ثبت ہوں گے اور جبرئیل مجھ سے کہے گا۔ اے محمدؐ یہ گچھا آپ کے دوستوں کے لئے ہے اور یہ دستہ آپ کے دشمنوں کے واسطے۔ پس یہ دونوں گچھے

علی ابن ابی طالب کے سپرد کر دو۔ تاکہ لوگوں کے درمیان جیسا چاہے حکم کرے۔ اس خدا کی قسم ہے جس نے رزقوں کو تقسیم کیا ہے۔ کہ علیؑ کے دشمن ہرگز بہشت میں داخل نہیں ہوں گے۔ اور اس کے دوست کبھی دوزخ میں نہیں جائیں گے۔

بہشتی انار اور تقسیم انار

کوکب دری ص ۳۶۳ منقبت ۱۸

ایک روز جناب حسن نے امیر المومنین سے انار طلب کیا۔ اس وقت حضرت مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اپنا ہاتھ مسجد کے ستون کی طرف پھیلایا۔ ایک سبز شاخ ستون سے ظاہر ہوئی۔ اس پر سے چار انار توڑ کے امام حسن کو دیئے۔ اور فرمایا۔ اپنی ماں کے پاس لے جاؤ۔ حاضرین نے پوچھا یا امیر المومنین یہ انار کہاں کے ہیں۔ فرمایا بہشت کے۔ وہ بولے۔ کیا آپ اس پر قادر ہیں۔ فرمایا ہاں۔ میں بہشت اور دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ---------- اَجْرُھُمْ

اَلْقِیَافِیْ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ

ینابیع المودت ص ۱۳۶ سطر ۴

محمد بن حمران سے روایت ہے۔ آپ امام جعفر صادقؑ سے اس کی تفسیر کے بارے میں اَلْقِیَافِیْ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ روایت کرتے ہیں۔ اے دونوں آدمیو جہنم پر انکار کرنے والے سرکش کو ڈال دو۔ جب قیامت کا روز ہو گا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور علیؑ پل صراط پر قیام فرما ہوں گے۔ ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ تم دونوں جہنم میں ہر اس شخص کو ڈال دو۔ اے محمدؐ جس نے تمہاری نبوت کا انکار کیا ہے اور اے علیؑ جس نے تمہاری ولایت سے سرکشی کی ہے۔

روایت حضرت علی

ینابیع المودت ص۱۳۶ روایت ۸

جناب علیؑ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جب لوگ ایک راستہ پر جمع ہوں گے۔ تو میں اور علی عرش کے دائیں جانب موجود ہوں گے۔ پھر اے علی میرا رب تمہیں اور مجھے کہے گا۔ تم دونوں اس شخص کو جہنم میں ڈال دو۔ جس نے تم دونوں سے بغض رکھا۔ اور تم دونوں کو جھٹلایا۔

روایت حضرت ابو سعید خدری

ینابیع المودت ص۱۳۶ روایت ۸، شواہد التنزیل جلد ۲ ص۱۸۹، جامع مسانید ابی حنفیہ جلد ۲ ص۲۸۴، الجواہر المضیۂ جلد ۲ ص۵۰

لواء الحمد

روایت مخدوج بن یزید الھذلی

ملاحظہ فرمایئے انسائیکلو پیڈیا علویہ جلد ۸ باب اخوت

روایت ابن عباس

ملاحظہ فرمایئے انسائیکلو پیڈیا علویہ جلد ۷ ص ۲۴۷

روایت ناقہ

ملاحظہ فرمایئے صدیق اکبر روایت حضرت علیؑ

فی مقعد صدق

ملاحظہ فرمایئے باب امامت

ابو سعید خدری

ملاحظہ فرمایئے باب ولایت

روایت عبداللہ بن سلام

مودت القربیٰ ص ۱۱ سطر ۴، کوکب دری ص ۲۴۳

عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ یا رسول اللہؐ مجھ کو علم حمد کی تعریف اور اس کی کیفیت سے آگاہ فرمایئے۔ فرمایا۔ اس کا طول ہزار برس کی راہ کے برابر ہو گا۔ اور اس کا ستون سرخ یاقوت کا اور اس کا قبضہ سفید موتی کا اور اس کا پھریرا سبز زمرد کا ہو گا۔ اور اس کے تین گیسو ہوں گے۔ ایک گیسو مشرق میں ہو گا اور دوسرا مغرب میں۔ اور تیسرا وسط دنیا میں۔ ان کے اوپر تین سطریں لکھی ہوں گی۔ پہلی سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسری سطر الحمد للہ رب العالمین اور تیسری سطر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ ہو گی۔ ہر سطر کا طول ہزار دن کی راہ کے برابر ہو گا۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ نے سچ فرمایا۔ اب یہ فرمایئے اس علم کو کون اٹھائے گا۔ فرمایا اس کو وہ شخص اٹھائے گا جو دنیا میں میرا علم اٹھاتا ہے۔ یعنی علی ابن ابی طالب کہ جس کا نام اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمانوں کی پیدائش سے پہلے لکھا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے سچ فرمایا۔ اب یہ فرمایئے۔ آپ کے اس علم کے سایہ میں کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا مومنین دوستان خدا۔ اور خدا۔ کے شیعہ۔ اور میرے شیعہ اور میرے محب۔ اور علی کے شیعہ اور اس کے محب اور انصار یعنی یار و یاور اس علم کے سایہ میں ہوں گے۔ پس ان کا حال بہت اچھا ہے اور ان کی بازگشت یعنی ان کا انجام بہت نیک ہے اور عذاب ہے اس شخص کے لئے جو علی کے باب میں مجھ کو جھٹلائے۔ یا علی کو میرے باب میں جھٹلائے۔ یا اس مرتبہ میں اس سے جھگڑا کرے۔ جس میں خداوند متعال نے اس کو قائم کیا ہے۔

پانچ خصائص

ملاحظہ فرمایئے انسائیکلوپیڈیا علویہ جلد ۷ ص ۲۳۴

صَاحِبُ رَایَتِي

ملاحظہ فرمایئے خلقت نورانیہ

جناب امیر کا قیامت کے روز لواء الحمد اٹھانا

(۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت امامی یوم القیمۃ فیدفع الی لواء فادفعہ الیک و انت تزود الناس عن حوضی (اخرجہ المتقی فی کنز العمال) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یا علی تم قیامت کے روز ہمارے آگے ہو گے مجھ کو لواء الحمد دیا جائے گا اور ہم تمہیں دے دیں گے اور تم ہمارے حوض سے لوگوں کو ہٹا دو گے۔

(۲) عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ قالوا یا رسول اللہ من یحمل رایتک یوم القیامۃ قال من یحسن ان یحملھا الا من حملھا فی الدنیا علی بن ابی طالب (اخرجہ نظام الملک فی الا مالیہ و الطبرانی فی الکبیر) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے روز آپ کا لواء کون اٹھائے گا آپ نے فرمایا کوئی نہیں اٹھائے گا مگر وہ شخص کہ دنیا میں اٹھاتا تھا۔

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی و تودی دینی و توارینی

روایت حضرت جابر بن سمرہ

ارجح المطالب ص ۸۲۳ سطر ۸، مناقب خوارزمی ص ۲۸۵ سطر ۱۵، عمدۃ القاری جلد ۱۶ ص ۲۱۶، کفایت الطالب ص ۳۳۶، تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۱۴۵، الریاض النضرہ ص ۲۰۲، مغازلی، البدایہ جلد ۷ ص ۳۳۵، مناقب عینی ص ۱۴، کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۸

روایت حضرت جابر بن عبد اللہ

مناقب خوارزمی ص ۲۲۱، عمدۃ القاری جلد ۱۶ ص ۲۱۵

روایت حضرت بریدہ

کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۸، حدیث ۶۰۶۴

روایت حضرت سعید بن جبیر

ینابیع المودت ص ۲۰۶ سطر ۲، عمدۃ القاری جلد ۶ ص ۲۱۵، مناقب خوارزمی ص ۲۵۸ سطر آخر، المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۷، ذخائر العقبیٰ ص ۵۷

المناقب میں سعید بن جبیر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تم میرے حوض کے مالک ہو گے اور جھنڈے کو اٹھائے ہوئے ہو گے۔ میرے دل کے حبیب ہو۔ میرے وصی ہو اور میرے علم کے وارث ہو۔ مجھ سے پہلے تمہیں انبیاء کے متروکات سپرد کیے گئے ہوں گے۔ اللہ کی زمین میں اللہ کے امین اور مخلوقات میں اللہ کی حجت ہو۔ تم ایمان کے رکن اور اسلام کے ستون ہو۔ تم دین کا چراغ ہو۔ ہدایت کا روشن مینار ہو اور دنیا والوں کے لئے بلند نشان ہو۔ اے علی جس نے تیری اطاعت کی وہ نجات پا گیا۔ جس نے تمہیں چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو گیا۔ تم واضح راستہ اور صراط مستقیم ہو۔ تم سفید پیشانیوں والوں کے رہنما ہو اور مومنین کے سردار ہو۔ جس کا میں مولا ہوں تم اس کے مولا ہو۔ تم ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا مولا ہو۔ تمہیں وہ شخص دوست رکھے گا جس کی ولادت پاک و پاکیزہ طور پر ہوئی ہو گی۔ جب مجھے رب آسمان پر لے گیا تھا تو میرے رب نے مجھ سے گفتگو فرمائی تھی اور فرمایا تھا۔ اے محمدؐ علی کو میری طرف سے سلام کہہ دو اس کو اس بات سے آگاہ کر دو کہ وہ ان کے دوستوں کے امام ہیں۔ اور میری اطاعت کرنے والوں کے لئے نور ہیں (اے علی) تمہیں اس مقام کے حاصل ہونے کی وجہ سے مبارک ہو۔

عن ابی سعید الخدری

عبارت ارجح المطالب ص ۳۹ سطر ۱۰، مناقب عینی ص ۶۳، مناقب خوارزمی ص ۲۳۶ سطر ۱، مفتاح النجات، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵

صاحب اللواء:۔ (۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت تغسل جثتی و تو دی دینی و تواد بنی فی حضرتی و تفی بذمتی و انت صاحب لوائی فی الدنیا و الاخرۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تم میرے جثہ کو غسل دو گے اور میرے قرض کو ادا کرو گے اور مجھ کو میری قبر میں دفن کرو گے اور جو کچھ میرے ذمہ ہو گا پورا کرو گے اور تم دنیا و آخرت میں میرے صاحب علم ہو۔

روایت انس

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹' تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۱۴۶' مفتاح النجات

عن ابن عباس

عبارت ارجح المطالب ص ۸۲۳ سطر ۲' المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۸' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۱' ینابیع المودۃ' کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۲

احد میں علمبرداری

ارجح المطالب ص ۸۳۳ روایت ۲' وسیلۃ المال ص ۱۱۶' ذخائر العقبیٰ ص ۵۷' ینابیع المودۃ ص ۱۷۳ سطر ۷' مناقب عینی ص ۱۴' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۱

(۴) عن علی قال کسرت ید علی یوم احد فسقط اللواء من بین یدیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعوہ فی یدہ الیسریٰ فانہ صاحب لوائی فی الدنیا و الاخرۃ (اخرجہ الحضرمی و الخوارزمی) جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ جب احد کے روز میرا ہاتھ زخمی ہو گیا اور میرے ہاتھ سے علم گر گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم اس کے بائیں ہاتھ میں رکھ دو کیونکہ وہ دنیا و آخرت میں میرا علمدار ہے۔

روایت حضرت عبداللہ بن عباس

تاریخ دمشق جلد ۲ ص ۳۴۱

روایت حضرت جابر بن عبداللہ انصاری

مناقب خوارزمی ص ۶۵' نہایۃ اللغت جلد ۳ ص ۸' مجمع بحار الانوار جلد ۲ ص ۲۶۸' میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۳۰۶' کفایۃ الطالب ص ۱۵۰' الفائق جلد ۲ ص ۴۷

روایت حضرت محمد بن حنفیہ

روایت ہے کہ جب امام حسن کا انتقال ہوا تو حضرت محمد بن حنفیہ آپ کی قبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے ابو محمد خدا آپ پر رحم فرمائے پھر اس کے بعد کچھ کہنے کے بعد فرمایا اور تمہارا باپ کل کو حوض سے لوگوں کو بھگائے گا۔ (مقتل خوارزمی ص ۱۴۰)

روایت حضرت عبداللہ بن عباس

ارجح المطالب ص ۸۲۳ روایت ۳

روایت حضرت علی

مناقب خوارزمی ص ۲۵۹ سطر ۷

روایت حضرت جابر

مناقب خوارزمی ص ۶۵، نہایۃ اللغت جلد ۳ ص ۸، مجمع بحار الانوار جلد ۲ ص ۲۹۸، الفائق جلد ۲ ص ۴۷، کفایۃ الطالب ص ۱۵۰، میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۳۰۶

روایت ابو کثیر

یہ روایت پہلے زیر عنوان بنو امیہ کا سب و شتم میں تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت حضرت سعید بن جبیر

یہ روایت زیر عنوان حضرت علی کے فضائل بے شمار میں پہلے تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت اجازہ بن قیس

مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۵ سطر ۲۰' ذخائر العقبیٰ جلد ۲ ص ۲۱۱

روایت حضرت ثوبان

مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۶۶

روایت حضرت ابو رافع

مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۱ سطر ۱۳

حوض پر علیؑ

(۸) عن ابی رافع قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت و شیعتک ترون علی الحوض رواء مرویین مبیضۃ و جوھھم و ان اعداء ک یرون علی ظما مقمحین (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع ابراہیم) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیرؑ سے ارشاد کیا تو اور تیرے شیعہ حوض سے سیراب ہوں گے پورا سیراب ہونا تمہارے چہرے نورانی سفید ہوں گے اور تمہارے دشمن پیاس سے سر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

ارجح المطالب ص ۶۵۹ روایت ۸' صواعق محرقہ ص ۱۹۱ سطر ۱۲' ص ۱۷۴ سطر ۲۰' مناقب مرتضوی ص ۱۰۱' کنوز الحقائق ص ۲۰۳' ینابیع المودت ص ۱۸۲

اعطاء الحوض

یہ روایت پہلے زیر عنوان مختار اہل ارض گزر چکی ہے۔

صاحب حوض

یہ روایت بروایت سعید بن جبیر زیر عنوان حضرت علیؑ کے فضائل بے شمار میں پہلے تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت حضرت ابو ہریرہ

ارجح المطالب ص۸۱۸ سطر۱۳' جمع الفوائد ص۲۱۲' کنوز الحقائق ص۹۸' مناقب عینی ص۳۸' ینابیع المودة ص۱۰۸ سطر۲۲' مجمع الزوائد جلد۱۰ ص۳۶۷ سطر۱۱' مناقب خوارزمی ص۲۱۹ سطر۱۶' تذکرة خواص الامہ ص۱۳' المستدرک جلد۳ ص۱۳۸

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب صاحب حوضی یوم القیمۃ لہ اکواب کعدد نجوم السماء و سعتہ حوضی ما بین جابیتہ الی صنعاء (اخرجہ الدیلمی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ علی بن ابی طالب قیامت کے روز میرے حوض کے صاحب ہوں گے اس پر پیالے آسمان کے ستاروں کی تعداد کے موافق ہوں گے میرے حوض کی وسعت جابیہ سے صنعاء تک ہو گی۔

روایت حضرت علیؑ

ینابیع المودت ص۶۴ روایت۲۰' ذخائر العقبیٰ ص۱۸' اسعاف الراغبین ص۱۳۶' الشرف المؤبد ص۸۵' صواعق محرقہ ص۱۵۳ سطر۷' مراۃ المومنین ص۴۰' الدرر المکنونہ ص۱۹' مطلع البدور ص۱۰' الاستجاب ص۳۵' شرح حدیدی جلد۴ ص۱۶' رشفتہ الصادی ص۴۸' مقاتل الطالبین ص۶۷' کنز العمال جلد۶ ص۴۰۳ حدیث ۶۱۲۰' مناقب خوارزمی ص۲۱۹ سطر۱۶

روایت حضرت ابوذر

ارجح المطالب ص۶۵۵ سطر۲

(۲۹) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد علی الحوض رایتہ علی امیر المومنین و امام الغر المحجلین فاقوم و اخذ بیدہ فیبیض وجھہ و وجوہ اصحابہ فاقول ما خلفتمونی فی الثقلین من بعدی؟ فیقولون صدقنا الاکبر و تبعنا الاصغر و نصرناہ و قاتلنا معہ فاقول روّوا رواء مروا بین لیشربون شربۃ لا یظمأون بعدھا ابدا و وجہ امامھم کالشمس الطالعۃ و وجوھم کالقمر لیلۃ البدر او کاضواء نجم فی السماء (اخرجہ ابن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حوض کوثر پر امیر المومنین امام الغرا المحجلین کا علم پہنچے گا میں اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہو جاؤں گا اس کا چہرہ اور اس کے اصحاب کا چہرہ نور سے براق ہو گا میں ان سے پوچھوں گا تم نے میرے بعد ان دو بھاری چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کیا وہ کہیں گے بڑی چیز کی ہم نے تصدیق کی ہے اور چھوٹی چیز کی پیروی کی اور اس کی مدد کی اور اس کے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ میں ان سے کہوں گا جاؤ پیو اور پلاؤ وہ ایسا شربت پئیں گے کہ جس کے بعد ان کو زندگی بھر پیاس نہیں لگے گی۔ ان کے امام کا چہرہ مثل سورج کے چمکتا ہو گا اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح سے ہوں گے یا آسمان کے نورانی ستاروں جیسے ہوں گے۔

روایت عبد خیر حضرت علیؑ

کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۲ حدیث ۶۱۱۰

روایت حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری

مناقب خوارزمی ص ۶۵، کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۳ حدیث ۶۱۲۰

حوض پر آئمہ کی ڈیوٹیاں

یہ روایت مناقب اہل بیت جلد ۵ کے ص ۱۸۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔

روایت معاویہ بن خدیج

کنز العمال جلد ۶ ص ۲۱۸ حدیث ۳۸۲۵، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۲۷۸ سطر ۱۲، جلد ۹ ص ۱۷۲ سطر ۴، اسعاف الراغبین ص ۱۲۶، القول الفصل جلد ۱ ص ۴۴۸، رشفۃ الصادی ص ۴۸، احیاء المیت ص ۴۳ سطر ۱۰، صواعق محرقہ ص ۱۷۴ سطر ۳

القرآن مع علیؑ۔ عن ام سلمہ

(۱) عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول علی مع القران و القران مع علی لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض (اخرجہ الطبرانی و ابن مردویہ و الدیلمی) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ اور دونوں جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

ارجح المطالب ص ۲۴۲ روایت ۱، فیض القدیر جلد ۴ ص ۳۵۸، الفتح الکبیر جلد ۲ ص ۲۴۲، اسعاف الراغبین ص ۱۳۹ سطر ۲۱، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۵ سطر ۳۵، تاریخ الخلفاء ص ۱۲۲ سطر ۱، ینابیع المودۃ ص ۷۰ سطر ۱۱، منصب امامت ص ۸۴ سطر ۶، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۴ سطر آخر، الکواکب الدریہ ص ۳۹، نور الابصار ص ۷۱ سطر ۲۲، الجامع الصغیر ص ۲۵ جلد ۲ سطر ۷، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳، حدیث ۲۵۳۰، کفایت الطالب ص ۲۵۳، الصواعق المحرقہ ص ۱۲۴ سطر ۱، اسنی المطالب ص ۱۳۶، المستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۱۲۴ سطر ۱۴، تلخیص المستدرک سطر ۷، المعجم الصغیر ص ۱۴۹ سطر ۸، تفریح الاحباب ص ۳۵۳ سطر ۱

عن شہر بن حوشب عن ام سلمہؓ

(۲) عن شهر بن حوشب کنت عند ام سلمة فسلم رجل فقيل من انت قال انا ابو ثابت مولي ابي ذر قالت مرحبا بابي ثابت ادخل فدخل فرحبت به و قالت اين طار قلبك حين طارت القلوب مطائرها قال مع علي قالت اصبت و الذي نفسي ام سلمة بيده سمعت رسول الله صلي الله عليه وسلم يقول علي مع القران و القران مع علي لن يتفرقا حتي يردا علي الحوض و لقد بعثت ابني عمرو بن اخي عبدالله ابن امية و امرتهما ان يقاتلا مع علي من قاتله ان رسول الله صلي الله عليه وسلم امرنا ان نقرفي حجالنا و في بيوتنا و الاخرجت حتي اقف في صف علي (اخرجه ابن مردويه) شہر بن حوشب سے منقول ہے کہ میں جناب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے آ کر سلام کیا پوچھا گیا تم کون ہو اس نے جواب دیا میں ابوذر رضی اللہ عنہ کا غلام ابو ثابت ہوں جناب ام سلمہؓ نے اسے مرحبا فرما کر داخل ہونے کی اجازت دی اور اچھی طرح سے بٹھایا اور ارشاد کیا اے ابوثابت جبکہ لوگوں کے دل اپنی اپنی ہواؤں میں پرواز کر رہے تھے تیرا دل کس کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ اس نے عرض کیا جناب امیر کے ساتھ میرا دل اڑ رہا تھا۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا تو صواب پا گیا۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں ام سلمہ کی جان ہے میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونوں جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے میں نے اپنے بیٹے عمر اور اپنے بھتیجے عبداللہ بن امیہ کو حکم دیا تھا کہ جناب امیر کے ہو کر ان کے لڑنے والوں سے لڑیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مستورات کو

پردوں میں اور گھروں میں بیٹھنے کے لیے حکم دیا ہوا ہے ورنہ میں خود نکل کر علی کی صف میں جا کھڑی ہوتی۔

(۲) عن ام سلمتہ رضی اللہ عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی قبض فیہ یقول و قد امتلات الحجرۃ من اصحابہ ایھا الناس یوشک ان اقبض قبضا سریعا فینطلق و قد قدمت الیکم القول معذرۃ الیکم لا انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ عزوجل و عترتی اھل بیتی ثم اخذ بید علی فرفعھا فقال ھذا مع القران و القران مع ذلک لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض فاسئلھما ما خلفتم فیھما (اخرجہ بن عقدۃ) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض الموت میں ارشاد فرماتے تھے اور صحابہ کرام سے حجرہ بھرا ہوا تھا اے لوگو خیال کیا جاتا ہے کہ عنقریب میں اس دار فانی سے رحلت کر جاؤں میں پہلے تم کو کہہ چکا ہوں کہ میں دو بھاری چیزیں تم لوگوں کے لیے چھوڑے جاتا ہوں خدا کی کتاب اور میری عترت اہل بیت پھر علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا یہ قرآن کے ساتھ ہے قرآن اس کے ساتھ ہے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔ یہ ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ میں ان دونوں سے پوچھوں گا کہ تم نے ان کے ساتھ میرے بعد کیا سلوک کیا ہے۔

ارجح المطالب ص ۴۴۲ روایت ۲' فرائد السمطین باب ۷ ۴۳' مناقب خوارزمی ص ۱۱۰'
المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۴ سطر ۱' ینابیع المودۃ ص ۴۷ سطر ۱۳

روایت حضرت ام سلمہ

ارجح المطالب ص ۴۴۷ سطر آخر' ینابیع المودۃ ص ۴۳ سطر ۲۲

قرآن ناطق

ینابیع المودت ص ۱۴ سطر ۲

مناقب میں نقل کیا گیا ہے کہ صفین کی لڑائی کے روز جب شام والوں نے قرآن کو حکم بنانے کا ارادہ کیا تو امام علیؑ نے ارشاد فرمایا انا القران الناطق میں خود بولنے والا قرآن ہوں۔

ایک رکاب میں قرآن پڑھنا

کوکب دری ص ۵۴ ۳ منقبت نمبر ا' شواہد النبوت ص ۲۸۰ سطر ۲۱

شواہد النبوت میں مرقوم ہے کہ جس وقت امیر المومنینؑ رکاب میں پاؤں رکھتے تو قرآن کی تلاوت کو شروع کرتے۔ اور جب تک دوسرا پاؤں رکاب میں پہنچتا قرآن کو ختم کر دیتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سواری کے وقت اونٹ کے کھڑا ہونے تک ختم فرما دیتے۔

کلام مولانا ابو الکلام

اگر یہ سچ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خوارج و منکرینؑ کے مقابلے میں فرمایا تھا کہ میں قرآن ناطق ہوں تو میں اس کی تصدیق کے لیے تیار ہوں۔ اگرچہ حقیقت نا آشناس طبیعتیں سمجھتی ہیں کہ یہ بہت بڑا دعویٰ تھا۔ یقیناً یہ بڑا دعویٰ تھا جو کوئی انسان نہیں کر سکتا ہے لیکن اگر حضرت امیر نے کیا تھا تو غلط نہ تھا اگر ان کی مقدس زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا ایک کامل عکس تھا اور ان کے اعمال کی روشنی سراج منیر رسالت ہی سے ماخوذ تھی۔ تو کیوں انہیں یہ حق نہ تھا کہ وہ اپنے تیئں قرآن ناطق کہیں جو کتاب الٰہی مابین الدفتین حروف و نقوش کی شکل میں تھی۔ اس کی ہستی ناطق تھی جو اعمال حضرت مرتضوی کے اندر سے پکارتی تھی کہ یہ علی ابن ابی طالبؑ کی آواز نہیں ہے بلکہ قرآن الحکیم کی صدا الٰہی ہے اور چونکہ القرآن کی آواز ہے اس لئے یقیناً خود منزل القرآن کی آواز ہے "کنت سمعہ الذی یسمع بہ و لسانہ الذی یتکلم بہ (لمعات صداقت حصہ اول ص ۱۳ مجموعہ مضامین ابو الکلام آزاد)

تاویل قرآن کے مطابق جنگ

(۲) عن ابی ذر قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ہو فی (ا) البقیع الغر قد قال و الذی نفسی بیدہ ان فیکم رجلا یقاتل الناس بعدی علی تاویل القرن کما قاتلت الشمرکین علی تنزیلہ و ہم یشہدون لا الہ الا اللہ فیکبر قتلہ علی الناس حتی یطعنو علی ولی اللہ و یسخطوا عملہ کما سخط موسی امر سفینہ و قتل الغلام و امر الجدو کان خرق السفینتہ و قتل الغلام و اقامتہ الجدار اللہ رضی (اخرجہ الخوارزمی) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقیع الغرقد میں تشریف فرما تھے اور میں خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد کیا قسم ہے اس

ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں سے ایک ایسا شخص ہے کہ جو قرآن کی تاویل پر لوگوں سے لڑے گا جس طرح سے میں نے قرآن کی تنزیل پر مشرکوں سے جہاد کیا ہے وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہنے والے ہوں گے اس لیے ان سے جہاد کرنا لوگوں پر شاق گذرے گا یہاں تک کہ لوگ اس خدا کے ولی پر طعنہ زن ہوں گے اور اس کے کام سے ناراض ہو جائیں گے۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کشتی کے امر میں اور لڑکے کے قتل کرنے میں اور دیوار کے بنانے میں (حضرت خضر علیہ السلام پر) ناراض ہوئے تھے۔ حالانکہ کشتی کا توڑنا اور لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا بنانا محض خدا کی رضا کے لیے تھا۔

ارجح المطالب ص ۳۴ سطر ۱۰' تاریخ الخلفاء ص ۱۳۱ سطر ۲۲' المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۴ سطر ۱' تلخیص سطر ۱' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۳ سطر ۱۸' حلیتہ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۷ سطر ۱۶' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵ حدیث ۲۵۸۶' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۳ سطر ۱' ص ۳۶ سطر ۲۸' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۲ سطر ۱' ذخائر العقبیٰ ص ۷۶ سطر ۱۷' مطالب السئول ص ۷۸ سطر ۱۷' خصائص نسائی ص ۱۳۱ سطر ۷' تفریح الاحباب ص ۳۵۲ سطر آخر' البدایہ و النہایہ جلد ۷ ص ۳۶۰ سطر آخر' شرح حدیدی جلد ۱ ص ۲۰۵ سطر ۲۵' خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۳۸ سطر ۶' صواعق محرقہ ص ۱۲۳ سطر ۲۵' مفتاح کنوز السنہ ص ۳۵۵ کالم ۳ سطر آخر' مسند احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۳۳ سطر ۲۱' مناقب ابن مغازلی ص ۵۴ سطر ۸' ص ۲۹۸ سطر ۴' مسند دمشق ص ۴۳۸ سطر ۵' ینابیع المودت ص ۹۸

دروازے بند کر لیئے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت فرمانے کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے تمام کام چھوڑ کر قرآن کو محفوظ کرنے کے لیے تنزیل کے مطابق جمع کرنا شروع کر دیا۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۶ حدیث ۶۰۴۰' صواعق محرقہ ص ۱۲۰ سطر ۱۰

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ کو قرآن سے کتنا عشق تھا۔

عالم قرآن

آپ آئندہ کسی جلد میں علم علیؑ کے عنوان کے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ حضرت علیؑ قرآن کے سب سے زیادہ عالم تھے۔

اَلحَقُّ مَعَ عَلِیٍّ

ارجح المطالب ص ۳۴۷ سطر ۲۰، تاریخ بغداد جلد ۱۴ ص ۳۲۱ سطر ۷، تاریخ دمشق ص ۹۰، الشرف المؤبد ص ۱۱۳ سطر ۸، المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۴ سطر ۴، تلخیصہ سطر ۱

(۱) عن ابی سعیدؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحق مع علی (اخرجہ ابو یعلی و الضیا) ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق علی کے ساتھ ہے۔

(۲) عن عبدالرحمان بن سعید قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نفر من المہاجرین و مر علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحق مع ذا (اخرجہ بن مردویہ) عبدالرحمن بن ابی سعید سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند مہاجرین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگہاں جناب امیر گذرے حضرت نے فرمایا حق اس کے ساتھ ہے۔

(۳) عن ابی ذر الغفاری عن ام سلمۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان علیا مع الحق و الحق معہ لن یزولا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ بن مردویہ) ابو ذر غفاری جناب ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرماتی تھیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بہ تحقیق علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے اور دونوں نہیں زائل ہوں گے جب تک کہ حوض پر وارد نہ ہوں۔

(۴) عن ام سلمۃؓ قالت کان علی علی الحق من اتبعہ اتبع الحق و من ترکہ ترک الحق عہدا معہودا قبل یومہ ھذا (اخرجہ بن مردویہ) جناب ام سلمہ سے منقول ہے کہ فرماتی تھیں کہ جناب امیر حق پر تھے جس نے کہ ان کی پیروی کی اس نے حق کا اتباع کیا اور جس نے ان کو چھوڑا اس نے حق کو چھوڑا۔ یہ آج کے دن سے پہلے عہد ہو چکا ہے۔

(۵) عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الحق مع علی یزول معہ حیث ما زال (اخرجہ بن مردویہ) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق علی کے ساتھ ہے حق پھرتا ہے جہاں علی پھرتا ہے۔

(۶) عن علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان الحق معک و علی لسانک و فی قلبک و بین عینیک (اخرجہ الخوارزمی) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا یا علی حق تیرے ساتھ ہے اور تیری زبان پر حق ہے اور تیرے دل میں ہے اور تیری دو آنکھوں میں ہے۔

(۷) عن ابی موسی الاشعری قال اشہد ان الحق مع علی ولکن مالت الدنیا الی اہلہا و لقد سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہ یا علی انت مع الحق و الحق بعدی معک (اخرجہ بن مردویہ) ابو موسی الاشعری کہتے تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حق علی کے ساتھ ہے لیکن دنیا اپنے لوگوں کی طرف پھر گئی ہے بے شک میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیر سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یا علی تو حق کے ساتھ ہے اور حق میرے بعد تیرے ساتھ ہے۔

(۹) عن ام المومنین عائشه صدیقه رضی الله تعالی عنه لما عقر جملها و دخلت دار البصرة فقال لها اخوها محمد انشدک الله اتذکرین یوم حدثتنی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال الحق لن یزال مع علی و علی مع الحق لن یتفرقا قالت نعم (اخرجه ابوبکر بن مردویه) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کے جب پاؤں کٹ چکے اور وہ بصرہ کے گھر میں تشریف لے گئیں ان کے بھائی محمد نے انہیں خدا کی قسم دے کر پوچھا کہ آپ مجھے اس دن کا ذکر سنائیں کہ آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمیشہ حق علی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے۔ فرمانے لگیں ٹھیک ہے۔

(۱۰) عن مسروق قال سالتنی ام المومنین عائشه رضی الله عنها عن اصحاب النهر و عن ذی الثدیه فاخبرتها فقالت یا مسروق اتستطیع ان تاتینی بانفس ممن یشهد فاتیتها من کل سبع برجل فشهدو و انهم راه و فقالت یرحم الله علیا انه کان علی الحق ولکنی کنت امراة من الاحماء (اخرجه ابوبکر بن مردویه) مسروق ناقل ہیں کہ جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے نہروان والوں اور ذو الثدیہ کی بات پوچھی میں نے ان کو جو کچھ کہ خوشخبری تھی سنائی فرمانے لگیں اے مسروق ہو سکتا ہے کہ چند ایسے آدمی لے آئے جو اس کی گواہی دے سکیں میں ہر ایک قبیلہ کا ایک آدمی ان کی خدمت میں لے گیا انہوں نے گواہی بیان کی کہ ذی الثدہ کو انہوں نے دیکھا ہے جناب ام المومنین فرمانے لگیں خدا علی پر رحم کرے وہ حق پر تھے میں ایک ایسی عورت تھی جو اپنے سسرال والوں کے بس میں تھی۔

(۱۱) قیل لما اصیب زید بن صوحان رضی الله عنه یوم الجمل اتاه علی و به رمق فوقف علیه امیر المومنین فقال رحمک الله یا زید فو الله ما عرفتک الا خفیف المعونه کثیر الموته فرفع الیه راسه فقال و انت فرحمک الله فو الله ما عرفتک الا بالله عالما و بایاته عارفا و الله ما قاتلت معک من جهل ولکنی سمعت حذیفه بن الیمان یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول علی امام البررة قاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله الا و ان الحق معه و متبعه الا فمیلوا معه (اخرجه ابن مردویه) کہتے ہیں کہ جب جمل کے روز زید بن صوحان زخمی ہو گئے ابھی ان میں رمق باقی تھی کہ جناب امیرالمومنین کے پر سر تشریف لے گئے اور فرمانے لگے اے زید خدا تجھ پر رحم کرے ہم نے تجھ کو نہیں دیکھا مگر مدد کرنے میں سبکی اور جلدی کرنے والا اور اہل و عیال کے نفقہ میں کثرت سے رنج کی برداشت کرنے والا زید نے یہ سن کر سر اٹھایا اور جواب دیا آپ پر بھی رحم کرے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا مگر اللہ کے ساتھ زیادہ علم والا اور خدا کی آیات کو زیادہ پہچاننے والا۔ میں نے آپ کی معیت میں ناواقفیت سے جنگ نہیں کی بلکہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی نیکو کاروں کے سردار اور بدکاروں کے قاتل ہیں خدا سے مدد پائی اس نے جس نے کہ ان کی مدد کی اور خوار ہوا وہ شخص کہ جس نے ان کو چھوڑا بے شک حق ان کے ساتھ ہے اور ان کے اتباع میں ہے، تم نے انہیں کی طرف میل کرنا ہے۔

(۱۲) عن ابی رافع ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یا ابا رافع کیف انت و قوم یقاتلون و هو علی الحق و هم علی الباطل یکون حقا فی الله جهادهم فمن لم یستطع جهادهم بیده فجاهدهم بلسانه فمن لم یستطع بلسانه فجاهدهم بقلبه لیس وراء ذلک شئی قال ادع لی ان ادرکتم ان یعیننی و یقوینی علی قتالهم فلما بلغ الناس علی بن ابی طالب و خالفه معاویه قلت هئولاء القوم الذین قال فیهم رسول الله صلی الله علیه وسلم فباع ارضه بخیبر فخرج مع علی بجمیع اهله و ولده و کان معه حتی استشهد علی فرجع الی المدینه مع الحسن (اخرجه بن مردویه) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ اے ابو رافع تیرا کیا حال ہو گا جبکہ قوم علی کے ساتھ جنگ کرے گی اور علی حق پر اور یہ لوگ باطل پر ہوں گے خدا کی راہ میں جہاد کرنا حق ہو گا جو شخص کہ ہاتھ سے جہاد کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ زبان سے ان کے ساتھ جہاد کرے۔ اور جو شخص کہ زبان سے بھی

استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ دل سے ہی جہاد کرے اور اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے اگر تو ان لوگوں کو پائے تو ان کو میری طرف سے دعوت کیجیو کہ وہ میری مدد کریں اور مجھے تقویت دیں۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ جب لوگوں نے جناب امیر سے بیعت کی اور معاویہ مخالف ہو گئے میں نے کہا یہ وہی لوگ ہیں جن کا کہ حضرت نے ذکر کیا تھا ابو رافع اپنی خیبر کی زمین بیچ کر اور اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر جناب امیر کے ہمراہ ہو لیے اور جناب امیر کی شہادت تک ان کے ساتھ رہے پھر جناب امام حسن کے ساتھ مدینہ کو واپس ہوئے۔

(۴) عن عبداللہ بن الکندی قال حج معاویۃ فاتی المدینۃ و اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم متوافرون فجلس فی حلقۃ بین عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر الخلیفۃ المقتول فضرب بیدہ علی فخذ ابن عباس ثم قال اما کنت احق و اولی بالامر من ابن عمک قال و بم قال لانی ابن عم الخلیفۃ المقتول ظلما قال ھذا اذا یعنی ابن عمر اولی بالامر منک لان اباہ قد قتل قبل ابن عمک فاعرض عن ابن عباس و اقبل علی سعد بن ابی وقاص و قال و انت یا سعد الذی لم یعرف حقنا من باطل غیرنا فیکون معنا او علینا قال سعد انی لما رایت الظلمۃ قد غشیت الارض قلت لبعیری نخ فانخت حتی اذا انسفرت مضیتہ قال و اللہ لقد قرات المصحف یوما بین اللوحین و ما وجدت فیہ ھخ فقال اما اذا ثبت فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت مع الحق و الحق معک قال لتجیئنی بمن سمعہ معک او لا فعلن قال ام سلمۃ قال فقام فقاموا معہ حتی دخل علی ام سلمۃ قال فبداء المعاویۃ فی الکلام فقال یا ام المومنین ان الکذابۃ قد کثرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلا یزال قائل یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما لم یقل و ان سعد روی حدیثا زعم انک سمعتہ منہ قالت ما ھو قال زعم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت مع الحق و الحق معک قالت صدق فی بیتی قال فاقبل علی سعد فقال الآن الوم ما کنت علیہ و اللہ لو سمعت ھذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما زلت خادما لعلی حتی اموت (اخرجہ ابن مردویہ) عبداللہ بن عبداللہ الکندی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ معاویہ حج کر کے مدینہ میں گیا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وہاں پر بکثرت تھے وہ ایک مجلس میں گیا جہاں پر عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمر بیٹھے ہوئے تھے معاویہ ابن عباسؓ کی ران پر ہاتھ مار کر کہنے لگا کیا میں آپ کے ابن عم (یعنی جناب امیرؑ) سے خلافت میں زیادہ تر حقدار نہیں تھا ابن عباسؓ نے کہا۔ کیوں کہنے لگا۔ میں خلیفہ مقتول (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) کا ابن عم ہوں ابن عباسؓ نے جواب دیا شاید یہ شخص یعنی عبداللہ بن عمر تجھ سے زیادہ حقدار ہے کیونکہ اس کے والد تیرے ابن عم سے پہلے شہید ہوئے ہیں ابن عباس سے منہ پھیر کر سعد بن ابی وقاص کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اے سعد تو وہی شخص ہے جس نے کہ ہمارے حق کو ہمارے غیر کے سامنے باطل سے نہیں پہچانا اور ہمارا ساتھ نہیں دیا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نے دیکھا کہ اندھیرا تمام زمین پر چھا گیا ہے میں نے اپنے اونٹ کو کہا بیٹھ جا اور میں نے اس کو بٹھا دیا۔ یہاں تک کہ مصیبت ٹھہر گئی۔ معاویہؓ نے کہا قسم ہے خدا کی میں نے دن بھر اول سے آخر تک قرآن شریف کو پڑھا ہے اور اس میں بے ہودہ بات نہیں پائی۔ سعد کہنے لگے جبکہ یہ بات ثابت بھی ہو جائے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب علی سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تو حق کے ساتھ ہے اور حق تیرے ساتھ ہے معاویہ کہنے لگا میرے ساتھ چل تو نے کس کے مواجہ میں اس حدیث کو سنا ہے۔ ورنہ میں تیرے ساتھ کچھ کر چھوڑوں گا سعد نے کہا میں نے جناب ام المومنین ام سلمہؓ کے سامنے اس حدیث کو سنا ہے۔ معاویہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ اور لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب ام سلمہؓ کی خدمت میں گئے معاویہؓ نے کلام شروع کیا کہ یا ام المومنین جھوٹی باتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بہت منسوب ہو گئی ہیں ہمیشہ کہنے والا یہی کہتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حالانکہ وہ بات حضرت نے نہیں فرمائی ہوتی سعد نے ایک حدیث روایت

کی ہے ان کا خیال ہے کہ آپ نے بھی اس حدیث کو سنا ہے۔ ام المومنین نے فرمایا وہ کیا ہے معاویہ کہنے لگا ان کا زعم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا تھا کہ تو حق کے ساتھ ہے ام المومنین فرمانے لگیں سچ کہتا ہے۔ حضرت نے اس حدیث کو میرے گھر میں ارشاد کیا تھا معاویہؓ سعد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اب میں ملامت کے قابل ہوں جس بات پر کہ میں اٹھا تھا واللہ اگر یہ حدیث میں نے حضرت سے سنی ہوتی تو اپنے مرنے تک ہمیشہ میں جناب امیر علیہ السلام کا خادم بنا رہتا۔

روایت مالک بن جعونہ

الکنیٰ و الاسماء جلد ۲ ص ۸۹

روایت ام سلمہ

ارجح المطالب ص ۳۴۷ سطر آخر' الکنیٰ و الاسماء جلد ۲ ص ۸۹' مفتاح النجات ص ۴۰' فرائد السمطین ص ۵۰' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۴ سطر آخر' البدایہ و النہایہ جلد ۷ ص ۳۶۰ سطر ۲۱' مناقب ابن مغازلی ص ۲۴۴ سطر ۹

روایت ابی سعید الخدری

ارجح المطالب ص ۳۴۷ سطر ۱۳' راموز الاحادیث ص ۲۰۳' کنز العمال حدیث ۲۶۳۷ ص ۱۵۷' کنوز الحقائق ص ۱۲۰ سطر ۲' مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۳۴ سطر آخر' شرح حدیدی جلد ۴ ص ۲۲۶ سطر ۴' ترمذی شریف ص ۵۳۳ سطر ۴۱

روایت حضرت عائشہ

ارجح المطالب ص ۳۴۷ روایت ۹' الامامت و السیاست جلد ۱ ص ۶۸' الروض الازھر ص ۹۹' نفحات الاحوت ص ۳۲' الرسالۃ القوامیہ ص ۴۰' مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۷ سطر ۲۵' تاریخ خمیس ص ۵۸۶ سطر ۲۰

روایت عن عمار بن یاسر

اسعاف الراغبین ص۱۵۱ سطر۱۰' مظاہر حق جلد ۲ ص ۷۱۲ سطر ۱۳' مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۴۲ سطر آخر' مناقب خوارزمی ص ۵۷ سطر ۱۷' مفتاح النجات ص ۳۰ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۴

روایت عبداللہ بن عبد الکندی

ارجح المطالب ص ۶۴۷ روایت ۱۳' مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۳۵ سطر ۱۸

روایت کعب بن عجرہ

منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۴ سطر ۱۲' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۷' مفتاح النجاہ ص ۴۰

روایت عبدالرحمان بن سعید

ارجح المطالب ص ۳۴۷ سطر ۱۳' مجمع الزوائد ص ۲۳۴ جلد ۷' راموز الاحادیث ص ۲۰۲

روایت حضرت عائشہ

ارجح المطالب ص ۴۴۷ سطر ۱' الامامت و السیاست ص ۶۸ سطر ۱' نفحات الاھوت ص ۴۲' الروض الازھر ص ۹۹

روایت حضرت ابو موسیٰ اشعری

ارجح المطالب ص ۴۴۷ روایت ۷' شرح حدیدی جلد ۳ ص ۲۲۱

روایت حضرت علیؑ

ارجح المطالب ص ۷۴۴ روایت ۶، کفایۃ الطالب ص ۱۳۵

روایت ابو یسیر انصاری

یہ روایت پہلے زیر عنوان خیر الامت تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت مسروق

ارجح المطالب ص ۷۴۴ سطر ۹ روایت ۱۰

روایت زید بن صوحان

ارجح المطالب ص ۷۴۵ روایت ۱۱، مجمع الزوائد ص ۲۳۵ جلد ۷ سطر ۹

روایت ابو رافع

ارجح المطالب ص ۷۴۵ سطر ۸، کوکب دری ص ۳۹۹ منقبت ۲۲، مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۳۵ سطر ۸

روایت عبداللہ بن مسعود

مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۴۳ سطر ۱۴

روایت عبداللہ بن ابی لیلیٰ

نیز اسی کتاب میں اسناد طویل کے ساتھ عبداللہ بن ابی لیلیٰ رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک روز ایک جن نے رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ یا رسول اللہؐ اپنے کسی صحابی کو ہماری قوم میں بھیج دیجئے تاکہ ہم کو قرآن کی تعلیم دے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو جانے کا حکم دیا اور شیخین، عثمان اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنھم کو بھی آپ کے ہمراہ کیا۔ اور فرمایا کہ بات نہ کرنا کہ نقصان ہو گا۔ جب امام الجن و جان رسول ذوالمنن کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ تو ایک ایسے مقام پر پہنچے جو کانٹوں اور کوڑے کرکٹ سے اس قدر بھرپور تھا کہ چڑیا کو بھی گزرنا ممکن نہ تھا۔ پس امیر المومنین کی اجازت سے اول تو ابوبکر نے آگے جا کر سلام کیا۔ بعد ازاں ابوذر غفاری اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنھم نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ مگر کسی نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا۔ جب امیر نے آگے کر بڑھ سلام کیا تو ہر طرف سے علیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ کی صدائیں بلند ہوئیں اور کانٹے اور کوڑا کرکٹ بھی ایک دم صاف ہو کر ایک تخت نمودار ہوا۔ امیر المومنین نے اس تخت پر جلوس فرمایا۔ اور ہماری نظروں سے غائب ہو گئے۔ اصحاب آنجناب کی کثرت محبت کی وجہ سے محزون و غمگین ہوئے اور کہنے لگے۔ افسوس کہ جن علیؑ کو لے گئے۔ اسی اثناء میں امیر المومنین ان کو قرآن کی تعلیم دے کر باہر آئے۔ اور اصحاب کو ہمراہ لے کر جناب رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا۔ تم نے وہاں جا کر بات کی۔ حالانکہ میں نے منع کر دیا تھا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ جب علی ہماری نظروں سے غائب ہو گئے۔ تو ہم ان کی جدائی میں مکدر و محزون ہو کر ڈر گئے تھے۔ فرمایا حق علی کے ساتھ ہے۔ جہاں کہ وہ ہو۔ اور وہ خدا و رسولؐ کے سوا اور کسی شخص سے خوف و ہراس نہیں رکھتا۔ (کوکب دری ص ۲۹۹ منقبت ۲۲)

ہم حق پر ہیں

حضرت عبداللہ بن سلمہ سے روایت ہے کہ میرؑ نے حضرت عمار بن یاسر کو صفین کے

میدان میں بڑھاپے میں دیکھا۔ انہوں نے علم جنگ اپنے ہاتھ میں اٹھایا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ لرز رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے اس علم کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی معیت میں تین جنگیں کیں۔ اور یہ چوتھی جنگ ہے اور خدا کی قسم ہم لوگ حق پر ہیں اور ہمارے مخالف گمراہی پر۔ (مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۸۲ سطر آخر' مناقب خوارزمی ص ۵۷ سطر ۱۷)

اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ حَيْثُ دَارَ عَلِيٌّ

(۸) عن ابن حبان التیمی عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معہ حیث دار (اخرجہ بن مردویہ) ابن حبان التیمی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ بہ تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ رحم کرے علی پر اے میرے پروردگار حق کو پھیر دے جہاں پر علی پھرے۔

ارجح المطالب ص ۳۴۷ روایت ۸' نزل الابرار ص ۲۴' تقویۃ الایمان ص ۱۴۹ سطر ۷' سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۳۰۸ سطر ۱۷' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۶۲' العزۃ المنیعہ ص ۵۱' فرائد السمطین ص ۵۰' جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۲۰' الفردوس ص ۹۰' الانصاف ص ۵۸' مشکوٰۃ ص ۵۶۷ سطر ۲۵' ینابیع المودۃ ص ۴۷ سطر ۱۸' ترمذی ص ۵۳۳ سطر ۱۴' المحاسن و المساوی ص ۴۱' تلخیص و المستدرک سطر آخر' المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۴ سطر ۱۸' مناقب خوارزمی ص ۵۶ سطر آخر' شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ ص ۵۹۲' تاریخ ذھبی جلد ۲ ص ۱۹۸' الرقائق ص ۳۸۵' الفتح الکبیر جلد ۲ ص ۱۳۱' الشرف المؤبد ص ۱۱۳ سطر ۸' کنز العمال جلد ۶ ص ۲۴۷' حدیث ۲۷۴۳' الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۲۲ سطر ۱' تحفۃ الاحوذی جلد ۴ ص ۳۲۷ سطر ۷' المرقات جلد ۱۱ ص ۴۶۹ سطر آخر

مرسل

شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ ص ۵۹۲' الانصاف ص ۵۸' الفرق المنیفہ ص ۵۱

اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ

(تنبیہہ) اخرج الطبرانی و الحاکم و ابن المغازلی عن ابن مسعود و عمران بن حصین و ابن عساکر عن ابی بکر الصدیق و عثمان بن عفان و معاذ بن جبل و جابر بن عبداللہ و انس و ثوبان و ام المومنین عائشہ و الحاکم (عن ابی یعلی) و الدیلمی عن ابی ہریرۃ و الخجندی و ابن السمان عن ام المومنین عائشۃ ان النبی قال النظر الی وجہ علی عبادتہ نزل الابرار میں علامہ بدخشی لکھتے ہیں کہ طبرانی اور حاکم اور ابن المغازلی (ابن مسعود اور عمران بن حسین سے) اور ابن عساکر (ابوبکر صدیقؓ اور عثمان بن عفانؓ اور معاذؓ بن جبل اور جابرؓ بن عبداللہ اور انسؓ اور ثوبانؓ اور المومنین عائشہؓ سے) اور حاکم (ابن یعلی سے) اور دیلمی (ابو ہریرہ سے) اور خجندی اور ابن السمان (ام المومنین عائشہ صدیقہ سے) روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

ارجح المطالب ص ۴۳۲ سطر ۱۲، سیرت علویہ ص ۲۵۹ سطر ۴، احسن الانتخاب ص ۲۹ سطر ۱۳، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۹ سطر ۸، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۸ حدیث ۲۶۵۸، الشرف المؤبد ص ۱۱۴ سطر ۲، الروضۃ الندیہ ص ۱۵۴، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۶، نزل الابرار ص ۳۹، لسان المیزان جلد ۳ ص ۲۳۸ سطر ۱۵، مودۃ القربیٰ ص ۱۰۵ سطر ۱۹، میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۷۴ سطر آخر، جلد ۳ ص ۱۷۶ سطر ۲۲، النہایہ جلد ۴ ص ۱۴۳، جلد ۲ ص ۲۱۹، اخبار القضاۃ جلد ۲ ص ۱۴۳، ینابیع المودۃ ص ۴۷ سطر ۹، مغازلی ص ۲۰۸ سطر ۲، تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۱۴۱ سطر ۸، المستدرک جلد ۳ ص ۱۴۱ سطر ۱۶، مناقب خوارزمی ص ۲۵۱، لسان العرب جلد ۵ ص ۲۱۵ سطر ۱۲ کالم ۲، کنوز الحقائق جلد ۲ ص ۱۳۳ سطر ۶، تاریخ الخلفاء ص ۱۲۱ سطر ۷، عمدۃ القاری جلد ۱۶ ص ۲۱۵ سطر ۱۸

ارجح المطالب ص ۶۳۴ روایت ۵، ذخائر العقبیٰ ص ۹۵ سطر ۱۰، مناقب خوارزمی ص ۲۶۰ سطر ۱۴، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۹، ینابیع المودۃ ص ۴۷ سطر ۶، اخبار القضاۃ جلد ۲ ص ۱۴۳، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۰ سطر ۳۱، اللئالی المصنوعہ ص ۱۷۷ سطر ۱۸، تفریح الاحباب ص ۲۱۲ سطر ۱۶، تاریخ بغداد جلد ۲ ص ۵۱ سطر ۱۵

روایت ثوبان

ارجح المطالب ص ۶۳۲ سطر ۱۲، نزل الابرار ص ۳۹، البدایہ جلد ۷ ص ۳۵۷، تاریخ الخلفاء، التعقیبات ص ۵۷، فرائد السمطین

روایت عبداللہ بن مسعود

(۳) عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الطبرانی و ابو الحسن و حاکم قال اسنادہ حسن) عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۴) عن معاذۃ الغفاریۃ قالت کان لی انس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرج معہ فی الاسفار و اقوم علی المرضی و اداوی الجرحی فدخلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت عائشۃ و علی خارج من عندہ فسمعتہ یقول یا عائشۃ ان ھذا احب الرجال الی و اکرمھم علی فاعرفی لہ حقہ و اکرمی مثواہ فلما ان جری بینھا و بین علی ماجرا رجعت عائشۃ الی المدینۃ فدخلت علیھا فقلت لھا یا ام المومنین کیف قلبک الیوم بعد ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لک ما قال قالت یا معاذۃ کیف یکون قلبی لرجل کان اذا دخل علینا و ابی عندی لا یمل من النظر الیہ فقلت یا ابت انک لتدیم النظر الی علی فقال یا بنتی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادتہ (اخرجہ الخجندی) معاذہ غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت انس تھی میں اکثر سفر میں حضرتؐ کے ساتھ رہا کرتی تھی اور مریضوں کی تیمارداری اور زخموں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی آپ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں رونق افروز تھے علی حضرتؐ کے پاس اس وقت موجود نہیں تھے۔ میں نے سنا کہ حضرت بی بی عائشہؓ سے فرما رہے ہیں کہ یا عائشہ یہ شخص سب لوگوں سے مجھے پیارا ہے اور زیادہ تر مکرم ہے۔ اس کے حق کو پہچانیو اور اس کی عزت کیجیو۔ جب ماجرائے جمل میں جو کچھ جناب امیر اور ام المومنین کے درمیان گزرنا تھا گزر چکا اور وہ مدینہ میں واپس آ گئیں میں ان کی خدمت میں گئی اور میں نے ان سے کہا یا ام المومنین آج آپ کے دل کی کیا حالت ہے۔ بعد اس کے کہ آپ سن چکی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جناب امیر کی نسبت کیا کچھ فرمایا تھا۔ ام المومنین فرمانے لگیں اے معاذہ میرے دل کی حالت ایسے شخص کے لیے کیا ہوتی جب کبھی وہ ہمارے پاس تشریف لائے اور میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس ہوتے اور میرے والد ان کے چہرے سے نگاہ نہ پھیرتے میں نے ان سے کہا آپ ہمیشہ علی علیہ السلام کے چہرہ کو دیکھتے رہتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ فرمانے لگے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

(۵) عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عد عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فانہ مریض فاتیت فاتاہ علی و عندہ معاذ و ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما فاقبل عمران یحد النظر الی علی فقال لہ معاذ لم تحد النظر الیہ یا عمران فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ قال معاذ انا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال ابو ہریرۃ انا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ محب الطبری فی الریاض) جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ عمران بن حصین بیمار ہیں جاؤ ان کی بیمار پرسی کرو۔ میں ان کے پاس گیا پس ان کے پاس جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے۔ عمران کے پاس معاذ بن جبل اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران لوٹ کر جناب امیر کی طرف تیز نگاہ سے دیکھنے لگے معاذ نے ان سے کہا تم کیوں ان کی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے ہو۔ عمران کہنے لگے میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔ معاذ نے کہا میں نے بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ابو ہریرہ کہنے لگے میں نے بھی حضرتؐ سے سنا ہے۔

(۶) عن ابی بکر الصدیق انہ قیل لہ و قد ادام النظر الی وجہ علی مالک تقدم النظر الیہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الحاکم) جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ جناب علی علیہ السلام کی طرف اکثر دیکھتے رہتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے وہ کہنے لگے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(۷) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

ارجح المطالب ص ۴۳۳ روایت ۳' کفایت الطالب ص ۳۴' مناقب مغازلی ص ۲۰۹ سطر ۸' نزل الابرار ص ۳۹' اشرف المؤبد ص ۱۱۳' اسعاف الراغبین' الصواعق المحرقہ ص ۱۲۳ سطر ۱۸' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۹ سطر ۵' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۹' حلیتہ الاولیاء جلد ۵ ص ۵۸' ینابیع المودۃ ص ۲۷ سطر ۱۱' المستدرک جلد ۳ ص ۱۴۱ سطر ۲۰' مناقب خوارزمی ص ۲۶۰ سطر ۹' ذخائر العقبیٰ ص ۹۵' لسان المیزان جلد ۶ ص ۱۷۸ سطر ۵' تاریخ الخلفاء' نور الابصار ص ۷۳' کوکب دری ص ۱۲۱' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۲' میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۴۰۱

روایت حضرت معاذ بن جبل

ارجح المطالب ص ۴۳۲ سطر ۱۲' میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۵۰۷' نزل الابرار ص ۳۹' لسان المیزان جلد ۵ ص ۸۱ سطر ۴' تاریخ الخلفاء' مغازلی ص ۲۰۷ سطر ۳' تاریخ بغداد جلد ۲ ص ۵۱' التعقبیات ص ۵۷

روایت حضرت جابر

ارجح المطالب ص ۴۳۴' نزل الابرار ص ۳۹' الریاض النضرۃ جلد ۲ ص ۲۱۹' تاریخ الخلفاء' ذخائر العقبیٰ ص ۹۵' التعقبیات ص ۵۷' البدایہ جلد ۷ ص ۳۵۷' مغازلی ص ۲۰۹ سطر ۳' لسان المیزان جلد ۵ ص ۸۱

روایت حضرت عائشہ

کنز العمال جلد ٦ ص١٥٨' نزل الابرار ص٣٩' عمدۃ القاری جلد ١٦ ص٢١٥' مغازلی ص٢٠٧ سطر ٧' حلیۃ الاولیاء جلد ٢ ص١٨٢' لسان المیزان جلد ١ ص٢٤٣ سطر ٢' منتخب کنز العمال جلد ٥ ص٣٠

روایت حضرت عائشہ

(١) عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت رایت اباابکر یکثر النظر الی وجہ علی فقلت یا ابت انی رایتک تکثر النظر الی وجہ علی فقال یا بنت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادۃ (اخرجہ ابن السمان) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جناب علی علیہ السلام کے چہرہ مبارک کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے ہیں۔ فرمایا اے بیٹی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(٢) عن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا قالت کان انا دخل علینا و ابی عندنا لا یمل النظر الیہ فقلت یا ابت انی رائیت قد تکثر النظر انت الی علی فقال یا بنت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی علی عبادۃ (اخرجہ الخجندی) جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب جناب علی علیہ السلام ہمارے پاس تشریف لاتے اور ہمارے پاس ہمارے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی موجود ہوتے۔ تو وہ جناب علی کے چہرہ سے اپنی نگاہ نہ ہٹاتے۔ میں نے ان سے کہا اے ابا جان کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ جناب علی کو کثرت سے دیکھا کرتے ہیں فرمایا اے میری بیٹی میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے۔

ارجح المطالب ص٤٣٢ سطر آخر' روض الازہر ص٩٧' الریاض النضرہ جلد ٢ ص٢١٩' مناقب خوارزمی ص٢٦١ سطر ٨' کوکب دری ص٢٧٨ سطر آخر' مغازلی ص٢١٠ سطر ٩' ذخائر العقبی ص٩٥' الصواعق المحرقہ ص١٧٧ سطر ٢١' نزل الابرار ص٣٩

روایت حضرت معاذۃ الغفاریہ

(٣) عن معاذۃ الغفاریۃ قالت کان لی انس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرج معہ فی الاسفار و اقوم علی المرضی و اداوی الجرحی فدخلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت عائشۃ و علی خارج من عندہ فسمعتہ یقول یا عائشۃ ان ھذا احب الرجال الی و اکرمھم علی فاعرفی لہ حقہ و اکرمی مثواہ فلما ان جری بینھا و بین علی ماجرا رجعت عائشۃ الی المدینۃ لدخلت علیھا فقلت لھا یا ام المومنین کیف قلبک الیوم بعد ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لک ما قال قالت یا معاذۃ کیف یکون قلبی لرجل کان اذا دخل علینا و ابی عندی لا یمل من النظر الیہ فقلت یا ابت انک لتدیمن النظر الی علی فقال یا بنتی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النظر الی وجہ علی عبادتہ (اخرجہ الخجندی) معاذہ غفاریہ رضی اللہ عنہا کرتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

نہایت انس تھی میں اکثر سفر میں حضرتؑ کے ساتھ رہا کرتی تھی اور مریضوں کی تیمار داری اور زخموں کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی آپ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں رونق افروز تھے علی حضرتؑ کے پاس اس وقت موجود نہیں تھے۔ میں نے سنا کہ حضرت بی بی عائشہؓ سے فرما رہے ہیں کہ یا عائشہ یہ شخص سب لوگوں سے مجھے پیارا ہے اور زیادہ تر مکرم ہے۔ اس کے حق کو پہچانیو۔ اور اس کی عزت کریو۔ جب ماجرائے جمل میں جو کچھ جناب امیر اور ام المومنین کے درمیان گذرنا تھا گذر چکا اور وہ مدینہ میں واپس آ گئیں میں ان کی خدمت میں گئی اور میں نے ان سے کہا یا ام المومنین آج آپ کے دل کی کیا حالت ہے۔ بعد اس کے کہ آپ سن چکی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے جناب امیر کی نسبت کیا کچھ فرمایا تھا۔ ام المومنین فرمانے لگیں اے معاذہ میرے دل کی حالت ایسے شخص کے لیے کیا ہوتی جب کبھی وہ ہمارے پاس تشریف لائے اور میرے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس ہوتے اور میرے والد ان کے چہرے سے نگاہ نہ پھیرتے میں نے ان سے کہا آپ ہمیشہ علی علیہ السلام کے چہرہ کو دیکھتے رہتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ فرمانے لگے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے۔

ارجح المطالب ص ۴۳۳ روایت ۴، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۱، اسد الغابہ جلد ۵ ص ۵۴۷، الاصابہ جلد ۲ ص ۳۸۹، ذخائر العقبیٰ ص ۹۲، ینابیع المودۃ ص ۶۸ سطر ۱۲

روایت حضرت ابوبکر

فصل الخطاب میں ابوبکر سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علیؑ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

کوکب دری ص ۲۱۱ سطر ۹، التعقبات ص ۵۷، نزل الابرار ص ۳۹، تاریخ الخلفاء، البدایہ جلد ۷ ص ۳۵۷، ارجح المطالب ص ۴۳۲

روایت عثمان

ارجح المطالب ص ۴۳۲، تاریخ الخلفاء ص ۶۹، البدایہ ج ۷ ص ۳۵۷، التعقبات ص ۵۷، نزل الابرار ص ۳۹

مرسل

مقاصد الطالب ص ۱۱، مجمع بحار الانوار جلد ۳ ص ۳۶۹، محاضرۃ الادباء جلد ۴ ص ۴۷۷، کنوز الحقائق ص ۹۶، تنزیہ الشریعہ جلد ۱ ص ۳۸۳

روایت حضرت ابو ہریرہ

ارجح المطالب ص ۲۳۴ سطر آخر، مناقب ابن مغازلی جلد ۳ ص ۲۰۷، ینابیع المودۃ ص ۴۷ سطر ۹، نزل الابرار ص ۳۹

روایت عمرو بن عاص

ذخائر العقبیٰ ص ۹۵

روایت حضرت عبداللہ بن عباس

الریاض النضرہ ص ۲۲۰ جلد ۳

روایت حضرت عمر

البدایہ و النہایہ جلد ۷ ص ۳۵۷، تاریخ الخلفاء ص ۴۶، التعقیبات ص ۵۷، نزل الابرار ص ۳۹، ارجح المطالب ص ۲۳۲

روایت حضرت انس

البدایہ و النہایہ جلد ۷ ص ۳۵۷، ارجح المطالب ص ۲۳۲، نزل الابرار ص ۳۹، میزان

الاعتدال جلد ۳ ص ۱۷۶ سطر ۲۲

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: کہ علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ بس اچانک حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور مدینے کی گلیوں میں حضرت علیؑ کو تلاش کرنے لگے۔ جب حضرت علیؑ سے ملاقات ہوئی تو آپ اس کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے لگے۔ حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر سے کہا خیر تو ہے آج تو نظر بھی نہیں ہٹاتے تو حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے کہ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور جو کوئی بھی پل صراط سے گزرے گا اس کے پاس علی کا ٹکٹ ہونا ضروری ہے۔ (نہایت العقول ص ۱۱۶)

روایت حضرت علیؑ

یہ روایت زیر عنوان حضرت علی کے فضائل بے شمار میں پہلے تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت حضرت ابوبکر

یہ روایت زیر عنوان افضلھم حالتہ پہلے تحریر کر دی گئی ہے۔

کیا بات ہے اس جوان کی

احسن الانتخاب ص ۲۹ سطر ۱۵ پر تحریر ہے۔

منقول ہے کہ جناب امیر جب گھر سے نکلتے تو جن لوگوں کی نظران کے روئے مبارک پر پڑتی وہ کہتے لا الہ الا اللہ ما اشرف ھذا الفتی۔ لا الہ الا اللہ ما اکرم ھذا الفتی۔ لا الہ الا اللہ ما اشجع ھذا الفتی۔ یعنی نہیں ہے کوئی سوائے اللہ کے معبود یہ جوان کیسا بزرگ ہے کیسا سخی ہے کیسا بہادر ہے گویا جناب امیر کی صورت کو دیکھنا کلمہ پڑھنے کا باعث ہوتا۔

اعمال قبول کرنے کا سبب

کوکب دری ص ۱۹۰، مودت القربیٰ ص ۲۷

حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چاہے کہ خدا کے غضب کی آگ بجھائے اور خداوند عالم اس کے اعمال اور افعال کو قبول کرے اسے چاہیے کہ علی کی طرف دیکھے۔ کیونکہ اس کی طرف دیکھنا ایمان ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ اَلنَّظْرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ

نہایتہ العقول ص ۱۱۶

قال رسول اللہ النظر الی وجہک یا علی عبادہ

شرح حدیدی جلد ۲ ص ۴۵۰

جماعت صحابہ

اس روایت کو صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے روایت کیا ہے۔ البدایہ و النھایہ جلد ۷ ص ۳۵۷ پر تحریر ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عمران بن حصین، حضرت انس، حضرت ثوبان، حضرت عائشہ، حضرت ابوذر اور حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

تاریخ الخلفاء ص ۱۳۱ سطر ۷ پر تحریر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود، عمران بن حصین، حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت معاذ بن جبل، حضرت انس، حضرت ثوبان، حضرت جابر اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: کہ تحقیق

حضرت علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔
التعقیبات ص ۷۵، ارجح المطالب ص ۶۳۲، نزل الابرار ص ۳۹، ینابیع المودۃ ص ۲۴۷ سطر ۹ اور نہایتہ العقول کے ص ۱۱۶ پر بھی ایسی روایات تحریر ہیں۔

ینابیع المودۃ عربی ص ۲۷، اردو ۱۴۳

ابن مغازلی اپنی مسند میں عمران بن حصین، واثلہ بن اسقع اور ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

ینابیع المودۃ عربی ص ۲۴۷ اردو ۱۴۳

موفق بن احمد نے اپنی سند میں مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ ابن مسعود سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔
حموینی نے اپنی سند میں ثوبان، ابو سعید خدری اور عمران بن حصین سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

اَلنَّظَرُ اِلَيْهِ رَافَةٌ

یہ روایت زیر عنوان حب ایمان پہلے تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت دوم

یہ روایت زیر عنوان مودتہ عبادۃ پہلے تحریر کر دی گئی ہے۔

ذِکرُ علیٍّ عِبادۃٌ

کوکب دری ص ۲۶۱، مودت القربیٰ ص ۱۰۵ سطر آخر، الروضۃ الندیہ ص ۱۵۴، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۲، حدیث ۲۵۱۲، تفریح الاحباب ص ۳۲۳، الفتح الکبیر ص ۱۲۰، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۰ سطر ۳۹، البدایہ جلد ۷ ص ۳۵۷، کنوز الحقائق جلد ۱ ص ۳۳ سطر ۲۵، تفسیر مظہری جلد ۶ ص ۱۲۳ سطر ۱۲، مناقب ابن مغازلی ص ۲۰۶ سطر ۶، الجامع الصغیر جلد ۱ ص ۱۸ سطر ۲۸

حضرت عائشہ سے اور فصل الخطاب میں حضرت ابوبکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مرتضیٰ علی کا ذکر عبادت ہے۔

روایت حضرت ابو سعید خدری

(۱) عن ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہما قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر اخوتی علی و خیر اعمامی حمزۃ و ذکر علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار فی کنز العمال) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے تمام بھائیوں میں سے بہتر علی ہیں اور تمام چچوں میں سے بہتر حمزہ ہیں۔ اور علی کا ذکر عبادت ہے۔

(۲) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر علی عبادۃ (اخرجہ الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علی کا ذکر عبادت ہے۔

ارجح المطالب ص ۱۲۲ سطر ۱

روایت حضرت عائشہ

یہ روایت پہلے زیر عنوان خیر اخوتی تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت حضرت ابن عباس

یہ روایت پہلے زیر عنوان خیر اخوانی تحریر کر دی گئی ہے۔

مجلس کے بعد فرشتوں کا آنا

مودت القربیٰ ص ۳۴ پر تحریر ہے۔

عائشہ دختر عبداللہ بن عاصمی تمیمی جو مدینہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجاور تھی' بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا کہ ام سلمہ زوجۂ رسولؐ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ لوگ فضائل محمدؐ و آل محمدؐ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ تو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ اور اس ذکر میں ان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ جب وہ لوگ فارغ ہو کر چلے جاتے ہیں تو فرشتے آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ تب اور فرشتے ان فرشتوں سے کہتے ہیں۔ ہم تم سے ایسی خوشبو سونگھتے ہیں کہ اس سے پاکیزہ تر خوشبو ہم نے کبھی نہیں سونگھی۔ وہ فرشتے جواب دیتے ہیں۔ کہ ہم ایسے لوگوں کے پاس موجود تھے۔ جو فضائل محمدؐ و آل محمدؐ کا ذکر کرتے تھے۔ پس ان کی بوئے خوش سے ہم معطر ہو گئے۔ یہ بات سن کر وہ فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ ہم کو بھی وہاں لے چلو۔ وہ جواب دیتے ہیں۔ کہ وہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ تب وہ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ ہم کو اس مکان ہی میں لے چلو۔ جہاں وہ موجود تھے۔ اور ذکر فضائل محمدؐ و آل محمدؐ کرتے تھے۔

زَیِّنُوا مَجَالِسَکُمْ بِذِکْرِ عَلِیٍّؑ

مناقب ابن مغازلی ص ۲۱۱ سطر آخر

عَلِیٌّؑ مِنِّی وَ اَنَا مِنْہُ

حدیث یا علیؑ انت منی و انا منک

(۱) عن ابی رافع قال لما قتل علی صاحب لواء المشرکین یوم احد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علی بنفسہ و حمل علی صاحب اللواء فقتلہ فنزل جبرائیل فقال یا محمد ان ھذہ لھی المواساۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی و انا منہ فقال جبرائیل انا منکما (اخرجہ احمد و الطبرانی فی الکبیر) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جب احد کے روز مشرکوں کے علمدار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا جناب امیرؑ نے حضرت پر اپنی جان فدا کرکے اس علمدار پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہ اس کے لیے صلہ ہونا چاہیے آپ نے فرمایا علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا میں تم دونوں کا ہوں۔

(تنبیہ) قال الزهری رحمته الله علیه قال جبرئیل ان هذا لهی المواساة لان الناس فروا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم احد (تذکرہ خواص الامتہ) یعنی زہری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ اس کے لیے صلہ چاہیے یہ اس لیے تھا کہ احد کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوگ بھاگ گئے تھے۔

ارزج المطالب ص ۵۶۳، میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۱۹۰ سطر ۱۵، آئمۃ الھدیٰ ص ۴۱، مقاصد الطالب ص ۹، سعد الشموس و الاقمار ص ۲۰۵، اسعاف الراغبین ص ۱۴۳ سطر ۲، الشذرات الذھبیہ ص ۵۵، کنوز الحقائق ص ۷۰ سطر ۱۹، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۰ سطر ۱۱، الجامع الصغیر ص ۶۵ سطر ۸، القاصد الحسنہ ص ۹۸، تاریخ الخمیس جلد ۲ ص ۱۹۵، جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۷۱، حدیث ۶۴۸۰، مصابیح السنہ ص ۲۰۲، خصائص نسائی ص ۱۰۲ سطر ۷، ص ۸۷ سطر آخر، الصواعق المحرقہ ص ۱۲۲ سطر ۱۳، سنن ابن ماجہ ص ۱۲ سطر ۱۲، ینابیع المودۃ ص ۴۵ سطر ۶، ۱۴ مسند حنبل جلد ۱ ص ۱۴۴ سطر ۱، جلد ۵ ص ۱۶۵ سطر ۱۲، منتخب ذیل المذیل ص ۶۷، مناقب خوارزمی ص ۷۹ سطر ۱۴، تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ص ۳۸، البدایہ جلد ۵ ص ۲۱۳، فصل الخطاب، تاریخ الخلفاء ص ۱۱۹ سطر ۲۵، نفحات اللاھوت ص ۱۹، اخبار الدول ص ۱۰۲، الکواکب الدریہ جلد ۱ ص ۳۹، ذخائر المواریث جلد ۱ ص ۱۹۶، اسنی المطالب ص ۴۳، الفتح الکبیر جلد ۲ ص ۲۴۳، انتھاء الافھام ص ۲۱۸، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳، حدیث ۲۵۰۱، ۲۴۹۸۔

بخاری شریف جلد ۲ ص ۱۹۳ سطر ۱۶، ترمذی شریف ص ۵۳۳ سطر ۱۱، مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴ سطر ۴، فتح الباری جلد ۷ ص ۶۹، عمدۃ القاری جلد ۱۶ ص ۲۱۵ سطر ۹، ارشاد الساری جلد ۶ ص ۹۳ سطر ۲، فتح الباری جلد ۹ ص ۱۲۸ سطر ۳، جلد ۹ ص ۱۱۹ سطر ۱۸، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۶۸ سطر ۱۳، الاصابہ جلد ۴ ص ۵۰۳ سطر ۱۰، الاستیعاب جلد ۱ ص ۲۷۱ سطر ۹، المستدرک جلد ۴ ص ۱۱۰ سطر ۱۴، ص ۱۳۴ سطر ۱، تلخیص ص ۱۱۰ سطر آخر، اسد الغابہ جلد ۳ ص ۲۷ سطر ۱۳، تحفۃ الاحوذی جلد ۴ ص ۳۲۵ سطر ۱۵، ص ۳۲۱ سطر ۲، المرقات جلد ۱۱ ص ۳۴۰ سطر ۱۹، ص ۳۴۱ سطر ۱۹، ذخائر العقبیٰ ص ۶۸ سطر ۱۰، مطالب السئول ص ۵۹ سطر ۴، الشرف المؤبد ص ۵۸ سطر ۱، فیض القدیر جلد ۴ ص ۳۵۷ سطر ۱۴، مقتل خوارزمی ص ۳۶ سطر ۷، تفریح الاحباب ص ۳۴۹ سطر آخر، سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۳۰۹ سطر ۲۶، شرح حدیدی جلد ۲ ص ۲۲۱ سطر ۲، تاریخ بغدادی جلد ۴

ص۱۴۰ سطر۱۲، حیات الصحابہ جلد۳ ص۱۳۳ سطر آخر، نور الابصار ص۷۰ سطر۷، تاریخ کامل جلد۲ ص۱۰۷ سطر۱۱، ازالۃ الخفاء جلد۲ ص۲۹ سطر۱۷، الفصول المہمہ ص۲۴ سطر۴، تذکرۃ الخواص ص۳۸ سطر۸، مظاہر حق جلد۴ ص۴۹۴ سطر۹، الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۷۱ سطر۹، ذخائر العقبیٰ ص۶۸ سطر۱۰، مفتاح کنوز السنہ ص۳۵۲ کالم۲ سطر۵، اسد الغابہ جلد۴ ص۲۷ سطر۱۲، مناقب ابن مغازلی ص۲۲۲ سطر۳، ص۲۲۷ سطر۲، مودت القربیٰ ص۱۱۳، ینابیع المودت ص۴۴

روایت حضرت ابوذر

مطالب السئول ص۱۸

روایت حضرت بریدہ

(۱) عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن بعثین علی احد ھما علی بن ابی طالب و علی الاخر خالد بن ولید فقال اذا لقیتم فعلی علی الناس و ان افترقتم فکل واحد منکم علی جندہ قال فلقینا بنی زبیدہ من اھل الیمن فاقتتلنا فظھر المسلمون علی المشرکین فقتلنا المقاتلہ و سبینا الذریۃ فاصطفی علی امراۃ من السبی لنفسہ فکتب خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و امرنی ان انال منہ قال فدفعت الکتاب الیہ و قلت الیہ من علی فتغیر وجھہ فقلت ھذا مکان العائذ بعثتنی مع رجل و امرتنی ان اطیعہ ففعلت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقعن فی علی فانہ منی و انا منہ و ھو ولیکم من بعدی (اخرجہ احمد و النسائی و فی اسنادھما اجلح الکندی و ھو شیعی لکن و ثقہ ابن معین کما ذکر ابن حجر العسقلانی فی تقریب التھذیب) عبداللہ بن بریدہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف دو فوجیں روانہ فرمائیں۔ ایک فوج پر جناب علی علیہ السلام کو امیر فرمایا اور دوسرے پر خالد بن ولید کو۔ اور ارشاد کیا کہ اگر کہیں دونوں فوجیں جمع ہو جائیں تو دونوں میں علی ہی کو امیر سمجھا جائے۔ اور اگر جدا جدا رہیں تو تم دونوں اپنے اپنے لشکر کے امیر سمجھے جاؤ۔ ہم اہل یمن کے قبیلہ بنی زبیدہ پر جا ملے مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں سے مقابلہ کیا اور بنی زبیدہ کے جورو بچے گرفتار کر لیے علی علیہ السلام نے ان میں سے ایک کنیز کو منتخب کر لیا۔ خالد بن ولید نے یہ قصہ حضرت کی خدمت میں لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ خط لے کر میں حضرت کے حضور میں جاؤں۔ میں نے خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا اور زبانی بھی جناب علی کی شکایت کی۔ حضرت کا چہرہ اقدس غصہ سے متغیر ہو گیا۔ میں نے عرض کیا میں حضور کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ حضور نے مجھے ایک شخص کے ماتحت کر کے بھیجا۔ اور اس کی اطاعت کو مجھ پر لازم گردانا تھا جو کچھ اس نے کہا میں نے حضور میں عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا اے بریدہ علی کے پیچھے مت پڑو وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

ارجح المطالب ص ۹۷۷، میزان الاعتدال جلد ا ص ۱۹۰ سطر ۱۵، ترمذی ص ۵۳۳ حاشیہ ۳، تاریخ دمشق جلد ا ص ۳۶۸، ابن عساکر جلد ا ص ۳۶۸، کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۷، القول الفصل جلد ۲ ص ۱۵، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۲۷، تاریخ قا ماز جلد ۲ ص ۱۹۵، شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ ص ۴۵۰، خصائص نسائی ص ۳۳، مسند حنبل جلد ۵ ص ۳۵۶، مناقب ابن مغازلی ص ۲۲۲ سطر ۳، ذخائر العقبیٰ ص ۶۸ سطر ۱۰، البدایہ جلد ۷ ص ۳۴۲، عمدۃ القاری جلد ۱۶ ص ۲۱۴، کنوز الحقائق ص ۷۰ سطر ۱۹، مناقب عینی ص ۳۸، مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۵۰۲ سطر ۲۱، الصواعق المحرقہ ص ۱۷۳ سطر ا، البرقتہ المحمودیتہ جلد ا ص ۲۱۱

روایت حضرت ام سلمہ

الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۶۵ سطر ۸، ینابیع المودت ص ۲۵ سطر ۲۱، انتحاء الافہام ص ۲۰۸

روایت حضرت عمران بن حصین

ارجح المطالب ص ۴۷۹، ترمذی ص ۵۳۳ سطر ۱۱، انتحاء الافہام ص ۲۱۶، تاریخ دمشق جلد ا ص ۳۷۹، سعد الشموس ص ۲۰۹، کنوز الحقائق ص ۱۵ سطر ا، الصواعق المحرقہ ص ۱۷۳ سطر ۴، عمدۃ القاری جلد ۱۹ ص ۲۱۱ سطر ۹، مشکوٰۃ ص ۵۶۴ سطر ۲، نظم درر السمطین ص ۷۹، ذخائر العقبیٰ

(۸) عن عمران بن حصین قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشا و استعمل علی بن ابی طالبؑ فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ و تعاقد اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرناہ بما صنع و کان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدءوا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر ان علیا صنع کذا و کذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قام الثانی فقال مثل ذلک ثم قال الثالث فقال مثل مقالتہ ثم قال الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغضب یعرف فی وجہہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی ان علیا منی و انا منہ و ھو ولی کل مومن من بعدی (اخرجہ احمد و النسائی و الحاکم) عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر پر جناب علیؑ کو امیر بنا کر روانہ کیا جب جناب فوج کے ساتھ روانہ ہوئے ایک کنیز غنیمت میں ان کے ہاتھ لگی حضرت امیر نے اس میں اپنا تصرف کر لیا لوگوں کو یہ بات ناگوار ہوئی ان میں حضرتؑ کے چار صحابیوں نے باہم عہد کیا کہ جب ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں گے تو حضرتؑ سے اس

بات کی شکایت کریں گے۔ صحابہ کا طریق یہ تھا کہ جب سفر سے آتے تو حضرت کے سلام کے لئے پہلے حضرتؑ کے حضور میں حاضر ہوتے پھر اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف رجوع کرتے حسب دستور وہ فوج کا دستہ بھی سلام کے لیے حاضر خدمت ہوا ان چاروں میں سے ایک نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ جناب علی نے ایسا ویسا کیا ہے۔ حضرت نے ان سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرے نے اٹھ کر بھی یہی بیان کیا آپ نے اس سے بھی اعراض فرمایا پھر تیسرے نے بھی یہی بیان کیا چوتھے نے بھی ان تینوں کی سی کہی حضرت ان کی طرف لوٹ بیٹھے اور غضب کے آثار چہرہ اقدس سے نمایا ہو رہے تھے۔ فرمایا تم علی سے کیا چاہتے ہو بہ تحقیق علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد ہر ایک مومن کا ولی ہے۔

ص ۶۸، تذکرۃ الخصواص ص ۴۲، جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۷۰، مصابیح السنہ ص ۲۰۲، المستدرک جلد ۳ ص ۱۱۰، ینابیع المودۃ ص ۴۴ سطر ۱۸، مسند احمد بن حنبل ص ۱۱۱ حدیث ۸۲۹، خصائص نسائی ص ۳۳، حلیۃ الاولیاء جلد ۶ ص ۲۹۴، مناقب خوارزمی ص ۹۲، میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۱۹۰ سطر ۱۵، اسد الغابہ جلد ۴ ص ۲۷، شرح ابن ابی الحدید معتزلی جلد ۱ ص ۳۲۱، تاریخ ذھبی جلد ۲ ص ۱۹۶، البدایہ جلد ۷ ص ۳۴۴، الاصابہ جلد ۲ ص ۵۰۳، خصائص سیوطی ص، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۵۱، اسعاف الراغبین ص ۱۲۳ سطر ۲، کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۹، مطالب السئول ص ۵۹ سطر ۴، الشرف المئوبد ص ۵۸ سطر ۱

روایت دوم

ینابیع عربی ص ۴۵ سطر ۸، اردو ص ۹۰ سطر ۲۰، القول الفصل جلد ۲ ص ۱۵، اسعاف الراغبین ص ۱۲۳ سطر ۲، خصائص سیوطی ص ۱۹، نظم درر السمطین ص ۷۹، ذخائر العقبیٰ ص ۶۸، مناقب خوارزمی ص ۹۲، مغازلی ص ۲۲۴ سطر ۳، خصائص نسائی ص ۲۶، مشکواۃ ص ۵۶۴ سطر ۳، المستدرک جلد ۳ ص ۱۱۰، مصابیح السنہ ص ۲۰۲، شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ ص ۳۲۱، تاریخ ذھبی جلد ۲ ص ۱۹۶، البدایہ جلد ۷ ص ۳۴۴، کنوز الحقائق ص ۱۵ سطر ۱۱، الفتح الکبیر جلد ۳ ص ۸۸، میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۱۹۰ سطر ۱۵

روایت حضرت علیؑ

(۵) عن علی قال صرنا من بکتہ انا بنت حمزۃ تنادی یاعم یاعم فتنا و لها علی فقال لفاطمۃ دونک ابنۃ عمک فحملتها فاختصم فیها علی و جعفر و زید فقال علی انا اخذها و ھی ابنۃ عمی قال جعفر ابنۃ عمی و خالتها تحتی و قال زید ابنۃ اخی فقضی بها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخالتها و قال الخالۃ بمنزلۃ الام و قال لعلی انت منی و

انا منک و قال لجعفر اشبھت خلقی و خلقک و قال لزید انت مولانا (اخرجہ النسائی فی الخصائص) جناب علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب ہم مکہ سے چلے ناگاہ جناب سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اے چچا اے چچا پکارنے لگیں علیؑ نے ان کو لے کر جناب فاطمہ کے حوالے کیا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس بٹھاؤ۔ حضرت سیدہ نے اسے اپنے پاس اونٹ پر بٹھا لیا۔ جناب علی اور جعفر اور زید رضی اللہ عنھم میں جھگڑا ہونے لگا جناب علی کہنے لگے میں نے اس کو پکڑا ہے وہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ زید کہنے لگے میرے بھائی کی بیٹی ہے حضرتؐ نے اس کا فیصلہ کیا اور اس کو اس کی خالہ کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اور جناب علی سے فرمایا تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں اور جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا تیری خلقت اور تیرا خلق میری مانند ہے اور زید رضی اللہ عنہ سے کہا تو ہمارا دوست ہے۔

ارجح المطالب ص۵۶۳، انتقاء الافہام ص۲۱۹، مقتل خوارزمی ص۳۶، نظم درر السمطین ص۷۹، مناقب خوارزمی ص۲۵ سطر آخر، ینابیع المودۃ ص۴۵ سطر ۱۲

روایت حضرت عمر

السیف الیمانی ص۳۶

روایت حضرت زید

ارجح المطالب ص۵۶۴، مناقب خوارزمی ص۴۸، خصائص نسائی ص۳۶، رفع اللبس و الشبہات ص۴۰، مسند حنبل جلد۵ ص۲۰۴، الفتح الکبیر جلد۱ ص۲۵۱، منتخب کنز العمال جلد۵ ص۱۲۹

عن محمد بن اسامۃ بن زید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انت یا علی فختنی و ابو ولدی انت منی و انا منک (اخرجہ البغوی و احمد و الطبرانی و الحاکم) محمد بن اسامہ بن زید اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیکن یا علی تو پس میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ ہے اور تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

روایت ھبیرہ بن مریم

ارجح المطالب ص۵۶۳، البدایہ جلد۴ ص۲۳۴، تاریخ بغداد جلد۴ ص۱۴۰، خصائص نسائی ص۱۹، مسند حنبل جلد۱ ص۹۸، المستدرک جلد۳ ص۱۲۰ سطر۱۱، نظم درر السمطین ص۹۸

روایت جناب حسن بن علیؑ

ینابیع عربی ص ۴۵ سطر ۱۷، اردو ص ۹۱، انتہاء الافہام ص ۲۱۹، تاریخ آل محمد ص ۱۲۲

امام حسنؑ بن علیؑ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت علیؑ اور آپ کے بھائی جعفر اور اپنے غلام زید کے درمیان حضرت حمزہ کی لڑائی کے جھگڑے کے بارے میں فیصلہ کیا۔ تو حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ کہ علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور تم میرے بعد ہر مومن کے سردار ہو۔

روایت براء بن عاذب

مشکوٰۃ میں براء بن عاذب سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا تم مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں۔

ینابیع المودۃ ص ۹۱، انتہاء الافہام ص ۲۱۹، حسن الاسوہ ص ۳۷۵، سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۶۶، تیسیر الوصول جلد ۲ ص ۳۴۳، نزہتہ الناظر ص ۳۹، البدایہ جلد ۷ ص ۲۲۴، منہاج السنہ جلد ۳ ص ۷، اقضیہ رسول اللہ ص ۷۰، مصابیح السنہ ص ۲۰۵، خصائص نسائی ص ۴۰، ترمذی، ینابیع المودۃ ص ۴۵ سطر ۱۰، مشکوٰۃ ص ۵۶۳ سطر ۲، بخاری جلد ۲ ص ۱۹۴ سطر ۹، سنن بیہقی جلد ۸ ص ۵، مطالب السئول ص ۱۸، الاذکار ص ۳۵۴، زاد المعاد جلد ۴ ص ۲۹۱، مبارک الازہار جلد ۲ ص ۲۹۹، القاصد الحسنہ ص ۹۸، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۰، البیان جلد ۲ ص ۳۵، منتخب الصحیحین ص ۷۶، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۴۔

ترمذی شریف ص ۵۴۳ سطر ۵، مشکوٰۃ ص ۵۶۴ سطر ۲، سنن ابن ماجہ ص ۱۲ سطر ۱۲، جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۷۰، حدیث ۶۴۸۰، تحفتہ الاحوذی جلد ۴ ص ۳۲۱ سطر ۲، تفریح الاحباب ص ۳۴۹ سطر آخر، اسعاف الراغبین ص ۱۳۳ سطر ۲، صواعق محرقہ ص ۱۲۲ سطر ۱۲

استدلال

ان علیا منی و انا منہ مشکوٰۃ ص ۵۶۴ حاشیہ ۲

روایت حضرت عمر

یہ روایت پہلے زیر عنوان اشد حبالہ میں تحریر کر دی گئی ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّی وَ اَنَا مِنْکَ

السیف الیمانی ص ۳۶' بخاری

روایت حضرت ابن عباس

یہ روایت پہلے زیر عنوان "اے ام سلمیٰ یہ امیر المومنین ہے" تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت حضرت ابن عباس

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ام سلمہ سے فرمایا۔ اے ام سلمہؓ علی مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ اس کا گوشت میرا گوشت اس کا خون میرا خون ہے۔ اس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ سے حاصل تھی۔ اے ام سلمہ سنو۔ اور گواہ رہو۔ یہ علی مسلمانوں کے سردار ہیں۔ (ینابیع المودت ص ۲۵ سطر ۲۱' انتھاء الافحام ص ۲۰۸)

دعوت ذوالعشیرہ اور علیؑ مِنّی

ارجح المطالب ص ۵۶۳ سطر ۴

(۲) عن حبشی بن جنادۃ کان شہد حجتہ الوداع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک الیوم علی منی و انا منہ و لا یقضی دینی سواہ (اخرجہ النسائی و الترمذی و ابن ماجتہ و البغوی و ابن عاصم و ابن قتیبتہ و الضیاء و ردی و الطبرانی) حبشی بن جنادہ سے کہ وہ حجتہ الوداع میں بھی حاضر تھے روایت ہے کہ میں نے اسی روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور سوا اس کے کوئی میرے قرض کو ادا نہیں کرے گا۔

(تنبیہ) اس حدیث کے شان ورود کی نسبت علامہ سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ میں لکھتے ہیں و قیل انما قالہ یوم نزل علیہ و انذر عشیرتک الاقربین یعنی علی منی و انا منہ کی حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز ارشاد فرمایا تھا جس روز کہ آیت کریمہ و انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تھی۔

لیکن کتب حدیث کی سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرتؐ نے اکثر مواقع میں اس حدیث کو جناب امیر کی نسبت ارشاد فرمایا ہے کہ کبھی علی منی ہے اور کبھی انت منی کے الفاظ ہے۔

روایت حضرت سلمان فارسی

سلمان فارسی سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میں اور علی ایک نور تھے۔ اور وہ نور آدم کو پیدا کرنے سے چودہ ہزار سال پیشتر خدائے ذوالجلال کی درگاہ میں طاعت و تقدیس کرتا تھا۔ جب آدم کو پیدا کیا اس نور کو آدم کے صلب میں رکھا اور برابر ایک صلب سے دوسری صلب میں منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کو عبدالمطلب کے صلب میں قرار دیا۔ پھر اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ میرے حصے کو عبداللہ کی پشت میں قائم کیا اور علی کے حصے کو ابو طالب کے صلب میں۔ پس علی مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ (کوکب دری ص ۱۵۲ سطر ۲)

روایت حضرت علیؑ

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا و علی من نور واحد من قبل ان یخلق ابونا ادم بالفی عام فلما خلق ادم صرنا فی صلبہ ثم نقلنا من کرام الاصلاب الی مطہرات الارحام حتی صرنا فی صلب عبدالمطلب ثم انقسمنا نصفین فصرت فی صلب عبداللہ و صار علی فی صلب ابی طالب و اختار نی بالنبوۃ و اختار علیا بالشجاعتہ و العلم و الفصاحتہ و انشق لنا اسمین من اسمائہ و اللہ محمود و انا محمد و اللہ الاعلی و ھذا علی (اخرجہ ابن السبوع الاندلسی فی کتاب الشفا و الصالحانی و الکلاعی و سید محمد جعفر مکی و ابراہیم و صابی)

جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ شافع روز جزا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ میں اور علی حضرت آدم سے دو ہزار برس پہلے ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کے صلب میں چلا گیا پھر وہ بزرگ

پشتوں سے پاک ارحام میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عبدالمطلب کی صلب میں پہنچا پھر وہ نور دو ٹکڑے ہو گیا میرا نور عبداللہ کی صلب میں اور علی کا نور ابوطالب کی صلب میں چلا گیا۔ پس خدائے تعالیٰ نے مجھ کو نبوت کے ساتھ اور علی کو شجاعت اور علم اور فصاحت کے ساتھ انتخاب فرما کر اپنے اسماء مبارک میں سے ہمارے لیے دو نام مشتق کیے پس اللہ تعالیٰ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ ہے اور یہ علی ہے۔

ارجح المطالب ص ۵۷۳' نثر اللطیب ص ۱۰ سطر ۲' مناقب خوارزمی ص ۸۸ سطر ۱۸' مقتل خوارزمی ص ۵۰' اسد اللہ ص ۱۲ سطر ۵' ینابیع المودۃ ص ۷۹

روایت حضرت سعید بن جبیر

سعید بن جبیر سے روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ میں علم کا شہر ہوں۔ تم اس کا دروازہ ہو۔ شہر میں دروازے سے داخل ہونا پڑتا ہے۔ وہ شخص بالکل جھوٹا ہے جس کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے اور حالانکہ تم سے دوستی رکھتا ہے۔ اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔ تیرا خون میرا خون ہے۔ تیری روح میری روح ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تیری ظاہری بات میری ظاہری بات ہے۔ جس نے تیری اطاعت کی وہ سعید ہے جس نے تم سے بغض رکھا وہ شقی ہے۔ جس نے تمہیں دوست رکھا وہ فائدے میں رہے گا جس نے تم سے دشمنی کی وہ گھاٹے میں رہا۔ جو تیرا دامن پکڑے رہا کامیاب ہو گیا جس نے تم کو چھوڑ دیا ہلاک ہو گیا۔ میرے بعد تم اور تیری اولاد سے آئمہ پیدا ہوں گے۔ (ینابیع المودت ص ۱۰۶ سطر ۲۲' انتہاء الا فہام ص ۲۰۶)

مواسات حضرت جبرائیل

ارجح المطالب ص ۵۹۲' شرح ابن ابی الحدید جلد ۲ ص ۲۳۶' مدارج النبوۃ ص ۱۲۸' مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۱۱۴ سطر ۱۵' ص ۱۲۲ سطر ۱۶' ذخائر العقبیٰ ص ۶۸' تاریخ طبری جلد ۲ ص ۱۹۷' کوکب دری ص ۴۳۰' میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۳۱۷ سطر آخر' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۷۲' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۵۲' معارج النبوۃ ص ۱۰۷' کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۰

روایت حضرت جابر

اشعار وغیرہ۔ مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۱۲۲ سطر ۱۳

روایت حضرت ابو سعید خدری

ینابیع المودت ص ۴۵ سطر ۱۹

مناقب میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ اور جبرائیل نے کہا میں تم دونوں سے ہوں۔

(۳) عن انس بن مالک قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براۃ مع ابی بکر رضی اللہ عنہ ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ عنی الا رجل ھو منی و انا منہ فدعا علیا فاعطاہ ایاھا (اخرجہ الترمذی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برات دے کر مکہ والوں کی طرف ارسال کیا پھر آپ نے بلا لیا اور فرمایا مجھ سے وہ اس سورت کو لے جا سکتا ہے جو میرا ہو پھر جناب علی کو سورہ برات دے کر روانہ کیا۔

(۴) عن عبد خیر عن علی قال اھدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قنو موز فجعل یقشر الموزۃ و یجعلھا فی فمی و قال لہ قائل یا رسول اللہ انک تحب علیا قال او ما علمت ان علیا منی و انا منہ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) عبد خیر جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کیلے کا خوشہ تحفہ میں آیا۔ حضرت کیلے چھیل کر میرے منہ میں ڈالنے لگے ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ آپ علی کو دوست رکھتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا شاید تو نہیں جانتا کہ علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں۔

(۷) عن بریدۃ الاسلمی قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن مع خالد بن الولید و بعث علیا علی جیش اخر و قال ان لقیتما فعلی و ان افترقتما فکل واحد منکما علی جندہ فلقینا بنی زید من اھل الیمن و ظھر المسلمون علی المشرکین فقاتلنا المقاتلۃ و سبینا الذریۃ فاصطفی علی جاریۃ لنفسہ منھن فکتب بذلک خالد بن الولید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و امرنی ان انال منہ فدفعت الکتاب الیہ و نلت من علی فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ھذا مکان العائذ بعثنی مع رجل و الزمنی بطاعتہ فبلغت ما ارسلت بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقعن یا بریدۃ فی علی فان علیا منی و انا منہ و ھو ولیکم بعدی (اخرجہ احمد و النسائی) بریدہ اسلمی روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خالد بن ولید کے ساتھ یمن کی طرف روانہ کیا اور ایک دوسرے لشکر پر جناب امیر علیہ السلام کو امیر بنا کر ارسال کیا۔ اور فرمایا کہ اگر دونوں لشکر باہم مل جائیں تو علی امیر سمجھے جاویں اور اگر جدا جدا رہیں تو دونوں میں سے ہر ایک جدا جدا امیر ہو گا۔ پس ہمارے دونوں لشکر یمن کے قبیلہ بنی زید کے قریب جا لگے اور مسلمانوں نے باہم مدد کر کے مشرکوں کے ساتھ لڑائی میں فتح حاصل کی ہم نے ان کے بال بچوں کو اسیر کر لیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے لیے ان میں سے ایک لونڈی کو منتخب کیا خالد بن ولید نے اس حقیقت کو حضرتؐ کی طرف لکھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس خط کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں پہنچ کر زبانی بھی اس بات کو عرض کروں میں نے وہ خط حضرتؐ کو دیا اور زبانی کہہ سنایا۔ حضرت کا چہرہ غصہ کی وجہ سے متغیر ہو گیا میں حضورؐ کے غصہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں

حضور نے مجھے ایک شخص کے ساتھ روانہ فرمایا تھا اور اس کی اطاعت کو مجھ پر لازم کیا تھا۔ جو کچھ کہ اس نے کہا میں نے اس کو پہنچا دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بریدہ تم علی کے پیچھے مت پڑو علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

(۹) عن عمرو بن العاص قال قلمت من غزوۃ ذات السلاسل و کنت اظن الیس احد احب وجب ان یکون افضل الخلق یعنی اخبار صحیحہ سے ثابت ہے کہ آیت مباہلہ میں انفسنا سے جناب علی مراد ہیں۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعینہٖ نفس جناب علی نہیں ہو سکتا۔ پس بالضرور یہاں مساوات سے مراد ہے۔ اور اس بات سے یہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے پس اس میں شک نہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام فضائل میں تمام خلقت سے افضل تھے۔ جبکہ ان صفات میں جناب علی کے مساوی ٹھہرے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑے گی کہ جناب علیؑ بعد رسول اللہ بھی افضل البشر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیر کو سورہ برات کے ساتھ مکہ بھیجنا

(۱) عن سعد قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر براءۃ حتی کان اذا ببعض الطریق ارسل علیا فاخذھا منہ ثم سار بھا فوجد ابوبکر فی نفسہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یئودی عنی الا انا و رجل منی (اخرجہ النسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات کے ساتھ مکہ روانہ کیا ابھی وہ تھوڑی دور نہیں گئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو ان کے پیچھے روانہ کیا وہ ان سے سورت برات لے کر مدینہ کو چلے گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں ملال گذرا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد کیا مجھ سے کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا میں یا وہ جو آدمی میرا ہو۔

ارجح المطالب ص ۶۱۳، مودت القربیٰ ص ۸۷ سطر ۱۸، بخاری شریف جلد ۳ ص ۸۹ سطر ۲، تفسیر طبری جلد ۱۰ ص ۴۱ سطر ۲، شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۲۳۱، جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۷۵ حدیث ۶۴۹۴، تفسیر نیشاپوری جلد ۱۰ ص ۳۹ سطر آخر، تحفۃ الاحوذی جلد ۶ ص ۳۲۵ سطر ۵، المرقات جلد ۱۱ ص ۳۴۲ سطر ۲۲، استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۰ سطر ۱۸، تفریح الاحباب ص ۲۴ سطر ۹، انساب الاشراف جلد ۱ ص ۳۸۴ سطر ۱۷، تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۲۲، فتح القدیر جلد ۲ ص ۲۱۰، المختصر جلد ۲ ص ۵۵ سطر ۱۳، شرح حدیدی جلد ۴ ص ۴۸ سطر ۷، ترمذی ص ۳۲۰ جلد ۲۶ حاشیہ ۱، ذخائر العقبیٰ ص ۶۹ سطر ۹، مطالب السئول ص ۵۹ سطر آخر، الریاض جلد ۳ ص ۱۴۳ سطر ۳، ینابیع المودۃ ص ۴۷ سطر ۲۳، مشکوۃ ص ۵۶۴ حاشیہ ۶، الشرف المؤبد ص ۵۷ سطر آخر، مفتاح کنوز السنہ ص ۳۵۳ کالم ۳ ص ۴۳، الرصف ص ۴۷۰، البدایہ جلد ۷ ص ۳۴۳ سطر آخر، الفصول المہمہ ص ۲۲ سطر ۲، خصائص للنسائی ص ۱۴۳ سطر ۲، البدایہ جلد ۵ ص ۳۷، تذکرۃ الخواص ص ۳۷

سطر۸، مناقب خوارزمی ص ۱۰۱ سطر۱۳، الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۶۵ سطر۸، کنوز الحقائق جلد ۲ ص ۱۵ سطر۱۳، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۹ سطر ۱۷

روایت حضرت سعد

ارجح المطالب ص ۶۱۲

روایت حضرت ابو صالح عن علیؑ

ارجح المطالب ص ۶۱۲، تفسیر نیشاپوری جلد ۱۰ ص ۳۹ سطر ۲۸، جامع الاصول جلد ۲ ص ۲۳۳، فتح الباری جلد ۸ ص ۲۵۶، بحر المحیط جلد ۵ ص ۶ سطر آخر۔

(۳) عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث براۃ الی اھل مکتہ مع ابی بکر ثم اتبعہ لعلی فقال لہ خذ ھذا الکتاب فامض بہ الی اھل مکتہ فلحقتہ و اخذت الکتاب منہ قال فانصرف ابوبکر و ھو کئیب قال یا رسول اللہ انزل فی شئی قال لا الا انی امرت ان ابلغہ انا و رجل من اھل بیتی (اخرجہ النسائی) جناب امیر علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برأت دے کر مکہ کی طرف روانہ کیا۔ پھر علی کو ان کے پیچھے بھیجا اور فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کاغذ لے لیا وہ غمگین ہو کر لوٹ آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے۔ فرمایا نہیں مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس سورت کو خود پہنچاؤں یا میرے گھر کا کوئی آدمی پہنچائے۔

روایت حضرت علیؑ

ارجح المطالب ص ۶۱۳، ترمذی شریف ص ۴۴۱ سطر ۴، در منثور جلد ۳ ص ۲۱۰، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۷۴، شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۲۳۱، قصہ کبیرہ ص ۳۴۲، البدایہ جلد ۵ ص ۳۷، وسیلۃ النجاۃ ص ۹۳، بصائر الدرجات ص ۲۵، مسند احمد بن حنبل جلد ۱ ص ۱۵۰، تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۳۳، کنز العمال جلد ۱ ص ۲۴۷ حدیث ۴۴۱

(۶) عن علی قال لما نزلت عشر ایات من براۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا ابابکر فبعثہ بھا لیقرء ھا علی اھل مکتہ ثم دعانی فقال لی ادرک ابابکر فحیث ما لقیتہ فخذ الکتاب فاذھب بہ الی اھل مکتہ فاقرہ علیھم فلحقتہ بالجحفتہ فاخذت الکتاب منہ و رجع ابوبکر فقال یا رسول اللہ انزل فی شئی قال لا ولکن جبرئیل جاء نی فقال لا یودی

عنک الا انت او رجل منک (اخرجه احمد و النسائی) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب سورہ برات کی دس آیتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہ آیتیں دے کر مکہ والوں کی طرف روانہ کیا۔ کہ وہ جا کر سورہ برات ان کو سنائیں۔ پھر حضرت نے مجھے بلوا کر اشارہ کیا جاؤ ابوبکر جہاں پر ہوں ان سے کاغذ لے لو مکہ والوں کو تم جا کر یہ سورت سناؤ میں ان سے جحفہ میں جا ملا اور ان سے خط لے لیا ابوبکر جب واپس آئے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے حق میں کوئی بات نازل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں لیکن جبرائیل علیہ السلام نے آ کر مجھ سے کہا ہے کہ آپ کی جانب سے ہرگز کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ مگر یا تو خود آپ یا کہ وہ آدمی جو آپ کا ہے۔

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

روایت دوم

ارجح المطالب ص ۶۱۳، عمدۃ القاری جلد ۸ ص ۶۳۷، مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۲۹، مناقب خوارزمی ص ۹۹، ذخائر العقبیٰ ص ۶۹، شرح مواہب زرقانی جلد ۳ ص ۹۱، المنار جلد ۱۰ ص ۱۵۷، کفایت الطالب ص ۱۲۶، مسند حنبل جلد ۱ ص ۱۵۱، البدایہ جلد ۵ ص ۳۷، در منثور جلد ۳ ص ۲۰۹، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۴۷، تفسیر نیشاپوری جلد ۱۰ ص ۳۹ سطر ۲۸، کنز العمال جلد ۱ ص ۲۴۷، فتح الباری جلد ۲ ص ۳۱۹، بیضاوی جلد ۲ ص ۲۷۵، تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۲۲

(۷) عن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین بعثہ قال انی لست باللسن ولا بالخطیب قال ما بلی ان اذھب بھا انا او یذھب بھا انت قال فان کان و لا بد فاذھب انا قال انطلق فان اللہ یسدد لسانک و یھدی قلبک قال ثم وضع یدہ علی فمہ (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سورہ برات کے ساتھ روانہ کیا میں نے عرض کیا نہ تو میں زبان آور ہوں اور نہ مقرر فرمایا مجز اس کے چارہ نہیں اس سورت کو یا میں لے جاؤں یا تم لے جاؤ علی نے عرض کیا جبکہ چارہ نہیں تو میں ہی لے جاتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو سیدھا کر دے گا اور تمہارے دل کو ہدایت کرے گا۔ پھر حضرتؐ نے اپنا ہاتھ ان کے یعنی میرے منہ پر رکھا۔

(تنبیہ) قال الزھری رحمتہ اللہ علیہ ان امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیا ان یقرء براءۃ علی اھل مکۃ لان عادت العرب ان لا یتولا العھود و المواثیق الا بسید القوم او زعیمہ او رجل من اھل بیتہ یقوم مقامہ کاخ او ابن عم فما جراھم علی عاداتھم (تذکرہ خواص الامہ و ریاض النضرہ) زہری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ برات دے کر اس لیے جناب امیر کو مکہ کی طرف بھیجا۔ کیونکہ عرب کی عادت ہے کہ عہد اور مواثیق قبیلہ کے سردار یا اس کے شریک یا اس کے گھر کے آدمی کے سوا جو اس کا قائم مقام ہو جیسے مثل بھائی کے یا ابن عم کے نہیں کرتے پس حضرتؐ نے بھی انہیں کی عادت کے موافق اپنے ابن عم کو برات دے کر بھیجا۔

روایت حضرت ابو سعید خدری

ارجح المطالب ص ۶۱۳، بحر المحیط جلد ۵ ص ۷ سطر ۹، ذخائر العقبیٰ ص ۶۹، مودۃ القربیٰ

ص ۶۷' ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۲۲' ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۹۹

(۵) عن ابی سعید الخدری و ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما قالا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اباابکر رضی اللہ عنہ مع براۃ فلما بلغ ضجنان سمع بغام ناقۃ علی فعرفہ فاتاہ فقال ما شاتی قال خیران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنی ببراۃ فلما رجعنا انطلق ابوبکر رضی اللہ عنہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ مالی قال خیر انت صاحبی فی الغار و انہ لا یبلغ غیری او رجل منی یعنی علیا (اخرجہ احمد و النسائی) ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دے کر مکہ کی طرف روانہ فرمایا۔ جب ضجنان تک پہنچے تو جناب علی علیہ السلام کے ناقہ کی آواز کو سنا حضرت علی کو پہچان کر ان کے قریب گئے اور پوچھا مجھے کیا ارشاد ہوا ہے۔ جناب امیر نے ارشاد کیا خیر ہے۔ حضرت نے مجھے سورہ برات لے جانے کے واسطے حکم دیا ہے۔ پس جب ہم لوٹ کر سرکار کے حضور میں حاضر ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے کیا کوئی حکم ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا تم میرے رفیق غار ہو۔ سوا اس کے کوئی اور بات نہیں کہ میرے سوا یا میرے گھر کے آدمی کے سوا کوئی دوسرا نہیں پہنچا سکتا تھا۔

هٰذا حدیثٌ حَسَنٌ غَرِیبٌ۔ ترمذی

هٰذا حدیثٌ صَحِیحُ الاِسنَادِ۔ حاکم

مستدرک جلد ۳ ص ۵۲' تلخیص سطر ۱۸

عن ابن عباس

(۶) عن ابن عباس قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اباابکر بسورۃ و بعث علیا خلفہ فاخذھا منہ و قال لا یذھب بھا الا رجل من اھل بیتی ھو منی و انا منہ (اخرجہ احمد و النسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دے کر روانہ کیا ان کے پیچھے جناب علی کو روانہ کیا انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سورت کو لے لیا۔ حضرت نے فرمایا اس کو کوئی نہیں لے جا سکتا مگر وہ آدمی کہ میرے گھر کا ہو اور وہ میرا ہو اور میں اس کا ہوں۔

عبارت ارجح المطالب ص ۶۱۲' ترمذی شریف ص ۴۴۰ سطر ۲۳' سنن بیہقی جلد ۹ ص ۲۲۴' شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۲۳۱' جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۷۵' ینابیع المودۃ ص ۷' طبری ص ۴۱ جلد ۱۰ سطر ۱۱' مشکوٰۃ ص ۵۶۴ حاشیہ ۹' مناقب خوارزمی ص ۱۰۰ سطر ۸' فتح الباری جلد ۸ ص ۲۵۶' فتح القدیر جلد ۲ ص ۳۱۹' مطالب السئول ص ۱۷

جمع الفوائد میں حضرت جابر سے روایت ہے۔ عمر جعفرنہ سے واپس آکر رسولؐ اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو حج کے لئے روانہ کیا۔ ہم لوگ آپ کے ساتھ جا رہے تھے۔ مقام عرج پر صبح ہو گئی۔ حضرت ابوبکر تکبیر کہنے کے لئے سیدھے ہوئے۔ آپ نے اپنی پشت کی جانب سے اونٹ کے بلبلانے کی آواز سنی۔ تکبیر کہنے سے رک گئے۔ کہا یہ رسول اللہ کی جدعا اونٹنی کے بلبلانے کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ تشریف لا رہے ہیں۔ انہیں آنے دو' ہم آپؐ کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔ ہم لوگ کیا دیکھتے ہیں کہ علی علیہ السلام اس اونٹنی پر سوار ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے علی امیر بن کر آئے ہو یا قاصد بن کر تشریف لائے ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا نہیں مجھے تو رسول خدا نے سورۂ برات دے کر روانہ فرمایا ہے کہ میں ان آیات کو مواقف حج کے موقعہ پر لوگوں پر پڑھوں۔ ہم مکہ میں آ گئے۔ ترویہ سے ایک دن پہلے حضرت ابوبکر نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کو مناسک حج بتائے۔ جب آپ فارغ ہو گئے تو حضرت علیؑ قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے لوگوں پر سورۂ برات پڑھ کر ختم کر دی۔ قربانی کے دن حضرت ابوبکر نے خطبہ ارشاد فرمایا اور حضرت علی نے لوگوں پر سورۂ برات پڑھی۔ جب منیٰ سے واپسی کا دن ہوا تو اس طرح حضرت ابوبکر نے خطبہ دیا اور حضرت علیؑ نے کھڑے ہو کر لوگوں پر سورۂ برات پڑھی۔

ینابیع المودۃ ص ۱۴۱ سطر ۵' مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۹۲ سطر ۱۸ نوالکثور' مختصر سیرت الرسول ص ۴۱۲' معارج النبوۃ ص ۳۱۵ جلد ۱' جامع الاصول جلد ۲ ص ۲۴۳' ینابیع المودۃ ص ۷۲ سطر آخر' ذخائر العقبیٰ ص ۶۹' شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۲۳۱

وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ

ارجح المطالب ص ۱۰۵' البدایہ و النہایہ جلد ۵ ص ۳۷

مناقب ابن مردویہ سے منقول ہے کہ جمہور مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آگاہ کرنا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ امیر المومنین نے چالیس آیات کے ذریعہ آگاہ کیا کہ جو

سورۂ برات سے اس جناب نے پڑھ کر سنائی ہیں' اور یہ واقعہ اسی طرح پھر واقع ہوا ہے کہ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سورۂ مذکورہ کو ابوبکر کے حوالے کر کے مکہ معظمہ کی طرف بھیجا کہ کافروں کو پڑھ کر سنائے۔ تین روز گزرنے کے بعد علیؑ مرتضیٰ کو اپنا اونٹ دے کر روانہ کیا تاکہ سورۂ مذکورہ کو ابوبکر سے لے کر کفار کے سامنے پڑھے۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس سورہ کے پہنچانے کی بابت یہ حکم مجھ کو دیا گیا ہے کہ یا تو میں خود پہنچاؤں یا وہ شخص پہنچائے جو مجھ سے ہو۔ (کوکب دری ص ۱۴۳ سطر ۵' شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۲۳۱' ینابیع المودۃ ص ۸۴ سطر ۶' در منثور جلد ۳ ص ۲۱۱)

روایت زید بن یثیع

زید بن سنع سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت علیؑ سے سوال کیا کہ آپ ذوالحجہ کو کیا لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ فرمایا چار چیزیں لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوا تھا۔

(۱) کوئی شخص ننگے ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا۔

(۲) اگر کسی شخص اور رسول اللہ میں کوئی معاہدہ ہے تو وہ اپنی مدت تک قائم ہے۔

(۳) اگر کوئی معاہدہ نہیں ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔

(۴) جنت میں مومن داخل ہو گا۔ اس سال کے بعد مشرک اور مسلمان اکٹھے جمع نہ ہوں گے۔

یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۲۲' مناقب خوارزمی ص ۱۰۱ سطر ۱' نسائی خصائص ص ۲۸' طبری جلد ۱۰ ص ۴۱ سطر ۶' ص ۴۲ سطر ۶' ینابیع المودۃ ص ۷۳ سطر ۱۳

کوکب دری ص ۲۵۲ منقبت ۱۲۳ میں تحریر ہے۔

روضتہ الاحباب' روضتہ الصفا' حبیب السیر اور معارج النبوۃ میں منقول ہے کہ علمائے سیر و اخبار نے روایت کی ہے کہ ہجرت کے نویں سال آخر ماہ ذیقعدہ میں آنحضرتؐ نے حج کرنے کی خواہش کی۔ لیکن جب سنا کہ مشرکین رسم جاہلیت کے موافق موسم حج میں مکہ معظمہ میں آ کر ننگے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ شریک ہونا مکروہ خیال کر کے اس ارادے کو فسخ کیا' اور ابوبکر کو تین سو نفر اصحاب کا سردار مقرر کر کے فرمایا

کہ مکہ میں جا کر لوگوں کو مناسک حج تعلیم کرے۔ اور سورۂ برات کی ابتدائی چالیس آیتیں سب کے سامنے پڑھ کر سنائے۔ جب ابوبکر مقام ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر روانہ ہو گئے۔ اسی اثناء میں جبرئیل علیہ السّلام نے حاضر خدمت ہو کر خدائے عزوجل کا یہ پیغام پہنچایا کہ کوئی شخص تبلیغ رسالت اور ادائے پیغام نہ کرے۔ لیکن تو خود یا علیؑ۔ اور ایک روایت میں ہے لیکن تو یا وہ شخص جو تجھ سے ہو، چونکہ امیرالمومنین تمام قوم میں **من کل الوجوہ** قرب و قرابت کی زیادتی کے سبب آنحضرتؐ سے شرف اختصاص و اتحاد رکھتے تھے۔ آنحضرتؐ نے سارا حال ان کو سنا کر حکم دیا کہ ابوبکرؓ کے پیچھے جائیں اور سورۂ برات اس سے لے کر حج کے موقع پر لوگوں کو پڑھ کر سنائیں۔ اور یہ چار کلمے بھی خلقت کو پہنچا دے۔

اول: یہ کہ بہشت میں وہی شخص داخل ہو گا جو زیور اسلام سے مزین اور آراستہ ہو گا۔

دوم: کوئی شخص کعبہ کا طواف ننگا ہو کر نہ کرے۔

سوم: کوئی مشرک اور گمراہ اس سال کے بعد حج نہ کرے۔

چہارم: مشرکوں اور کفار میں سے جن لوگوں نے خدا اور رسول سے عہد موقت و معیادی عہد رکھا ہے، اگر وہ مدت مقررہ ختم تک مسلمان نہ ہوں گے تو ان کا خون اور مال ہدر اور مباح ہو گا۔

اپنی اہل بیت میں سے بھیجیے

بحرالمحیط جلد ۵ ص ۶ سطر آخر، معالم التنزیل جلد ۳ ص ۴۹، طبری جلد ۱۰ ص ۳۹ سطر ۳، تفسیر خازن جلد ۳ ص ۴۷

فتح القدیر جلد ۲ ص ۳۱۹، تفسیر طنطاوی جلد ۵ ص ۸۱، تفسیر نیشاپوری جلد ۱۰ ص ۳۹ سطر ۲۸، تفسیر کبیر جلد ۱۵ ص ۲۱۸، جامع الاصول جلد ۲ ص ۲۲۳، بحرالمحیط جلد ۵ ص ۷، المنار ص ۱۵۷ سطر ۱۰، التمہید ص ۲۲۸، خصائص نسائی ص ۲۸

روایت زید بن یثیغ

ترمذی ص۴۲۱ سطر۱، الاموال ص۱۶۵، ابن کثیر جلد ۲ ص۳۲۲، مناقب خوارزمی ص۱۰۱ سطر۲، المستدرک جلد ۳ ص۵۲ سطر۹، خصائص نسائی ص۲۸، طبری جلد ۱۰ ص۴۱ سطر۱

روایت حضرت سدی

تفسیر طبری جلد ۱۰ ص۴۱ سطر آخر، بحرالمحیط جلد ۵ ص۶ سطر آخر

روایت حضرت امام محمد باقرؑ

تفسیر طبری جلد ۱۰ ص۴۱ سطر۱۹

روایت حضرت ابو صہبا بکری

تفسیر طبری جلد ۱۰ ص۴۳ سطر۱۸

بوقت شوریٰ

حضرت علیؑ نے اہل شوریٰ کے سامنے اس آیت سے استدلال کیا۔ (شرح حدیدی جلد ۲ ص۶۵)

رَجُلٌ مِنِّی

حضرت ابوبکر سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خدا نے حکم

فرمایا ہے کہ یا تو میں خود تبلیغ کروں یا اسے بھیجوں جو مجھ سے ہو۔
البدایہ جلد ۷ ص ۳۵۷، کنز العمال جلد ۱ ص ۲۴۶، حدیث ۴۴۰۰، البیان جلد ۱ ص ۶۸، مسند حنبل جلد ۱ ص ۳، کفایت الطالب ص ۱۲۵

روایت محمد بن قرظی

تفسیر طبری جلد ۱۰ ص ۳۹ سطر ۳

روایت حضرت قتادہ

تفسیر طبری جلد ۱۰ ص ۳۸ سطر ۲۶

روایت حضرت عبداللہ بن عباس

یہ روایت پہلے خصائص عشرہ کے ذیل میں تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت حضرت مجاہد

تفسیر طبری جلد ۱۰ ص ۳۹ سطر ۱۱، بحر المحیط جلد ۵ ص ۷ سطر ۴

روایت حضرت ابو ہریرہ

تفسیر طبری ص ۴۰ جلد ۱۰ سطر ۱۹، ترمذی ص ۱۴۱ ۴۴ سطر ۵

روایت حضرت حارث اعور

تفسیر طبری جلد ۱۰ ص ۴۰ سطر ۳۴

روایت حضرت حرث بن علی

تفسیر طبری جلد ۱۰ ص ۴۱ سطر ۱۰

روایت حضرت عامر

تفسیر طبری جلد ۱۰ ص ۴۱ سطر ۱۵

(۲) عن انس قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم براۃ مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا علیا و اعطاہ ایھا (اخرجہ النسائی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ برات دے کر مکہ کو بھیجا پھر ان کو بلا لیا اور فرمایا میرے گھر کے آدمی کے سوا یہ سورہ کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

روایت حضرت ابن عطیہ

تفسیر بحر المحیط جلد ۵ ص ۷ سطر ۱۲

من جملہ ذکر

ابلاغ المبین جلد ا ص ۱۹۰، وسیلۃ النجاۃ ص ۸۹، شرح ابن ابی الحدید ص ۱۸۰، معارج النبوۃ جلد ۴ ص ۲۲، ابن خلدون جلد ۴ ص ۲۲، ابن خلدون جلد ۳ ص ۲۲۲، البدایہ جلد ۷ ص ۳۳۷، تفریح الاحباب ص ۳۱۹، کامل جلد ۲ ص ۱۱۱، نزل الابرار ص ۱۶، عمدۃ القاری، حبیب السیر جلد ا ص ۴۷، ابو الفداء جلد ا ص ۱۵۰، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۷۴، مسند احمد بن حنبل جلد ا ص ۳-۱۵۱، جلد ۲ ص ۲۹۹، المستدرک ص ۱۳۳، تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۱۵۶، فتح الباری جلد ۸ ص ۲۴۱، کنز العمال جلد ا ص ۲۴۶، در منثور ص ۲۰۹، تاریخ طبری ص ۱۵۴، روض الانف

جلد ۲ ص ۳۲۸' قراۃ العینین ص ۱۱۸' تذکرۃ ص ۲۲' مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۴۹۲ سطر ۱۰ نو الکشور' سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۲۳۷' طبری جلد ۱۰ ص ۴۷ سطر ۱۵

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَیْنَھُمْ اَنْ لَّعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ

روایت حضرت محمد بن حنفیہ

حضرت محمد بن حنفیہ اپنے باپ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اعلان کرنے والا میں ہوں گا۔ (ینابیع المودت ص ۱۰۱ سطر ۱۲)

(بحذف اسناد) ابن عباس حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کتاب خدا میں میرے نام موجود ہیں۔ لیکن لوگ ان کو نہیں جانتے۔ ان میں ایک یہ ہے فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَیْنَھُمْ یَقُوْلُ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (قیامت کے روز) ایک مؤذن اعلان کرے گا اور کہے گا کہ یقین جانو کہ اللہ کی لعنت ظالموں پر واقع ہے۔ (حضرت نے فرمایا) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے میری ولایت کو جھٹلایا۔ اور میرے حق کو چھپایا۔

لحمہٗ لحمی

(۲۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا علی بن ابی طالب لحمہ لحمی و دمہ دمی و ھو منی بمنزلتہ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی و قال یا ام سلمۃ اشھدی و اسمع ھذا علی امیر المومنین و سید المسلمین و عیبۃ علمی و بابی الذی اوتی منہ و الوصی علی الاموات من اھل بیتی و ھو اخی فی الدنیا و قرینی فی الاخرۃ و معی فی السنام الا علی (اخرجہ ابو نعیم فی منقبۃ المطھرین و الخوارزمی فی المناقب و الشیرازی فی الالقاب) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے یہ علی بن ابی طالب ہے۔ اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے مگر نبی میرے بعد نہیں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا اے ام سلمہ گواہ رہو اور سن کہ یہ علی مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور میرے علم کا خزانہ ہے اور میرے علم کا ایسا دروازہ ہے کہ جس سے لوگ داخل ہو سکتے ہیں اور میرے اہل بیت کے مردوں کا وصی ہے اور دنیا میں میرا بھائی ہے اور آخرت میں میرے ہم صحبت ہے اور میرے ساتھ جنت کی اونچی جگہ میں ہو گا۔

ارجح المطالب ص ۱۳۷' انتہاء الا فہام ص ۲۰۸' لسان المیزان جلد ۲ ص ۴۱۳ سطر آخر' مناقب خوارزمی ص ۸۵' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۱ سطر آخر' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۲ سطر ۹' میزان الاعتدال جلد ا ص ۲۱۶' جلد ۲ ص ۳۵ سطر ۱۱' ینابیع المودۃ ص ۱۰۶ سطر ۱۳' ص ۴۵ سطر ۲۱' ذیل اللئالی ص ۶۵' کنوز الحقائق ص ۱۷۳' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۴ حدیث ۲۵۵۴' مقتل خوارزمی ص ۵۰ سطر ۱۳' الفصول المہمہ ص ۷ سطر ۹

مرفوع روایت

شرح حدیدی جلد ۴ ص ۱۰۸' المحاسن و المساوی جلد ا ص ۳۱' کفایت الطالب ص ۱۳۵' مناقب خوارزمی ص ۷۶

دستور الحقائق میں منقول ہے کہ اس حدیث کا باعث ورود یہ ہے کہ ایک روز سید المرسلینؐ نے امیر المومنینؑ کو اپنے پیراہن میں داخل کیا کہ مصطفیؐ اور مرتضیٰ دونوں کا ایک تن ہو گیا۔

لیکن نبیؐ اور ولیؑ سر نظر آتا تھا۔ اس حالت میں حدیث مذکور بیان فرماتے تھے۔ اور ہدایت السعداء اور بعض کتابوں میں ایسا نظر سے گزرا ہے کہ ایک روز امامین حسنؑ و حسینؑ سید الثقلین کے پاس حاضر تھے۔ ایک اعرابی نے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ یہ کس کے بیٹے ہیں۔ فرمایا یہ میرے بیٹے ہیں۔ اس نے عرض کی علیؑ کے بیٹے کہاں ہیں۔ فرمایا۔ یہی ہیں۔ پھر امیر کو آغوش میں لیا۔ اور حدیث مذکور فرمائی۔ یعنی حضرتؐ نے علی سے فرمایا۔ تیرا خون میرا خون ہے۔ تیرا گوشت میرا گوشت ہے۔ تیرا دل میرا دل ہے۔ تیرا نفس میرا نفس ہے۔ تیری روح میری روح ہے۔ (کوکب دری ص ۱۹۲ سطر ۴' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹ حدیث ۲۶۸۱)

روایت ابن عباسؓ

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ یہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔ اس کا گوشت میرا گوشت ہے۔ اس کا خون میرا خون ہے۔ یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰؑ سے۔ مگر میرے بعد نبی نہیں ہے اور حضور اکرمؐ ام سلمیٰ سے فرمایا

کرتے تھے اے ام سلمٰی گواہ رہو اور سنو کہ یہ علی مومنوں کا امیر مسلمانوں کا سردار میرے علم کا خزانہ اور میرے علم کا ایسا دروازہ ہے کہ جس سے لوگ داخل ہو سکتے ہیں۔

ارجح المطالب ص۱۴۷ ینابیع المودت ص۴۵ سطر۲۱ مناقب خوارزمی ص۵۲ ذیل اللئالی ص۶۵ انتھاء الافہام ص۲۰۸ فرائد السمطین ص۴۰

روایت دوم

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صعد المنبر فخطب الناس فحمد اللہ و اثنی علیہ نوعظ و خوف و حذر ثما بکا و قال ابن علی بن ابی طالب فوثب علی قائما علی قدمیہ فقال ھا انا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنی عنہ فضمہ الی صدرہ و قبل بین عینیہ و بکر حتی سالت دموعہ علی خدہ و قال با علی صوتہ یا معشر المسلمین ھذا علی بن ابی طالب ھذا شیخ المہاجرین و الانصار ھذا اخی و ابن عمی و ختنی و لحمی و دمی ھذا ابو السبطین الحسن و الحسین سید اشباب اھل الجنتہ ھذا مفرج الکرب عنی ھذا سدا اللہ فی ارضہ و سیف السلول علی اعدائہ فعلی مبعضیم العنتہ اللہ و لعنتہ اللاعنین و اللہ منہ بری فمن احب ان برا من اللہ و منی فلیتبرا منہ فیبلغ الشاھد منکم الغائب (اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک روز جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا حمد و ثنا کے بعد وعظ بیان فرمایا اور خوف دلایا اور ڈرایا پھر اشکباری ہوئی اور کہا کہ علی بن ابی طالب کہاں ہیں جناب امیر جست کر کے اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے یا رسول اللہ میں یہاں حاضر ہوں حضرت نے فرمایا میرے نزدیک آ جاؤ جناب امیر سرکار کے پاس گئے حضرت نے ان کو سینہ سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور رونے لگے یہاں تک کہ رخسار مبارک پر اشک جاری ہو گئے۔ پھر بلند آواز سے فرمایا اے مسلمانوں یہ علی بن ابی طالب مہاجرین اور انصار کا شیخ یہ میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا ہے اور میرا داماد اور میرا گوشت اور میرا خون ہے۔ یہ سبطین حسن اور حسین جو جوانان اہل جنت کے سردار ہیں ان کا باپ ہے۔ یہ مجھ سے تکلیف کو دور کرنے والا ہے۔ یہ خدا کی زمین پر اس کا شیر ہے۔ یہ خدا کے دشمنوں کے لیے خدا کی برہنہ شمشیر ہے۔ اس کے دشمنوں پر خدا اور اس کے فرشتوں کی پھٹکار ہو۔ اس کے دشمن سے خدا بے زار ہے۔ میں بھی ایسے سے بیزار ہوں۔ پس جو شخص کہ خدا اور اس کے رسول کی بیزاری کو چاہتا ہو وہ اس سے بے زار ہو۔ چاہیے کہ تم حاضرین غائبین کو یہ اطلاع دے دو۔

ارجح المطالب ص۳۳ سطر۱۵ کوکب دری ص۱۲۹ قصہ اسلام الطفیل ص۲۱۹

حضرت ابن عباس کی روایت

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا اے علیؑ میں حکمت کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو۔ شہر میں صرف دروازے سے داخل ہونا پڑتا ہے۔ وہ شخص بالکل جھوٹا ہے

جو اس بات کا مدعی ہے کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ حالانکہ وہ تم سے بغض رکھتا ہے۔ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تیرا گوشت میرا گوشت' تیرا خون میرا خون' تیری روح میری روح' تیرا باطن میرا باطن' تیرا ظاہر میرا ظاہر' تم میری امت کے امام ہو اور میرے وصی ہو۔ جس نے تیری اطاعت کی وہ نیک بخت ہو گیا۔ جس نے تیری نافرمانی کی وہ بد بخت ہو گیا۔ جس نے تجھے دوست رکھا وہ فائدے میں رہا' جس نے تمہاری نافرمانی کی وہ گھاٹے میں رہا۔ جس نے تمہیں پکڑے رکھا وہ کامیاب ہو گیا۔ جس نے تمہیں چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو گیا۔ تیری مثال اور تیرے ان فرزندوں کی مثال جو آئمہ ہیں' نوح کی کشتی کی مانند ہیں۔ جو شخص کشتی نوح پر سوار ہوا تھا۔ نجات پا گیا تھا اور جس نے اس کشتی کو چھوڑ دیا تھا وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ قیامت تک ہم لوگوں کی مثال ستاروں کی مانند ہے۔ جب ایک ستارہ غائب ہو جاتا ہے تو دوسرا ستارہ طلوع ہوتا ہے۔

(ینابیع المودت ص ۱۰۶ سطر ۲۲' انتھاء الافہام ص ۲۰۶)

روایت حضرت امام حسینؑ

(۲) عن الحسین بن علی عن ابیه علیهما السلام قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله کنت انا و علی نورا بین یدی الله تعالی من قبل ان یخلق ادم باربعة عشر الف عام فلما خلق الله تعالی ادم سلک ذلک النور فی صلبه فلم یزل الله تعالی ینقله من صلب الی صلب حتی اقره فی صلب عبدالمطلب قسمه نصفین قسما فی صلب عبدالله و قسما فی صلب ابی طالب فعلی منی و انا منه لحمه لحمی و دمه دمی فمن احبه لحبی احبه فمن البغضه ببغضی البغضه (اخرجه بن مردویه و الخوارزمی و شهاب الدین احمد و المطرزی و العاصمی) جناب امام حسین علیہ السلام اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں کہ جناب سرور دو جہان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جناب آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے میں اور علی خدا کے سامنے ایک نور تھے جب خدائے تعالی نے آدم کو خلق کیا تو وہ نور اس کی صلب اطہر میں چلا گیا پھر پروردگار عالم اس نور کو ہمیشہ ایک صلب سے دوسری صلب میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ عبدالمطلب کی صلب میں وہ نور جاگزیں ہوا پھر خدا نے اس کے دو حصے کر دیئے ایک حصہ عبداللہ کی صلب کو اور ایک ابو طالب کی صلب کو تقسیم کیا۔ پس علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون ہے جس نے اس سے محبت کی پس اس نے میری محبت کی وجہ سے اس سے محبت کی اور جس نے اس سے بغض رکھا پس میرے بغض کی وجہ سے اس سے بغض رکھا۔

ارجح المطالب ص ۵۷۳' ینابیع المودت ص ۹ سطر ۲۲' مقتل خوارزمی ص ۵۰' نظم درر السمطین ص ۷۹' اسد اللہ ص ۱۳ سطر ۵' انتھاء الافہام ص ۲۲۳' مناقب خوارزمی ص ۸۸ سطر ۱۸' نشر الطیب ص ۱۰ سطر ۲' اسد اللہ ص ۱۳ سطر ۵

دَمُہٗ دَمِی

روایت حضرت ابن عباس پہلے زیر عنوان لحمہ لحمی تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت حضرت امام حسینؑ

گزشتہ قریبی صفحات میں یہ روایت تحریر کر دی گئی ہے۔

قَلبُکَ قَلبِی

دستور الحقائق کی عبارت ابھی کوکب دری ص ۱۶۲ کے حوالے سے تحریر کر دی گئی ہے۔

رُوحُکَ رُوحِی

گزشتہ عبارت میں ملاحظہ فرمائیں۔
حضرت ابن عباس کی روایت ابھی گزشتہ صفحات میں زیر عنوان لَحمُہٗ لَحمِی میں تحریر کر دی گئی ہے۔

عَلِیٌّ کَرُوحِی

گزشتہ قریبی صفات پر دستور الحقائق کے حوالے سے یہ طویل روایت تحریر کر دی گئی ہے۔

نفسِ رسول

احمد نے مسند میں حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اولاد ولیعہ سے فرمایا۔ اے اولاد ولیعہ تمہیں یاد رہنا چاہیے۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایسا انسان روانہ کروں گا جو میرے نفس کی مانند ہو گا۔ جو تم میں میرا حکم نافذ کرے گا۔ تم سے جہاد کرے گا۔ تمہاری اولاد کو غلام بنائے گا۔ حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ یہ وہ ہیں۔ رسول اللہ نے ایسا دو مرتبہ فرمایا۔

ینابیع المودت ص۴۹ سطر۶، المستدرک جلد۴ ص۲۹۸، صواعق محرقہ ص۱۲۶ سطر۱۱، نور الابصار ۱۰۰ سطر۱۰، مسند دمشق ص۴۲۸ سطر۳، تلخیص مستدرک ص۲۹۸ جلد۴، خصائص نسائی ص۷۹ سطر۷، مقتل خوارزمی ص۴۳ سطر۱۵

روایت حضرت ابوذر

(۳) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لتنتہین بنو وکعیتہ او لیبعثن علیہم رجلا کنفسی ینفذ فیہم امری فیقتل المقاتلۃ و یسبی الذریۃ فما راعنی الا برد کف عمر لی حجزتی من خلفی قال لمن تعنی قال خاصف النعل و علی یخصف نعلا (اخرجہ احمد و النسائی) ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بنی وکیعہ (بنی ولیعہ) متنبہ ہو جائیں ورنہ ان پر مجھ سا ایک آدمی بھیجا جائے گا وہ ان سے جنگ کرے گا اور ان کی اولاد کو لونڈی او غلام بنا لے گا۔ ابوذر کہتے ہیں کہ ناگاہ میں نے اپنے پیچھے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی سردی اپنے ازار کے نیفے کے قریب محسوس کی وہ حضرت سے عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ کس سے مراد رکھتے ہیں۔ فرمایا جوتا سینے والے سے اور جناب امیر جوتا سی رہے تھے۔

ارجح المطالب ص۵۰، تاریخ آل محمد ص۱۲۳، الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۹۳، خصائص نسائی ص۱۹، تذکرہ ابن جوزی ص۴۵، شرح ابن ابی الحدید جلد۲ ص۴۴۹

روایت حضرت عبدالرحمان بن عوف

ارجح المطالب ص۴۴۴، ینابیع المودت، اسلامبول ص۳۴ سطر۲، الصواعق المحرقہ ص۷۵، مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۶۳ سطر۹، ص۱۳۴ سطر۱۳، انتحاء الافہام ص۲۱۳، کنز العمال جلد۶ ص۴۰۵

(۸) عن عبدالرحمن بن عوف قال لما فتح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکتہ انصرف الی الطائف فحاصرہا سبع عشرۃ او تسع عشرۃ یوما قام خطیبا فحمد اللہ و اثنی علیہ ثم قال او صیکم بعترتی خیرا قال موعدکم الحوض و الذی

کوکب دری ص۱۴۹ سطر۲۴' سیرت حلبیہ جلد۳ ص۳۵' انجاء الافہام ص۲۱۲' ریاض النضرہ جلد۲ ص۱۶۴' الاستیعاب جلد۲ ص۴۶۴' ینابیع المودۃ ص۴۴ سطر۴ بمبئی' مناقب خوارزمی ص۸۱ سطر۱۲' ذخائر العقبیٰ ص۶۴' شرح ابن ابی الحدید جلد۲ ص۴۴۹

روایت حضرت عمرو بن عاص

(۹) عن عمرو بن العاص قال قلت من غزوۃ ذات السلاسل و کنت اظن الیس احد احب وجب ان یکون الفضل الخلق یعنی اخبار صحیحہ سے ثابت ہے کہ آیت مباہلہ میں انفسنا سے جناب علی مراد ہیں۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ نفس جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ نفس جناب علی نہیں ہو سکتا۔ پس بالضرور یہاں مساواۃ سے مراد ہے۔ اور اس بات سے یہ امر حاصل ہوتا ہے کہ جو فضائل و مناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں تھے بجز شرف نبوت کے وہی فضائل جناب علی کو بھی حاصل تھے پس اس میں شک نہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام فضائل میں تمام خلقت سے افضل تھے۔ جبکہ ان صفات میں جناب علی کے مساوی ٹھہرے تو یہ بات بھی ضرور ماننی پڑے گی کہ جناب علیؑ بعد رسول اللہ بھی افضل البشر ہیں۔

ارجح المطالب ص۵۶۵' وسیلۃ النجاۃ ص۱۹' کنز العمال جلد۱۵ ص۱۲۵

روایت حضرت عائشہ

ارجح المطالب ص۵۶۶' مناقب خوارزمی ص۹۰ سطر آخر' مناقب یحییٰ ص۳۷' مقتل خوارزمی ص۴۳

روایت امام علی رضا

امام رضا نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اَنفُسَنَا سے نفس علی کو مراد لیا ہے۔ اور اس بارے میں حضورؐ کا قول دلالت کرتا ہے۔ بنو ولیعہ کو باز رہنا چاہیے۔ ورنہ ان کے پاس ایسا آدمی روانہ کروں گا جو میرے نفس کی مثل ہو گا۔ یعنی علیؑ کو روانہ کروں گا۔ یہ علیؑ کی وہ خصوصیت ہے جس میں کوئی شخص آپ کی ہمسری نہیں کر سکتا۔ (ینابیع المودۃ ص۸۸)

روایت حضرت عمر بن شعیب

مناقب خوارزمی ص ۹۰ سطر آخر۔

روایت حضرت علیؑ

روایت حضرت جابر

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے حضرت علیؑ کے بازوؤں کو پکڑ کر فرمایا۔ یہ نیکو کاروں کے امیر اور کفار کے قاتل ہیں۔ وہ شخص فتح مند ہے جس نے اس کی مدد کی۔ اس آدمی کو چھوڑ دیا گیا ہے جس نے اس کو چھوڑ دیا۔ حضرت نے ان الفاظ سے اپنی آواز کو بلند کیا۔ پھر فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ جو شخص علم حاصل کرنا چاہے اس کو دروازے سے آنا چاہیے۔ (ینابیع المودت ص ۱۱۱' انتہاء الافہام ص ۲۱۲)

روایت حضرت عبداللہ بن اخطب

عبداللہ بن اخطب سے مروی ہے جب گروہ ثقیف جنگ حنین سے بھاگ کر بعض تو طائف کو چلے گئے اور بعض اوطاس میں۔ اور کچھ لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا۔ تم مسلمان ہو جاؤ۔ ورنہ میں ایک شخص کو جو مجھ سے یا میری مانند ہو گا' تمہارے گروہ پر بھیجوں گا تاکہ تم سب کو قتل کرکے تمہاری اولاد کو اسیر کرے اور تمہارا مال غنیمت لے لے۔ عمر بن خطاب نے کہا خدا کی قسم میں نے کبھی امارت اور سرداری کی آرزو نہیں کی۔ مگر اس روز میں اپنے سینے کو ابھارتا تھا۔ اس امید پر کہ شاید پیغمبرؐ فرمائیں کہ وہ مرد یہ ہے۔ اسی اثناء میں امیر المومنین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ هُوَ هٰذَا یعنی وہ یہ مرد ہے۔ جو مجھ سے ہے اور میری مانند ہے۔

آیۂ مباہلہ

فَمَنْ حَاجَّکَ فِیهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْکَاذِبِینَ

پس بعد اس کے کہ تیرے پاس علم آ چکا ہے کوئی شخص عیسیٰ کے بارے میں جھگڑا کرے تو کہہ دو کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے نفسوں کو اور تمہارے نفسوں کو پھر ہم خدا کی طرف رجوع کریں اور خدا کی لعنت جھوٹوں پر قرار دیں۔

(آل عمران ۶۱)

(۳) عن ابن عباس قال ان رهطا من نجران قدموا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا ما شانک تذکر صاحبنا قال من هو قالوا عیسی تزعم انه عبدالله قال اجل قالوا الهل رایت مثل عیسی و انبئت به ثم خرجوا من عنده فجاءه جبریل فقال له قل لهم اذا اتوک ان مثل عیسی عندالله کمثل ادم و فی روایته اتی واحد منهم قال له المسیح بن الله لا اب له و قال الاخر هو الله لا نه احیاء الموتی و اخبر عن الغیوب و ابراء الاکمه و الابرص و خلق من الطین طیرا و تزعم انه عبدالله فقال صلی الله علیه وسلم هو عبدالله و کلمته القاها الی مریم فغضبوا فقالوا انما لا نرضی ان تقول هوا الله و قالوا ان کنت صادقا فارنا عبد الله یحیی الموت و یشفی الاکمه و الابرص و یخلق من الطین طیرا فینفخ فیه فیطیر فسکت عنهم فنزل الوحی بقول الله تعالی لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم و قوله تعالی فمن حاجک من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنته الله علی الکاذبین ثم قال لهم ان الله امرنی ان لم تنقادوا الاسلام ابا هلکم انهم و عدوا الی الغد و لما اصبح رسول الله صلی الله علیه وسلم اقبل و معه علی و الحسن و الحسین و فاطمته و عند ذلک قال لهم اسقف انی لاری وجوها لو سالو الله ان یزیل لهم الجبل لا زاله فلا تباهلوا فتهلکو و لا یبقی علی وجه الارض نصرانی فقال صلی الله علیه وسلم لا بنا هلک (اخرجه ابو حاتم) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نصاری نجران کے چند آدمی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر کہنے لگے آپ ہمارے صاحب کے حق میں کیا کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ کون ہیں وہ بولے عیسیٰ کہ جن کی نسبت آپ یہ گمان کرتے کہ وہ خدا کا بندہ ہے حضرت نے ارشاد فرمایا میرا گمان بجا ہے۔ وہ کہنے لگے آپ عیسیٰ جیسا کوئی خدا کا بندہ دکھائیں یا آپ کو ان کے جیسے کی خبر لگی ہے تو آپ ہم کو جتائیں۔ یہ کہہ کر وہ لوگ حضرت کے پاس

سے چلے گئے۔ پس جبرائیل علیہ السلام حضرت کے پاس تشریف لا کر کہنے لگے جب وہ لوگ آئیں آپ ان سے کہہ دیں کہ خدا کے نزدیک عیسیٰ بعینہٖ حضرت آدم کی طرح سے ہیں (ایک روایت میں اس طرح پر ہے کہ) کہ نجران کے لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرت کی جناب میں عرض کیا مسیح خدا کا بیٹا ہے ان کا کوئی باپ نہیں ہے اس کے ساتھ والے دوسرے نے کہا بلکہ وہ خود خدا تھے۔ مردے زندہ کیا کرتے تھے۔ اور غیب کی باتیں بیان کرتے تھے اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے تھے۔ اور مٹی سے جانور بناتے تھے۔ آپ ان کو خدا کا بندہ کہتے ہیں حضرت نے فرمایا وہ خدا کا بندہ اور اس کا پاک کلمہ تھے جو مریم کی طرف سے القا کیا گیا تھا۔ وہ لوگ خفا ہو کر کہنے لگے ہم نہیں راضی ہوں گے جب تک آپ یہ نہ کہیں کہ وہ خدا تھے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں کوئی خدا کا بندہ ایسا دکھا دیں جو مردہ کو زندہ کرے اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی سے جانور بنائے اور پھر ان میں پھونکے اور وہ اڑ جائیں۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے پس وحی نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بہ تحقیق کافر ہوئے ہیں وہ لوگ کہ جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم خدا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے پس جو شخص کہ تجھ سے جھگڑے اس کے بعد کہ تجھے اس کا علم آ گیا ہے پس کہہ دے آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر، پھر آپ نے نصارے کے گروہ سے ارشاد کیا اگر تم اسلام کے منقاد نہیں ہو گے تو خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے مباہلہ کروں۔ پھر ان لوگوں نے دوسرے روز کا وعدہ کیا۔ جب صبح ہوئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی اور حسنین اور جناب سیدہ علیہم السلام کو ساتھ لے کر تشریف لائے۔ اسقف نے ان سے کہا واللہ میں ایسے چہرے دیکھتا ہوں کہ اگر خدا سے یہ دعا مانگیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو خدا تعالیٰ اس کو اس کی جگہ سے ٹلا دے گا۔ تم ان سے مباہلہ مت کرو ورنہ زمین پر کوئی نصرانی زندہ نہیں رہے گا۔ پس ان کا اسقف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر عرض کرنے لگا ہم مباہلہ نہیں کرتے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۸ سطر ۲ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۸۵ سطر ۱۴ وسیلۃ النال ص ۷۶، محاضرۃ الادباء ج ۱ ص ۳۴۵، تفسیر کشاف جلد ۱ ص ۳۲۷ سطر ۱، تفسیر بیضاوی جلد ۲ ص ۲۲۵ سطر ۱۰ اہل البیت ص ۱۹۵، الرصف ص ۳۸۲، الرقات جلد ۱۱ ص ۷۰ ۳ سطر آخر، تیسیر الوصول جلد ۲ ص ۱۵۱ سطر ۲۲، مختصر ص ۴۰، السیف الیمانی ص ۹، ذخائر العقبیٰ ص ۲۵ سطر ۳، مطالب السئول ص ۲۰ سطر ۱۷، فتح البیان ج ۲ ص ۷۳ سطر ۵، الاتحاف ص ۱۵۳، نور الابصار ص ۹۹ سطر ۲ صواعق محرقہ ص ۱۲۹ سطر ۱۲، تیسیر الوصول ج ۲ ص ۱۶۰، ذخائر المواریث ج ۱ ص ۲۲۶، الصواعق المحرقہ ص ۷۲، مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۸۵، منہاج السنہ ج ۴ ص ۳۴، سنن الکبریٰ ص ۶۳، کوکب دری ص ۱۲۹، مودۃ القربیٰ ص ۲۷، شفاء عیاض ج ۲ ص ۴۱، مقاصد الطالب ص ۱۸۱، المنتقیٰ ص ۱۸۸، تقویۃ الایمان ص ۱۶۰ سطر ۸، تاریخ الخلفاء ص ۶۵، انتباہ الافہام ص ۱۹۷، رفع اللبس ص ۴۰، علم الکتاب ص ۲۶۳، شواہد التنزیل ج ۱ ص ۱۲۴، مناقب عینی ص ۵۴، زاد المسیر ص ۳۹۹، العقیدہ الطحاویہ ص ۲۰۵، طبع دار النذیر ص ۳۱، مشترک القرآن ج ۲ ص ۵۲، اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۵،

مصابیح السنہ ج ۲ ص ۲۰۴' سراج المنیر ج ۱ ص ۱۸۲' در منثور ج ۲ ص ۳۸' حسن الاسوۃ ۳۲' کشاف ج ۱ ص ۳۰۷' ضوء الشمس ص ۹۹' قصہ کبیرہ ص ۳۳۷' المستدرک ج ۳ ص ۱۵۰' جامع الاصول ج ۹ ص ۴۷۰' الاصابہ ج ۲ ص ۵۰۳' تاریخ الخلفاء ص ۱۱۵' الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۸۸' تاج جامع الاصول ج ۳ ص ۳۲۹' بحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۹' سطر ۲۲' الانوار القدسیہ ص ۲۲' غایۃ المرام ص ۷۱' عیون المسائل ص ۸۳' القول المقیم ص ۲۱' احسن القصص ج ۳ ص ۲۱۳' توضیح الدلائل ص ۳۲۲' العشرۃ المبشرون بالجنتہ ص ۲۰۶' زہر الحدیقتہ ص ۱۷۳' الکوکب المعنی ص ۴۳' الابتھاج ص ۱۹۲' الحدائق ج ص ۳۹۶

عبارات مرسل

تاریخ احمدی ص ۱۰۲' الاختلاف ص ۴۳' الدرر المکنونہ ص ۱۴' فقہ الملوک ص ۴۷۳' احسن القصص ج ۳ ص ۲۱۰' آل بیت الرسول ص ۹' الرحیق المختوم ص ۴۴' ہدایت الیاوی ص ۵۵'

روایت حضرت جابرؓ

(۲) عن جابر بن عبداللہ قال انفسنا محمد صلی اللہ علیہ ولہ وسلم و علی و ابنائنا الحسن و الحسین و نسائنا فاطمۃ (اخرجہ الحاکم) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انفسنا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی اور ابنائنا سے حسن اور حسین اور نسائنا سے جناب سیدہ مراد ہیں۔

ارجح المطالب ص ۴۴' ۲۱۴' احکام القرآن ابن عربی ج ۱ ص ۱۱۵' معالم التنزیل ج ۱ ص ۳۰۲' البدایہ ج ۵ ص ۵۲' تفسیر طبری ج ۳ ص ۱۹۲ سطر ۱۶' شواہد التنزیل ج ص ۱۲۶' زینی دحلان ج ۳ ص ۴' تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۱۱۰' مدارج النبوۃ ص ۵۰۰' نیشاپوری ج ۳ ص ۲۰۶ سطر ۳۳' خازن ج ۱ ص ۳۰۲' الاتحاف ص ۵ (شبراوی)۔ مناقب خوارزمی ص ۹۶ سطر آخر' اکلیل سیوطی ص ۵۳' تاریخ خمیس ج ۲ ص ۱۹۶' خزانتہ الادب ص ۴۷۳' وسیلۃ النجاۃ ص ۶۷' الریاض النضرۃ ج ۲ ص ۱۸۸' المستدرک ج ۳ ص ۱۵۰' مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۹۸' روضۃ الاحباب ج ۱ ص ۳۶۵' القول المستحسن ص ۴۶۹' روائع المصطفیٰ ص ۱۲' قرطبی ج ۳ ص ۱۰۴' احکام القرآن ج ۲ ص ۱۲' ذخائر العقبیٰ ص ۲۵' انتحاء الانعام ص ۱۹۸' المنارج ۳ ص ۳۲۱' تفسیر الواضح ج ۳ ص ۵۸' روح المعانی ج ۳ ص ۱۶۷' سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۵۵' البحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۹' تفسیر کبیر ج ۸ ص ۸۵' مطالب السئول ص ۷' مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۸۵' در منثور ج ۲ ص ۳۸' فتح البیان ص

۲۴ سطر ۱، تفسیر ابن کثیر ج ۳، ص ۴۷۰۔

روایت حضرت ابن عباسؓ

ارجح المطالب ص ۶۵، تبصیر الرحمان ج ۳ ص ۱۱۳، الصواعق المحرقہ ص ۱۳۵ سطر آخر، تفسیر نسفی ج ۱ ص ۱۳۶، کشاف ج ۱ ص ۱۹۳، تفسیر نیشاپوری ج ۳ ص ۲۰۶، سطر ۳۳، بیضاوی ج ۲ ص ۲۲، تذکرۃ ص ۱۷، الکاف الشاف ص ۲۶، تفسیر ثعلبی بحوالہ عمدۃ ابن بطریق ص ۹۰، معرفت علوم الحدیث حاکم ص ۵۰، مناقب ابن مغازلی ص ۱۱۵، شرح زرقانی ج ۴ ص ۲۳، دلائل النبوۃ ص ۳۹۸، تنزیل الآیات ص ۵، نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۷۳، شواہد التنزیل ج ۱ ص ۱۲۲، مبارک الازہار ج ۲ ص ۴۵۱، منہاج السنہ ج ۳ ص ۱۱، الفصول المہمہ ص ۱۰۸، تفسیر المواہب ج ۱ ص ۱۷، کفایت الطالب ص ۱۳، معارج النبوۃ ج ۱ ص ۳۱۵، مناقب خوارزمی ص ۹۶ سطر آخر، در منثور ج ۴ ص ۳۸، تفسیر ابو مسعود ج ۲ ص ۱۳۳۔

روایت حضرت عائشہؓ

(۱) عن عائشۃ قالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ علیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا (اخرجہ احمد و المسلم و الترمذی) و ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن ابی حاتم و الحاکم و السیوطی فی الدر المنثور) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ایک سیاہ بالوں کی گلیم منقش اوڑھے ہوئے باہر تشریف لائے پس جناب امام حسن بن علی آئے حضرت نے ان کو اس میں داخل کر لیا۔ پھر جناب امام حسین آئے ان کو بھی آپ نے داخل کر لیا۔ پھر جناب فاطمہ تشریف لائیں حضرت نے ان کو بھی لے لیا پھر جناب علی تشریف لائے آپ نے ان کو بھی اس میں لے لیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ دور لے جائے تم سے نجاست کو اے گھر والو اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا۔

ارجح المطالب ص ۴۰۹، حسن الاسوہ ص ۱۱۵، فتح البیان ج ۷ ص ۳۶۵ سطر ۲، تیسر الوصول ص ۱۴۰، الشرف المؤبد ص ۹، جواہر البحار ج ۴ ص ۸۲، القول الفصل ج ۲ ص ۲۱۰، رشفۃ الصادی ص ۱۵، السیف الیمانی ص ۹، رفع اللبس والشبہات ص ۶۵، التاج الجامع الاصول ج ۳ ص ۳۰۸، جمع الوسائل فی شرح الشمائل ج ۱ ص ۱۴۷، ینابیع المودۃ ص ۸۷ سطر ۱۷ ص ۱۹۰ سطر ۱۱، ذخائر المواریث ج ۴ ص ۲۷۷، نفحات اللاہوت ص ۵۳، الصواعق المحرقہ ص ۲۲۹ سطر ۱۲، المنتقی من منہاج الاعتدال ص ۲۶۸، ۳۰۴، مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۶۸ سطر ۲، منہاج السنہ ج ۳ ص ۴، ج ۴ ص ۲۰، تفسیر الخازن ج ۵ ص ۲۱۳ سطر ۹، السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۱۴۹ سطر ۵، جامع البیان طبری (تفسیر) ج

۲۲ ص ۹ سطر ۳' معالم التنزیل ج ۵ ص ۲۱۳ سطر ۳۳' مسلم ا صحیح ج ۲ ص ۲۸۳ سطر ۲' تفسیر نیشاپوری ج ۳ ص ۲۰۶ سطر آخر' مسند احمد بن حنبل ص ۳۳۱' تفسیر کشاف ج ۱ ص ۳۲۷' الکاف الشاف ص ۲۶' مصابیح السنہ ج ۲ ص ۲۰۴' تفسیر الکبیر ج ۸ ص ۸۰' کفایت الطالب ص ۱۳' تقویۃ الایمان ص ۱۶۰' الحسن والحسین ص ۹' تفسیر البیضاوی ج ۲ ص ۲۴۵ سطر ۱۰' تفسیر مظہری ج ۷ ص ۲۷ سطر ۵' فتح القدیر ج ۴ ص ۲۷۱ سطر ۳' الجواہر البحار ج ۱۶ ص ۲۸ سطر ۵' المنتقی اللذھبی ج ۲ ص ۴۲۷ سطر ۱۸۔

روایت حضرت جابر بن عبداللہ انصاری

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ مباہلہ کے وقت یہ آیت نازل ہوئی **فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم** اور اس وقت آپ حضرت حسین کو گود میں اٹھائے حضرت حسن کا ہاتھ پکڑے لے چلے۔ حضرت فاطمہ آپ کے پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھیں اور حضرت علی ان کے پیچھے تھے۔ آپ اس کیفیت میں مباہلے میں آئے یہ لوگ چادر مباہلہ والے ہیں اور آیت مباہلہ میں یہی لوگ مراد ہیں۔

الصواعق المحرقہ ص ۱۴۵ سطر آخر' در منثور ج ۲ ص ۳۸' تذکرۃ ص ۱۷' زاد المسیر ج ۱ ص ۳۹۹' فتح البیان ج ۲ ص ۷۲ سطر ۱۸' مناقب خوارزمی ص ۹۶ سطر آخر' فتح القدیر ج ۱ ص ۳۱۶' اسباب النزول ص ۷۴' شواہد التنزیل ج ۱ ص ۱۲۲' لبابہ النقول ص ۷۵' دلائل النبوۃ ص ۲۹۷۔

مناشدہ

(۴) اخرج الدار قطنی ان علیا یوم الشوری احتج علی اھلھا فقال لھم انشد کم باللہ ھل فیکم احد اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرحم منی و من جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم و نفسہ نفسہ و ابناء ہ ابناء ہ غیری قالو اللھم لا۔ دار قطنی جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مشورت کے روز اہل شوریٰ سے آپ نے تکرار کرتے وقت فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کوئی تم میں میرے سوا ایسا شخص موجود ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھ سے زیادہ قرابت رکھتا ہو اور کس کی جان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان اور کس کے بیٹوں کو آپ نے اپنے بیٹے قرار دیا ہے۔ سب نے کہا خدا کی قسم ہے کوئی نہیں۔

ارجح المطالب ص ۳۳' نیشاپوری ج ۶ ص ۲۷ سطر ۱۱' الصواعق المحرقہ ص ۱۵۶ سطر ۳' انتھاء الافہام ص ۱۹۸۔

اسقف نجرانی کا انتباہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب نجران کے میدان میں اس حال میں آئے کہ آپ نے جناب حسین کو بازوؤں پر اٹھایا تھا۔ جناب حسن کو دائیں انگلی سے پکڑا ہوا تھا۔ حضرت فاطمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچھے اور حضرت علی فاطمہ کے پیچھے خرامہ خرامہ تشریف لا رہے تھے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میدان نجرانمیں تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ میں تمہیں دعوت ایمان دیتا ہوں لہٰذا تم ایمان لاؤ یہ سن کر اسقف نجرانی نے اپنی قوم سے کہا اے نصاری برادری یاد رکھ لو کہ میں وہ چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے کہا کہ وہ پہاڑ کو اپنے مقام سے ہٹادے تو اللہ ضرور کردے گا۔ لہٰذا اچھی بات یہی ہے کہ ان کے ساتھ مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک زمین پر کوئی نصرانی بھی باقی نہیں رہے گا۔

خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ ہلاکت اہل نجران پر منڈلا رہی ہے اور اگر انہوں نے بد دعا کردی تو تم بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ ہو جاؤ گے اور تمہاری تمام وادی آگ سے جل کر راکھ ہو جائے گی۔

روایت نمبر ۱

خزانۃ الادب ص ۶۷' تفسیر الجواھر ج ۲ ص ۱۲۰' تبصیر الرحمان ج ۳ ص ۱۱۴' بیضاوی ج ۲ ص ۲۲' کشاف ج ۱ ص ۱۹۳' نسفی ج ۱ ص ۱۳۶' مبارک الازھار ج ۲ ص ۳۵۶' تاریخ خمیس ج ۲ ص ۱۹۶' وسیلہ النجاہ ص ۶۷۔

روایت دوم

تفسیر خازن ج ۱ ص ۳۰۲' البحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۹' رشفۃ الصادی ص ۳۵' تفسیر کبیر ج ۸ ص ۸۵' تفسیر نیشاپوری ج ۳ ص ۲۰۶۔

روایت سوم

الاتحاف ص ۵، بحر المحیط ج ۲ ص ۴۸۰ سطر ۱۴، الصواعق المحرقہ ص ۱۵۵ سطر ۲۱، رشفۃ الصادی ص ۳۵۔

اجمالی ذکر

سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۹۲، انتحاء الافحام ص ۱۹۹، زاد المعاد ابن قیم ج ۵ ص ۱۲۸، المواقف ج ۲ ص ۶۱۴، شرح مواہب اللدنیۃ ج ۴ ص ۴۳، فتوح البلدان ص ۷۵، مراۃ الجنان ج ۱ ص ۱۰۹، تاریخ ذہبی ج ۳ ص ۱۹۴، سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۲۱۳، شرح مقاصد ص ۲۱۹، امتاع الاسماء ص ۵۰۲، شرح مقاصد ص ۲۱۹، امتاع الاسماء ص ۵۰۲، تاریخ حضرموت ج ۲ ص ۲۴۴، آئمۃ الہدیٰ ص ۱۴۶، رشفۃ الصادی ص ۲۵۔

روایت دوم سعد بن وقاص

(۱) عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ھذہ الایہ فقل تعالوا ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا و فاطمۃ و حسنا و حسینا فقال اللھم ھئو لا اھل بیتی (اخرجہ احمد و المسلم و الترمذی و النسائی فی الخصائص) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب یہ آیت کہ (اے محمد کہ جھگڑنے والوں سے کہو آؤ بلا دیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جان اور تمہاری جان کو پھر دعا کریں اللہ کی۔ پس لعنت ڈالیں جھوٹوں پر) نازل ہوئی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسنین کو بلا کر کہا اے میرے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہیں۔

مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۸۵، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۱۹، جامع ترمذی ج ۱۹ ص ۵۳۴، خصائص نسائی ص ۴۶، ۴۲، المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۰۸ سطر ۱۸، المناقب الخوارزمی ص ۵۹ سطر ۱۷، جامع الاصول ج ۹ ص ۴۶۹، اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۵، تذکرہ ص ۲۳۔۲۲، الریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۸۸، تلخیص المستدرک ج ۳ ص ۱۰۸ سطر ۲۴، نظم درا لسمطین ص ۱۰۷، مراۃ الجنان ج ۱ ص ۱۰۹، الاصابہ ج ۲ ص ۵۰۳، البدایہ ج ۷ ص ۳۳۹، فتح الباری ج ۷ ص ۶۰، منتخب کنز العمال ج ۵

ص ۵۳' سعد الشموس ص ۲۰۹' القول الفصل ص ۲۱۹' کنزالعمال ج ۶ ص ۴۰۵' ینابیع المودۃ ص ۶۰۹' حیات الصحابہ ج ۲ ص ۷۷۲' بدائع المنن ج ۲ ص ۵۰۴' جمع الفوائد ص ۳۶۹ ج ۲' ذخائر العقبیٰ ص ۱۰۰' المستطرف ج ۱ ص ۱۲۷' الفصول المہمہ ص ۱۱۱' الکواکب الدریہ ج ۱ ص ۴۴' اخبار الاول ص ۷۳' الاتحاف ص ۷' الروض الندیہ ص ۱۳' الشرف المؤبد ص ۵۹' نور الابصار ص ۱۰۰' الفبقات المالکیہ ج ۲ ص ۷۲' نزل الابرار ص ۱۵' کفایۃ الطالب ص ۲۸۔

خطبہ امام حسن علیہ السلام

میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مباہلہ کے دن اپنے نفس کی جگہ میرے باپ کو' اپنے بیٹوں کی جگہ مجھے اور میرے بھائی حسین کو اپنی عورتوں کی جگہ میری ماں فاطمہ سلام اللہ علیہا کو لے گئے تھے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اہل ہیں۔

ینابیع المودت ص ۱۹ سطر ۱۸۔

خطبہ امام زین العابدین علیہ السلام

آیہ مباہلہ کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم علی' حسن و حسین اور حضرت فاطمہ صلوات اللہ و سلامہ علیہا کو لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انفسنا سے نفس علی مراد لیا اور اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان دلالت کرتا ہے جو اولاد ولیعہ کو فرمایا تھا جو کہ یہ تھا اولاد ولیعہ کو باز رہنا چاہیے ورنہ میں ان کے پاس ایسے جوان کو بھیجوں گا جو میری مانند ہوگا یعنی حضرت علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ ہوں گے یہ وہ خصوصیت ہے جس میں علی کے ساتھ کوئی آدمی شریک نہیں ہو سکتا۔

ینابیع المودت ص ۷۵ سطر ۳ لاہور۔

اقوال علماء اہل سنت

جناب جصاص احکام القرآن کی جلد ۲ کے ص ۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں:

آج تک کسی نے بھی اس بات میں اختلاف نہیں کیا کہ مباہلہ کے میدان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف حضرات حسنین اور حضرت علی و فاطمہ کو لے کر گئے۔

تفسیر معالم التنزیل جلد ۱ ص ۳۰۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ابناء نا سے حسنین، نساء نا سے حضرت فاطمہ اور انفسنا سے مراد حضرت علی ہیں۔

مفسر قرطبی اپنی تفسیر کی جلد ۳ ص ۱۰۴ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت حسن و حسین کے ساتھ میدان مباہلہ میں تشریف لائے اس حال میں کہ فاطمہ ان کے پیچھے چل رہی تھیں اور حضرت علی حضرت فاطمہ کے پیچھے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میدان میں آکر ان کو دعوت ایمان دی۔

ابن عربی احکام القرآن کی جلد ۱ ص ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مفسرین تحریر فرماتے ہیں کہ بے شک حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اہل نجران سے مناظرہ کیا اور دلائل اور حجت سے ان پر غالب بھی آ گئے لیکن انہوں نے اطاعت کرنے اور اسلام لانے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فوراً" حضرت علی و فاطمہ اور جناب حسنین شریفین کو بلایا اور پھر نصاریٰ کو مباحلہ کی دعوت دی۔

مطالب السئول کے ص ۷ پر تحریر ہے۔

کہ آیہ مباحلہ کو ثقہ راویوں نے روایت کیا ہے اور سب نے یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ آیت حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حسنین شریفین کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر نیشاپوری جلد ۳ ص ۲۰۸ سطر ۱ پر ہے کہ اس آیت سے اصحاب کساء کی فضیلت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اس لیے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کے نفسوں کو اپنا نفس قرار دیا اور ان کے ذکر کو اپنے ذکر پر مقدم کیا۔

امام فخر الدین رازی الاربعین میں آیہ مباحلہ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

تفسیر نیشاپوری جلد ۳ ص ۲۰۷ سطر ۴ پر تحریر ہے مفسرین و محدثین نے روایت مباحلہ کی صحت پر اتفاق فرمایا ہے۔

تفسیر کشاف جلد ۱ ص ۳۰۷ سطر ۲۰ پر علامہ زمخشری تحریر فرماتے ہیں:

صاحب کشاف فرماتا ہے کہ آل عبا علیہم السلام کی فضیلت میں اس سے بڑھ کر اور کوئی آیت دلیل نہیں کیونکہ جس وقت یہ آیت اتری تو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان چار بزرگوں کو بلایا اور جناب امام حسین علیہ السلام کو بغل میں لیا جناب امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اور جناب علی علیہ السلام پیچھے پیچھے تشریف

لائے پھر آقائے نامدار نے فرمایا کہ جب میں دعا مانگوں تو تم آمین کہنا۔ اسقف لارڈ بشپ نے عیسائیوں سے کہا اے عیسائیو میں ایسے نورانی چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر خدا سے دعا مانگیں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔ تم ان سے مباہلہ مت کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور زمین پر کوئی بھی نصرانی باقی نہ بچے گا پس ان کے لارڈ پادری نے آکر عرض کی کہ ہم مباہلہ نہیں کرنا چاہتے چنانچہ جزیہ قبول فرمایا۔ جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ نصاریٰ مباہلہ کرتے تو ممنوز اور بندر ہو جاتے اور اس وادی میں آگ لگ جاتی۔ تذکرہ خواص الامہ ص ۹' تفسیر کبیر رازی ج ۲ ص ۶۹۹ سطر ۱۴' تفسیر جامع البیان طبری پارہ ۳ ص ۱۹۲-۱۹۳' تفسیر مظہری ج ۱ ص ۳۹۱ سطر ۲' تفسیر خازن ج ۱ ص ۲۵۸ سطر ۱۴' تفسیر مدارک التنزیل ج ۱ ص ۲۵۸' تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۳۶ سطر ۱۴' تفسیر فتح البیان ج ۲ ص ۵۵ سطر ۸' تفسیر حقانی ج ۳ ص ۱۵۳' تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۲۰۴ سطر ۸' تفسیر سراج المنیر ج ۱ ص ۲۲ سطر ۴' تفسیر معالم التنزیل بغوی ج ۱ ص ۱۴۳ سطر ۲۲۔

حضرت علی افضل الخلق ہیں

ارجح المطالب پر ص ۵۲۶ پر تحریر ہے۔
مودت القربیٰ ص ۲۷ سطر آخر پر ہے:

عن ابی رباح مولی ام سلمة قال قال رسول الله لو علم الله تعالی فی الارض عبادا اکرم من علی و فاطمة والحسن والحسین لامرنی فی ان اباهل بهم ولکن امرنی بالمباهلة مع هؤلاء و هم افضل الخلق فغلبت بهم النصاریٰ۔

(ترجمہ) اور ابو رباح غلام ابن ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ روئے زمین پر ایسے بندوں کو جانتا جو علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ سے افضل اور بہتر ہوں تو ضرور مجھ کو حکم دیتا کہ میں ان کو اپنے ہمراہ لے کر (نصاریٰ سے) مباہلہ کروں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا کہ انھی چاروں کو کہ یہی چاروں تمام مخلوق سے افضل ہیں اپنے ساتھ لے کر مباہلہ کروں پس میں ان کے سبب نصاریٰ پر غالب ہوا۔

حضرت علی افضل الانبیاء ہیں

تف [illegible]

ہے:

کہ آیہ مباہلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سوا حضرت علی تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور خدا نے آیت مباہلہ میں حضرت علیؑ کے نفس کو نفس رسول قرار دیا ہے لہٰذا اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں تو حضرت علیؑ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سواسب انبیاء سے افضل ہیں۔

اور اس کی مزید تاکید وہ حدیث فرماتی ہے جسے مخالف، موافق سبھی حضرات نے تحریر فرمایا ہے۔

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس کے علم میں حضرت نوح علیہ السلام کو اس کی اطاعت میں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کی خلت میں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کی قربت میں اور عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی صفوت میں دیکھنا ہو تو وہ حضرت علی علیہ السلام کو دیکھ لے۔

پس یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جو کمالات تمام انبیاء میں متفرقاً" پائے جاتے تھے وہ تمام اوصاف حضرت علی میں اجمالاً" موجود ہیں۔

اعتراض

ابن روزبہان فرماتے ہیں کہ رجال سے مراد خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

جواب

ابن روز بہان کا یہ اعتراض مردود ہے اس طرح پر کہ اس نے قصد کیا ہے حمل کرنے کا لفظ النفس کو بنا بر حقیقت جمع کے بعض علماء کے نزدیک اور ابن روز بہان نے یہ نہیں جانا کہ نبی اس طرح کے خطاب میں زیر حکم نہیں داخل ہو سکتے جیسا کہ علم اصول میں ثابت ہو چکا ہے۔ (احقاق الحق ص ۱۴۱)

اعتراض

ابن روز بہان نے یہ اعتراض فرمایا ہے کہ جو شخص حضرت علی کو حضور اکرم صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم کا مساوی قرار دے گا وہ دین سے خارج ہو جائے گا۔

جواب

یہ امر اس کے حق و دین سے خروج کا باعث ہے اور بسبب اس کی بے پروائی کے ہے معرفت جناب امیر المومنین و سید الوصیین و برادر حضرت سید المرسلین سے اور یہ جو استبعاد اس نے کیا ہے کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص مساوی ہو حضرت خاتم النبیین و افضل انبیاء اولوالعزم سے پس اس میں یہ اعتراض ہے کہ یعنی مساوات ایک کنایہ ہے منتہائے خصوصیت اور قرب و محبت سے اس لیے کہ جب دو شخصوں کے درمیان میں محبت کامل ہو جاتی ہے۔ تو کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں متحد ہو گئے ہیں اگرچہ صورت میں علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اور انتہائی بات جو لازم آتی ہے وہ مساوات ہے درجہ میں نہ امر نبوت میں اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ امیر المومنین کو حضرت سے اگر اس حد پر مقارنت و اتحاد حاصل نہ ہوتا تو ہر آئینہ خدائے عالم ان کو نفس رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہ فرماتا اور علی علیہ السلام اور ان کے دونوں صغیر السن فرزندان کے بھائی عقیل و جعفر سے اولیٰ نہ قرار پاتے کیونکہ وہ سب بھی قربت ہی میں مساوی ہے۔

ابناء رسولؐ

علماء اہل سنت تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حسنین شریفین ابناء رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں۔

اکلیل ص ۵۳ پر ہے:

آیہ مباہلہ کے الفاظ ابناء نا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بیٹے حسنین ہیں۔

تفسیر نیشاپوری جلد ۳ ص ۲۰۷ سطر ۳۴۔

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ حسنین حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بیٹے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پہلے فرمایا تم اپنے بیٹے لاؤ میں اپنے بیٹے لے کر آتا ہوں۔ اور پھر خود حسنین کو میدان میں لے جا کر ثابت فرما دیا کہ ابناء رسولؐ حسنین ہیں۔

جناب ابن حجر کی صواعق محرقہ ص ۱۵۵ سطر ۲۰ پر تحریر فرماتے ہیں کہ کشاف میں ہے کہ

اس سے بڑھ کر چادر والوں کی فضیلت پر کوئی قوی دلیل نہیں اور وہ حضرت علی حضرت فاطمہ اور حسنین ہیں کیونکہ یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انہیں بلایا اور حسین کو گود میں لیا حسن کا ہاتھ پکڑا آپ کے پیچھے حضرت فاطمہ چلیں اور علی آپ دونوں کے پیچھے چلے۔ پس معلوم ہو گیا کہ آیت سے مراد حضرت فاطمہ کی اولاد اور ان کی ذریت ہے۔ جنھیں وہ اپنے بیٹے کہتے ہیں اور آپ کی طرف دنیا و آخرت میں صحیح اور نافع صورت میں منسوب ہوتے ہیں۔

ہم فائدہ کی تکمیل کی خاطر احادیث کو مع ان کے متعلقات کے ذکر کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ سے صحیح روایت ہے کہ آپ نے منبر پر فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قوم کو آپ کی رشتہ داری قیامت کو سودمند نہ ہوگی۔ خدا کی قسم بیشک میں کوثر پر تمہارے لیے فرط ہوں گا۔

ایک ضعیف روایت میں ہے اگرچہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی کہ ایک آدمی نے حضرت بریدہ سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تجھے اللہ کے مقابلے میں کچھ کام نہ آئیں گے۔ تو آپ نے خطبہ دیا پھر فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو کہتے ہیں کہ میرا رشتہ کچھ کام نہ آئے گا۔ حتیٰ کہ یمن کے دو قبیلوں حا اور حکم کا بھی یہی خیال ہے۔ میں ضرور شفاعت کروں گا یہاں تک کہ جس کی شفاعت میں کروں گا اس کی شفاعت منظور ہو گی اور میری شفاعت کے متعلق تو ابلیس بھی بڑا طمع رکھتا ہے۔

دار قطنی نے بیان کیا ہے کہ شوریٰ کے روز حضرت علی علیہ السلام نے اہل شوریٰ پر حجت کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو رشتہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مجھ سے مقدم ہو اور میرے سوا جس کے وجود کو اپنا وجود اور اس کے بیٹوں کو اپنے بیٹے اور اس کی عورتوں کو اپنی عورتیں قرار دیا ہو: انہوں نے کہا بخدا نہیں۔

طبرانی نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت کو اس کی صلب میں رکھا ہے اور میری ذریت کو اس نے علی بن ابی طالب کی صلب میں رکھا ہے۔

ابوالخیر الحاکمی اور صاحب کنوز المطالب نے ابن ابی طالب کے بیٹوں کے بارے میں بیان کیا ہے حضرت علی علیہ السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئے تو آپ کے پاس حضرت عباس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے سلام کیا اور حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سلام کا

جواب دیا اور اٹھ کر آپ سے معانقہ کیا اور آنکھوں کے درمیانی حصہ کو بوسہ دیا اور دائیں ہاتھ بٹھایا۔ حضرت عباس نے کہا کیا آپ کو اس سے محبت ہے فرمایا اے چچا خدا کی قسم اللہ مجھ سے بھی زیادہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت کو اس کی صلب میں رکھا ہے اور میری ذریت کو اس کی صلب میں رکھا ہے۔ دوسرے نے اپنی روایت میں یہ الفاظ زائد بیان کیے ہیں کہ قیامت کے روز لوگوں کو پردہ داری کے واسطے اس کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا مگر اسے اور اس کی اولاد کو صحت ولادت کی وجہ سے ان کے ناموں سے پکارا جائے گا۔

ابو یعلیٰ اور طبرانی نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام نبی ام سوائے حضرت فاطمہ کی اولاد کے عصبہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ میں ہی ان کا ولی اور عصبہ ہوں۔ یہ حدیث کئی طرق سے بیان ہوتی ہے۔ جو ایک دوسرے کو قوت دیتے ہیں۔

اعتراض

اس آیت مبارکہ کے ذیل میں "تفسیر المنار" والے لکھتے ہیں "روایات کے مطابق اس مقام پر علی، فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹوں کو رسول اکرم کی طرف سے منتخب کرنا ایسا امر ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ ہم جس روایت کے پر نگاہ ڈالتے ہیں وہ انہی افراد کے انتخاب کی بات کرتی ہے۔ لیکن ان روایات کے تمام مصادر ہمارے ہاں شیعہ طریقے کے علاوہ میسر نہیں ہیں۔ یعنی (اگر یہ روایات ہمارے اپنے سلسلہ سند سے بھی منقول ہوئی ہوں تب بھی یہ شیعہ سے ماخوذ ہیں) یہ دیکھ کر ہمیں کہنا چاہیے کہ ان جھوٹے "جعلی روایات گھڑنے والے" شیعوں نے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ یہ لوگ اپنے جھوٹ کو ہماری آنکھوں سے چھپا لینے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ کون عرب "**نساء نا**" کے لفظ کو "دختر نبی" پر منطبق کر سکتا ہے؟ جس کی وجہ یہ ہے کہ مباہلہ کے موقع پر نبی اکرم کئی ایک بیویاں رکھتے تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ صیغہ جمع فرد واحد پر منطبق ہو جائے اور وہ بھی صرف دختر نبی پر؟ اور پھر اس سے بھی بالا تر موجب تعجب ان کا یہ دعویٰ ہے کہ "**انفسنا**" کا کلمہ علی پر منطبق آتا ہے"

جواب

آیتہ اللہ محمد فاضل موحدی لنکرانی اس اعتراض کا جواب یوں تحریر فرماتے ہیں:

ان کلمات میں صاحب "المنار" کے پر جوش قلب میں تعصب کی امواج پیچ و بل کھاتی دکھائی دے رہی ہیں اور اس کی ان باتوں کا دقیق جواب تفسیر "سخن حق" اور تفسیر "المیزان" کے

مطالعے سے یوں پیش کیا جا سکتا ہے:

چونکہ اس پیش لفظ میں اس جواب کی طرف فقط ایک اشارہ ہی مناسب ہے اور زیادہ طویل بات نہیں کی جا سکتی' اس لئے ہم اتنا ہی کہیں گے کہ "المنار" کے یہ جملے صاحب المنار (استاد شاگرد ہر دو) کی تعصب سے آلودہ روح پر اس طرح روشن دلیل ہیں جس طرح ایک بلند مینار پر آگ کی روشنی واضح طور پر نظر آتی ہے۔ کیا شیعہ روایات میں کوئی بات اگر آئمہ اطہار کے طریق سے صحیح اسناد کے ساتھ نبی اکرم (ص) کی طرف مستند ہو تو اس کا حل سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اسے بھی "وضع" اور جھوٹ پر محمول کر دیا جائے؟ کیا صاحب "المنار" کی نگاہ میں امام محمد باقر علیہ السلام جو خود رسول اکرم (ص) کے بقول "باقر العلوم" ہیں' کی حیثیت ایک عام محدث سے بھی کمتر ہے؟ کیا ابو ہریرہ کی روایات تو قابل اسناد ہو سکتی ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام اور امام محمد جعفر صادق علیہ السلام جیسے بیت النبوۃ کے پروردہ آئمہ ھدیٰ کی روایت سند قرار نہیں دی جا سکتیں؟ کیا فقط ابو ہریرہ اور اس کے رفقاء ہی قرآن مجید سے آشنائی رکھتے ہیں؟ اور وہ فرزندان رسول (ص) جو قرآن کے اپنے ارشادات کے مطابق اللہ تعالیٰ کے مصطفیٰ اور مخلص ترین بندے ہیں' قرآن سے کوئی واقفیت نہیں رکھتے؟ کیا قرآن مجید نے نہیں فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ...... (پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا ......) اگر (بفرض غلط) تم وارثان کتاب صرف "عباد" ہی کو قرار دو اور ان کو مصطفیٰ بندے نہ جانو تو کیا رسول اللہ (ص) کی اولاد میں سے یہ علماء فقط عباد بھی نہیں سمجھے جائیں گے؟

حضرت "المنار" کا شیعہ روایات پر کیا گیا طعن کہ ان روایات میں اکثر آئمہ شیعہ کے طریق سے نبی اکرم (ص) کی طرف منسوب ہیں اس کے سوا اور کیا معنی رکھتا ہے کہ وہ ہماری تمام روایات کو مستند نہیں جانتا تو کیا اس طرز تفکر کو سوائے تعصب کے کوئی اور نام دیا جا سکتا ہے؟ ہم اس سے بھی قطع نظر کرتے ہیں کہ یہ روایات فقط ہمارے آئمہ ھدیٰ علیہم السلام تک منتھی ہوتی ہیں۔ تو کیا انہوں نے غیر شیعہ کتب کا مطالعہ نہیں کیا؟ یا مطالعہ کے باوجود ان کی آنکھوں پر غبار چھا گیا ہے اور اسناد ان کے سامنے مشتبہ ہو گئیں ہیں۔ کیا بیہقی نے کتاب "دلائل النبوۃ" میں نجران کے وفد کا واقعہ نہیں لکھا اور وہاں اس نے علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام کے علاوہ

کسی اور کا نام انتخاب کردہ افراد میں لیا ہے؟ بیہقی کے الفاظ یہ ہیں حدثنا ابو عبدالله الحافظ ابو سعید و محمد بن موسی بن الفضل قالا حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب حد ثنا احمد بن عبدالجبار حدثنا یونس بن بکیر عن سلمة بن عبد یسوع عن ابیه جده قال یونس......

اسی طرح حاکم نے مستدرک میں علی بن عیسٰی سے روایت کی ہے۔ وہ احمد بن محمد ازہری سے' وہ علی بن حجر سے' وہ علی بن مسہر سے اور وہ داؤد بن ابی ہند سے نقل کرتے ہیں کہ انفسنا سے مراد علی بن ابی طالب (ع) اور ابناء نا سے مراد حسنین علیہما السلام اور نساء نا سے مراد فاطمہ (ع) ہیں۔

کیا ابو داؤد طیالسی نے شعبی سے بطور مرسل یہی بات نقل نہیں کی؟ اور اسی طرح اس نے ابن عباس اور براء سے روایت نہیں کی؟ کتنا مناسب ہوتا اگر آپ اپنے امام ابو الفداء اسماعیل بن کثیر قرشی کی ہی تفسیر کا مطالعہ کر لیتے جس کو اپنے آپ اپنی اصطلاح میں "حافظ" کہتے ہیں اور جس کو "عماد الدین" کا لقب بھی آپ ہی نے دے رکھا ہے' تو آپ کو اہل سنت کی وہ تمام روایات بھی معلوم ہو جاتیں جو ان بھائیوں نے مباہلہ کی بحث میں نقل فرمائی ہیں۔ پھر آپ انہیں فراموش نہ کرتے۔ یا کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ اپنی معتبر تاریخ یعنی "تاریخ کامل علی بن اثیر" کی ورق گردانی کر لیتے۔ وہ بھی اپنی تاریخ کی جلد دوم کے صفحہ ۲۹۳ پر رقم طراز ہیں:

نجران کے نصارٰی نے "عاقب" "سید" اور دیگر چند افراد کو مباہلہ کے لئے رسول خدا کے پاس روانہ کیا۔ پیغمبر اکرم (ص) مباہلہ کے قصد سے برآمد ہوئے تو آپ کے ہمراہ علی' فاطمہ اور حسنین علیہم السلام تھے۔ جب عاقب و سید کی نگاہ نے اجتماع کی اس ہیئت کو دیکھا تو وہ کہنے لگے "جن ہستیوں کو ہم دیکھ رہے ہیں واللہ یہ چہرے ہیں کہ اگر پہاڑوں کو اپنی جڑوں سے اکھاڑنا چاہیں تو ایسا کرنے پر قادر ہیں۔ لہٰذا ان ملکوتی صورتوں کے مالک بزرگان کو دیکھتے ہی وہ لوگ مباہلے سے دستبردار ہو گئے۔"

البتہ ہمیں آپ کے ان افکار سے ہم آہنگ ایک مورخ اور بھی دکھائی دیتا ہے اور وہ ہے طبری۔ یہ صاحب' جو تاریخ کے چھوٹے چھوٹے واقعات کو بھی نظرانداز نہیں کرتے' جب نجران کے وفد اور مباہلے کے واقعات پر آتے ہیں' تو فقط ایک سطر لکھ کر گزر جاتے ہیں اور آیت

مباہلہ کی طرف اشارہ تک بھی نہیں فرماتے' حالانکہ یہ واقعہ رسول اکرمؐ کی سوانح میں انتہائی اہم اور ولولہ انگیز حیثیت کا حامل ہے' جس میں اسلام اور مسیحیت اس طرح ایک دوسرے کے مقابلے میں آ گئے کہ یہ امکان پیدا ہو گیا کہ عالم مسیحیت اسلام کے ساتھ مزاحمت کو ترک کر دے گا اور عیسیٰ کے متعلق صحیح عقلی منطق کو قبول کر کے اسلام کو قبول کر لے گا۔

صاحب "المنار" نے یہ سوچ رکھا ہے کہ روایات شیعہ مباہلہ والی آیت کریمہ پر منطبق نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ کلمہ **نساء نا** سے کون سا عرب "دختر کا مفہوم لیتا ہے؟" توہم جواب میں کہیں گے کہ علماء شیعہ میں سے کس عالم نے کہا ہے کہ **نساء نا** کا مفہوم فاطمہ سلام اللہ علیھا ہیں؟

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت مباہلہ کے سلسلہ میں فرمایا ہم اپنی عورتوں اپنے فرزندوں اور اپنے نفوس کو مباہلہ لعنت طلبی کے لئے لائیں اور تم اپنی عورتوں' فرزندوں اور اپنے نفوس کو لے کر آ جاؤ۔ تو کیا اس سے یہی مراد نہیں لی جائے گی کہ اہل اسلام کی خواتین' فرزندان اور عوام میں سے ایسے افراد کو جن کی روح مجھ سے اور اسلام سے متحد ہو چکی ہے' ہم لائیں گے اور تم بھی اسی طرح اپنے ایسے افراد کو لے آو؟ اور اگر آپ ان لطیف نکات کو محسوس نہیں کر سکتے تو پھر اس قسم کے دیگر جملات یعنی **انا ابن مکۃ و منیٰ انا ابن زمزم و صفا** (میں فرزند مکہ و منیٰ ہوں۔ میں فرزند زمزم و صفا ہوں) کو کیسے سمجھ پاؤ گے؟ علیؑ بڑا رسول اکرم کے ارشاد **انا و علی ابو اھنا الامۃ** (میں اور علی اس امت کے باپ ہیں) کے کیا معنی لو گے؟

قرآن مجید اپنی ایک آیت میں تمام اہل اسلام کو ایک دوسرے کو سلام کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے **فاذا دخلتم بوتیا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عنداللہ** (پس جب تم اپنے گھروں میں آؤ تو اپنے نفوس پر سلام کرو' اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفے کے طور پر (نور ۶۱) اس صورت میں جب آپ گھر میں داخل ہوں اور گھر میں صرف ایک نفر ہو تو کیا آپ وہاں یہ فیصلہ فرما دیں گے کہ آیت قرآنی میں سلام کا حکم اس فرد کے بارے میں نہیں ہے کیونکہ وہاں **انفسکم** یعنی جمع کا صیغہ ہے اور کون عرب زبان دان اس سے ایک فرد مراد لے سکتا ہے۔

اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ہم خواتین کو لائیں گے لیکن روایات کے مطابق فقط حضرت فاطمہ کو لے گئے جو خاتون اسلام ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہرگز یہ نہیں کہ **نساء نا**

سے مراد رسول کی بیویاں نہیں ہو سکتیں۔ لیکن چونکہ جو خاتون وہاں جانے کے لائق تھیں اور وہی خاتون اسلام تھیں، وہ فقط حضرت فاطمہؑ ہی تھیں۔ یعنی اس نسبت کا اعلیٰ ترین مصداق آپ ہی تھیں۔ پس ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ **نساء نا** کا مفہوم صرف ایک بیٹی ہے۔ بلکہ ہمارا کہنا یہ ہے کہ اسلامی خواتین کا بلند ترین مصداق حضرت فاطمہؑ ہیں اور خواتین کے لئے ایک اعلیٰ ترین نمونہ انسانی صرف فاطمہؑ ہیں تو اس جملہ میں لفظ انسان سے، اس موضوع میں صرف اور صرف حضرت فاطمہؑ ہی مراد ہیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ **انفس** نفس کی جمع نہیں۔ لیکن اس لفظ کا مصداق وہ فرد ہو گا جس کا نفس رسول اللہ کی روح کی مثل ہو اور جس کی روح سراپا اسلام ہو۔ گویا وہ شخص نفس اسلام ہے لہٰذا تنہا علی علیہ السلام ہی وہ شخصیت تھے جنہیں اس میدان دعا میں لایا گیا۔ پس ہم اگر آیت مباہلہ پر افتخار کرتے ہیں اور ان حضرات اور عظیم شخصیات کے تذکرے سامنے لاتے ہیں جنہیں میدان میں لایا گیا، تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ (ہم واضح کرنا چاہتے ہیں) خاتون اسلام کا مصداق وہی خاتون ہو سکتی ہے جو رسول خدا کی طرف اس قسم کی نسبت رکھتی ہو، نفس رسول کا مصداق ایسا مرد ہو سکتا ہے جو پیغمبر کے ساتھ یک جان ہو، فرزند پیغمبر ہونے کا حقدار بھی وہی ہو سکتا ہے جو اس منزلت کا مالک ہو اور حق یہی ہے کہ مذکورہ بالا شخصیات کے علاوہ کوئی بھی ان مقامات کے لائق نہ تھا۔ اس لئے ان کے علاوہ کسی کو میدان مباہلہ میں نہ لایا گیا۔

(آیہ تطہیر میں اہل بیت کے درخشندہ چہرے ص ۲۱ سطر ۱)

اعتراض

صاحب تفسیر الستار آیہ **و من الناس من یشری** کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

امام فخر الدین رازی بستر رسول پر علی علیہ السلام کے سونے کے بارے میں ایک بیش قیمت روایت لکھتے ہیں۔ لیکن باتوں باتوں میں شان نزول بیان کرنے والی اس روایت کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور حقیقت اور تطبیق آیت کے اثبات سے بھاگتے ہوئے "صہیب" والی سرگذشت کو سامنے لے آتے ہیں اور اس میں الجھ کر "شرا" کے معنی "اشتراء" کرتے ہیں۔ یعنی فروخت کرنا کو "خرید کرنا" بنا دیتے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ کفر و عصیان "نفس" کے ملکیت سے نکلنے کا موجب بنتا ہے۔ گویا جو عصیان کرتا ہے وہ خود کو آگ کے ہاتھ فروخت کر ڈالتا ہے اور عاصی کا نفس آگ کی ملکیت ہو جاتا ہے پھر جب وہ تائب ہو کر پروردگار عالم کا مطیع بن جاتا ہے تو گویا اس نے خود کو آگ سے خرید لیا ہے۔ اس قسم کے بیان کے ذریعہ وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ آیت **ومن الناس من یشری نفسه** میں شراء بمعنی اشتراء استعمال ہوا ہے۔ اور جو بھی پروردگار عالم کی خوشنودی کے لئے کوئی اقدام کرتا ہے وہ اپنی جان کو جہنم سے خرید لیتا ہے۔ پس لازماً" یہ نتیجہ "صہیب" کے عمل پر منطبق ہوتا ہے، کیونکہ اس نے اہل مکہ کے چنگل سے نجات پانے' اہل اسلام اور نبی اکرم سے ملنے اور مدینہ پہنچنے کے لئے اپنے تمام اموال دے دیئے تھے۔ پس اس نے مال دیا اور نبی اکرم سے ملاقات کو خرید لیا۔ یہ ہے "اشتراء"۔

جواب

جناب آیۃ اللہ فاضل لنکرانی اس اعتراض کا جواب یوں تحریر فرماتے ہیں:

اس خشک توجیہ کی رو سے یوں کیوں نہیں کہتے کہ "یشری نفسه" فروخت کرنے کے معنی میں ہی ہے۔ یہ جو تمہارا عقیدہ ہے کہ ایک عاصی و طاغی اپنے نفس کو آگ کے پاس بیچ دیتا ہے' تو یوں بھی کہہ دو کہ ایک مرد متقی بھی اپنے نفس کو جنت کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ اس طرح گویا متقی کا نفس جنت کا حقدار بن جاتا ہے۔ پس جس طرح عصیان کی طرف نفس فروخت ہوتا ہے تو آگ خریدار بنتی ہے اسی طرح اطاعت کی جانب نفس خرید ہوتا ہے اور آگ اس کی فروخت کرنے والی ہوتی ہے۔

کیا قرآن کریم یا لغت و عرف میں کبھی "شراء" بمعنی "اشتراء" آتا ہے؟ "اشتراء" شراء کو قبول کرنے کو کہتے ہیں۔ اسی لئے خریدار کو مشتری کہتے ہیں۔ پس شراء کو قبول کرنا واضح کر رہا ہے کہ شراء کا معنی فروخت کرنا ہے۔

قرآن مجید کی ورق گردانی

کل چار آیات میں "شراء" کا کلمہ استعمال ہوا ہے اور ان چاروں میں اس سے "فروخت" مراد ہے۔

(۱) فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیوۃ الدنیا بالآخرۃ
(نساء ۷۴)

(جو لوگ زندگانی دنیا کو "فروخت کرتے" ہیں اور آخرت کو "خرید" لیتے ہیں، انھیں راہ خدا میں جنگ کرنا چاہئے) اس آیت میں "بالآخرۃ" میں باء استعمال ہوئی ہے اور یہ ہمیشہ عوض پر لگتی ہے نہ معوض پر۔ (یعنی قیمت پر لگتی ہے نہ بیچ پر) پس کیا اس سے صاف واضح نہیں کہ "شراء" کے صریحی معنی فروخت کرنا ہے۔

(۲) وشروہ بثمن بخس دراہم معدودۃ......
(یوسف ۲۰)

(اور انھوں نے "یوسف" کو معمولی دراہم کے عوض ارزاں قیمت پر فروخت کر دیا)

(۳) وبئس ماشروا بہ انفسہم......

(انھوں نے کس قدر بری بیع کی کہ خود کو "جادو" کے عوض بیچ ڈالا)

یہ آیت ان لوگوں کی مذمت کر رہی ہے جو جادو کی خریداری میں لگ گئے اور خود کو اس کے عوض بیچ دیا۔ ان تینوں آیات سے مکمل طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ "شراء" کے معنی فروخت کرنا ہے۔

(۴) چوتھی آیت یہی مورد بحث آیت ہے اور جب تین آیات کے ذریعہ اس لفظ کے معنی متعین ہو گئے تو کیا اب بھی ہمیں اس آیت کے ظاہری معنی سے فرار کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے کی کوئی ضرورت ہے؟ جب کہ عرف اور لغت بھی اس معنی کے مراد ہونے کی تصدیق کر رہے ہیں۔

ہاں اس ظہور سے دستبردار ہونے کے لئے بس ایک ہی راستہ موجود ہے اور وہ ہے تعصب، اس لئے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے جو کارنامہ انجام دیا وہ فروخت کے معنی پر منطبق ہوتا ہے اور ایک مسلمان صہیب نے جو کام کیا تھا وہ خرید پر منطبق ہوتا ہے۔

سردار شجاعان حضرت امیر المومنین علیہ السلام شب ہجرت، جب کہ کفار قریش رسول اکرمؐ کی جان کے بارے میں بری نیت لے کر آئے تھے، اور غلط منصوبے بنائے ہوئے تھے، رسولؐ کے بستر پر سو گئے۔ آپ کا یہ عمل جو موت کے خطرے کو علیؑ کے نزدیک لا رہا تھا، فقط بچا

زاد ہونے کی وجہ سے نہ تھا کیونکہ ہر شخص اپنی جان کے ساتھ دوسرے کی نسبت زیادہ محبت رکھتا ہے۔ پس یہ سب قربانی رضائے خدا کے لئے تھی۔ جو شخص اللہ کی خاطر فنا در حق ہو چکا ہوتا ہے وہ اپنی جان پر کھیل جاتا ہے اور شہادت کی موت کو زندگی سے زیادہ لذیذ سمجھتا ہے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام اپنی جان بیچ دینے کو حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لی اور اسی مقصد کے لئے رسول اکرم کی جگہ پر سو گئے۔ لہٰذا اس آیت کریمہ کا شان نزول صرف علی علیہ السلام کا ہی کارنامہ ہے نہ کہ صہیب کا قصہ۔

اس حقیقت کو سید قطب، استاد عبدہ، اور امام فخر الدین رازی جیسے لوگ بخوبی سمجھتے ہیں۔ ان ناقابل انکار حقائق کا ادراک ان کی رسائی عقل سے بعید نہیں۔ لیکن جب عقل اور تعصب کی آمیزش ہو جاتی ہے تو اس پیوند کے نتائج انتہائی نادرست ثابت ہوتے ہیں۔ اس قسم کی آمیختگی اور تعصب بازی کی مثالیں ہمارے عالم مسلمان برادران کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں۔ یہی مطبوعات اتحاد اسلامی کی جدوجہد کو مفلوج کر دیتی ہیں۔

(آیہ تطہیر میں اہل بیت کے درخشندہ ستارے ص ۲۷ سطر ۲)

اعتراض

جو شخص حضرت علی کو رسول اکرم کو صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا شریک ٹھہراتا ہے وہ غلطی پر ہے۔

جواب

ا۔ یہاں مساوات قرب کے لحاظ سے ہے یعنی جب کبھی دونوں کے درمیان محبت انتہا پر پہنچ جائے تو کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں معنیً متحد ہو گئے ہیں حالانکہ وہ صورت و جسم میں الگ الگ ہوتے ہیں۔

۲ یہ مساوات نبوت و رسالت میں نہ تھی بلکہ درجے میں تھی اور یہ بالکل واضح ہے کہ اگر حضرت علی رسول اکرم صلی اللہ و آلہ و سلم کے نزدیک اتنے نہ ہوتے تو ان کو خدا نفس رسول نہ فرماتا۔

۳ آیت میں ثم نبتہل کے لفظ بھی اس بات پر دال ہیں کہ حضرت علیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے مباہلہ میں برابر کے شریک ہیں۔

۴ اور یہ مساوات مجازی ہے کہ جتنے کمال ممکن ہو سکیں ان میں حضرت علی باقی لوگوں سے زیادہ شریک ہیں اور مساوات مجازی پر تو اعتراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جب حقیقی معنی مشکل ہوں تو مجازی تو لے سکتے ہیں اس سے تو کسی کو بھی انکار نہیں ہے۔

حضرت علی اور رسول خدا جسمانی لحاظ سے متحد نہیں تھے بلکہ صفات و کمالات میں متحد تھے۔

حضرت علی تمام صفات میں شرکت رسول تھے صرف رسول اکرم نے نبوت کی نفی کی ہے لہذا اس کے علاوہ سبھی اتحاد ہے۔

اس آیت میں نفس رسول آپ ہی ہیں کیونکہ اس آیت میں ابنا ئنا" نسائنا اور انفسنا کا ذکر ظاہر ہے کہ آپ ابناء کی فہرست میں کر سکتے ہیں نسائنا کی فہرست میں صرف انفسنا کے ذیل میں آ سکتے ہیں لہذا آپ نفس رسول ہیں۔

ایک آدمی نے محمد بن عائشہ سے پوچھا کہ رسول کے اصحاب میں سے کون افضل ہے

آپ نے جواب دیا کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر سائل نے کہا حضرت علی کا نام کیوں نہیں لیا تو محمد بن عائشہ نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو نفس' رسول کے بارے میں پوچھ رہا ہے یا اصحاب کے بارے میں؟ تو اس وقت محمد بن عائشہ نے مباہلہ کی آیت پڑھ کر سنائی اور فرمایا کہ رسول کے اصحاب نفس رسول جیسے کیسے ہو سکتے ہیں۔ المحاسن والمساوی ص ۲۹

حضرات اب تو آپ بھی مان گئے اس آیت کے لحاظ سے حضرت علی اصحاب سے افضل ہیں۔

والفضل ما شھدت بہ الاعداء

اور اگر حضرت علی نفس رسول نہ ہوتے تو نصاریٰ کہہ دیتے کہ حضور علی کس لفظ کی تفسیر بن کر آئے ہیں۔

میں تمہاری طرف ایسا آدمی بھیجوں گا جو میرے نفس کی طرح ہو گا بنی ولیعہ سے رسول اکرم نے فرمایا:

رسول اکرم علی کو اپنا نفس سمجھتے تھے اس لیے اپنے بستر پر سلا کر بڑے اطمینان کے ساتھ چلے گئے۔

اعتراض

آپ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیل شریک نبی ہیں تو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور حضرت علی زندہ رہے تو اگر حضرت علی انتقال رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد نبی تھے تو نبوت جاری ماننا پڑے گی اگر نبی نہیں تھے تو مساوات و شرکت کیسی۔

جواب

۱۔ پہلے عرض کر چکے ہیں کہ جن جن امور میں حضرت علی کا شریک ماننا محال ہے ان میں شریک نہیں البتہ باقی کمالات وصفات میں حضرت علی باولیٰ شریک ہیں۔

۲۔ حضرت علی اگر نبوت میں شریک نہیں تو امر نبوت میں تو شریک ہیں کیونکہ اس کام کے لیے تو

حضرت موسیٰ کی طرح آپ نے بھی دعا کی تھی کہ یا اللہ وَاَشرِک فِی اَمرِی کہ علی کو تو میرے معاملے میں شریک فرما۔

۳۔ اور بعض مقام پر ایسا نہیں ہوتا ہے کہ ایک چیز کا وجود ایک شخص میں ہوتا ہے لیکن وہ فقط اس کے لیے استعمال نہیں کر سکتے جس طرح اللہ کا وجود ہے اس میں جو ہر بہت موجود ہے لیکن اس کے لیے جو ہر کا لفظ کہنا مشکل اور محال ہے اس طرح حضرت علی میں کمالات تھے جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے لیکن آپ کو نبی نہیں کہہ سکتے۔

اعتراض

شیعہ بھی عجیب ہیں کہ مباہلہ کے روز لعنت کا سلسلہ چلنا تھا جو اس میں شریک ہو وہ تو صاحب فضیلت ہے اور جو شب ہجرت رسول اکرم کے ساتھ جائے وہ صاحب فضیلت کیوں نہیں

جواب

واقعہ ہجرت میں حضرت ابو بکر کی فضیلت ہے یا نہیں اس کا تذکرہ انشاء اللہ آئندہ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّشرِی کے ذیل میں تفصیل سے آئے گا۔

مباہلہ کا دن صرف لعنت ہی کے لیے نہیں تھا بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرانیوں کے خلاف پہلی میدانی ٹکر تھی لہٰذا آج کی کامیابی ہمیشہ کی کامیابی ہے اور آج کی ناکامی ہمیشہ کی ناکامی ہے۔

شرکاء مباہلہ کو وحی کے ساتھ لے جایا گیا لیکن شب ہجرت ابو بکر کو نہ رسول نے بلایا نہ خدا نے ساتھ لے جانے کے لیے وحی کی۔

ان چار اشخاص کے مباہلہ میں جانے سے مخالفین نے شکست تسلیم کر لی اور اللہ اور اس کا رسول خوش ہو گیا لیکن ابو بکر کے ساتھ جانے سے الٹا رسول اکرم غمگین ہوئے لہٰذا خدا اور رسول کو بار بار تسلی دینا پڑی۔ اور جو کام حضرت ابو بکر کر رہے تھے اس سے روکنا پڑا۔

سوال اس آیت میں تو تین آئمہ کی امامت کا ذکر باقی تو آئمہ کے لیے کیا کرو گے۔

جواب

ابتدائی اختلاف اس میں ہے کہ پہلا امام کون ہے حضرت علی یا ابو بکر حضرت علی ہیں تو یہ سلسلہ صحیح اگر ابو بکر تو سلسلہ صحیح ہے اگر اس آیت کے لحاظ سے خلافت علی ثابت ہے تو صحت خلافت علی کی وجہ سے سارا سلسلہ صحیح ہو گیا۔

آئمہ اثنا عشری کی امامت کے لیے کافی آیات موجود ہیں۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت علی اور حسنین صادق ہیں لہٰذا جس پر یہ نص کر دیں وہ بھی امام برحق ہو گا۔

اعتراض

اگر مباہلہ کے شرکاء کے لیے خلافت و امامت ضروری تھی تو حضرت فاطمہ امام کیوں نہ بنی۔

جواب

آپ سے کسی نے کہہ دیا کہ مباہلہ صرف اثبات خلافت علی کے لیے ہوا تھا بلکہ اسلام کی حقانیت اور عیسائیت کی کاذبیت پر ہوا تھا۔

چونکہ اس آیت میں چند خصوصیات حضرت علی کے لیے تھیں جو مخالفین میں نہیں تھیں لہٰذا افضلیت کی بناء پر آپ خلافت کے حق دار تھے۔

عورتیں نبی اور امام ہو ہی نہیں سکتیں

آپ کو یہ تھوڑا فخر حاصل ہے کہ آپ ام الائمہ ہیں۔

اعتراض

اصحاب ثلاثہ بھی بچے لے کر مباہلہ گئے تھے۔

جواب

۱۔ یہ خبر احاد سے ہے۔

۲۔ صاحب روح المعانی نے اسے خلاف جمہور تحریر فرمایا ہے۔

۳۔ اصحاب ثلاثہ کے کون کون سے لڑکے آئے تھے۔
۴۔ اگر آئے تھے تو کیا حضور انہیں لے کر بھی گئے تھے؟ کیونکہ امید کی خاطر تو ان کے بزرگ خیبر میں علم اور مدینے میں جناب زہرا کا رشتہ مانگتے رہے لیکن امید بن بر نہ آئیں
۵۔ اگر گئے بھی تھے تو آیت کے کس لفظ کے ذیل گئے تھے۔ بیٹے بن کر یا نفس رسول بن کر۔

اعتراض

کیا انفسنا سے مراد صرف رسول خدا نہیں ہیں۔

جواب

1۔ انفسنا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں اور حضرت علی بھی۔
2۔ اگر انفسنا سے مراد صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں تو داعی بھی خود مدعو بھی خود حالانکہ ان کے مابین مغایرت ضروری ہے۔
۳۔ اگر حضرت علی کو انفسنا کی تفسیر نہ مانا جائے تو بتایئے کہ حضرت علی کس کی تفسیر بن کر گئے کیونکہ آیت میں تذکرہ ہی تین کا۔ ابناء کا نساء کا اور انفسنا کا اب حضرت علی ابناء و نساء دونوں میں مراد نہیں ہو سکتے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضرت علی انفسنا کی تفسیر بن کر گئے۔

اعتراض

آیت میں لفظ نساء ہے لیکن حضور بیٹی لے گئے۔

جواب

1۔ کیا حضور کو وہ نکتہ معلوم نہ تھا جو جناب کو ہے۔
2۔ کیا بیٹی عورت نہیں ہوتی۔
3۔ جناب قرآن میں زوجہ کا لفظ تو نہیں کہ جناب کو شک پڑ گیا بلکہ نساء ہے جو کہ عورت کے لئے بولا جا سکتا ہے چاہے بیٹی ہو چاہے ماں۔
4۔ جب بھی نساء ابناء کے مقابلے میں آئے تو اس سے مراد بیٹی ہوتی ہے جیسے کہ یُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَ

جواب

حضور میدان مباہلہ میں تلوار کی جنگ نہیں تھی جو عورتوں اور بچوں پر واجب نہ تھی بلکہ کردار کی جنگ تھی لہذا اس میں ہر صاحب عصمت شریک ہو سکتا تھا اسی لئے خدا نے فرمایا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے گئے شاید معترض صاحب خدا او ررسول خدا سے زیادہ عالم ہیں۔

اعتراض

ابو حارثہ نے کہا کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر الوں کو لے کر آئیں تو مباہلے سے باز آ جانا اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کو لے کر آئیں تو بے شک کر لینا۔

کیا نصاریٰ پنجتن پاک کو جانتے تھے کیا حسنین وفاطمہ کو انہوں نے دیکھا ہوا تھا۔

جواب

1۔ وہ آسمانی کتب سے عظمت خمسہ مطہرین پڑھ چکے تھے۔

2۔ چونکہ مباہلہ میں خطرہ تھا تباہی کا' بربادی کا' موت کا' حیات کا' امراء نصاریٰ یہ سمجھتے تھے کہ شاید مصطفیٰ خوف کرتے ہوئے اصحاب کو لائیں گے اور اہل بیت کو بچائیں گے اور اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اور ساتھیوں پر خطرہ محسوس نہ کریں تو پھر وہ اہل بیت کو لائیں گے تو اگر ایسا ہو تو حضور سچے ہوں گے اس لئے مباہلہ نہ کرنا۔

اعتراض

نصرانی تو حضرت علی سے ڈر گئے اس لئے مباہلے سے دستبردار ہو گئے نہ صداقت رسول کی وجہ سے۔

جواب

یہ لوگ بھی عجیب ہیں کہ کسی وقت تو حضرت علی کی تمام فضیلتوں کا انکار کر دیتے ہیں اور کبھی ایسی بات کہہ دیتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت خطرے میں ہو تو ہو لیکن ان کی بات واضح ہونا چاہیے۔

2۔ نصرانیوں کے بڑے راہب نے جو لفظ کہے ہیں ان میں صرف حضرت علی مراد نہیں تھے بلکہ تمام کے متعلق فرمایا کہ اگر یہ اشارہ کریں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔

3۔ اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی جسمانی قوت نہیں بلکہ عصمت کی دلیل ہے اور کردار کی عظمت ہے۔

4۔ اس کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کا اعجاز ہوگا۔

5۔ کم از کم معترض نے یہ تو تسلیم کیا کہ حضرت علی اتنے بہادر تھے کہ لوگ وقت سے پہلے شکست تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

6۔ یہ جنگ تلوار کی نہیں تھی کہ وہ حضرت علی کے حملے سے ڈرے۔ نہ وہ لڑنے کے لئے آئے تھے۔

اعتراض

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بچوں اور عورتوں کو مباہلے میں کیوں لے گئے۔

جواب

1۔ یہ جانے والے صرف بچے ہی نہیں بلکہ گواہی میں بڑوں کے برابر کے شریک ہیں۔

2۔ یہ بچے بچپن میں لوح محفوظ کے مطالعہ کرنے والے ہیں۔

3۔ یہ بچے اگر نماز کی حالت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پشت پر سوار ہو جائیں تو نماز لمبی ہو سکتی ہے لیکن یہ ناراض نہیں ہو سکتے۔

4۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کو مباہلے میں اس لئے لے گئے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ایسے مشکل اور خوفناک مقام پر حضور ان کو لے کر آئے جو آپ کے پارہ جگر تھے۔

اعتراض

ابن روزبہان فرماتے ہیں کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے لئے اس آیت میں ایک فضیلت عظیمہ ہے اور وہ مسلم ہے لیکن یہ آیت حضرت علی کی امامت پر بطور نص دلیل نہ ہوگی۔

جواب

جناب شہید ثالث اس اعتراض کا جواب یوں تحریر فرماتے ہیں:

ابن روزبہان نے یہ جو بیان کیا ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین علیہ السلام کی نص امامت پر دلالت نہیں کرتی ہے پر یہ مردود ہے اس طرح پر کہ جناب مصنف علیہ الرحمہ نے اس باب کے مطالب کو نص خلافت علی علیہ السلام میں حصر نہیں فرمایا ہے بلکہ ان کا مدعا (جیسا کہ بحث امامت میں سابقاً اس کی صراحت فرما چکے ہیں) دلیل کا قائم کرنا ہے۔ امامت پر عام اس سے کہ وہ نفس امامت پر دلالت کرتی ہو یا شرائط امامت و لوازم امامت پر مثل عصمت و فضیلت و دیگر فضائل کے جمع ہونے پر دلالت کرتی ہو اس بنا پر کہ وہ فضائل ایسے ہوں کہ جن میں دوسرا کوئی شریک نہ ہو۔ اور بتحقیق کہ صاحب مواقف نے اس کو سمجھ لیا ہے جہاں کہ اس نے یہ بیان کیا ہے کہ شیعوں کے لئے بیان افضلیت علی میں دو مسلک ہیں۔ مسلک اول وہ فضائل ہیں جو آں حضرت کے افضل ہونے پر اجمالاً" دلالت کرتے ہیں۔ اور وہ چند ہیں۔ پہلی آیہ مباہلہ۔ دوسری حدیث طیر وغیرہ اور مسلک ثانی وہ خصائص آنحضرت کے ہیں کہ جو ان جناب کے افضل ہونے پر تفصیلاً" دلالت کرتے ہیں اور منجملہ ان کے ایک یہ امر ہے کہ فضیلت آدمی کی اس کے غیر پر بسبب کمالات کے تسلیم کی جاتی ہے۔ اور بتحقیق کہ ذات والا صفات جناب امیر المومنین علیہ السلام میں وہ فضائل جمع تھے جو دیگر اصحاب میں متفرق تھے اور وہ بہت سے امور ہیں پہلے ان میں سے علم ہے چنانچہ جناب امیرالمومنین اعلم صحابہ تھے الخ۔ آخر کلام بعد اس بیان کے صاحب مواقف نے مکابرہ کیا ہے اور ان دونوں مسلکوں کے جواب میں یہ کہا ہے کہ فاضل مذکورہ آنحضرت کی فضیلت پر دلالت کرتے ہیں لیکن افضلیت آنجناب کی ان سے ثابت نہیں ہوتی ہے اور کیونکر افضلیت' ثابت ہوگی حالانکہ مرجع افضلیت کا کثرت ثواب اور کرامت و بزرگی ہے۔ خداوند عالم کے نزدیک اور یہ بات اکتساب طاعات اور اخلاص اعمال سے حاصل ہوتی ہے اور نیز اس چیز سے حاصل ہوتی ہے کہ جو نصرت اسلام کی طرف راجع ہو اور ان

فضائل سے ہوتی ہے کہ جو قوت دین کے متعلق ہیں۔

اور جاننا چاہئے کہ مسئلہ افضلیت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں جزم و یقین حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے لئے "مستقلاً" کوئی عقلی دلیل قائم نہیں کی جاتی ہے بلکہ مستند اس کے لئے منقولات ہوتی ہیں۔ اور یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ جس سے کوئی عمل متعلق ہو تاکہ اس میں گمان کافی ہو بلکہ یہ مسئلہ افضلیت ایک مسئلہ علمیہ ہے کہ جس میں یقین مطلوب ہوتا ہے اور اس بارے میں جو نصوص ذکر کئے گئے ہیں وہ چونکہ دوسری روایات سے معارض ہیں اس وجہ سے وہ یقین افضلیت کے لئے مفید نہیں کیونکہ ہر انصاف کرنے والے پر ظاہر ہے کہ وہ کل روایات جو افضلیت کے بارے میں منقول ہیں یا وہ از قسم آحاد ہیں' یا ظنی الدلالۃ ہیں باوصف اس کے وہ دیگر روایات سے متعارض ہیں اور خصوصیت کثرت ثواب کی موجب زیادتی ثواب نہیں ہے۔ قطعاً" بلکہ گمان ہے کیونکہ حصول ثواب ایک تفضل ہے۔ من جانب اللہ جیسا کہ تو نے سابق میں معلوم کیا پس یہ امر خداوند عالم کے اختیار میں ہے کہ اگر چاہے تو مطیع کو ثواب نہ عنایت کرے اور غیر مطیع کو ثواب مرحمت فرمائے۔ رہا ثبوت امامت پس وہ اگرچہ قطعی ہو لیکن اس سے قطعیت افضلیت نہیں ثابت ہوتی ہے بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ گمان افضلیت کا ثابت ہو گا اور کیونکر قطعیت کا ثبوت ہو حالانکہ یہ بات بھی قطعی ثابت نہیں کہ فاضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی امامت صحیح ہو' لیکن چونکہ ہم نے سلف کو اسی طرح پایا ہے کہ وہ اس کے قائل ہوگئے ہیں کہ ابوبکر افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی افضل ہیں' اور اسلاف کے ساتھ ہمارا حسن ظن یہ چاہتا ہے کہ اگر وہ اس افضلیت کے عارف نہ ہوتے تو کیوں اس پر اتفاق کرتے' لہٰذا اسی بنا پر ہم ان کے اتباع کو واجب جانتے ہیں اور اس بارے میں جو امر حق ہو گا وہ خدا کے سپرد کرتے ہیں وہی جانتا ہے کہ حق کس کے لئے تھا (مترجم کہتا ہے کہ اس تقریر سے خوب واضح ہو گیا کہ صاحب مواقف کے نزدیک اس وقت تک یہ بات بھی متحقق نہیں ہوئی کہ خلفاء ثلثہ میں افضل کون ہے صرف بنا بر اختیار اسلاف نا انصاف اتباع کرتے چلے آتے ہیں۔

یخربون بیوتھم با یدیھم و ایدی المومنین فاعتبر و انا اولی الابصار اور علامہ آمدی نے بیان کیا ہے کہ کبھی تفضیل سے ارادہ کیا جاتا ہے ایک شخص کی خصوصیت کا دوسرے سے عدول کرکے یا اصل فضیلت کی وجہ سے کہ جو دوسرے میں نہ پائی جاتی ہو جیسے عالم و جاہل کہ ایک میں صفت علم موجود ہے اور دوسرے میں اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ یا ایک دوسرے پر

خصوصیت افضلیت بسبب زیادتی صفت کے پائی جاتی ہے۔ جیسے ایک شخص دوسرے شخص سے اظم ہو اور یہ بھی غیر قطعی ہے۔ درمیان صحابہ کے اس وجہ سے کہ ایسی کوئی فضیلت نہیں ہے کہ ایک شخص میں ہو اور دوسرے میں نہ ہو کیونکہ ہر فضیلت میں یہ کہہ سکتے ہیں ایک دوسرے کا شریک ہے اور عدم شرکت تسلیم کرلی جائے تو یہ بھی بیان کیا جانا ممکن ہے کہ دوسرا دوسری فضیلت کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے اور کثرت فضائل سے ترجیح کا لازم آنا مسلم نہیں ہے کیونکہ اس کا بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ ایک ہی فضیلت ترجیح رکھتی ہو بہت سی فضیلتوں پر با سبب زیادتی شرف اسی فضیلت کے اس کی ذات میں یا بوجہ زیادت مقدار اسی فضیلت کے (یعنی شرف میں وہ فضیلت کم ہو لیکن مقدار میں زیادہ ہو) پس اس حیثیت سے افضلیت کا قطعی ہونا درست نہ ہوگا۔ اور شارح عقائد نسفی کہتے ہیں کہ ہم دونوں جانبوں کے دلائل افضلیت پر جو نظر کی تو ان کو آپس میں معارض پایا اور ہم اس مسئلہ کو اعمال سے متعلق نہیں پاتے ہیں۔ اور نہ اس امر میں توقف کرنے۔

کو علامات سنت و جماعت سے قرار دیا ہے اور انصاف یہ ہے کہ اگر ارادہ کیا جائے افضلیت سے کثرت ثواب کا تو اس میں توقف کرنے کا سبب ہے اور اگر اس سے کثرت ان خصائل کی مراد ہو جن کو صاحبان عقل نے فضائل میں شمار کیا ہے تو کوئی وجہ توقف کی نہ ہوگی۔ (یعنی کثرت ثواب تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ خلفاء میں کس کے لئے تھی لیکن فضائل میں زیادتی علی علیہ السلام قابل توقف نہیں ہے) جناب قاضی سید نور اللہ شوستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ ان تمام اقوال میں نظر اعتراض ہے۔

روایت حضرت علیؑ

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نجران کی طرف مباہلہ کی نیت سے نکلے تو مجھے اور فاطمہ اور حسنین کو ساتھ لیا۔

(توضیح الدلائل ص 156 تاریخ دمشق جلد ۳ ص 14)

روایت حضرت ارزق بن قیس

علامہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء جلد ۳ ص 286 تفسیر کشاف والی تمام عبارت تحریر کی

ہے جس میں خمسہ مطہرین کا نجران کے میدان میں جاکر فتح حاصل کرنا مذکور ہے۔

اور یہی روایت تفسیر طبری جلد ۳ ص 192 سطر 14 و ص 193 سطر 9 پر حضرت زید بن علی بن حسین سے بھی مروی ہے۔

یہی واقعہ البدایہ و النہایہ کی جلد 5 ص 52 اور شواہد التنزیل کی جلد 1 کے ص 126 پر جنا بحذیفہ سے بھی بیان کیا گیا ہے۔

اس واقعہ کو جناب عمرو بن سعید نے بھی بیان فرمایا ہے شواہد التنزیل جلد 1 ص 120 ابو البختری نے بھی اس روایت کو مروی فرمایا ہے ملاحظہ فرمایئے شواھدالتنزیل جلد 1 ص 128۔

یہ واقعہ تفسیر طبری کی جلد ۳ ص 192 سطر 12 ص 193 سطر 3 پر قتادہ سے ص 192 سطر 16 سدی سے سطر 9 پر ابن وہب و ابن زید سے۔ تفسیر در منثور جلد ۳ ص 38 پر علیا بن احمر یشکری۔ ذخائر العقبیٰ ص 25 پر حضرت ابو سعید خدری البدایہ و النہایہ جلد 5 ص 52 پر مسلمہ بن یسوع سے تحریر ہے۔

استدلالات

اس روایت کے لحاظ سے حضرت علی نبوت و رسالت کے علاوہ تمام صفات کمال میں رسول اکرم کے شریک ہوئے اور جو شخص اکمل کے شریک ہو وہ ان کے بعد تمام سے افضل ہے۔

اس آیت سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت علی کو اپنا نفس فرمایا ہے کیا اور بھی کوئی انسان ہے جس کے نفس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنا نفس کہا ہو۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حضرت علی میدان مباہلہ میں نہ جاتے تو دعویٰ رسول مکمل نہ ہوتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت علی کو خود نفس نہیں فرمایا بلکہ خود خدا نے حکم دیا کہ علی کو دعا کے قبول ہونے میں وسیلہ قرار دیں کیا یہ اعزاز کسی اور کو بھی ملا ہے؟

ابن روز بہان نے ابطال الباطل میں خود تسلیم کیا ہے کہ اس آیت میں حضرت علی کے

لئے فضیلت عظمہ اور وہ مسلم ہے لا میر المومنین فی ھذہ الایت لفضلتہ عظیمتہ و ھی مسلمتہ

مردوں میں خطاب صرف حضرت علی سے ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں کیونکہ کوئی اپنے آپ کو مخاطب نہیں کرسکتا۔

میدان مباہلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صرف چار شخصیتوں کو لے جانا اس بات کی بین دلیل ہے کہ دوسری عورتیں حضرت فاطمہ دوسرے مرد حضرت علی اور دوسرے بچے حسنین کے معیار کے نہیں تھے وہ رشتے دار تھے لیکن ان کمالات سے محروم تھے جو پنجتن پاک میں تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چار مخصوں کی استعانت کے محتاج تھے بلکہ آپ کی کامیابی نبوت کا دار و مدار انہی پر تھا اگر یہ جاتے تو کامیابی ہوتی ورنہ نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاکر میدان مباہلہ میں مخالفین کی ہلاکت کے لئے بد دعا اور اپنی کامیابی کے لئے دعا کرنا تھی لہٰذا ان حضرات کی ضرورت تھی جو خدا کے نزدیک فضیلت ومنزلت میں بڑا درجہ رکھتے ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقین تھا کہ اگر پنجتن جائیں اور میرے ساتھ دعا میں شریک ہوں تو ضرور خدا ہماری دعا قبول کرے گا۔

ثم نبتھل جمع کا صیغہ اس بات پر دال ہے کہ چاروں اشخاص مباہلہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برابر کے شریک تھے۔

حضرت علی نے یوم شوریٰ فرمایا کہ تم میں کوئی ہے کہ جو رسول سے زیادہ قریب تر ہو کوئی ہے جس کے نفس کو رسول نے اپنا نفس فرمایا ہو اور اس کی اولاد کو اپنی اولاد قرار دیا اور اس کی عورتوں کو اپنی عورتیں فرمایا ہو تمام نے فرمایا ایسا کوئی نہیں۔

(صواعق محرقہ 75)

معلوم ہوا کہ حضرت علی اس میں اپنی فضیلت محسوس کرتے تھے۔

حاضرین کے کہنے سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کے علاوہ یہ مفاخر کسی کو حاصل نہ تھے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الناس تھے اور ان کے بعد ان کے

فضائل کے شریک ہی افضل ہو سکتے ہیں۔

صاحب مواقف لکھتے ہیں کہ شیعیان حیدر کرار کے نزدیک افضیلت علی میں دو مسلک ہیں اول مسلک وہ فضائل ہیں جو حضرت علی کے فاضل ہونے پر اجمالاً" دلالت کرتے ہیں جیسے آیت مباہلہ اور حدیث ثقلین۔

جناب زمخشری کشاف میں لکھتے ہیں کہ آل عباء کی فضیلت کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ فی دلیل لا شئی اقویٰ منہ علی فضل اصحاب الکساء

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جانے والے اپنے اپنے حلقے اور طبقے میں صدیق اکبر میں یعنی بچوں میں حسنین صدیق اکبر عورتوں میں فاطمہ اور مردوں میں علی صدیق اکبر ہیں۔

اس سے صاحبان مباہلہ کی عصمت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ یہ تلوار کی جنگ نہیں تھی بلکہ کردار کی جنگ تھی لہٰذا جھوٹوں پر لعنت کے لئے وہی جائے گا جو معصوم ہو۔

اس واقعے سے معلوم ہوا کہ حسنین صرف بچے ہی نہیں تھے بلکہ مصدق رسالت تھے اگر یہ بچے نہ جاتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکمل کامیابی نہ ہوتی۔

مخالفین کی طرف سے خطرہ بھی تھا کہ اگر وہ سچے ثابت ہوں تو ان کی بد دعا سے ہم ختم ہو جائیں گے لیکن حضرت فاطمہ کو اپنے باپ کی نبوت اور اپنے شوہر و بچوں کے کردار پر یقین کامل تھا اسی لئے خود بھی باہر نکلیں اور بچوں کو بھی نکالا۔

دیکھا گیا ہے کہ خطرے کے وقت ہمیشہ مائیں بچوں کو بچاتی ہیں لیکن حضرت فاطمہ بچوں کو ساتھ لے جا کر ان کی عصمت و ہمت ثابت کر رہی ہیں۔

دیکھا گیا کہ خطرے کے وقت عموماً" بچے گھروں میں چھپ جاتے ہیں لیکن حسنین گھر سے باہر نکل کر میدان کی طرف جا رہے تھے کیونکہ ان کے اپنے اور اپنے نانا کی صداقت پر پورا یقین تھا۔

حضور اکرم حسنین کو صرف بچپن کی وجہ سے نہیں لے گئے بلکہ اس لئے لے گئے کہ جس طرح علی و فاطمہ کی گواہی اس طرح ان کی گواہی ہے اگر ان بچوں کا جانا فضول ہوتا تو نصاریٰ مذاق کرتے کہ دیکھو حضور بچوں کو لے کر میدان مباہلہ میں آ گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جان گئے تھے کہ یہ آنے والے وہی ہیں جن کی انجیل تصدیق کرتی ہے اور جن کے تذکرے گزری ہوئی

آسمانی کتابوں میں موجود ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ ہمیشہ حق پر ہیں اور ان کے مقابلے میں جو بھی آئے گا وہ جھوٹا اور ملعون ہو گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چار اشخاص کے علاوہ کسی بھی صحابی کو نہ لے جا کر ثابت کر دیا کہ ان کے علاوہ کوئی صدیق اکبر نہیں ان کے علاوہ اور کوئی معصوم نہیں۔

اس آیت سے حضرت علی کی صداقت ثابت ہو گئی لہٰذا جب حضرت علی نے حق خلافت اور اپنی تفصیل کا دعویٰ کیا تو آپ سچے ثابت ہوئے اور مخالف اس آیت کے منکر قرار پائے۔

حضرت علی نے صدیق اکبر ہونے کا دعویٰ کیا لہٰذا آپ اس آیت کے لحاظ سے سچے ثابت ہوئے۔

رسول اکرم نے چار اشخاص کو مباہلہ لے جا کر ثابت کر دیا کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو ترجیح نہیں دی جاتی۔

عیسائیوں نے مباہلہ سے انکار کر کے پنجتن پاک کی حقانیت، صدیقیت، معصومیت اور افضلیت کا اقرار کر لیا۔

حضرت علی اور حضور اکرم جسمانی لحاظ سے متفرد نہ تھے بلکہ کمالات و فضائل میں متحد تھے۔

حضرت علی تمام کمالات میں شریک رسول ہیں لیکن رسول اکرم نے صرف نبوت کی نفی فرمائی ہے۔

اس آیت سے صرف امت محمد مصطفیٰ سے افضلیت کی دلیل ہی نہیں ملتی بلکہ حضور اکرم کے سوا تمام نبیوں سے بھی افضل ہیں کیونکہ حضور اکرم سب نبیوں سے افضل ہیں اور جن سے حضور افضل ہیں ان سے علی افضل ہیں کیونکہ آپ حضور اکرم کے شریک جو ہوئے۔

حضور اکرم کا اپنے ساتھ صرف چار اشخاص کو لے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ دوسرے حضرات اس آیت میں شامل نہیں تھے اگر وہ جانے کے اہل ہوتے تو ضرور ان کو بھی ساتھ لے جاتے۔ بلکہ اگر اور لوگ جانے کے مستحق تھے اور حضور اکرمؐ ان کو جان بوجھ کر نہیں لے گئے تو حضور اکرمؐ نے حقدار کا حق مارا اور یہ منافی نبوت ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرات حسنین رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے بیٹے ہیں اور یہ فخر سوائے اولاد علی کے اور کسی کو حاصل نہیں لہٰذا تفضیل علی ثابت ہوئی۔

(حسنین ابناء رسول ہیں) اس سلسلے میں جناب امام رازی تفسیر کبیر جلد 2 ص 700 مطبوعہ مصر پر تحریر فرماتے ہیں۔

کہ آیت مباہلہ سے ثابت ہے کہ امام حسن و حسین رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے بیٹے ہیں کیونکہ حضور اکرم نے نصاریٰ نجران سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ اپنے بیٹے لے آئیں گے اور حضور اکرم صرف اور صرف اپنے ساتھ اپنے بیٹے لے گئے لہٰذا یہ بات واضح ہو گئی امام حسن و حسین رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے فرزند ہیں۔

اور اس پر سورہ انعام کی یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے وَ مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ۔ کہ حضرت داؤد و سلیمان.... الخ اور زکریا و یحییٰ و عیسیٰ

ابراہیم کی ذریت سے تھے اور حضرت عیسیٰ کا باپ تھا ہی نہیں لہٰذا نواسے کا بیٹا ہونا قرآن سے ثابت ہوا۔

رسول اکرم نے اپنی دعا کی قبولیت کے لئے ان حضرات کو شریک کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں مشکل میں پکارنا نہ اللہ کے نزدیک شرک ہے اور رسول کے نزدیک۔

اگر کوئی حضرت علی کے علاوہ کسی اور کو افضل امت مانے گا تو وہ فعل قبیح کرے گا کیونکہ نفس رسول کے مقابلے میں کسی اور کو افضل ماننا عقلاً خلاف ہے۔

ہمیشہ اعلیٰ کے بعد وہی اعلیٰ ہو گا جو پہلے اعلیٰ سے کچھ نسبت رکھتا ہو مثلاً ایم اے تعلیم والے کے لئے یا تو ایم اے والا چاہئے یا بی اے والا نہ کہ پرائمری فیل لہٰذا اعلیٰ کے بعد وہی ہو گا جو پہلے اعلیٰ کے معیار کا تو ہو اگر بعد میں آنے والا اعلیٰ کا مساوی ہو تو پھر نور علیٰ نور ہے اس کے علاوہ کوئی متبادل نہیں ہو سکتا۔

بعض کتب میں موجود ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مباہلے کی طرف چلے تو آیت تطہیر نازل ہوئی اور رسول اکرم نے حضرت علی و فاطمہ و حسنین کو چادر میں بٹھا کر اللھم ھولاء اھل بیتی فرمایا۔

اس روایت سے بھی وفد مباہلہ کی عصمت واضح ہو گئی۔

اس آیت میں جمع کے صیغے تعظیم کے لئے ہیں یعنی ان کی عظمت قرآن کے نزدیک مسلم ہے۔

عیسائیوں نے شکست کیوں مانی اس لئے کہ وہ معصوم نہیں تھے اور ایک معصوم و سچے نبی کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

شرکاء مباہلہ کی زبان میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ایک لفظ فقط آمین کہیں تو پہاڑ حرکت میں آسکتے ہیں۔

خدا نے کہا نہ رسول نے کہ **اصحابنا و اصحابکم وازواجنا وازواجکم** تو جب ان کا تذکرہ ہی نہیں تو افضل امت کیسے بن گئے۔

اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے ساتھی مباہلہ میں نہ جاتے اور ان کے کردار کی وجہ سے وہ شکست نہ کھاتے تو نہ جانے یہ اختلاف شدت اختیار کر جاتا اور جنگ شروع ہو جاتی اور مسلمانوں کا جانی و مالی نقصان ہوتا تو پنجتن پاک کی وجہ سے دونوں اطراف کے لوگ خطرات سے محفوظ رہ گئے۔

ابناء نا اور نساء نا کو اسی لئے نفس پر مقدم رکھا کہ امت آگاہ ہو جائے کہ یہ لوگ جان پر بھی مقدم ہیں۔

اور حضور اکرم انہیں صرف رشتے داری کی وجہ سے نہ لے گئے تھے کیونکہ حضور اکرم کے ہاں دوستی و محبت کے لئے رشتہ داری معیار نہ تھی ورنہ اپنی برادری کے بعض حضرات سے ناراضگی اور غیر خاندانوں کے لوگوں سے محبت نہ کرتے بلکہ حضور کے نزدیک معیار دوستی معرفت دین و اسلام تھی۔

اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اصحاب کو ساتھ لے جاتے تو وہ کس لفظ کی تفسیر بن کر جاتے کیونکہ نہ تو وہ ابناء نا کی فہرست میں آتے تھے اور نہ نسائنا اور انفسنا کی تفسیر میں کیونکہ وہ سارے کے سارے رسول کی جان نہ تھے۔

علی شریک رسول ہے

یہ شرکت مجاز کی حیثیت رکھتا ہے نہ کہ حقیقتاً" اور اس سے مراد روح و کمالات کی شرکت

مردانہ کہ جسم کی۔

علم اصول کے مطابق لفظ کو مجاز بعید کے مقابلے میں قریب تر مجاز پر حمل کرنا بہتر اور قریب تر مجاز تمام امور اور کمالات میں شرکت کا مقتضی ہے سوا اس کے جو دلیل سے خارج ہے اس لئے حضرت علی ان کمالات کے علاوہ جن کی رسول نے نفی کر دی ہے تمام امور میں شرک رسول ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نور سے تھے لہٰذا حضور اور علی ہر منزل پر ساتھ ساتھ تھے عرش پر ساتھ باب جنت پر ساتھ بیت المقدس میں ساتھ سدرۃ المنتہٰی پر ساتھ۔

اعتراض

پنجتن پاک کا میدان مباہلہ میں جانا اس میں کوئی فضیلت نہیں کیونکہ ارباب مباہلہ حسب عادت اپنے اہل بیت اور رشتہ داروں کو مباہلہ میں لے جایا کرتے تھے۔

جواب

اگر حسب عادت تمام اہل بیت و رشتہ دار مباہلے میں جاتے تھے تو رسول اکرم نے اس بارے میں مخالفت کیوں کی یعنی حضور اکرم میدان مباہلہ میں تمام بنی ہاشم کو لے جاتے تمام عورتوں بچوں اور مردوں کو لے جاتے لیکن حضور عورتوں میں صرف حضرت فاطمہ اور بچوں میں صرف حسنین اور مردوں میں صرف حضرت علی کو لے کر گئے معلوم ہوا کہ باقی رشتہ دار اس معیار پر نہیں اترتے تھے جو میدان نجران کے مباہلے کے لئے خدا اور رسول کے نزدیک تھا۔

اگر مباہلہ میں تمام خاندان کا جانا مروج تھا تو مخالف حضرات نصاریٰ نے یہ اعتراض کیوں نہ کیا کہ اے محمد بن عبداللہ آپ تو صرف چند لوگ لے کر آئے ہیں سارا خاندان کیوں نہ لائے۔

جناب شہید ثالث فرماتے ہیں

بالجملہ حاصل کلام یہ ہے کہ چونکہ جناب رسالت مآب عارف جلال الٰہی تھے لو راپنے خالق سے کمال خوف رکھتے تھے لہٰذا اس مباہلہ میں (کہ جس میں ایک دوسرے کی ہلاکت کی دعا کی

جاتی ہے اور رحمت خدا سے دوری طلب کی جاتی ہے) اسی جماعت سے استعانت طلب فرمائے کہ جو خدا کے نزدیک فضیلت و منزلت میں اعلیٰ درجے کی حامل تھی چنانچہ اس جماعت کے افراد خاص کو دعائے مباہلہ میں شامل فرمایا کیونکہ کثرت فضل و کمالات (یعنی صفات حسنہ میں فضیلت رکھنے والے) کی وجہ سے استجابت دعا کی زیادہ امید کی جاتی ہے جیسا کہ سنت رسولؐ سے یہ امر معلوم ہوا ہے چنانچہ نبیؐ ایسے شخص کو کیونکر مباہلہ جیسے مقام میں لے کر جا سکتے ہیں جو کہ فضائل کے اعتبار سے کسی بھی طرح مشکوک سمجھا جا سکتا ہو؟ ظاہر ہے کہ مشکوک فضائل کی حامل شخصیت کا مباہلہ کی منزل کے ساتھ لے جانا اسلام میں خلل ڈالنے کے مترادف ہے جبکہ خدا کا رسول ایسے افعال یا باتوں سے منزہ ہے کیونکہ خلاف انصاف کوئی امر بجا لایا جانا رسالت کے منافی ہے خدا نے چونکہ اس آیت مباہلہ میں جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے لہٰذا پیغمبرؐ نے جن سے استعانت چاہی یقین کامل ہونا چاہیے کہ وہی افراد اس آیت کے مصداق تھے اگر کوئی اور ہوتا کہ جو ان

(۲) عن الشیخ عبدالقادر الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ مرفوعا عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لما خلق اللہ تعالی ابا البشر و نفخ فیہ من روحہ التفت ادم یمینۃ العرش فاذا نور خمسۃ اشباح سجدا ورکعا قال ادم یا رب ھل خلقت احدا من طین قبلی قال لا یا ادم قال فمن ھئولاء الخمسۃ الذین اراھم فی ھیئتی و صورتی قال ھئولاء خمسۃ من ولدک و لولاھم ما خلقتک ھئولاء خمسۃ شققت لھم خمسۃ اسماء من اسمائی لولاھم ما خلقت الجنۃ و لا النار و لا العرش و لا الکرسی و لا السماء و لا الارض و لا الملائکۃ و لا الانس و لا الجن فانا المحمود و ھذا محمد و انا الاعلی و ھذا علی و انا الفاطر و ھذہ فاطمۃ و انا الاحسان و ھذا الحسن و انا المحسن و ھذا الحسین الیت بعزتی انہ لا یاتینی بمثقال حبۃ من خردل من بغض احد ھم لا دخلتہ ناری و لا ابالی یا ادم ھئولاء صفوتی بھم انجیھم و بھم اھلکھم فاذا کان لک حاجۃ فبھو لاء توسل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحن سفینۃ النجاۃ من تعلق بھانجی و من اعرض عنھا ھلک فمن کان لہ الی اللہ حاجۃ فلیسال بنا اھل البیت (اخرجہ ابو القاسم عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم الرافعی و ابراہیم بن الحموینی) شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کے اسناد کو ابو ہریرہؓ تک پہنچاتے ہیں کہ انہوں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابو البشر علیہ السلام کو پیدا کیا اور اس کے جسم میں اپنی روح کو پھونکا جناب آدمؑ نے عرش کے داہنے بازو کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ اس میں پانچ تن پاک کے جسموں کا نور رکوع اور سجود کر رہا ہے۔ آدمؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار کیا تو نے کسی کو مجھ سے پہلے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ رب العزت نے فرمایا نہیں۔ آدمؑ نے عرض کیا پس یہ کون اشخاص ہیں کہ جن کو میں اپنی ہیئت اور صورت میں دیکھ رہا ہوں۔ خدائے تعالیٰ نے فرمایا یہ تیری اولاد میں سے پانچ شخص ہیں اور جس چیز سے میں نے تجھے پیدا کیا ہے یہ اس سے نہیں ہیں ان کے لیے میں نے اپنے ناموں سے پانچ مشتق کیے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو میں جنت دوزخ عرش کرسی آسمان زمین فرشتے انسان جن وغیرہ اشیاء کو پیدا نہ کرتا پس میں محمود ہوں اور یہ محمد ہے اور میں اعلیٰ ہوں یہ علی ہے۔ میں فاطر ہوں یہ فاطمہ ہے۔ میں احسان ہوں یہ حسن ہے میں محسن ہوں یہ حسین ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ اگر کوئی ایک خردل کے دانہ کے برابر بھی ان کا بغض لے کر میرے پاس

آئے گا تو میں اسی شخص کو ضرور دوزخ میں دھکیلوں گا اور مجھے اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوگی۔ اے آدم یہ میرے برگزیدہ ہیں میں ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو نجات بخشوں گا اور ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہلاک کروں گا۔ جب تجھے کوئی حاجت پیش آیا کرے تو ان کی ذات کے ساتھ میری جناب میں وسیلہ پکڑا کر۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ ہم نجات کی کشتی ہیں جس نے اس کشتی کے ساتھ اپنا تعلق اختیار کیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس سے اعراض کیا وہ ہلاک ہوگیا۔ پس جس کسی کو خدا کی جناب سے اپنی حاجت روائی منظور ہو اس کو چاہیے کہ ہم اہل بیت کو درگاہ الٰہی میں وسیلہ لائے۔

روایت حضرت ابن عباس

ارجح المطالب ص 404 سطر آخر اسد الغابہ ص 97 سطر 2

فضائل کا حامل ہوتا تو ضرور رسول لے بھی اس موقع پر دعوت دیتے کیونکہ آیت کے صیغوں کے اعتبار سے بہرحال کسی ایک کو ہمراہ لے جانے کی گنجائش ہے مگر مقصود کثرت افراد کو جمع کرنا نہیں ہے استجابت دعا کے لئے فضیلت مآب ہاتھ درکار ہیں اور اس منزل میں پانچ افراد کے ہاتھوں کے علاوہ اس میں کسی چھٹے کا ہاتھ نہیں ہے ہاں اللہ کا ہاتھ البتہ ضرور ہے۔

مناقب میں علی بن حسن امام علی رضاؑ سے آپ اپنے باپ سے آپ نے اپنے آباء طاہرین سے وہ حضرات حضرت امیرالمومنین علیہم التحیۃ و السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ "اے لوگو! اللہ کا مہینہ (ماہ صیام) برکت' رحمت اور مغفرت کا پیغام لے کر آگیا ہے۔ آپ نے ماہ رمضان کی فضیلت بیان کی۔ پھر رو پڑے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ کیوں روتے ہیں۔ فرمایا اے علیؑ! میں اس بات پر روتا ہوں کہ تم پر اس ماہ میں ایک مصیبت نازل ہوگی۔ میں تم پر وہ مصیبت نازل ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ تم (مسجد کوفہ میں) نماز کا ارادہ کر رہے ہو' اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ بدبخت ترین انسان حضرت صالح کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا (یعنی اس کی مانند) اٹھ کر تمہارے سر پر ضربت لگا رہا ہے۔ تمہارے سر کے خون سے تمہاری داڑھی کو خضاب کر رہا ہے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول' اس وقت میرا دین تو صحیح و سالم ہوگا۔ فرمایا تمہارا دین سالم ہوگا۔ میں نے عرض کیا یہ تو خوشخبری کی بات ہے اور شکریہ ادا کرنے کے قابل ہے۔" پھر فرمایا اے علیؑ جس نے تم کو قتل کیا اس نے مجھے قتل کیا' جس نے تمہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا' جس نے تم پر سب کیا' اس نے مجھ پر سب کیا' تم مجھ سے میرے نفس کی مانند

ہو، تمہاری روح میری روح ہے اور تمہاری مٹی میری مٹی سے پیدا کی گئی ہے۔ اللہ نے تمہیں اور مجھے اپنے نور سے خلق کیا ہے۔ مجھے چنا اور تمہیں منتخب کیا۔ میرا انتخاب نبوت کے لئے ہوا۔ تمہارا چناؤ امامت کے لئے۔ جس نے تمہاری امامت کا انکار کیا اس نے میری نبوت کا انکار کیا۔ اے علیؑ! تم میرے وصی، وارث اور میرے فرزندوں کے باپ ہو۔ میری بیٹی تمہاری بیوی ہے۔ تیرا حکم میرا حکم ہے اور تیری نہی میری نہی ہے۔ مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا اور مجھے مخلوق سے بہتر گردانا۔ آپ اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔ اللہ کے راز کے امین ہیں۔ اللہ کے بندوں پر اللہ کے خلیفہ ہیں۔ (ینابیع المودۃ ص۸۹ سطر۷)

عَلِیٌّ مِنِّی

پہلے علی منی و انا منہ کے ذیل میں مفصل تحریر کر دیا گیا ہے۔

علیؑ نفس رسولؐ ہے صحابی نہیں

استدلال زمخشری

صحیح مسلم مصابیح اور مشکوٰۃ میں سعد وقاص سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ جب آیہ مذکورہ نازل ہوا۔ سید انبیاءؐ نے مرتضیٰ، علیؑ، فاطمہ اور حسنین کو طلب کرکے فرمایا ھوء لاء اھل بیتی اور صواعق محرقہ اور کشاف زمخشری میں مرقوم ہے کہ اس آیت سے بڑھ کر آل عبا کے افضل ہونے پر اور کوئی قوی اور زبردست دلیل نہیں ہے۔ اور آل عبا سے مرتضیٰ علیؑ فاطمہؑ اور حسنینؑ مراد ہیں۔ کیونکہ رسولؐ نے اس آیت کے نزول کے بعد مباہلہ کے وقت ایک پہلو میں حسنؑ کو اور دوسرے پہلو میں حسینؑ کو اور منہ کے سامنے مرتضیٰ علیؑ کو اور پیٹھ کے پیچھے فاطمہؑ کو جگہ دی تھی۔ پس معلوم ہوا کہ حق سبحانہ نے مرتضیٰ علی کو نفس پیغمبر اور ان کی اولاد اور ذریت کو آنحضرت کے ابناء اور نساء فرمایا ہے۔ (کوکب دری ص۱۲۹ سطر۲۴، ارجح المطالب ص۲۴۱/۴۳۲)

مباہلہ

مناقب اہل بیت جلد ۴ ص ۱۰۴ تا ۱۴۴

روایت حضرت زید

تفسیر طبری جلد ۳ ص ۱۹۲ سطر ۱۳

روایت حضرت حذیفہ

البدایہ و النہایہ جلد ۵ ص ۵۲، شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۱۲۶

روایت حضرت عمر بن سعید

شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۱۲۰

روایت ابو البختری

شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۱۲۸

روایت حضرت سدی

تفسیر طبری جلد ۳ ص ۱۹۲ سطر ۱۶

روایت حضرت قتادہ

تفسیر طبری جلد ۳ ص ۱۹۲ سطر ۲۲، جلد ۳ ص ۱۹۳ سطر ۳

روایت حضرت ابن وھب و ابن زید

تفسیر طبری جلد ۳ ص ۱۹۲ سطر ۹

روایت علامہ بن احمد یشکری

تفسیر درمنثور جلد ۳ ص ۳۸، طبری جلد ۳ ص ۱۹۳

روایت حضرت امام جعفر صادقؑ

صاحب المناقب نے امام جعفر صادقؑ آپ اپنے باپ سے اور وہ آپ کے دادا علیؑ بن حسینؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امام حسن علیہم السلام نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ جب کفار نجران نے میرے نانا سے جھگڑا کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے نانا کی خاطر کہا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَ اَبْنَاءَكُمْ وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (محمد ان سے کہہ دو کہ ہم اپنے فرزند بلا کر (میدان مباہلہ) میں لائیں تم اپنے فرزند، ہم اپنی عورتیں بلا کر لائیں تو تم اپنی عورتیں بلا کر لاؤ۔ ہم اپنے نفسوں کو لائیں۔ تم اپنے نفسوں کو لاؤ۔ پھر مباہلہ کریں۔ اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں۔ میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے نفس کے طور پر میرے باپ کو لے گئے تھے۔ اور اپنے فرزندوں کی جگہ مجھے اور میرے بھائی حسینؑ اور عورتوں کی بجائے میری ماں فاطمہ کو لے گئے تھے۔ ہم رسول اللہؐ کے اہل ہیں۔ ہم آپ کا گوشت، خون اور نفس ہیں۔ وہ ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں۔

ینابیع المودۃ ص ۸۸ سطر ۱ (اردو)، ص ۴۳ سطر ۲۰ (عربی)، اسباب النزول ص ۷۴، انتقاء الافہام ص ۱۹۹

روایت حضرت ابو سعید خدری

ذخائر العقبیٰ ص ۲۵

روایت حضرت سلمہ بن یسوع

البدایہ و النہایہ جلد ۵ ص ۵۲

عمدہ لیکن مفصل ذکر بزبان فارسی از مدارج النبوۃ

البلاغ جلد ا ص ۱۹۲، مدارج النبوۃ ص ۴۹۸، جیب السیر ص ۷۳ جلد سوم، نولکشور کانپور ۱۹۰۴ء، روضۃ الاحباب ص ۱۵-۴ سطر

یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ

اے نفس مطمئنہ (الفجر ۲۸)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سورہ حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوا ہے۔ (شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۳۴۰)

سَدُّ الْاَبْوَاب

(۱) عن زید بن ارقم و البراء بن عازب قال لنفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابواب شارعۃ فی المسجد فقال یوما سدوا ھذہ الابواب الا باب علی قال فتکلم فی ذلک الناس قال فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحمد اللہ و اثنی علیہ قال اما بعد فانی قد امرت بسد ھذا الابواب غیر باب علی فقال فیہ انی واللہ ما سددت شیئا و لا فتحتہ ولکنی امرت بشئی فاتبعتہ (اخرجہ احمد و النسائی و الحاکم) زید بن ارقم اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چند نفر کی آمد و رفت کے لیے مسجد میں دروازے تھے ایک روز حضرت محمدؐ نے حکم دیا کہ علیؑ کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کر دو۔ بعض لوگ اس میں کچھ گفتگو کرنے لگے۔ حضرتؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا مجھے حکم ہوا کہ علی کے دروازے کے سوا سب دروازے بند کیے جائیں۔ اور اسی خطبہ میں حضرتؐ نے ارشاد کیا واللہ میں نے کسی کے دروازے کو بند نہیں کیا اور نہ کھولا ہے لیکن جو کچھ کہ ہوا ہے میں نے وہی کیا ہے۔

ارجح المطالب ص ۳۱۵، جامع ترمذی ص ۳۳۵ سطر ۱۵، مشکوٰۃ ص ۵۶۵ سطر ۱۰، الروضتہ الندیہ ص ۱۱۹، درمنثور جلد ۳ ص ۳۱۳، کنوز الحقائق ص ۱۳۲ سطر ۱، تحفتہ الاحوذی جلد ۴ ص ۳۳۱ سطر ۲، فتح الباری جلد ۷ ص ۱۲، المرقات جلد ۱۱ ص ۳۴۷ سطر ۱۸، ص ۳۵۰ سطر آخر، کفایت الطالب ص ۸۶، اللئالی المصنوعہ جلد ۱ ص ۱۷۶ سطر ۲۱، ذخائر العقبٰی ص ۷۷ جلد ۳، مطالب السئول ص ۵۹ سطر ۱، تتمتہ الہدیٰ ... ص ۲۶، وفاء الوفا جلد ۱ ص ۳۳۶ سطر آخر، البدایہ و النہایہ جلد ۷ ص ۳۳۸، سیرت حلبیہ ص ۳۳۶ جلد ۳، قول مسعود ص ۱۸، تاریخ بغداد جلد ۷ ص ۲۰۵ سطر ۹، حبیب السیر جز ۲ جلد ۲ ص ۱۱ سطر ۳، الحاوی ص ۱۵ جلد ۲، ازالتہ الخفا مقصد ۲ ص ۲۶۳ سطر ۱۰، تذکرۃ الخواص ص ۲۱، المعتصر جلد ۲ ص ۳۳۲، خصائص نسائی ص ۱۳ سطر ۱ ص ۷۵ سطر ۳، مظاہر حق جلد ۴ ص ۷۰۰ سطر ۲، مناقب ابن مغازلی ص ۲۵۸ سطر ۷، ینابیع المودۃ ص ۸۱ سطر ۱۹، مفتاح کنوز السنہ ص ۲۵۲ کالم ۲ سطر ۲، مسند حنبل جلد ۱ ص ۲۵۵ سطر ۷، ص ۳۶۹ سطر ۱، حلیتہ الاولیاء جلد ۴ ص ۱۵۳، جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۷۵ حدیث ۶۴۹۳، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۲ سطر ۱۳، الاصابہ جلد ۴ ص ۵۰۳ سطر ۱۷، تاریخ مدینہ منورہ جلد ۱ ص ۳۳۷، فیض القدیر جلد ۱ ص ۱۰۶، ذخائر المواریث جلد ۲ ص ۲۵، فتح الملک العلی ص ۲۷، کوکب دری ص ۲۵۳، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۳ سطر ۳، نزل الابرار جلد ۱ ص ۳۵، القول المستحسن جلد ۱ ص ۱۸۵، سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۳۷۳، کنز العمال جلد ۱ ص ۱۵۲ حدیث ۲۴۳۲-۲۴۵۳، اسنی المطالب ص ۱۲، المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۵ سطر ۲، تلخیص سطر ۲، الاستیعاب جلد ۲ ص ۶۷۲ سطر ۲۵، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۲۹ سطر آخر

روایت حضرت عبداللہ ابن عباس

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ان موسیٰ سال ربہ ان یطھر مسجدہ بھارون و ذریتہ و انی سالت ان یطھر مسجدی بک و لذریتک من بعدی ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فاسترجع و قال سمعا و طاعتہ فسد بابہ ثم الی عمر کذلک ثم صعد المنبر فقال ما انا سددت ابوابکم و لا فتحت باب علی و لکن اللہ سدد ابوابکم و فتح باب علی (اخرجہ ابو نعیم فی الفضائل و الصحابۃ) ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت نے جناب امیر سے ارشاد کیا ... نے خدا سے التجا کی تھی کہ اس کی مسجد کو ہارون اور اس کی ذریت کے ذریعہ سے پاک کرے اور میں نے بھی خدا سے درخواست کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تیرے لیے اور تیری ذریت کے لیے پاک کر دے۔ پھر حضرتؐ نے ابوبکر کو کہلا بھیجا ... اپنا دروازہ بند کر لے انہوں نے "سمعاً و طاعتہً" کہہ کر دروازہ بند کر لیا۔ پھر حضرت عمرؓ کو بھی ایسا ہی کہلا بھیجا۔ پھر حضرتؐ نے منبر پر چڑھ کر فرمایا میں نے تمہارے دروازے نہیں بند کیے اور نہ علی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے بلکہ خدا نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

ص ۱۸

روایت سوم

ارجح المطالب ص ۵۱۹' خصائص نسائی ص ۱۳

روایتِ حضرت مصعب بن سعد

نظم درر السمطین ص ۱۰۸' لسان العرب جلد ۳ ص ۱۴ سطر ۱۰ کالم

روایت حضرت عبداللہ بن عمر

(۱۱) عن علاء بن عزا قال سالت عبداللہ بن عمر عن علی و عثمان فقال اما علی فلا تسئل عنہ احدا و انظر الی منزلتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد سدا ابوابناء فی المسجد و اقر بابہ و اما عثمان فانہ اذنب ذنبا عظیما یوم التقی الجمعان فعفی اللہ و اذنب فیکم ذنبا صغیر فقتلتموہ (اخرجہ النسائی) علاء بن عزا کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جناب علی علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل کی نسبت پوچھا وہ کہنے لگے علی کی نسبت کسی سے مت پوچھو اور ان کی منزلت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھ لے کہ ہمارے سب کے دروازے مسجد میں بند کر دیے اور ان کا دروازہ برقرار رکھا۔ اور حضرت عثمان نے جس روز کہ دونوں گروہ اکٹھے ہوئے ایک بھاری گناہ کیا پھر خدا نے انہیں بخش دیا اور تمہارا ایک چھوٹا سا گناہ کیا اور تم نے ان کو مار ڈالا۔

ارجح المطالب ص ۵۱۷' خصائص نسائی ص ۷۵ سطر ۳' وفاء الوفا جلد ا ص ۳۳۷ سطر ۶

روایت حضرت ناصح بن عبداللہ

(۱۲) عن ناصح بن عبداللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الا بواب کلھا غیر باب علی فقال العباس یا رسول اللہ انزل قلو ما ادخل انا وحدی فقال ما امرت بشئی من ذلک فسدھا (اخرجہ الطبرانی) ناصح بن عبداللہ کہتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی کے دروازے کے سوا سب کے دروازوں کو بند کرنے کا امر کیا۔ عباس نے کہا یارسول اللہ آپ میرے لیے صرف اتنی جگہ چھوڑ دیں کہ جہاں سے میں اکیلا داخل ہو سکوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مجھ کو حکم نہیں ہے پس سب دروازے بند کر دیے۔

ارجح المطالب ص ۵۱۷

یہ روایت پہلے خصائص ثلاثہ میں بھی تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت حضرت عمر بن سہیل

(۱۷) عن عمر بن سہیل قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انطلق فمرھم ان یسد و ابوابھم فانطلقت فقلت لھم ففعلوا الا حمزۃ فقلت یا رسول اللہ قد فعلوا الا حمزۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قل لحمزۃ فلیحول بابہ فقلت لحمزہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مرک ان تحول بابک فحولہ فرجعت الیہ و ھو قائم یصلی فقال ارجع الی بیتک (اخرجہ البزاز) عمر بن سہیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جا کر لوگوں کو کہدے تاکہ اپنے اپنے دروازے بند کر دیں۔ میں نے جا کر کہہ دیا انہوں نے بند کر دیئے مگر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بند نہ کیا میں نے آکر عرض کیا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کے سوا سب نے بند کر دیئے ہیں آپ نے فرمایا جا کر حمزہ کو کہو کہ البتہ اپنے دروازے کو پھیر دے۔ میں نے ان سے جا کر کہا انہوں نے بھی اپنا دروازہ پھیر لیا۔ میں حضرت کی خدمت میں لوٹ آیا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے بعد فراغت کے آپ نے فرمایا جا اپنے گھر واپس ہو جا۔

ارجح المطالب ص ۵۱۸

روایت حذیفہ بن اسید الغفاری

(۱۸) عن حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ قال لما قدم اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ لم یکن لھم بیوت و کان یبیتون فی المسجد فقال لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تبیتوا فی المسجد فتحتلموا ثم ان القوم بنوا بیوتا حول المسجد و جعلو ابوابھا الی المسجد ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الیھم معاذ ابن جبل فنادی ابابکر فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مرک ان تسد بابک الذی فی المسجد و تخرج منہ فقال سمعا و طاعۃ ثم ارسل الی حمزۃ فسد بابہ و قال سمعا و طاعۃ للہ و الرسولہ و علی متردد لا یدری اھو لیمن یقم او فیمن یخرج و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد بنی لہ فی المسجد بیتا بین بیوتہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکن طاھر او مطھر البالغ حمزۃ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی فقال یا محمد اخرجنا و تمسک غلمان بنی عبدالمطلب فقال لہ کان الا مرلی ما جعلت دونکم بن احد و اللہ ما اعطاہ اباہ الا اللہ و انک لعلی بحر من اللہ و رسولہ (اخرجہ فقیہ ابو الحسن ابن المغازلی و ابوبکر بن مردویۃ) حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مدینہ میں آئے چونکہ رات کو سونے کے لیے ان کے گھر نہیں تھے اس لیے مسجد میں سو رہا کرتے تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم مسجد میں مت سویا کرو کیونکہ تم جنب ہو جاتے ہو۔ پھر صحابہ نے مسجد کے ارد گرد اپنے گھر بنا لیے اور ان کے دروازے مسجد میں رکھے۔ حضرتؐ نے معاذ بن جبل کو ان کی طرف بھیجا انہوں نے ابوبکرؓ سے جا کر کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو فرمایا ہے کہ اپنا دروازہ مسجد میں سے بند کر لو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سمعاً و طاعۃً کہہ کر حکم کی تعمیل کی۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس معاذ کو بھیجا انہوں نے بھی "سمعاً و طاعۃً" کہہ کر دروازہ بند کر لیا۔ جناب علی علیہ السلام

متردد تھے اور ان کو معلوم نہیں تھا کہ آیا میں بھی رہتا ہوں یا کہ نکالا جاتا ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا گھر مسجد کے درمیان اپنے گھروں کے بیچ میں بنوایا ہوا تھا۔ فرمایا یا علی تم مسجد میں پاک اور پاک کرنے والے ہو کر رہو یا بات حمزہ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ ہم کو نکالتے ہیں اور بنی عبد المطلب کے لونڈوں کو رہنے کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میں نے کیا ہے حکم کے مطابق کیا ہے جو تمہارے کسی کے لیے نہیں تھا۔ خدا کی قسم ہے کہ یہ مرتبہ خدا کے سوا کسی نے اس کو نہیں دیا اور اللہ اور اللہ کے رسول کی جانب نیکو ترین ہو۔

ارجح المطالب ص۵۱۹، ینابیع المودۃ ص۷۲ سطر۲، مناقب ابن مغازلی ص۲۵۳ سطر۴

روایت حضرت عدی بن ثابت

(۱۹) عن عدی بن ثابت قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد فقال ان اللہ اوحی الی نبیہ موسی ان ابن لی مسجدا طاهرا لا یسکنہ الا موسی و ہارون و ابنا ہارون و ان اللہ اوحی الی ان ابن لی مسجدا طاہر الا یسکنہ الا انا و علی و ابنا علی (اخرجہ ابن المغازلی) عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیج کر ارشاد کیا تھا کہ میرے لیے پاک مسجد بنا جس میں موسیٰ اور ہارون اور ہارون کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے۔ اسی طرح سے خدائے تعالیٰ نے مجھے وحی بھیج کر فرمایا ہے کہ میرے لیے پاک مسجد بنا جس میں میرے اور علی اور علی کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے۔

روایت حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری

کنز العمال جلد۶ ص۳۹۸، حدیث ۶۰۲۹، تاریخ بغداد جلد۷ ص۲۰۵، کفایت الطالب ص۸۷

روایت حضرت عطلب بن عبد اللہ

تاریخ مدینہ منورہ جلد۱ ص۳۲۸

یوم شوریٰ احتجاج

موفق بن احمد ابوذر اور طفیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے اہل شوریٰ پر دروازوں کے بند کرنے والی حدیث کے ذریعے احتجاج فرمایا تھا۔

نیز حموینی نے ابنِ مسعود' بریدہ اسلمی' ابن عباس' ابن عمر اور ام سلمہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ نیز اس دروازے بند کرنے والی حدیث کو محمد بن اسحاق مطلبی صاحب المغازی سے سعد بن ابی وقاص اور عامر شعبی سے روایت کیا ہے۔ (مناقب خوارزمی ص ۱۲۷' ینابیع المودت ص ۱۴۰ سطر ۱)

روایت حضرت مسلم ملائی

تاریخ مدینہ منورہ جلد ۱ ص ۳۳۸

روایت حضرت عمر بن خطاب

یہ روایت پہلے زیر عنوان خصائص ثلاثہ تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت سعد بن مالک

یہ روایت پہلے زیر عنوان خصائص ثلاثہ تحریر کر دی گئی ہے۔
ارجح المطالب ص ۵۱۵

روایت حضرت حبہ عرنی

(۱۷) عن حبّۃ العرنی قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب التی فی المسجد شق علیہم قال حبہ کانی لا نظر الی حمزۃ بن عبدالمطلب و ھو تحت قطیفۃ حمراء و علیناہ تذرفان و یقول اخرجت عمک و ابا بکر و عمر و العباس و اسکنت ابن عمک فعلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد شق علیہم فنودی الصلوۃ جامعۃ فصعد المنبر فلم یسمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃ کان ابلغ منہا تمجید منہا تمجیدا و توحیدا فلما فرغ قال ایہا الناس ما انا سددتہا و انا فتحتہا ولا انا اخرجتکم و اسکنتہ و لکن اللہ ھو امر بہ ثم قراء و النجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم و ما غوی و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی (اخرجہ ابوبکر ابن مردویۃ) حبہ عرنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر ان کا بند کیا جانا نہایت شاق گذرا۔ حبہ کہتے ہیں کہ اب تک میری آنکھوں میں ہے کہ

میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھیں آنسو سے ڈبڈبا رہی ہیں اور حضرتؑ سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اپنے چچا زاد بھائی کو رہنے دیا ہے۔ حضرت کو معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں پر دروازوں کا بند کیا جانا نہایت شاق گزرا ہے۔ حضرتؐ نے نماز جماعت کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تمجید و توحید میں ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا گیا تھا۔ حمد و ثنائے باری کے بعد فرمایا اے لوگو میں نے ان دروازوں کو نہ بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے اور نہ تم کو نکالا ہے۔ اور نہ ان کو یعنی علی کو رکھا ہے۔ پھر آپ نے سورہ والنجم پڑھا۔ کہ قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تمہارا صاحب اور نہیں بھٹکا اور نہیں بولتا ہے اپنی خواہش سے مگر جبکہ اس کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے سخت قوتوں والا اس کو سکھاتا ہے۔

ارجح المطالب ص ۸۵ سطر آخر' تفسیر درمنثور جلد ۴ ص ۳۱۴' کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۸' حدیث ۱۰۵۷

محمد بن علی

مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۵ سطر ۱۹

براء بن عازب

ارجح المطالب ص ۵۱۴' مناقب ابن مغازلی ص ۲۵۷ سطر ۴' البدایہ جلد ۷ ص ۳۴۱

مرفوع روایت

خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۲۴۳' کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۸' ابن مغازلی ص ۲۹۹ سطر ۷' شرف النبی ص ۲۷۰

عن عبداللہ بن عمر

ارجح المطالب ص ۵۲۰' لسان المیزان جلد ۴ ص ۱۶۵ سطر ۳' المعتصر جلد ۲ ص ۳۳۳' الحاوی جلد ۲ ص ۱۵' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۵ سطر ۷

عن علیؑ

(۴۵) عن علی قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فقال ان موسی سال ربہ ان یطهر مسجدہ بها رون و انا سالت ربی ان یطهر مسجدے بک ثم ارسل الی ابی بکر ان تسد بابک قال سمعا و طاعۃ فسدبابہ ثم ارسل الی عمر بمثل ذلک ثم ارسل الی العباس بمثل ذلک ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا سددت ابوابکم و فتحت باب علی ولکن اللہ فتح باب علی و سدد ابوابکم (اخرجہ البزار فی مسندہ) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے دعا مانگی تھی کہ وہ ان کی مسجد کو ہارون کے ساتھ پاک کرے میں نے بھی خدا سے طلب کیا ہے کہ میری مسجد کو تیرے ساتھ پاک کرے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دے بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر دیں انہوں نے "سمعاً و طاعۃ" کہہ کر حکم کی تعمیل کی پھر اسی طرح سے عمر رضی اللہ کو کہلا بھیجا۔ پھر اسی طرح عباس رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کیے اور نہ علی کا دروازہ کھولا ہے۔ مگر خدا نے تمہارے دروازے بند کیے ہیں۔

ارجح المطالب ص ۵۱۸/۵۲۷' وفاء الوفا جلد ا ص ۳۳۹' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۵ سطر ۲' کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۸' سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۳۷

ایک روایت جس میں خمیرہ کا ذکر بھی ہے

مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۵ سطر ۲

ایک عمدہ روایت از وفاء الوفا

جلد ا ص ۳۳۹' ابلاغ ص ۱۹۵

روایت حضرت ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص

ارجح المطالب ص ۵۲۵' خصائص نسائی ص ۱۳' تاریخ بغداد جلد ۵ ص ۲۹۳

روایت ینابیع المودت

عربی ص ۷۲ اردو ص ۱۴۵

ابن عمر وغیرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ اللہ نے اپنے نبی موسیٰؑ کی طرف وحی کی تھی کہ میری خاطر ایک پاکیزہ مسجد تیار کرو۔ جس میں حضرت موسیٰؑ اور ہارون قیام کریں۔ اللہ نے مجھے وحی کی ہے۔ کہ مسجد کو پاک و پاکیزہ کر دوں۔ اس میں، میں اور میرا بھائی علیؑ قیام کریں۔ موفق بن احمد ابوذر اور طفیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اہل شوریٰ پر دروازوں کے بند کرانے والی حدیث کے ذریعے احتجاج فرمایا تھا۔ نیز حموئی نے ابن مسعود، بریدہ بن اسلمی، ابن عباس، ابن عمر اور ام سلمہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ نیز اس دروازے بند کرنے والی حدیث کو محمد بن اسحاق مطلبی صاحب المغازلی نے سعد بن ابی وقاص اور عامر شعبی سے روایت کیا ہے۔

روایت حضرت ابوذر

ینابیع المودۃ عربی ص ۷۲ سطر ۷

روایت حضرت ابن مسعود

ینابیع المودۃ عربی ص ۷۲ سطر ۸

روایت حضرت بریدہ اسلمی

ینابیع المودۃ ص ۷۲ سطر ۸

(۳) عن ام المومنین ام سلمته قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدی حرام علی کل حائض من النساء و جنب من الرجال الا علی محمد و اھل بیتہ علی و فاطمتہ و الحسن و الحسین (اخرجہ البیہقی و الطبرانی فی الکبیر) جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنب مرد پر حرام ہے۔ مگر محمد اور اس کی اہل بیت علی اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسین پر حلال ہے۔

(۴) عن عثمان بن عبداللہ القروسی من حدیث طویل قال خطب علی فی اول یوم بویع فیہ عثمان فقال فیھا انا شدکم اللہ ھل تعلمون کان یدخل المسجد غیری جنبا قالوا اللھم لا (اخرجہ ابن عساکر) عثمان بن عبداللہ قروی ایک حدیث کے درمیان بیان کرتے ہیں کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوئی اسی روز جناب علی علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں قسم دے کر لوگوں سے پوچھا کہ آیا تم میرے علاوہ کسی آدمی کو جانتے ہو۔ جو جنب کی حالت میں مسجد کے درمیان جا سکتا تھا۔ سب نے کہا خدا گواہ ہے کوئی نہیں جا سکتا تھا۔

روایت حضرت ام سلمہ

ینابیع المودۃ ص ۴۲ سطر ۸

روایت حضرت ابی سعید خدری

اخبار القضا جلد ۵ ص ۱۴۹ عربی

مرتبہ صحت و حسن

شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کافی طریقوں سے مروی کی گئی ہے۔ ان میں سے بعض احادیث صحت کے مرتبے پر اور بعض حسن کے مرتبے پر پہنچتی ہیں۔ (حاشیہ ترمذی ص ۴۳۵ مطبع نور محمد کراچی)

حضرتؐ کا بعض صحابہ کو فرمانا کہ میں نے تم کو نہیں نکالا اور علی کو نہیں داخل کیا مگر خدا نے

(۱) عن ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوم جلوس فدخل علی فلما دخل خرجوا

تلاموا لقالوا و الله انما اخرجنا و اذ خله فرجعو لقال صلی الله علیه وسلم ما انا ادخلته و اخرجتکم بل الله ادخله و اخرجکم (اخرجہ النسائی) ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ ہم جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور چند لوگ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ناگاہ جناب علی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے ان کے آتے ہی وہ لوگ حضرتؐ کے پاس سے اٹھ گئے وہ باہم ملامت کرنے لگے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نکال دیا ہے۔ اور علی کو اپنے پاس رکھا ہے۔ جب وہ لوگ حضرتؐ کے پاس لوٹ کر آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تم نہیں نکالا اور علی کو داخل نہیں کیا بلکہ خدا نے ان کو داخل کیا ہے اور تم کو نکالا ہے۔

سد الابواب

علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں واقعہ سد ابواب کی توثیق و تصدیق نہایت خوبی کے ساتھ کی ہے اور جتنی احادیث ہم نے اس مضمون پر اوپر نقل کی ہیں ان کی صحت اور ان کے رواۃ کے ثقہ کے معتبر ہونے کو نہایت اچھی طرح ثابت کیا ہے اگرچہ طوالت ہوگئی ہے لیکن جی نہیں چاہتا کہ اس کو چھوڑ دیں۔ لہٰذا ہم نیچے اس کو نقل کرتے ہیں۔

جو دروازے مسجد کے اردگرد تھے ان کے بند کرنے کے متعلق بہت سی روایات ہیں جو اسی قسم کی اس روایت کی مخالف ہیں جو حضرت ابوبکر کے حق میں (بخاری نے) نقل کی ہے منجملہ ان کے سعد بن ابی وقاص کی حدیث ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم لوگوں کو حکم دیا کہ وہ تمام دروازے جو مسجد میں کھلتے ہیں بند کر دیئے جائیں لیکن علی کا دروازہ کھلا رکھا۔ اس کو احمد ونسائی نے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے اور اس کے اسناد سب قوی ہیں اور طبرانی کی روایت میں جو اوسط میں بیان کی گئی ہے کچھ الفاظ زیادہ ہیں۔ اس کے بھی سب راوی ثقہ ہیں اس کے الفاظ زیادہ یہ ہیں کہ اس پر لوگوں نے اعتراض کیا کہ ہمارے دروازے آپ نے بند کرا دیئے اور علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا تو جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں نے یہ نہیں کیا بلکہ خدا نے کیا ہے ایک روایت زید بن ارقم سے ہے وہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول میں سے چند کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ سب دروازے بند کردو اور علی علیہ السلام کا دروازہ کھلا رہے گا تو لوگوں نے اس پر اعتراض کیا اس وقت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا میں نے خود بند نہ کیا اور نہ اپنی طرف سے کھلا رکھا۔ مجھے ایک بات کا حکم دیا گیا میں نے اس کی پیروی کی۔ اس حدیث کو احمد ونسائی و حاکم

نے نقل کیا ہے اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اسی طرح ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حکم دیا کہ وہ سب دروازے جو مسجد میں کھلتے ہیں بند کر دیئے جائیں لیکن علی علیہ السلام کا دروازہ کھلا رہے گا۔ پس حضرت علی علیہ السلام حالت جنابت میں بھی مسجد سے گذرتے تھے ان کے مکان کا کوئی اور دروازہ نہ تھا۔ ان دونوں احادیث کو امام احمد حنبل و نسائی نے روایت کیا ہے اور دونوں کے راوی ثقہ ہیں۔ ایک حدیث جابر بن سمرا سے ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حکم دیا کہ اپنے دروازے بند کر لیں سوائے دروازہ علی علیہ السلام کے پس اکثر حضرت علی علیہ السلام حالت جنابت میں مسجد میں سے گزرتے تھے۔ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور ان کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں جو ایک دوسرے کی تقویت یعنی توثیق و توفیق کرتی ہیں اور ان سب کے اسناد ورواۃ صحیح و ثقہ ہیں ان کے مجموعے سے قطع نظر کر کے بھی ان کا ہر ایک طریق احتجاج کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ابن حجر عسقلانی کی اس عبارت کو عبیداللہ امرتسری نے اپنی ارجح المطالب میں بھی نقل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو باب چہارم صفحہ ۵۰۸

ہم نے اپنی اس کتاب کے حصہ دوم کے باب اول میں ان تدبیروں اور ترکیبوں کا ذکر کیا ہے جن کے ذریعہ سے خاندان نبوت میں سے حکومت کو نکالا گیا۔ ان میں تدبیر پنجاہم وضع احادیث ہے۔ جناب علی مرتضی علیہ السلام کی شان میں جو احادیث تھیں ان کے مقابلہ میں جو احادیث وضع کی گئیں تاکہ لوگوں کو مغالطہ پڑ جائے اور حضرتؑ کے مسائل چھپ جائیں۔ وہاں ہم نے کئی ایسی احادیث کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک یہ حدیث باب سدالابواب بھی ہے چنانچہ حضرت بخاری علیہ الرحمتہ نے اپنی صحیح میں اس حدیث کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے "مسجد میں کوئی ایسا دروازہ نہ رہے جو بند نہ کیا جائے سوائے دروازہ ابی بکر کے۔

اس حدیث یا روایت کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں اور بہت سی باتیں ادھر ادھر کی درج ہیں اور آخر میں ایک بے جوڑ سا فقرہ رکھ دیا گیا ہے اس کی زبان میں فصاحت و بلاغت ہی نہیں جو آنحضرتؐ کی احادیث میں ہوا کرتی ہے اس کے راویوں پر نظر ڈالنے سے عجیب امور کا انکشاف ہوتا ہے اس کے رواۃ یہ ہیں **حدثنا عبداللہ بن محمد ثنا ابو عامہ ثنا فلیح ثنی سالم**

ہر عن بسر بن سعید عن ابی سعید الخدری یہی حدیث کتاب الصلوٰۃ باب الخوخہ فعہ دہرائی گئی ہے ایک دفعہ لفظ باب کے ساتھ دوسری دفعہ لفظ خوخہ یعنی کھڑکی کے ان کے رواۃ یہ ہیں () **حدثنا محمد بن سنان قال نافلیح قال ابوالنضر عن بن حنین وعن بسر بن سعید عن ابی سعید الخدری ()** اور **حدثناعبداللہ بن الجعفی قال ناوھب بن جریر قال نا ابی سمعت یعلی بن حکیم عن مہ عن ابن عباس**۔ یہ خوخہ والی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض کے دوران کی بیان کی جاتی ہے یہ تین روایتیں ہوئیں۔ دو میں تو عبداللہ بن محمد مشترک ر تیسری میں ان کے والد محمد بن سنان ہیں اور ان بزرگوں کی تعریف وصفت ملاحظہ ہو۔

عبداللہ بن محمد بن سنان باطل احادیث روح بن القاسم کی نسبت سے بیان کرتا تھا اور یہ ں چراتا تھا جیسا کہ ابن عدی نے کہا ہے دار قطنی وعبدالغنی الازدی کہتے ہیں کہ متروک ہے نبان کہتے ہیں کہ جھوٹی احادیث وضع کیا کرتا تھا' حافظ ابو نعیم کہتے ہیں کہ جھوٹی احادیث گھڑا تھا۔ (ذھبی میزان الاعتدال المجلد الثانی صفحہ ۷ ترجمہ نمبر ۵۰۲ عبداللہ بن محمد بن سنان) ان والد بزرگوار ملاحظہ ہوں محمد بن سنان "داؤد کہتے ہیں کہ محمد بن سنان کاذب تھا اور خراش کہتے لہ ثقہ نہ تھا"

ابن معین و ابوحاتم والنسائی کہتے ہیں کی فلیح بن سلیمان قوی نہیں ہے ابوحاتم کہتے ہیں کہ نے معاویہ بن صالح کو کہتے سنا کہ یحیٰ بن معین کہا کرتے تھے کہ فلیح بن سلیمان ثقہ نہیں اور نہ اس کا لڑکا' عثمان بن سعید یحیٰ سے روایت کی ہے کہ فلیح ضعیف ہے' عباس روایت تا ہے یحیٰ سے فلیح کی حدیث سے استدلال نہ کرنا چاہیے' عبداللہ ابن احمد کہتے ہیں میں نے ن معین کو کہتے سنا ہے کہ تین آدمیوں کی بیان کردہ احادیث سے پرہیز کرنا چاہیے۔ وہ تین یہ ں محمد بن طلحہ بن مصرف و ایوب بن عتبہ اور فلیح بن سلیمان۔ میں نے پوچھا کہ یہ تم نے کس ے سنا۔ انہوں نے جواب دیا کہ مظفر بن مدرک سے۔ معاویہ بن صالح نے یحیٰ سے روایت کی ہے کہ فلیح ضعیف ہے (ذھبی میزان الاعتدال المجلد الثانی ترجمہ ۶۹۷ صفحہ ۲۳۶)

عکرمہ غلام کا تو کیا کہنا یہ ابن عباس کے غلام تھے اور جناب امیر علیہ السلام کے دلی دشمن ن کی تعریف ملاحظہ ہو۔

"لوگ ان کے اعتقادات پر اعتراض کرتے تھے مالک نے اس سے پرہیز کیا ہے۔ وہب کہتا

ہے کہ میں یحییٰ بن سعید الانصاری وایوب کے پاس گیا۔ دونوں نے عکرمہ کا ذکر کیا پس یحییٰ نے کہا کہ عکرمہ (کذاب (بہت ہی جھوٹا) ہے۔ ایوب نے کہا کہ اتنا جھوٹا تو معلوم نہیں ہوتا۔ جریر روایت کرتا ہے یزید بن ابی زیاد سے اور اس نے سنا عبداللہ الحارث سے جو کہتا ہے کہ میں علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس گیا' کیا دیکھتا ہوں کہ عکرمہ دروزے کے پاس زنجیروں میں جکڑا ہوا بندھا ہوا تھا میں نے علی بن عبداللہ بن عباس سے کہ تم کو خدا کا خوف نہیں ہے اس نے جواب دیا کہ یہ خبیث میرے باپ سے جھوٹی حدیثیں بیان کرتا ہے۔ طاؤس کہتا ہے کہ اگر عکرمہ کو خدا کا ڈر ہوتا اور اتنی کثرت سے جھوٹی احادیث نہ بیان کیا کرتا تو لوگ اس کے پاس بہت آتے۔ محمد بن سیرین کہتے ہیں کچھ تعجب نہیں اگر عکرمہ اہل جنت ہو لیکن ہے تو وہ کذاب۔ ابن ابی ذئب کہتے ہیں کہ عکرمہ ثقہ نہ تھا۔ یحییٰ بن بکیر کہتے ہیں کہ عکرمہ مصر میں آیا اور وہ مغرب کی طرف واپس جارہا تھا پس مغرب کے خوارج نے اس کی پیروی اعتقاداً تو احادیث میں کی۔ مصعب الزبیری کہتے ہیں کہ عکرمہ بروئے اعتقاد خوارج میں سے تھا۔ علی ابن عباس بھی کہتے ہیں کہ عکرمہ خارجی تھا۔ خالد بن نزار نے عمر بن قیس سے اور انہوں نے عطا ابن ابی ریاح سے روایت کی ہے کہ عکرمہ اباضیہ تھا' وہ صفریہ تھا۔ عکرمہ امراء کے پاس آیا کرتا تھا اور ان سے انعامات طلب کیا کرتا تھا۔ ابن المسیب نے اپنے غلام برد سے کہا کہ تو مجھ سے جھوٹی حدیثیں روایت کیجیو جس طرح عکرمہ اپنے آقا عبداللہ ابن عباس سے کرتا ہے"

یہ ہیں حضرت ابوبکر کے دروازے کی حدیث کے راویان۔ جماعت حکومت کے علماء و محدثین نے اپنا یہ اصول بنالیا ہے کہ حضرات شیخین کے حق میں جتنی بھی روایات بیان کی جائیں ان کو بغیر چون وچرا کے اور بغیر راویوں کی جرح و تنقید کے مان لینا چاہئے اور صحیح سمجھنا چاہئے۔ جرح و تنقید فقط ان احادیث میں کی جائے جو جناب علی علیہ السلام کی فضیلت بیان کرتی ہیں اس اصول کی ایک اور شاخ نکلی ہے وہ یہ ہے کہ اگر علی علیہ السلام کے فضائل کی احادیث میں کوئی بھی راوی ایسا ہے کہ جس میں ذرا سا بھی تشیع پایا جاتا ہے تو اس کو یہ کہہ کر رد کرو کہ یہ شیعہ ہے لیکن اکثریت کے عدل کا نمونہ دیکھنے کے قابل ہے کہ اس قاعدہ کا اطلاق اور دوسری طرف نہیں کرتے مزا تو جب تھا کہ اگر حضرت ابوبکر کی فضیلت کی حدیث کے راویوں میں سے کسی میں تسنن پایا جاتا تو اس کو بھی رد کردیتے جس طرح شیعہ علی وہ حدیث بیان کرنے کے ناقابل ہے اسی طرح شیعہ ابی بکر یہ حدیث بیان نہیں کرسکتا لیکن نہیں عدل "چہ کتی است کہ پیش اکثریت

بتایا" اکثریت کے حقوق میں سے ایک یہ بھی حق ہے کہ ایسے قواعد مرتب کرے اور ان پر اس طرح عمل کرے۔ خیر غرض انہی اصول کو مدنظر کر کے علامہ ابن حجر عسقلانی نے حضرت ا...کر دروازے والی حدیث پر جرح و قدح نہ کی۔ باوجود اس کے راویوں کے کذاب و واضعان حدیث و سارقان حدیث ہونے کے اس کو صحیح تسلیم کر کے اس معارضہ پر گفتگو کرتے ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کے دروازے کے کھلا رکھنے کی حدیث سے واقع ہوتا ہے۔ چونکہ مئوخرالذکر حدیث کی صحت میں کلام نہیں ہوسکتا لہٰذا اس کو بھی مجبوراً" صحیح مان لینا پڑا ان دونوں کی مطابقت اس طرح کرتے ہیں۔ ابن الجوزی نے تو اپنی جماعت کے آسان اصول کی بنا پر کہہ دیا کہ چونکہ ایک ایسی ہی حدیث حضرت ابوبکر کے حق میں بیان ہوئی ہے لہٰذا ہم حضرت علی علیہ السلام والی حدیث سے انکار کرتے ہیں اس کی طرف اشارہ کر کے ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

ابن الجوزی نے حدیث سد ابواب باستثناء باب علیؑ کے رد کرنے میں سخت غلطی کی ہے کیونکہ اس طرح اس نے احادیث صحیحہ کو محض اپنے توہم کی بنا پر رد کرنے کا طریقہ اختیار کیا درآنحالیکہ دونوں روایتوں کا تطابق ممکن ہے۔ علامہ بزار نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے جب اس نے کہا ہے کہ اہل کوفہ کی صحیح و درست اسانید کی روایات حضرت علی علیہ السلام والے قصے کو درست ثابت کرتی ہیں اور اہل مدینہ کی روایات قصہ ابی بکر کے مطابق ہیں اور روایات اہل کوفہ بھی صحیح ہیں لہٰذا دونوں روایات میں مطابقت پیدا کرنی چاہیے ابو سعید الخدری کی یہ حدیث صحیح ہے جس کو ترمذی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور تیرے سوائے علیؑ کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ مسجد کے اس دروازے سے آئے درآنحالیکہ وہ حالت جنب میں ہو وجہ یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا دروازہ مسجد کی طرف تھا اور سوائے اس کے اور کوئی اور دروازہ ان کے مکان کا نہ ہوگا اس وجہ سے ان کو اس کے بند کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اس کی تائید کرتی ہے وہ روایت جو قاضی اسماعیل نے احکام القرآن میں مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے نقل کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو سوائے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اجازت نہیں دی کہ وہ حالت جنب میں مسجد سے گزرے کیونکہ علی علیہ السلام کے گھر کا دروازہ مسجد میں تھا۔ یہ بھی

ممکن ہے کہ سد ابواب کا واقعہ دو دفعہ ہوا ہو پہلی دفعہ علی علیہ السلام کو مستثنیٰ کر دیا اور دوسری دفعہ ابوبکر کو مستثنیٰ کر دیا لیکن یہ تاویل درست نہیں ہو سکتی جب تک یہ نہ مان لیا جائے کہ علیؑ کے واقعہ میں اگرچہ باب کا لفظ ہے دراصل اس سے خوخہ یعنی کھڑکی مقصد تھا چنانچہ بعض روایات میں خوخہ کا لفظ بھی آیا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ جب لوگوں کو باستثنائے علیؑ کے اپنے اپنے دروازے بند کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے دروازے تو بند کر لئے لیکن مسجد میں داخل ہونے کے لئے اس کے بعد کھڑکیاں کھول لیں دوسری دفعہ کا حکم دے کر وہ کھڑکیاں بھی بند کرا دی گئی ہوں۔ دو احادیث میں اس طرح قیاس سے مطابقت پیدا کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے اور اسی طرح ان دونوں مذکورہ احادیث میں ابو جعفر طحاوی نے اپنی مشکل آثار میں مطابقت پیدا کی ہے اور یہ بحث کتاب کے تہائی حصہ کے اول ثلث میں ہے۔ ابوبکر کلاباذی نے معانی الاخبار میں کہا ہے کہ ابوبکر کا دروازہ مسجد کے باہر تھا اور خوخہ مسجد کے اندر کھلتا تھا اور علیؑ کا دروازہ مسجد کے اندر کھلتا تھا' کوئی اور دروازہ نہ تھا اور بات تو یہ ہے کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اصلی معاملہ کیا ہے۔

• اگر ان اٹکل پچو ٹیڑے ٹوٹیوں کا نام بحث رکھا جا سکتا ہے تو یہ ہے کہ ان بزرگ علماء کی عالمانہ' منطقانہ' فلسفیانہ' بحث۔ اگر ہم عرب کے اس مقولہ پر عمل کرتے کہ (یہ نہ دیکھو کہ کہنے والا کون ہے بلکہ یہ دیکھو کہ وہ کیا کہتا ہے) تو ہم فوراً اس ضدی بحث کو نظر انداز کر دیتے لیکن اکثریت کے طریقے نرالے ہوتے ہیں ممکن ہے ان کے یہاں اس کے برعکس کوئی مقولہ ہو۔ لہٰذا محض اس وجہ سے کہ یہ بحث ابن حجر عسقلانی وابو جعفر طحاوی اور اسماعیل قاضی کے ساتھ منسوب ہے ہم اس کی طرف توجہ کرتے ہیں یہ بحث دو قیاسات پر مبنی ہے یا تو یہ ممکن ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے گھر کا محض ایک ہی دروازہ ہو اور وہ مسجد کے اندر کھلتا ہو دیگر صحابہ کے مکانوں کے دو دروازے ہوں ایک باہر کی طرف کھلتا ہو اور ایک مسجد کے اندر کھلنے والا۔ یا سد ابواب کا واقعہ دو دفعہ ہوا ہو' ایک دفعہ تو تمام صحابہ کے دروازے جن میں ابوبکر بھی شامل ہیں بند کرا دیئے گئے اور صرف علی علیہ السلام کو اس حکم سے مستثنیٰ کر کے ان کا دروازہ کھلا رکھا ان صحابہ نے دروازہ بند کرنے کے بعد مسجد کی طرف کھڑکیاں کھول لیں اور دوسرے حکم سے وہ

بھی بند کروادیں لیکن اس دفعہ ابوبکر کا خوخہ کھلا رکھا۔ ان قیاسات کا کھوکھلا پن ظاہر ہے جب تک بطور امرواقعہ کے یہ ثابت کرلیں کہ دیگر صحابہ کے دو دروازے تھے اور علی علیہ السلام کا ایک اور یہ کہ واقعہ سدابواب دو دفعہ ہوا۔ ان قیاسات کا وزن ہی کیا ہو سکتا ہے اور یہ بات ثابت نہیں صرف اسی ایک وجہ سے یہ بحث گر جاتی ہے آگے چلئے۔ ہم پہلے قیاس اول کو لیتے ہیں اس کی بھی تو کچھ وجہ ہونی چاہیے کہ سوائے حضرت علی علیہ السلام کے اور باقی تمام صحابہ کے مکانوں کے دو دروازے رکھے گئے دو چار تو ایسے بھی ہوتے کہ جن کے مکانوں کا حضرت علی علیہ السلام کی طرح محض ایک دروازہ ہوتا اور مسجد کے اندر کھلتا اور اگر یہ بات تھی تو یہ بذات خود ایک فضیلت تھی۔ سوائے علی علیہ السلام کے باقی صحابہ شروع ہی سے مسجد سے نکال دئے گئے۔ حالت جنابت اور دیگر ضروریات کے لیے آنے جانے کے واسطے باہر کا دروازہ تھا۔ اندر کا دروازہ محض نماز کے لئے مسجد میں آنے جانے کے لئے رکھا گیا تھا جب لوگوں نے اس کا غلط استعمال شروع کر دیا تو وہ بند کر دیا گیا۔ علاوہ اس کے اگر یہ قیاس درست ہے تو لوگوں نے علی علیہ السلام کے دروازہ کو کھلا رکھنے پر اعتراض کیوں کیا اور اگر بیوقوفی سے کوئی اعتراض کر بیٹھا تھا تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے اس کی حمایت کی طرف ہی کیوں توجہ نہ دلا دی کہ تم کو یہ بھی نظر نہیں آتا کہ علیؑ کا دوسرا دروازہ تو ہے ہی نہیں۔ موجودہ بھی بند ہو جائے تو پھر وہ مکان میں داخل کہاں سے ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنا غصہ کرنے کی کیا ضرورت تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منہ سرخ بھی ہو گیا اور پھر اس بدیہی بات کے لئے خدا کی مداخلت کی کیا ضرورت تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا کہ میں نے نہ تمہارا دروازہ بند کیا' نہ علیؑ کا کھلا رکھا۔ جو کیا خدا نے کیا جب علیؑ کے دروازہ کو کھلا رکھنے کی ایسی بدیہی اور اشد ضرورت تھی تو اس کے لئے خداوند تعالیٰ کی وحی کی کیوں ضرورت ہوئی اگر یہ بات ہی کچھ نہ تھی تو حضرت حمزہؑ کو کیوں غصہ آیا یہ کیوں کہنا پڑا کہ آپ نے اپنے چچاؤں اور معمر صحابہ کو تو نکال دیا اس کمسن جوان کو مسجد کے اندر رکھا اور اگر حضرت علی علیہ السلام کو بھی مسجد سے نکالنا مطلوب تھا اور ان کے مکان کا ایک ہی دروازہ تھا تو یہ دروازہ بند ہو کر دوسرا کھلنے میں کیا دیر لگتی تھی وہ ناممکن بات تو نہ تھی۔

اور دوسرا قیاس اس سے زیادہ کمزور ہے اگر خوخہ اتنا بڑا تھا اور اس غرض کے لئے تھا کہ

اس بہانے سے مسجد میں آمدورفت ہو سکے اور وہ کھلا رکھا تو پہلے ہی دروازہ کیوں بند کرادیا اس قیاس سے یہ نتیجہ لازم آتا ہے کہ صحابہ ایسے ضدی اور نافرمان تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے اثر کو اس طرح زائل کرنے کی کوشش کی چونکہ جماعت حکومت صحابہ پر یہ الزام عائد کرنا پسند نہ کرے گی لہٰذا قیاس خوخہ کو رد کرنا ضروری ہوا بہر صورت حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت حضرت ابوبکر پر تو ثابت ہوگئی اول مرتبہ سب کے دروازے بند ہوگئے صرف علی علیہ السلام کا دروازہ کھلا رہا' دوبارہ جب حضرت ابوبکر نے بہت ضد کی تو خوخہ رہنے دیا دروازہ کو کھول لینے کا حکم تب بھی نہ ہوا۔ ہم حیران ہیں کہ جب خوخہ سے مسجد کے اندر آمدورفت جاری رہی تو پھر دروازہ ہی کیوں نہ کھلوا دیا اور ان قیاسات سے موسیٰؑ و ہارون کی مسجد کی تمثیل بے معنی ہو جاتی ہے یہ ثابت کرنا بہت آسان ہے کہ حضرت ابوبکر والی حدیث صحیح نہیں ہے واضعان حدیث کی صنعت کا نمونہ ہے اس نتیجہ کی طرف مندرجہ ذیل امور لے جاتے ہیں۔

۱۔ اس حدیث کے واضعان و راویان کذاب' غیر معتبر' غیر ثقہ تھے جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے۔

۲۔ حضرت علی علیہ السلام والی حدیث کے سب راویان صحیح و صادق' معتبر اور ثقہ ہیں اور اس حدیث کی صحت میں کسی کو انکار نہیں۔

۳۔ اس حدیث کا تعارض حضرت علی علیہ السلام والی صحیح و مسلمہ حدیث رسول سے ہوتا ہے۔

۴۔ حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کی احادیث کو شائع ہونے سے جبراً روکا جاتا تھا ان راویوں کو سزائیں دی جاتی تھیں جو حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کی احادیث بیان کرتے تھے اور ان کے مقابلہ میں حکومت کی مہربانیوں وانعامات کا لالچ دلا کر حضرات خلفاء ثلاثہ کے حق میں احادیث وضع کرائی جاتی تھیں۔

سد ابواب کا واقعہ فضیلت صریحہ کا اثبات تھا نہایت عظیم الشان معاملہ تھا اور یہ خاص خداوند تعالیٰ کے حکم سے ہوا۔ جناب رسول خداؐ کا انتظامی حکم نہ تھا۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ یہ وحی الٰہی محض حضرت علی علیہ السلام کے لئے نازل ہوئی ان

موضوعہ حدیثوں تک میں یہ ذکر نہیں کہ خداوند تعالٰی نے حضرت ابوبکر کے لئے ایسی وحی بھیجی ہو۔

۶۔ اس واقعہ سے حضرت علی و حسنین و فاطمہ علیہم السلام کی طہارت کاملہ کا اثبات ہوتا ہے اور محض لوگوں پر اس طہارت کے ظاہر کرنے کے لئے حضرت علی علیہ السلام کا دروازہ کھلا رکھا گیا چونکہ یہ واقعہ معرض بحث میں آگیا۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ دیکھیں کہ ایسی ہی طہارت کا ثبوت کہیں اور سے بھی ملتا ہے ظاہر ہے اس واقعہ کی تصدیق و توثیق آیہ تطہیر کا ثبوت کہیں اور سے بھی ملتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس واقعہ کی تصدیق و توثیق آیہ تطہیر سے ہوتی ہے وہ بھی اسی طرح خدا کی طرف وحی کی گئی ہے اور اس سے بھی ان بزرگوں کی طہارت کاملہ کا ثبوت ملتا ہے آیہ تطہیر کی بحث باب نہم دیکھو حضرت ابوبکر کے لئے کوئی آیہ تطہیر نہیں ہے۔

۷۔ حضرت ابوبکر کو طہارت کامل حاصل ہی نہ تھی تو وہ مسجد رسول میں ہر حالت میں کیوں کر گزر سکتے تھے۔

۸۔ اگر حضرت ابوبکر گزر سکتے تھے تو حضرت حمزہ و حضرت جعفر و دیگر حضرات کیوں نہ گزر سکیں اور ان بزرگوں کے لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کا فضل بھی حاصل تھا حضرت علی علیہ السلام کے لئے تو ان کی طہارت کاملہ و وحی الٰہی موجب ہوئے حضرت ابوبکر کے لئے کیا تھا۔

اس واقعہ سے جو حضرتؑ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے وہ ظاہر ہے خود خداوند تعالٰی نے لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ علیؑ تم سب سے افضل ہے لہٰذا تم سب سے پہلے مستحق خلافت ہے۔ خلافت الٰہیہ خداوند تعالٰی کی طرف سے عطا ہوتی ہے لہٰذا اس کے استحقاق کا اظہار بھی خداوند تعالٰی کی طرف سے ہوا۔ جماعت اہل حکومت کی رائے میں بھی اس واقعہ سے خلافت کی طرف کنایہ ہے۔ ابن حجر عسقلانی کی تحریر ملاحظہ ہو۔

خطابی و ابن بطال اور ان کے علاوہ دیگر علماء بھی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے خاص فضیلت ابوبکر کی ظاہر ہوتی ہے اور اس میں بھی خلافت کے استحقاق کی طرف اشارہ ہے اور بعض علماء کا

دعویٰ ہے کہ دروازے سے خلافت کی طرف کنایہ ہے اور اس کے بند کرنے کا حکم دینے سے یہ مطلب ہے کہ اس کو طلب نہ کرو گویا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دیگر صحابہ سے فرمایا کہ تم خلافت کو طلب نہ کرنا اور ابوبکر طلب کرے تو کچھ حرج نہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ ابوبکر خلیفہ ہیں بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیونکہ جناب رسولؐ نے یہ کہہ کر میری طرف سے ساری کھڑکیاں بند کرلو۔ لوگوں کو اپنے بعد خلافت طلب کرنے سے روک دیا۔ (ابن حجر عسقلانی' فتح الباری' شرح صحیح بخاری الجزء السابع صفحہ ۱۲)

آپ نے اس بحث کو ملاحظہ کیا یہ تو خود ابن حجر مانتے ہیں کہ حضرت علیؑ والی احادیث صحیح ہیں یہ بھی مانتے ہیں کہ سب سے پہلی بار جو یہ حکم ہوا تو حضرت ابوبکر تک کا دروازہ بند کردیا صرف حضرت علی علیہ السلام کا دروازہ کھلا رہا' حضرت ابوبکر کی کھڑکی تو بعد میں خود کھولی گئی تھی تو جس شخص کے لئے پہلے حکم ہو اور کھڑکی کا نہیں بلکہ دروازے کا ہو تو اس کی خلافت کے کنایہ و اشارہ کا تو کچھ ذکر نہیں حضرت ابوبکر کی کھڑکی کی وجہ سے خلافت کا کنایہ ہوگیا۔ خیر اکثریت کا منطق ایسا ہی ہوتا ہے ہم بھی مانتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے حق میں جو صاف و صریح حکم خلافت کا ہوگیا تھا یہ واقعہ اس کی تائید کرتا ہے یہ واقعہ تائیدی ہی ہوسکتا ہے اور صریح حکم اعلان خلافت کے ثبوت میں اور اظہار افضلیت کے واسطے پیش کیا جاسکتا ہے بذات خود اس کو خلیفہ کے تقرر یا اعلان کا حکم نہیں کہا جاسکتا۔ ہم حیران ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشاروں اور کنایوں کی کیا ضرورت تھی صاف اعلان کرنے سے کیوں گریز کیا۔ خوخہ کی نسبت حکم دیا جاتا ہے اور لوگوں سے امید کی جاتی ہے کہ اس کو خلافت کا حکم سمجھیں یہ منطق کچھ اکثریت ہی کی سمجھ میں آسکتی ہے۔

حضرت ابوبکر والی حدیث خوخہ کی نسبت جماعت اہل حکومت کے ایک عالم حافظ ابن حجر کی تطبیق متذکرہ بالا کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

دیگر بخاری کی روایت مجروح معلوم ہوتی ہے اول اس لئے کہ اس میں فی الجملہ اضطراب ہے' کہیں خوخہ کا لفظ آیا ہے' کہیں باب کا اور دونوں کے معنی میں فرق ہے دوسرے اس لئے

بخاری کی ایک روایت ابوسعید خدری کی ہے جس میں تیسرے راوی فلیح ہیں جو سخت مجروح ہیں۔ یحییٰ ابن معین وابو حاتم وابو داؤد کا قول ہے کہ عاصم بن عبیداللہ وابن عقیل و فلیح حدیث میں احتجاج کے قابل نہیں۔ ابو داؤد کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں نسائی کا قول ہے کہ ضعیف ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ غرائب روایت کرتے ہیں' طبری کہتے ہیں کہ منصور نے ان کو صدقات پر والی کیا تھا انہوں نے بنی حسن کو قید کیا (تہذیب التہذیب جلد ۸ ص ۳۰۴) دوسری روایت بخاری کی ابن عباس کی ہے یہ بھی دیگر اکابر محدثین کے نزدیک پایہ صحت سے ساقط ہے اس لئے کہ اس میں عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور وہ امام مالک وغیرہ کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ان پر دروغ گوئی وناصبی و خارجی ہونے کی جرح ہے جیسا کہ عامہ کتب رجال وتیز تاریخ ابن خلکان میں اس کی تفصیل اس کے علاوہ مستند وغیرہ میں خود حضرت ابن عباس کی روایت اس کے خلاف ہے" (حافظ محمد علی حیدر بریلوی 'سیرۃ العلویہ حصہ اول صفحہ ۷۷)

اس واقعہ کے کئی معنی خیز نتائج برآمد ہوتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ عقد مواخات کی طرح اس واقعہ سے بھی حضرت علی علیہ السلام کا تمام اصحاب رسول اور تمام امت سے اعلیٰ و افضل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ یہ افعال رسول' جن کو ہم نے اس باب میں استخلاف علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ثبوت میں تحریر کیا ہے خداوند تعالیٰ کے خاص احکام کی تعمیل میں کئے گئے تھے اور اس کی ہی طرف سے تجویز ہوئے تھے مثال کے طور پر دعوت ذی العشیرہ' واقعہ لیلۃ المبیت' عقد مواخات' واقعہ سد ابواب' واقعہ مباہلہ' نجویٰ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت علی علیہ السلام سے راز کی باتیں سب سے علیحدہ خلوت میں کرنا وغیرہم کے حالات پڑھو۔

۳۔ یہ سب واقعات ایک دوسرے کی تائید و تصدیق کرتے ہیں یہ واقعہ آیہ تطہیر کی تصدیق کرتا ہے اور آیہ تطہیر کا فقط جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی مرتضیٰ و فاطمہ و حسنین علیہم السلام کی شان میں نازل ہونا اور فقط ان تک محدود ہونا اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے دوسرے لوگوں کے دروازے اس لئے بند کرائے گئے کہ وہ

اکثر اوقات میں نجس ہوتے تھے اور نجس لوگوں کا مسجد میں آنا مسجد کی شان سے بعید اور اس کی طہارت کی منافی تھا برعکس اس کے یہ پنجتن پاکؑ اپنی زندگی کے کسی لمحہ و لحظہ میں ناپاک وغیر مطہر ہو ہی نہیں سکتے تھے طہارت ان کے خمیر میں داخل و پیوست کر کے انکی ذات کا ایک جزو بنا دی گئی تھی، نجاست کو ان سے قطعی دور کر دیا گیا تھا لہٰذا حالت جنابت میں بھی یہ ناپاک نہیں ہو سکتے تھے۔ طہارت ان کی ذات میں اس طرح ملی اور بسی ہوئی تھی جس طرح سورج میں اس کی کرنیں اور عقیق میں اس کی صلابت۔

۴۔ عقد مواخات کی طرح اس واقعہ سے بھی حضرت علی علیہ السلام کا بالکل آنحضرت ﷺ کا مثیل و نظیر ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہی خلیفہ و جانشین کی سب سے اعلیٰ صفت اور سب سے ضروری شرط ہے۔

۵۔ ارشاد خداوندی **ماینطق عن الھویٰ** محض قرآن شریف ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک فعل وقول پر حاوی ہوتا ہے دیگر فضائل وارشادات نبویؐ جو آنحضرت ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے حق میں فرمائے ہیں اس ضمن میں آتے ہیں۔

۶۔ اس واقعہ سے حضرت علی علیہ السلام کی مشابہت جناب ہارونؑ سے ثابت ہوئی اور یہ واقعہ حدیث منزلت کی بھی تصدیق کرتا ہے۔

۷۔ احادیث نبوی کے صحیح ہونے کی ایک یہ بھی جانچ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق و موافقت کریں۔ یہ واقعہ سد ابواب، حدیث منزلت، حدیث نور، آیہ تطہیر، عقد مواخات، واقعہ مباہلہ سب ایک دوسرے کی تصدیق و توثیق کرتے ہیں۔

۸۔ حضرت علی علیہ السلام کی افضلیت اور استحقاق خلافت بہت اچھی طرح ثابت ہوتے ہیں اور برخلاف دیگر صحابہ کے ثابت ہوتے ہیں طہارت میں جناب رسول خداؐ کے ساتھ سوائے علی علیہ السلام کے اور کوئی مشترک نہ تھا اور چونکہ طاہر مطلق کا جانشین بھی طاہر مطلق ہی ہونا چاہئے لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کے سوائے کوئی اور شخص جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین نہ تھا اور نہ ہو سکتا تھا جو شخص اس

بات کا بھی قائل نہ تھا کہ اس کے مکان کا دروازہ جناب رسول خدا ﷺ کے مکان کی طرف کھلا ہے۔ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جانشین کس طرح ہو سکتا تھا۔ علماء جماعت حکومت تسلیم کرتے ہیں کہ دروازہ سے اشارہ خلافت کی طرف ہے اور اس کے بند کرنے کا یہ مطلب ہے کہ سوائے علی علیہ السلام کے اور کوئی اس کو طلب نہ کرے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر کے خوخہ یا روشندان والی حدیث موضوع ہے' بناوٹی ہے' جھوٹی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں کی ایجاد ہے حضرت علیؑ والی حدیث کے سب راوی ثقہ ہے۔ بائیس صحابہ سے مروی ہے اس کی صحت میں کسی کو کلام نہیں۔ ان روایات میں حضرت ابوبکر کے دروازہ کے بند ہونے کا خاص طور سے ذکر ہے۔ (البلاغ المبین جلد ا صفحہ ۲۵)

خدا نے حکم فرمایا کہ مسجد کو پاک کرو اور اندر ان کو رکھو جو پاک ہوں تو رسول خدا ﷺ نے سبھی کو نکال دیا معلوم ہوا وہ معصوم نہ تھے اور حضرت علی علیہ السلام معصوم تھے اس لئے ان کا دروازہ کھلا رکھا۔

اور رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ کیا وحی خدا کے عین مطابق کیا ہے اگر کسی کو نکالا ہے تو امر کے خدا کے مطابق اگر کسی کو رکھا ہے تو حکم خدا کے مطابق۔

اس جملے سے نکلنے والوں کی مذمت اور رہنے والوں کی مدحت کی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جانے والے اور رسولؐ کے نزدیک کے غیر معصوم تھے اور جو مسجد میں رہے وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نزدیک معصوم ہیں۔

روایتوں میں تو بالصراحت اصحاب ثلاثہ کے نام لے کر اس کے دروازے بند کروائے گئے لہٰذا یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام سے کس طرح افضل ہو سکتے ہیں۔

اس روایت سے بھی یہ ظاہر ہوا کہ حضرت موسیٰ نے بھی یہی کچھ کیا اور وحی کے

مطابق کیا اور حضور اکرم ﷺ نے بھی جو کچھ کیا وحی کے عین مطابق کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کے دروازے کو اس لئے بند نہ کیا گیا کیونکہ حضرت علی علیہ السلام جنب کی حالت میں بھی وہاں ٹھہر سکتے تھے جبکہ باقی صحابی اس کے اہل نہیں تھے۔

(کفایۃ الطالب باب نمبر ۵۰ میں) کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو مخصوص کر دیا کہ صرف آپؑ کا دروازہ کھلا رہے؛ آپؑ کے لئے اس لحاظ سے یہ خصوصیت ایک عظیم تھی کہ حضور اکرم ﷺ اس بات کا قطعی علم رکھتے تھے کہ علی اور فاطمہ علیہما السلام اور ان کی اولاد نجاست سے دور اور پاک ہیں چنانچہ آیہ تطہیر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ خانوادہ تمام رجس و نجاست سے مبرہ ہے۔

اعتراض

بعض روایات میں حضرت ابوبکر کے خوخے کو کھلا رکھنے کا بھی حکم ہے۔

جواب

(یہ روایت بالکل وضعی ہے)

حضرت ابوبکر کا مسجد میں کوئی مکان نہ تھا کہ جس کا خوخہ کھلا رہے۔

جذب القلوب میں شیخ عبدالحق لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کا کوئی مکان بھی مسجد نبوی میں نہ تھا بلکہ مسجد نبوی سے بہت دور تھا۔

جب یہ ثابت ہوگیا کہ حضرت ابوبکر کا کوئی مکان مسجد میں نہ تھا تو خوخہ کہاں سے آگیا۔

اگر یہ روایت صحیح ہوتی اور دلیل خلافت ہوتی تو حضرت ابوبکر نے سقیفہ کے روز استحقاق خلافت کے لئے اسے کیوں نہ پیش کیا۔

شرح حدیدی جلد ۳ میں اس بات کی وضاحت ہے کہ من جملہ موضوع احادیث کے سدوالابواب الابی بکر بھی ہے۔

جنبی حالت

جناب امیرؑ کے سوا کوئی شخص جنب کی حالت میں مسجد میں نہیں آسکتا تھا

(۱) عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری و غیرک (اخرجہ البزار) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سے فرماتے تھے کہ یا علی میرے اور تیرے سوا بحالت جنب اس مسجد میں کسی کو آنا جائز نہیں ہے

(۲) عن ابن عباس سد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابواب المسجد غیر باب علی و کان یدخل المسجد و ھو جنب و ھو طریقہ و لیس لہ طریق غیرہ (اخرجہ احمد و النسائی) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سب صحابہ کے دروازے بند کر دیے تھے بجز جناب امیرؑ کے دروازے کے اور وہ مسجد میں بحالت جنب داخل ہوا کرتے تھے اور وہ ان کا راستہ تھا سوا اس کے اور کوئی ان کا راستہ نہیں تھا۔

(۳) عن مطلب بن عبداللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یاذن لاحد ان یمر فی المسجد و ھو جنب الا لعلی ان بیتہ کان فی المسجد (اخرجہ اسمعیل القاضی فی احکام القران) مطلب بن عبداللہ بن حنطب راوی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو بحالت جنب مسجد میں سے ہو کر گزرنے کا اذن نہیں دیا تھا مگر علی کہ ان کا گھر مسجد ہی میں تھا۔

(۴) عن ام المومنین ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان مسجدی ھذا حرام علی کل حائض من النساء و جنب من الرجال الا علی محمد و اہل بیتہ علی و فاطمۃ و الحسن و الحسین (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ یہ میری مسجد ہر حائض عورت اور جنبی مرد پر حرام ہے مگر محمدؐ اور اس کے اہل بیت علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین پر۔

(۵) عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب لقد اعطی علی ثلاث خصال لان یکون واحدۃ منھن احب الی من ان اعطی حمر النعم فسئل ما ھی قال تزوجہ ابنتہ فاطمۃ و اسکانہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحل لہ مالا یحل لغیرہ و الرایۃ یوم خیبر (اخرجہ و ابو یعلی و الحاکم فی المستدرک) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں حاصل ہیں کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک وہ سرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ تر محبوب ہوتی۔ کسی نے ان سے سوال کیا وہ کیا ہیں۔ کہنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی جناب فاطمہ سے ان کا نکاح کرنا اور مسجد میں اپنے ساتھ ان کو رکھنا اور جو بات کہ مسجد میں ان کے جائز تھی ان کے سوا دوسرے کسی کو جائز نہیں تھی۔ اور خیبر کے روز علم کا دیا جانا۔

ترمذی ص ۴۳۵ سطر ۴، ارجح المطالب ص ۵۲۳، فتح الباری ص ۱۲ جلد ۷، مشکوٰۃ ص ۵۱۴ سطر ۱۹، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۵ سطر آخر، مقتل خوارزمی ص ۴۲ سطر ۶، سنن بیہقی جلد ۷ ص ۶۵، جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۷۴ حدیث ۶۴۹۰، اللئالی المصنوعہ ص ۱۸۲ سطر آخر، وفاء الوفاء ص ۴۷۲ سطر آخر، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۳ سطر ۶، البدایہ جلد ۷ ص ۳۳۸ سطر ۱۲، تفریح الاحباب

ص ۳۵۱ سطر ۱۸' الخصائص الکبریٰ جلد ۲ ص ۳۴۳ سطر ۱۷' الصواعق المحرقہ ص ۱۲۳ سطر ۱۴'
کوکب دری ص ۱۶۴' الحاوی للفتاوی جلد ۲ ص ۱۵ سطر آخر' ازالتہ الخفاء جلد ۲ ص ۲۶۵ سطر ۶'
منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۲۹ سطر آخر' سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۳۴۷' مناقب ابن مغازلی ص ۲۵۲
سطر ۵' سعد الشموس ص ۲۱۰' فتح العلیٰ ص ۱۷' تاریخ الخلفاء ص ۱۲۱ سطر ۳' کنز العمال جلد ۶
ص ۱۵۹' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۲' حدیث ۲۵۰۳' مطالب السئول ص ۵۹ سطر ۷' اخبار القضاۃ
ص ۵۷۱' مصابیح السنہ ص ۲۰۲' تذکرۃ الخواص ص ۴۲ سطر ۳' تذکرۃ الخواص ص ۴۶' ذخائر العقبیٰ
ص ۷۷ سطر ۹' مظاہر حق جلد ۴ ص ۶۹۶ سطر ۱۰' تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۳۸۷ سطر آخر'
التعقیبات ص ۵۵' کنوز الحقائق ص ۱۹۸' ذخائر المواریث جلد ۳ ص ۱۹۶' الفتح الکبیر جلد ۳ ص ۳۹۹'
ینابیع المودۃ ص ۱۷ سطر ۱۹' نزل الابرار ص ۳۷' تحفتہ الاحوذی جلد ۴ ص ۳۳۰ سطر ۱۹' المرقات جلد ۱۱
ص ۳۴۷ سطر ۳' ص ۳۵۱ سطر ۱

روایت حضرت سعد

صحیح ترمذی مصابیح مشکوۃ طیبی اور ہدایتہ السعداء میں ابو سعید خدری سے اور مسند بزاء اور صواعق محرقہ میں سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ کسی شخص کو جائز اور حلال نہیں ہے کہ اس مسجد میں جنب ہو۔ مگر مجھ کو اور کو تجھ کو جائز ہے۔

کوکب دری ص ۱۶۴ منقبت نمبر ۴۵' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۵ سطر آخر' التعقیبات ص ۵۵

روایت دوم

(۳) عن سعد بن ابی وقاص و کان مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد قال فنودی فینا لیخرج من فی المسجد الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی فخرجنا یا جمعنا فلما اصبحنا اتاہ عمہ فقال یا رسول اللہ اخرجت عملک و اصحابک و اسکنت ھذا الغلام قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل امر موسی ان یبنی مسجدا طاہرا لا یسکنہ الا ھو و ھارون و ابنا ہارون و ان اللہ قد امرنی ان ابنی مسجد الا یسکنہ الا انا و علی و الحسن و الحسین و اھنا الابواب الا باب علی قبل ان ینزل العذاب فخرج الناس مبادرین و خرج حمزۃ قطلفتہ لہ حمراء تنز فلن و یبکی و یقول یا رسول اللہ اخرجت عمک و اسکنت ابن عمک فقال صلی اللہ علیہ وسلم ما انا

اخرجتک و لا انا اسکنتہ و لکن اللہ عزوجل اسکنہ (اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ) سعد بن ابی وقاص سے منقول ہے (کہ وہ بھی حضرتؐ کی معیت میں مسجد میں رہا کرتے تھے) ایک رات ہم کو پکار کر حکم دیا گیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کے سوا سب لوگ مسجد سے نکل جائیں صبح کو حضرتؐ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ حضورؐ نے اپنے اصحاب اور اعمام کو نکال کر اس لڑکے (یعنی علی) کو رکھ لیا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ ایک پاک مسجد تعمیر کرے اس میں بجز موسیٰ اور ہارون اور ابنائے ہارون کے کوئی رہنے نہ پائے۔ اس طرح سے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک مسجد بناؤں جس میں میرے اور علی اور حسنین کے سوا کوئی نہ رہے۔ تم لوگ عذاب کے نازل ہونے سے پیشتر اپنے دروازے کو بند کریو۔ لوگ دوڑ کر دروازے بند کرنے میں مشغول ہو گئے حمزہ وہاں سے اپنا سرخ کھیس گھسیٹتے ہوئے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوئے باہر نکلے اور کہنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو نکال کر اپنے بھائی کو رکھ لیا ہے۔ حضرت نے فرمایا نہ میں نے تم کو نکالا ہے اور نہ اس کو رکھا ہے بلکہ خدا نے اس کو رکھا ہے۔

ارجح المطالب ص ۵۲۶، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۳۲۶، ذخائر العقبیٰ ص ۱۰۲

روایت علی بن منذر

جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۷۴ حدیث ۶۴۹۰

روایت ام المومنین ام سلمہ

ارجح المطالب ص ۵۳۰/۴۲۱، علل الحدیث جلد ا ص ۹۹، سنن بیہقی جلد ۷ ص ۹۵، مقتل خوارزمی ص ۶۳، مناقب خوارزمی ص ۲۲۹، سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۳۴۷، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۹۳، کنز العمال جلد ۶ ص ۲۱۷ حدیث ۳۸۰۲، ۳۸۰۳، ۳۸۰۴، الکشف و البیان ص ۱۰۸، آل محمد ص ۱۴۳۰، تاریخ مدینہ جلد ۴ ص ۱۴، مسند فاطمہ ص ۴۶

روایت ابن عباس

ارجح المطالب ص ۵۲۳ ص ۵۲۷

روایت مطلب بن عبداللہ

ارجح المطالب ص ۵۲۳، احکام القرآن جلد ۲ ص ۲۴۸، قول مسدود ص ۱۹۰، تفسیر کشاف جلد ۱ ص ۳۶۶، فتح الباری جلد ۷ ص ۱۲

روایت حضرت جابر

(۴) عن جابر بن عبداللہ قال جاء نا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و نحن مضطجعون فی المسجد و فی یدہ عسیب رطب قال اتر قدون فی المسجد و قد اجفلنا و اجفل علی معنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم قال یا علی انہ یحل لک فی المسجد ما یحل لی الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا النبوۃ و الذی نفسی بیدہ انک لذائد عن حوضی یوم القیامۃ تذود عنہ رجالا کما یذاد البعیر الضال عن الماء بعصاء لک من عوسج کانی انظر الی مکانک عن حوضی (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں سوئے ہوئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی شنی تھی فرمایا۔ کیا تم اونگھ رہے ہو۔ ہم دوڑنے لگے جناب علی بھی ہمارے ساتھ دوڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا علی ادھر آؤ تم کو جائز ہے مسجد میں جو کچھ مجھے جائز ہے آیا تو راضی نہیں ہوا کہ تیری منزلت مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے۔ بجز نبوت کے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک تو قیامت کے روز میرے حوض سے لوگوں کو ہانک دے گا جس طرح سے کہ بہکا ہوا اونٹ پانی سے ہانک دیا جاتا ہے۔ عوسج کا عصا تیرے ہاتھ میں ہوگا گویا کہ میں تیرے مقام کو اپنے حوض سے اس وقت دیکھ رہا ہوں۔

ارجح المطالب ص ۵۲۴، ینابیع المودۃ ص ۷۲ سطر ۱

روایت حضرت علیؑ

(۵) عن علی قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فقال ان موسیٰ سال ربہ ان یطہر مسجدہ بھارون و انا سالت ربی ان یطہر مسجدہ بک ثم ارسل الی ابی بکر ان سد بابک فاسترجع ثم قال سمعا و طاعۃ فسد بابہ ثم ارسل الی عمر بمثل ذلک ثم ارسل الی عباس بمثل ذلک ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا سددت ابوابکم و فتحت باب علی و لکن اللہ فتح باب علی و سد ابوابکم (اخرجہ البزار فی مسندہ الوصابی فی الا کتفاء بفضائل الاربعۃ الخلفاء) جناب سے مروی ہے کہ حضرتؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ موسیٰ نے اپنے خدا سے درخواست کی تھی کہ وہ موسیٰ کی مسجد کو ہارون کے وسیلہ سے پاک کرے اور میں نے بھی اپنے رب سے التجا کی ہے کہ وہ میری مسجد کو تیرے ذریعے پاک کرے پھر حضرتؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اپنا دروازہ بند کر لے انہوں نے "سمعاً و طاعۃً" کہہ کر دروازہ بند کر لیا پھر حضرت عمرؓ اور عباس رضی اللہ عنہما کو بھی یہی کہلا بھیجا اس کے بعد حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ میں نے تمہارے دروازے بند نہیں کیے ہیں اور نہ علی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے۔ مگر خدا نے علی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہے اور تمہارے دروازے بند کیے ہیں۔

ارجح المطالب ص ۵۲۷

روایت حضرت حبہ عرنی

ارجح المطالب ص ۵۳۶

(۳) عن حبته العرنی قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسد الابواب التی فی المسجد شق علیهم قال حبته كانی لانظر الی حمزة بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تحت قطیفته حمراء و عيناه تذر فان و يقول اخرجت عمک و ابابکر و عمر و العباس و اسکنت بن عمک فلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد شق علیهم فنودی جامعته للصلوٰة فعد المنبر فلم يسمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبته ابلغ منها تمجيدا و توحيدا فلما فرغ قال ايها الناس ما انا سددتها و الا انا فتحتها و الا انا اخرجتكم و اسكنته ثم قرء و النجم اذا هوى ما ضل صاحبكم و ما غوى ان هو الا وحی یوحی (اخرجه ابوبکر بن مردویته) حبہ عرنی کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا جو مسجد میں تھے لوگوں پر یہ بات نہایت شاق گزری۔ حبہ کہتے ہیں ، تک میری آنکھوں میں ہے کہ جناب حمزہ سرخ لنگی اوڑھے ہوئے ہیں اور رو رہے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں کہ آپ نے اپنے چچا اور ابوبکر اور عمر اور عباس کو نکال دیا ہے۔ اور اپنے ابن عم کو رکھا ہے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ یہ امر ان لوگوں پر شاق گذرا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ کی منادی کرائی اور منبر پر چڑھ کر ایسا فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد کیا کہ تجید و توحید میں اس سے بلیغ تر خطبہ کبھی نہیں سنا گیا تھا۔ حمد و ثناء باری تعالیٰ کے بعد فرمایا اے لوگو میں نے دروازے بند نہیں کیے اور نہ تم کو نکالا ہے اور نہ اس کو رکھا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ والنجم کی یہ آیتیں پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہے قسم ہے ستارے کی جبکہ وہ گرا نہیں گمراہ ہوا تھا تمہارا صاحب اور نہ بھٹکا اور نہیں بولتا ہے اپنی خواہش سے مگر جبکہ اس کی طرف وحی بھیجی جاتی ہے۔ سخت قوتوں والا اس کو سکھاتا ہے۔

روایت حضرت عدی بن ثابت

ارجح المطالب ص ۵۲۰، شرف النبی ص ۲۴۷

(۱۹) عن عدی بن ثابت قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی المسجد فقال ان اللہ اوحی الی نبیه موسیٰ ان ابن لی مسجدا طاهر الا يسكنه موسیٰ و هارون و ابنا هارون و اللہ اوحی الی ان ابن لی مسجدا طاهر الا یسکنه الا انا و علی و ابنا علی (اخرجه بن المغازلی) عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیج کر ارشاد کیا تھا کہ میرے لیے پاک مسجد بنا جس میں موسیٰ اور ہارون اور ہارون کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ رہے۔ اسی طرح سے خدائے تعالیٰ نے مجھے وحی بھیج کر فرمایا ہے کہ میرے لیے پاک مسجد بنا جس میں میرے اور علی اور علی کے بیٹوں کے سوا کوئی نہ ہے۔

(تنبیہہ) ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح میں سد ابواب کی نسبت ایک دلچسپ بحث لکھی ہے۔ تو ملخصا درج ہے۔

جاء فی سد الا بواب التی حول المسجد احادیث منہا حدیث سعد بن ابی وقاص اخرجہ احمد و النسائی و اسنادہ قوی و روایۃ الطبرانی فی الا وسط و رجا لہا ثقات و حدیث زید بن ارقم اخرجہ احمد و النسائی و رجالہ و حدیثی ابن عباس اخرجھما احمد و النسائی و رجا لہما ثقات و حدیث جابر بن سمرۃ اخرجہ الطبرانی و حدیث بن عمر اخرجہ احمد و اسنادہ حسن و اخرج النسائی من طریق العلاء بن عزا رو رجالہ رجال الصحیح الا عرار و قد و ثقہ یحیی بن معین و غیرہ و ھذا الا حادیث یقوی بعضہا بعضا و کلا طریق صالح للاحتجاج فضلا عن مجموعہا و قد اورد ابن الجوزی ھذا الحدیث فی الموضوعات و اخرجہ عن سعد بن ابی وقاص و زید بن ارقم و ابن عمر مقتصر اعلی بعض طرقہ عنہم و اعلہ ببعض من تکلمہ فیہ من رواتہ ولیس ذلک بقادح لما ذکرت من کثرۃ الطرق و اعلہ ایضا بانہ مخالفت للاحادیث الصحیحۃ الثابتہ فی باب ابی بکر و زعم انہ من وضع الرافضۃ قابلوا الحدیث الصحیح فی باب ابی بکر رضی اللہ عنہ و اخطاء فی ذلک خطاء شنیعا فانہ سلک ردا للاحادیث الصحیحۃ بتو ھمہ المعاوضۃ مع ان الجمع بین القضیتین ممکن و قد اشارا لی ذلک البزار فی مسندہ فقال ورد من روایات اھل الکوفۃ الجمع بینہما عادل علیہ حدیث ابی سعید الخدری الذی اخرجہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل لہ لاحد ان یطرق ھذا المسجد جنبا غیری و غیرک و المعنی ان باب علی کان الی جہۃ المسجد ولم یکن لبیتہ باب غیرہ فلذلک لم یومر بسدہ و یؤید ذلک ما اخرج اسمعیل القاضی فی احکام القران من طریق المطلب بن عبداللہ بن خطب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یاذن لا حد ان یمرفی المسجد و ھو جنب الا لعلی کان بیتہ کان فی المسجد و محصل الجمع ان الا مر بسد الابواب و قع مرتین فی الاولی استثنی علی و فی الاخری استثنی ابوبکر و لکن لا تتم ذلک الا بان یحمل ما فی قصۃ علی علی الباب الحقیقی و ما فی قصۃ ابی بکر علی الباب و المجازی و المراد بہ الخوخۃ کما صرح بہ فی بعض طرقہ کانہم لما امرو ابسد الابواب فسدوھا و احدثوا اخوا خا یستقر بون الدخول الی المسجد منہا فامروا بعد ذلک بسدھا فھذہ طریقہ لا باس فیہا فی الجمع بین الحدیثین و اشاربہا ابو جعفر الطحاوی فی مشکل الاثار و ابوبکر الکلا باذی فی المعانی الا خبار و صرح بان بیت ابی بکر کان لہ بابا من خارج المسجد و خختہ الی داخل المسجد و بیت علی لم یکن لہ باب الا من داخل المسجد۔ انتہی کلمہ ملخصا۔ یعنی وہ دروازے مسجد کے ارد گرد تھے ان کی نسبت بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے سعد بن ابی وقاص کی ایک حدیث ہے جس کو امام احمد بن حنبل اور امام نسائی نے روایت کیا ہے اس کی سندیں سب قوی ہیں۔ طبرانی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے جس کے سب رجال ثقہ ہیں۔ اور ایک حدیث زید بن ارقم کی ہے جس کو امام احمد اور نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اس کے رجال بھی ثقہ ہے اور دو حدیثیں ابن عباسؓ کی ہیں جن کو امام احمد اور نسائی نے روایت کیا ہے ان کے بھی سب رجال ثقہ ہیں۔ اور ایک جابر بن سمرہ کی حدیث ہے جس کو طبرانی نے روایت ہے اور ایک ابن عمر کی حدیث ہے جس کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔ ان دونوں کے راوی (حسن) یعنی اچھے ہیں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام نسائی نے علاء غرار کے طریقہ سے روایت کیا ہے۔ غرار کے سوا اس کی رجال بھی ثقہ ہیں۔ اور غرار کو یحیی ابن معین نے ثقہ مانا ہے۔ یہ تمام حدیثیں ایک دوسری سے قوی ہیں۔ ان کے مجموع سے قطع نظر کرکے ان کا ہر ایک طریق احتجاج کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں لکھا ہے۔ اور سعد بن ابی وقاص اور زید بن ارقم اور ابن عمر سے اس کو لے کر اس کے بعض طریقوں پر اس کا اقتصاد کیا ہے۔ اور ان لوگوں کی باتوں سے اس میں سقم پیدا کیا ہے۔ جن لوگوں نے اس حدیث

کے بعض راویوں میں کلام کیا ہے۔ لیکن ان امر سے ہماری بات میں رخنہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ جبکہ ہم نے اس حدیث کو بہت سے طریقوں سے ثابت کر دیا ہے۔ ابن جوزی نے ایک اور حجت بیان کی ہے کہ یہ حدیث اس صحیح حدیث کی مخالف ہے جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نسبت وارد ہے۔ ابن جوزی کو یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اس حدیث کو بمقابلہ اس صحیح حدیث کے جو حضرت ابوبکرؓ کی شان میں وارد ہوئی ہے رافضیوں نے وضع کیا ہے۔ لیکن ابن جوزی نے بڑی بھاری غلطی کی ہے۔ اور اس نے تعارض کے وہم سے صحیح حدیثوں کے رد کرنے کا مسلک اختیار کیا ہے۔ باوجودیکہ جمع بین الفقیتین ممکن ہے۔ چنانچہ براء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور کہتا ہے کہ اہل کوفہ کی روایتوں میں ان کا جمع وارد ہے۔ اور ان دونوں کے جمع کرنے کے لیے وہ حدیث ہے جو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے سوا اور یا علی تیرے سوا کسی کو جنب کی حالت میں مسجد سے عبور کرنا جائز نہیں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ علی علیہ السلام کا دروازہ مسجد میں تھا اور اسی دروازے کے سوا ان کے گھر کا اور کوئی دروازہ نہیں تھا۔ اسی لیے حضرتؐ نے اس دروازے کو بند کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور اسی کی موید ہے وہ حدیث جس کو کہ قاضی اسمٰعیل نے کتاب احکام القرآن میں مطلب بن عبداللہ بن حنطب کے طریقے سے روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے کسی کو علی کے سوا جنب کی حالت میں مسجد سے گذرنے کی اجازت نہیں دی تھی اور دونوں حدیثوں کے جمع کا ماحصل یہ ہے کہ دروازوں کے بند کرنے کا دو دفعہ حکم ہوا تھا۔ پہلی دفعہ میں جناب علی علیہ السلام اور دوسری دفعہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مستثنیٰ کیے گئے۔ لیکن یہ بات اس وقت پوری ہو سکتی ہے کہ جنابؑ کے قصہ میں حقیقی دروازہ اور جناب ابوبکرؓ کے قصہ میں مجازی دروازہ یعنی خوخہ مراد لیا جائے۔ چنانچہ اس حدیث کے بعض طریقوں میں اس کی تصریح موجود ہے۔ جب پہلی دفعہ دروازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا تو صحابہ نے دروازے بند کر دیئے اور خوخہ یعنی دریچے مسجد کی طرف بنا لیے تاکہ نماز کا وقت دیکھ کر مسجد میں آ جائیں۔ لیکن جناب علی کا دروازہ آمد و رفت کے لیے بدستور کھلا رہا۔ بعد میں ان دریچوں کے بند کرنے کا حکم ہو گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خوخہ یعنی دریچے کے سوا سب صحابہ کے دریچے بند کیے گئے۔ پس یہی ایک طریقہ لا باس فیہ ان دونوں حدیثوں کے جمع میں ہے۔ اور اسی طریقہ کے ساتھ ان دونوں حدیثوں کو ابو جعفر الطحاوی نے مشکل الآثار میں اور ابوبکر کلاباذی نے معانی الاخبار میں جمع کیا ہے کہ صاف اس کی تصریح کی ہے کہ مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خوخہ تھا اور دروازہ مسجد کی جانب سے علیحدہ تھا۔ اور جناب علیؑ کا دروازہ مسجد کی طرف سے دوسری طرف نہیں تھا۔

روایت حضرت ابو رافع

ارجح المطالب ص ۵۲۵ سطر ۱ کفایت الطالب ص ۱۵۱

(۹) عن ابی رافع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب قال ان اللہ عزوجل امر موسی و ہارون ان یتبوا لقومھما بیوتا و امرھما ان لا یبیت فی مسجدھما جنب و لا یقربوا فیہ النساء الا ہارون و ذریتہ و لا یحل لاحد ان یقرب نسائی فی مسجدی و لا یبیت فیہ الا علی و ذریتہ (اخرجہ ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور) ابو رافع سے منقول ہے کہ حضرتؐ نے خطبہ میں ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون کو حکم دیا اپنی قوم کے لیے گھر بناؤ مسجد میں کوئی جنب نہ رہنے پاوے اور اس میں عورتوں سے صحبت نہ کریں سوا ہارون اور اس کی ذریت کے اور کسی کو حلال نہیں کہ میری اس مسجد میں رہے اور عورتوں سے صحبت کرے سوا جناب علی علیہ الصلوٰۃ و السلام اور اس کی ذریت کے۔

حضرت علی کا احتجاج

ارجح المطالب ص ۵۲۴

(۷) عن عثمان بن عبداللہ القروسی من حدیث طویل قال خطب علی یوم بویع لہ عثمان فقال فیھا انا اللہ کم ھل تعلمون معشر المھاجرین و الانصار ان احدا کان یدخل المسجد غیری جنبا قالو اللھم لا (اخرجہ ابن عساکر) عثمان بن عبداللہ قروسی ایک حدیث طویل میں ذکر کرتے ہیں کہ جس روز عثمان رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے بیعت کی جناب علی علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اور اس میں فرمایا اے مہاجرین اور انصار کے گروہ میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم میرے سوا کسی ایسے شخص کو جانتے ہو کہ حالت جنب میں وہ مسجد میں داخل ہوا کرتا تھا۔ سب نے کہا خدا گواہ ہے آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

(۸) عن جابر بن عبداللہ سمرۃ قال امرنا بسد ابواب المسجد کلھا غیر باب علی فربما مرفیہ و ھو جنب (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو مسجد کے تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم ہوا تھا سوا علی کے دروازے کے وہ وہاں سے گذرا کرتے تھے اور جنب میں ہوا کرتے تھے۔

ارجح المطالب ص ۵۲۴، مناقب خوارزمی ص ۶۰ سطر ۱۰

(۹) عن الحرب بن مالک قال اتیت مکۃ فلقیت سعد بن ابی وقاص فقلت ھل سمعت لعلی منقبۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فنودی فینا لیلۃ لیخرج من فی المسجد الا آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آل علی فخرجنا فلما اصبح اتاہ عمہ فقال یا رسول اللہ صلی و خرجت اصحابک و اعمامک و اسکنت ھذا الغلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انا امرت باخراجکم و الا با سکان ھذا الغلام و لکن اللہ ھو امر بہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص) حرب بن مالک کہتے ہیں کہ میں مکہ میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ جناب علی کے بارے میں تم نے بھی کوئی منقبت سنی ہے۔ کہنے لگے ہم مسجد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے ایک رات ہم میں منادی کی گئی کہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل علی کے سوا سب مسجد سے نکل جائیں۔ صبح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تشریف لائے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آپ نے اپنے اعمام اور اصحاب کو مسجد سے نکال دیا ہے اور اس لڑکے کو رکھ لیا ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تمہارے نکالنے اور اس کے رکھنے کے لیے نہیں حکم دیا بلکہ خدا نے حکم دیا ہے۔

یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ مسجد پاک تھی لہٰذا مسجد میں پاک ہی رہ سکتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باقی اصحاب اور حضرت علی علیہ السلام میں مشرق و مغرب کا فرق ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام معصوم تھے اور دوسرے غیر معصوم۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا دروازہ کھلا کیوں اور دوسروں کے بند ہوئے کیوں؟ کیونکہ حضرت علی علیہ السلام حالت جنب میں بھی مسجد میں رہ سکتے تھے جبکہ دوسروں میں اس درجے کی طہارت نہ تھی۔

حضرت موسیٰ کی امت میں فخر حضرت ہارون اور اس کی اولاد کو تھا تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں بھی یہ فخر حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد کو حاصل ہوگا۔

سد الابواب کے باب میں تو وضعی مشین نے ایک ٹوٹی پھوٹی روایت گھڑ لی ہے لیکن اس حدیث کے مقابلے میں اس کے پرزے بھی ڈھیلے ہوگئے اور تمام لوگ حضرت علی علیہ السلام کی اس فضیلت کے سامنے سرنگوں ہوگئے۔

حضرت علی علیہ السلام اور ان کے بچے جنب کی حالت میں کیوں اندر رہ سکتے تھے کیونکہ آیہ تطہیر ان کی طہارت کی گواہی دے رہی تھی۔

بیت علیؑ بیت رسولؐ ہے

ارجح المطالب ص ۵۱۳، ارشاد الساری جلد ۶ ص ۱۳۸، فتح الباری جلد ۷ ص ۵۹، تحقیق النصرة ص ۶۷، نظم درر السمطین ص ۱۰۳، خصائص نسائی ص ۲۸، المعتصر من المختصر جلد ۲ ص ۳۲۳، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۵، لسان المیزان جلد ۴ ص ۱۶۵

روایت حضرت عزار

ارجح المطالب ص ۵۱۳

(۱) عن عزار قال سالت عبداللہ بن عمر فقلت لا تحدثنی عن علی و عثمان قال اما علی فهذا بیتہ من بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا احدثک عنہ بغیرہ و اما عثمان فانہ اذنب ذنبا عظیما یوم احد فعفی اللہ عنہ و اذنب فیکم ذنبا صغیرا فقتلتموہ (اخرجہ النسائی فی الخصائص) عزار کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم علی اور عثمان کے مرتبہ سے مجھ کو خبردار نہیں کرتے وہ کہنے لگے پس علی ان کا گھر یہ دیکھ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے پاس ہے ان کے سوا کسی دوسرے کا گھر وہاں تجھے نہیں ملے گا۔ اور عثمان پس انہوں نے احد کے دن بھاری گناہ کیا۔ لیکن خدا نے انہیں بخش دیا۔ اور تمہارا ایک چھوٹا گناہ اور تم نے ان کو مار ڈالا۔

روایت حضرت نافع

(۳) عن نافع بن عمر رضی اللہ عنہ قال امام علی فابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اشار بیدہ فقال ھذا بیتہ ترون (اخرجہ البخاری) نافع بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہنے لگے کہ علیؑ پس' جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا یہ انکا گھر ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے درمیان میں ہے۔

ارجح المطالب ص ۵۱۴

(۴) عن سعید بن ابی عبیدۃ قال جاء رجل الی ابن عمر فسالہ عن علی فقال لا تسل عن علی ولکن انظر الی بیتہ اوسط بیوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ البخاری و النسائی) و زاد البخاری ثم قال لعل ذاک یسوءک قال اجل قال فارغم اللہ فانک انطلق فاجھد علی جھدک (و زاد النسائی قال فانی ابغضہ قال ابن عمر ابغضک اللہ عزوجل) سعید بن عبیدہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے جناب علی کی نسبت سوال کیا ابن عمر نے کہا ان کی نسبت مت پوچھو ان کا گھر یہ ہے کہ حضرتؐ کے گھروں کے بیچ میں ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث میں یہ الفاظ زیادہ روایت کیے ہیں کہ پھر ابن عمر اس شخص سے کہنے لگا شاید تجھے یہ بات بری معلوم ہوئی ہو گی۔ اس نے کہا ہاں ابن عمر بولے خدا تیری ناک پر مٹی ڈالے جا اپنے رنج میں مرجا۔ امام نسائی علیہ الرحمۃ نے اس حدیث میں یہ الفاظ روایت کیے ہیں اس شخص نے عبداللہ بن عمر سے کہا میں ان سے یعنی جناب علیؑ سے بغض رکھتا ہوں ابن عمر نے کہا خدا تجھ سے بغض رکھے۔

روایت حضرت حذیفہ بن اسید غفاری

مناقب میں ابو طفیل حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا کہ بعض لوگوں کے دلوں میں کچھ کدورت پائی جاتی ہے۔ کہ میں نے علیؑ کو مسجد میں ساکن کر دیا ہے۔ اور ان لوگوں کو نکال دیا ہے۔ خدا کی قسم نہ میں نے ان لوگوں کو نکالا ہے اور نہ میں نے علیؑ کو مسجد میں ٹھہرایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسجد سے نکال دیا ہے اور علیؑ کو ساکن کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور اس کے بھائی کی طرف وحی فرمائی تھی کہ تم مصر میں اپنی قوم کے لیے کچھ گھر تیار کرو۔ اور اپنے گھروں کو قبلہ قرار دے کر اللہ کی نماز قائم کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ مسجد میں کوئی شخص ہارونؑ اور ان کی اولاد کے سوا قیام نہ کرے اور نہ اس میں کوئی نکاح کرے اور نہ اس میں کوئی جنب کرے۔ علیؑ کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ علیؑ میرے بھائی ہیں۔ اس مسجد میں علیؑ اور اولاد علیؑ کے سوا کوئی نکاح کرنے کا مجاز نہیں۔ جس کو یا

بات بری معلوم ہوئی تھی وہ وہاں ہے۔ آپ نے شام کی طرف اشارہ کیا۔ نیز صاحب مناقب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے غلام ابو رافع سے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔
ینابیع المودۃ ص ۴۴۰ سطر ۵، مناقب ابن مغازلی ص ۲۵۲، خصائص سیوطی ص ۲۴۳

روایت حضرت مفضل

درمنثور جلد ۳ ص ۲۱۳، مناقب ابن مغازلی ص ۲۵۲، بر حاشیہ مغازی

روایت حضرت عمرؓ

ابن عمر وغیرہ سے روایت ہے کہ حضورؐ مسجد کی طرف تشریف لائے اور فرمایا۔ اللہ نے اپنے نبی موسیٰؑ کی طرف وحی کی تھی کہ میری خاطر ایک پاکیزہ مسجد تیار کرو۔ جس میں حضرت موسیٰؑ و ہارون قیام کریں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے کہ میں مسجد کو پاک و پاکیزہ کر دوں۔ اس میں میں اور میرا بھائی علیؑ قیام کریں۔ (ینابیع المودۃ ص ۱۳۹ سطر ۱۷، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۵ سطر آخر، التعقیبات ص ۵۵، کوکب دری ص ۱۴۴)

ذوالقرنین

روایت حضرت علیؑ

پہلے زیر عنوان کنز فی الجنت میں یہ روایت تحریر کر دی گئی ہے۔

روایت حضرت ابو عبید

پہلے زیر عنوان بیت فی الجنت میں یہ روایت تحریر کر دی گئی ہے۔

حدیث مرفوع

مجمع بحار الانوار ص۱۵۶' لسان العرب جلد ۱۳ ص ۳۳۳ کالم ۱ سطر ۷' ص ۵۳۲ کالم ۲ سطر ۱۳

عمدہ تشریح

لسان العرب جلد ۱۳ ص ۳۳۳ کالم ۲ سطر آخر' مناقب خوارزمی ص ۲۵۷ سطر ۶'

حضرت علی علیہ السلام کو ذوالقرنین اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے سر کو تبلیغ حق کے بدلے میں دو بار زخمی کیا گیا۔ ایک دفع یوم خندق اور دوسری دفعہ ۱۹ رمضان کو مسجد کوفہ میں۔

صفوت اللہ

یہ روایت پہلے زیر عنوان جبرائیل کی امیرالمومنین کی قصیدہ خوانی تحریر کر دی گئی ہے۔

المرتضیٰ

ارجح المطالب ص ۴۰' سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۳۶۵' میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۷۹' مناقب خوارزمی ص

المرتضیٰ:۔ عن علی قال خرجت معی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم تمشی فی طرقات المدینتہ اذ مر دنا بنخل من نخلھا فصاحت نخلتہ باخری ھذا النبی المصطفے و ھذا علی المرتضی ثم جزنا ھا فصاحت ثانیہ بثالثہ ھذا موسی و اخوہ ھارون (اخرجہ الخوارزمی و ابن یوسف الکنجی فی کفایتہ الطالب) جناب امیر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے بعض راستوں میں جا رہا تھا ناگاہ ہم ایک نخلستان میں سے ہو کر گزرے ایک نخل دوسرے سے پکار کر کہنے لگا یہ نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ علی المرتضیٰ ہیں پھر ہم آگے نکل گئے پھر ایک دوسرا نخل تیسرے سے کہنے لگا یہ موسیٰ اور ان کا بھائی ہارون ہیں۔

صبر کی تلقین

ینابیع المودت ص ۲۰۸' مناقب خوارزمی ص ۱۰۹ سطر آخر' المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۰ سطر ۸'

تلخیص سطر ۲۱' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۷' حدیث ۲۶۱۴

نور الابصار ص ۷۱' الشرف المئوبد ص ۴۸' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۰' کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۸' حدیث ۶۱۵۸

اِنَّ الاُمَّۃَ سَتَغدِرُ بِعَلِیٍّ

عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ ان الامۃ ستغدر بک و انت تعیش علی ملتی و تقتل علی سنتی من احبک فاحبنی و من ابغضک ابغضنی تخضب عن ھذہ یعنی لحیتہ عن راسہ (اخرجہ الدار قطنی و الحاکم و الخطیب) جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ بے تحقیق میری امت تم سے غدر کرے گی اور تم میری ملت پر زندہ رہو گے اور میری سنت پر مارے جاؤ گے جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تم سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور یہ اس سے سرخ ہو گی یعنی داڑھی سر کے خون سے۔

ارجح المطالب ص ۵۹۶' نزل الابرار ص ۲۹' ازالۃ الخفا جلد ۱ ص ۲۵' مجمع بحار الانوار جلد ۲ ص ۴۴۳' البدایہ جلد ۶ ص ۲۱۸' تاریخ بغداد جلد ۱۱ ص ۲۱۶' المستدرک جلد ۳ ص ۱۴۰ سطر ۵' تاریخ کبیر جلد ۲ ص ۱۷۳' الکنیٰ و الاسماء جلد ۱ ص ۱۶۳' شرح ابن ابی الحدید جلد ۳ ص ۶۶' خصائص الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۳۸' نفحات الاھوت ص ۸۵' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۷' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۷ سطر آخر

روایت حیان اسدی

المستدرک جلد ۳ ص ۱۴۲ سطر ۱۷' تلخیص سطر آخر

روایت ابو ادریس اودی

المستدرک جلد ۳ ص ۱۴۰ سطر ۵

روایت ...

کتاب الارشاد میں ام سلمہ' اسماء بنت عمیس' جابر بن عبداللہ' ابو سعید خدری ان کے علاوہ صحابہ کی ایک جماعت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ کو وحی نے ڈھانپ لیا۔ حضورؐ نے علی کی ران کا سہارا لیا۔ رسول اللہ نے اپنا سر نہ اٹھایا۔ اسی دوران میں سورج غروب ہو گیا۔ حضرت علیؑ نے عصر کی نماز اشاروں سے ادا فرمائی۔ جب رسول اللہؐ کو ہوش آئی۔ تو فرمایا۔ اے میرے اللہ علی کی خاطر سورج کو واپس لوٹا دے۔ سورج واپس لوٹ آیا۔ آسمان پر وقت عصر ہو گیا۔ حضرت علیؑ نے نماز ادا کی۔ سورج پھر غائب ہو گیا۔ (ینابیع المودۃ ص ۲۱۳ سطر ۱۹)

اعلام النبوۃ ص ۷۹' البدایہ جلد ۶ ص ۸۰' سیرت زینی دحلان جلد ۳ ص ۱۲۶' در منثورہ ص ۲۳۴' اسنیٰ المطالب ص ۱۴' الصواعق المحرقہ ص ۱۲۸ سطر ۶' وفاء الوفاء جلد ۲ ص ۳۵ سطر ۲۱' خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۸۳ سطر ۵' المقاصد الحسنہ ص ۲۲۶' تفسیر ابن کثیر جلد ۵ ص ۷۵' لسان المیزان جلد ۴ ص ۲۷۶ سطر ۳' میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۴۴ سطر ۲۳' نور الابصار ص ۲۸' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۸۰ سطر ۳' مناقب خوارزمی ص ۲۱۷ سطر ۹' مناقب ابن مغازلی ص ۹۶ سطر ۹' اسعاف الراغبین ص ۲۹ سطر ۱۷' رد مختار ص ۲۵۱' مشکل الآثار جلد ۲ ص ۸' شفاء عیاض ص ۲۴۰' تذکرہ ص ۵۵' نہایتہ الارب جلد ۱۸ ص ۳۱۰' مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۹۷' البدایہ جلد ۶ ص ۲۸۲' شرح توشجی جلد ۴ ص ۳۳۰' التعقیبات ص ۳۸۰' الحاوی جلد ۲ ص ۳۰ سطر ۱۲' شرح المواہب اللدنیہ جلد ۵ ص ۱۴ سطر ۱۰' الفوائد المجموعہ ص ۱۱۸' سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۳۸۹' مدارج النبوۃ ص ۳۴۹' اللئالی المصنوعہ جلد ۲ ص ۱۷۳ سطر ۲۰' تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۳۶۸' فیض القدیر جلد ۵ ص ۴۴۰' المواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۳۵۸' عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۱۴۶' معارج التنفیض جلد ۲ ص ۱۹۰' طرح التثریب جلد ۶ ص ۲۴۷' فتح الباری جلد ۶ ص ۱۶۸' المرقات جلد ۴ ص ۲۸' تمیز الطیب ص ۸۱' نسیم الریاض جلد ۳ ص ۱۱' ام ص ۱۳' نزل الابرار ص ۴۰' ینابیع المودۃ ص ۱۱۳ سطر ۸' کوکب دری ص ۲۵۵' تاریخ دمشق جلد ۲ ص ۲۸۳' تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۵۸' ضوء الشمس ص ۱۲۶' مناقب عینی ص ۱۸

روایت حضرت اسماء بنت عمیس

جمع الفوائد میں اسماء بنت عمیس سے روایت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی طرف وحی فرمائی۔ وحی نے رسول اللہ کو ڈھانپ لیا۔ علیؑ نے اپنے کپڑے سے رسولؐ اللہ کو چھپا لیا۔ سورج غائب ہوگیا۔ جب وحی چلی گئی۔ تو رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ اے علیؑ تو نے عصر کی نماز ادا کی ہے۔ علیؑ نے عرض کیا۔ نہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ اے اللہ علی کی طرف سورج لوٹا دے۔ اسماء کا بیان ہے سورج واپس آگیا۔ حتیٰ کہ میرے حجرے کے قریب آگیا۔

ینابیع المودۃ ص ۲۱۳ سطر ۷، مناقب خوارزمی ص ۲۱۷ سطر ۱۹، کوکب دری ص ۳۵۵، مشکل الاثار جلد ۲ ص ۹، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۹ سطر ۱، ینابیع المودۃ ص ۱۱۳ سطر ۳، مفتاح النجا ص ۳۷، فرائد السمطین ص ۴۰، شرح دیوان علی ص ۱۸۶، مشارق الانوار ص ۱۱۰

روایت دوم

ارجح المطالب ص ۸۴۶

(۱) عن اسماء بن عمیس و جابر بن عبداللہ الانصاری و ابی سعید الخدری و الحسین بن علی رضی اللہ عنہم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ذات یوم فی منزلہ و علی بین یدیہ اذا جاء جبریل یناجیہ عن اللہ عزوجل فلما تغشی الوحی توسد فخذ علی و لم یرفع حتی غابت الشمس فصلی العصر جالسا ایماء فلما افاق قال لعلی فاتتک العصر قال صلیتھا قاعدا ایماء فقال ادع اللہ یردعلیک الشمس حتی تصلیھا قائما فی وقتھا فانہ یجیبک لطاعتک للہ و لرسولہ فسال اللہ فی ردھا فردت علیہ حتی صارت فی موضعھا من السماء وقت العصر فصلیھا ثم غربت و اللہ لقد سمعنا بھا عند غروبھا کصریر المنشار (اخرجہ الدولابی و ابن شاھین و ابن مندہ و ابن مردویہ)

روایت حضرت حسن بن علیؑ

اللؤلؤ المرصوع ص ۳۹، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۷۹، لسان المیزان جلد ۱ ص ۴۷ سطر ۱۹

ص ۱۰۱

روایت حضرت ابو رافع

مناقب ابن مغازلی ص ۹۶ سطر ۶، اسنی المطالب ص ۱۹۶

روایت حضرت ابو ہریرہ

میں آئی ہے اس کا بیان اس طرح پر ہے کہ جب اختر اوج ولایت یعنی امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کوفہ کا رخ کیا۔ راستے میں فرات سے عبور کرنا چاہا۔ کہ نماز عصر کا وقت آ پہنچا۔ آپ نے اپنے کچھ اصحاب سمیت نماز عصر ادا کرنے کی غرض سے قیام فرمایا۔ اور باقی صحابہ چونکہ چارپایوں کے گزارنے میں مشغول تھے' نماز عصر ان سے فوت ہو گئی۔ اور اس باب میں بعض پیروان امیر المومنین نے باہم تذکرہ کیا۔ جب امیر المومنین نے ان کی باتیں سنیں۔ تو قادر مطلق سے درخواست کی کہ آفتاب کو واپس کر دے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے امیر المومنین کی التماس کو قبول فرمایا۔ اور غروب شدہ آفتاب کو بلند کیا۔ یہاں تک کہ باقی اصحاب نے بھی نماز ادا کی۔ اور سورج کے دوبارہ چھپتے وقت ایسی خوفناک آواز سننے میں آئی کہ لوگوں نے نہایت خوفزدہ ہو کر تسبیح و تہلیل کرنی شروع کی۔ اور بہت سے اکابر سلف نے اس باب میں اشعار کہے ہیں۔ حکیم سنائی فرماتے ہیں۔

قوت حرتش زبہر نماز ۔۔۔ داشتہ چرخ راز گشتن باز
تا دگر بار برنشاند بزین ۔۔۔ خسرو چرخ را تہمتن دین

مناقب عینی ص ۴۴' کوکب دری ص ۲۵۵ سطر ۳' سیرت النبی دحلان جلد ۳ ص ۱۲۷' کفایت الطالب ص ۲۴۰

نہروان سے واپسی

ارجح المطالب ص ۶۲۱' تذکرہ ص ۵۸' کوکب دری ص ۲۵۵' ینابیع المودۃ ص ۱۱۳ سطر ۳' شواہد النبوۃ باب مناقب علی' صفین ابن مزاحم ص ۱۵۲' بحر المناقب ص ۱۱۷

حضرت علیؑ کے لئے دو دفعہ سورج پلٹا

روایت ہے کہ خدا تعالیٰ نے امیر المومنین کی دعا سے دو دفعہ آفتاب عالم تاب کو غروب کے بعد واپس کیا ہے۔ ایک دفعہ آنحضرتؐ کی زندگی میں سنہ ۷ ہجری میں فتح خیبر کے بعد منزل صہبا میں۔ اور دوسری مرتبہ حضورؐ کی زندگی کے بعد۔ (کوکب دری ص ۲۵۴ سطر آخر' شواہد النبوۃ باب صابر علی)

ارض بابل پر رد شمس

کتاب صفین مفتری ص ۱۵۲

روایت حضرت ابن عباسؓ

مجاہد سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ آپ علی ابن ابی طالب کی شان میں کیا کہتے ہیں۔ عبداللہ بن عباس نے کہا۔ خدا کی قسم وہ ثقلین کے ایک فرد ہیں۔ کلمہ شہادتین پڑھنے میں سبقت کی ہے۔ دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ دو دفعہ بیعت کی ہے۔ آپ دو فرزندوں حسنؑ اور حسینؑ کے باپ ہیں۔ آپ کی خاطر دو دفعہ سورج واپس پلٹا۔ آپ کی مثل آئمہ ہدیٰ میں ذوالقرنین کی مانند ہے۔ وہ میرے اور تمام جن و انس کے مولا ہیں۔

ینابیع المودۃ عربی ص ۱۱۴ سطر ۱۰، ینابیع المودۃ اردو ص ۲۲۶، مناقب خوارزمی ص ۲۶۰

تصدیق حدیث رد شمس

طحاوی نے مشکل الآثار میں، قاضی عیاض نے الشفاء میں اس حدیث کو صحیح اور شیخ الاسلام نے اسے حسن مانا ہے۔ (صواعق محرقہ ص ۱۲۸ سطر ۹)

امام شافعی کے نزدیک یہ نبوت کا عظیم معجزہ ہے۔ (صواعق محرقہ ص ۱۲۸ حاشیہ ۷)

تصدیق ابن حجر مکی

علامہ ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقۃ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؑ کی واضح کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ حضرت علی کی خاطر سورج واپس لوٹا تھا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک آپ کی گود میں تھا۔ اور حضرت علی نے عصر کی نماز ادا نہیں فرمائی تھی۔ اور سورج غروب ہو گیا تھا۔ جب وحی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے چلی گئی تھی تو رسول اللہ نے فرمایا اے میرے اللہ! علیؑ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں مصروف تھے۔ اس پر سورج کو واپس لوٹا دے۔ غروب ہونے کے بعد سورج پھر نمودار ہوا۔ علامہ طحاوی نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے اور قاضی عیاض نے اس کو اپنی کتاب الشفاء میں تحریر کیا ہے۔ شیخ الاسلام ابو ذرعہ نے اس حدیث کو حسن تحریر کیا ہے۔ اور آپ کی اتباع اور لوگوں نے بھی کی ہے۔

کتاب الکبریت الاحمر میں تحریر ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے کہا۔ اے میرے اللہ تو نے اس کے لئے سورج کو لوٹایا اور اس کے لئے چاند دو ٹکڑے کئے۔ الکبریت الاحمر کے شارح نے مذکورہ حدیث کو رد شمس کے واقعہ میں بیان کیا ہے۔ (ینابیع المودۃ ص ۲۱۴ سطر ۱۴، صواعق محرقہ ص ۱۲۸ سطر ۶)

روایت مرسل

الموضوعات الکبیر ص ۴۰، المغنی ص ۴۲۰ جلد ۱۴، نزھتہ المجالس ص ۹۳ جلد ۲، عمدۃ الاخبار ص ۱۲۵، اسعاف الراغبین ص ۱۶۲

ابو منصور مظفر کے لئے رد شمس

حدیث رد الشمس کو امام طحاوی نے صحیح تسلیم کیا ہے اور قاضی عیاض نے اس کو کتاب الشفا میں بیان کیا ہے۔ شیخ الاسلام ابو ذرعہ وغیرہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ اور سبط ابن جوزی نے لکھا ہے کہ اس بات میں ایک عجیب و غریب حکایت ہے۔ مجھے اس کے متعلق ہماری عراق کے مشائخ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ انہوں نے ابو منصور مظفر بن اردشیر عبادی نے اپنے الفاظ کی سجاوٹ کے ساتھ عصر کے بعد اس حدیث کو بیان کیا اور فضائل اہل بیت کو بھی بیان کیا۔ سورج کو بادل نے ڈھانپ لیا تھا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ سورج غروب ہو گیا ہے۔ اس نے منبر پر کھڑے ہو کر سورج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

لا تغربی یا شمس حتی تنتہی مدحی لآل المصطفی و نجلہ
واثنی عنانک ان اردت ثناءھم انسیت کان الموقوف لاجلہ

ان کان للمولی وقوفک فلتکن هذا الوقوف لخیله ولحد جله

تھوڑی تفاوت کے ساتھ یہ اشعار ابھی ابھی گزر چکے ہیں اور ان کے ترجمہ کو بھی وہیں ملاحظہ کریں۔

انہوں نے کہا کہ بادل سورج سے ہٹ گیا اور سورج ظاہر ہو گیا۔

ینابیع المودت ص ۲۳۹ سطر آخر' طبقات حنفیہ جلد ا ص ۳۴۲' سیرت حلبیہ جلد ا ص ۳۸۵' نور الابصار ص ۱۰۳' سطر ۱۰' کفایت الطالب ص ۲۴۳' الاشراف ص ۲۵' الصواعق المحرقہ ص ۱۲۸ سطر ۱۴' تذکرۃ الخواص ص ۹۵

جناب امیر کا حضرتؐ کے دوش اقدس پر سوار ہونا

عن علی قال انطلقت انا و النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلس و صعد علی منکبی فنھضت لانھض بہ فرای منی ضعفا فنزل و جلس لی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ قال فنھض بی قال فیتخیل الی ان لو شئت لنلت افق السماء حتی صعدت علی البیت و علیہ تمثال صفر او نحاس فجعلت ازاولہ عن یمینہ و عن شمالہ و من بین یدیہ و من خلفہ حتی اذا استمکنت منہ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقذف بہ فقذفت بہ فتکسر کما تتکسر القواریر ثم نزلت فانطلقت انا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نستبق حتی توارینا بالبیوت خشیۃ ان یلقانا احد من الناس (اخرجہ احمد و النسائی و الحاکم) جناب امیر علیہ السلام بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بمعیت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گیا مجھ سے حضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جا آپ میرے کندھے پر سوار ہوئے جب میں اٹھنے لگا حضرت نے میرے ضعف کو دیکھا اور میرے کندھے سے اتر کر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے کندھے پر سوار کیا اور کھڑے ہو گئے اس وقت میری نسبت خیال کیا جا سکتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں۔ یہاں تک کہ میں بیت اللہ کی چھت پر چڑھ گیا اس پر تانبے یا پیتل کی ایک مورت تھی میں اس کو دائیں بائیں آگے پیچھے ہلانے لگا یہاں تک کہ میں نے اس پر قابو پا لیا۔ حضرتؐ نے مجھے فرمایا اسے پھینک دے۔ میں نے اسے پھینک دیا۔ وہ شیشہ کی طرح سے چور چور ہو گئی۔ میں چھت پر سے اتر آیا اور حضرتؐ کے ساتھ دوڑ کر گھر میں چھپ گیا تاکہ کوئی آدمی ہم کو نہ دیکھ لے۔

ارجح المطالب ص ۵۹۰ سطر ۱۴' ص ۲۹ سطر آخر' ص ۵۲ سطر ۴' ص ۵۰۸ سطر ۶' شرح عینیہ ص ۷۵' شرح مواھب جلد ۲ ص ۳۳۹' تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۹۵' کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۷' حدیث ۶۱۵۱' خصائص کبریٰ جلد ا ص ۲۶۴' ازالۃ الخفاء جلد ۳ ص ۲۷۷' وسیلۃ النجاۃ ص ۷۳' کفایت الطالب ص ۱۲۸' عمدۃ القاری جلد ۱۶ ص ۲۱۵ سطر ۱۷' مسند ابو یعلی ص ۳۰۷' منہاج السنہ ص ۷' ذخائر العقبی ص ۸۵ سطر ۲۱' سیرت علویہ ص ۹۸' مودۃ القربی ص ۱۷ سطر ۱۳' مفتاح کنوز السنہ ص ۳۵۵ سطر ۶' مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۲۳ سطر ۵' الروضۃ الندیہ ص ۱۰' تفریح الاحباب ص ۳۱۶'

تذکرۃ الخواص ص۳۱' مسند دمشق ص۳۱۰ سطر۲' خصائص نسائی ص۳۱' جوھرۃ الکلام ص۵۵' مسند حنبل جلد۱ ص۸۴' ص۱۵۱' صفتہ الصفوۃ جلد۱ ص۱۱۹' شرح حدیدی جلد۴ ص۴۳ سطر۷' منتخب کنز العمال جلد۵ ص۵۴' کوکب دری ص۲۴۵' مطالب السئول ص۴۳ سطر۷' الریاض النضرہ جلد۲ ص۲۰۰ سطر۲۲' مواھب اللدنیہ جلد۱ ص۲۰۴' سیرت حلبیہ جلد۳ ص۹۹ سطر آخر' سیرت زینی جلد۲ ص۲۹۳' تاریخ بغداد جلد۱۳ ص۳۰۲ سطر۱۳' مناقب ابن مغازلی ص۲۰۲ سطر۵' شرف النبی ص۱۱۹' منتخب الصحیحین ص۱۹۶' مفتاح النجاۃ ص۲۷' الاربعین ہروی ص۱۸' فرائد السمطین ص۵۷' شرح دیوان امیر المومنین ص۱۸۸

جناب ۱؎ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا اور میرے دوش پر سوار ہوئے میں اٹھنے لگا جبکہ جناب نے میری ناتوانی کو دیکھا تو اتر پڑے اور خود بدولت بیٹھ گئے اور فرمایا میرے کندھے پر سوار ہو کیں۔ جب دوش اقدس پر سوار ہوا تو خیال کیا جاتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے کنارے تک پہنچ جاؤں یہاں تک کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ وہاں ایک صورت پیتل یا تانبے کی رکھی ہوئی تھی میں اس کو دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے ہلانے لگا یہاں تک کہ وہ اکھڑ گئی جناب نے مجھ سے فرمایا کہ اس کو پھینک دے میں نے اس کو اکھاڑ کر پھینک دیا وہ بت اس طرح سے ٹوٹ گیا جس طرح سے کہ کانچ ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر میں اتر آیا اور جناب کی معیت میں دوڑنے لگا اور ہم دونوں گھر میں چھپ گئے تاکہ کوئی ہم کو نہ دیکھے علامہ ابن حدید کہتے ہیں کہ اس بت کا نام ہبل تھا اور وزن میں اس قدر بھاری تھا کہ کئی آدمی اس کو نہیں اٹھا سکتے تھے جناب امیر نے اس کو باآسانی اٹھا لیا۔ باوجودیکہ حضرت امیر اکثر صائم الدھر رہتے تھے۔ اور کھانا بھی پیٹ بھر کر نہیں کھاتے تھے اور وہ بھی سوکھی ہوئی روٹی ہوا کرتی تھی اس پر قوت کا یہ حال تھا کہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ م اصارع احد الا صوعہ کسی پہلوان سے حضرت نے کشتی نہیں کی کہ اس کو پچھاڑا نہ ہو۔ حضرت کی قوت جسمانی کا حال بالتفصیل باب شجاعت میں بیان ہو چکا ہے۔ صرف اسی قدر یہاں کافی ہے۔ غرضیکہ حضرت کی قوت مظہر قوت خدا تھی۔ چنانچہ خود حضرت کا مقولہ ہے ما اقتلعت باب خیبر بقوۃ جسمانیۃ لا کن بقوۃ رحمانیۃ یعنی ہم نے خیبر کا دروازہ قوت جسمانی سے نہیں اکھاڑا تھا بلکہ قوت رحمانی سے اکھاڑا ہے۔

ارجح المطالب ص۲۹۲ سطر۲

النہایہ ابن اثیر (لفظ آیہ) الریاض النضرہ جلد۲ ص۲۰۰ سطر۲۲' سیرت زینی جلد۲ ص۲۸۵' مناقب خوارزمی ص۷۱ سطر۱۲' موضح اوھام الجمع جلد۲ ص۴۳۲' المستدرک جلد۲ ص۳۶۶' تاریخ بغداد جلد۱۳ ص۳۰۲' نظم درر السمطین ص۱۲۵' خصائص نسائی ص۱۳ سطر۲' کنز العمال جلد۶ ص۴۰۷' حدیث ۶۱۵۱' تلخیص المستدرک جلد۳ ص۵ سطر۲۰

منقبت

معارج النبوت میں سید الانام علیہ الصلواۃ و السلام کے اہتمام سے بیت الحرام کو نجاست، اصنام اور آلائش ازلام سے پاک کرنے کا حال اس طرح پر مذکور ہے کہ تمام کتب سیر اس خبر سے بھری پڑی ہیں کہ مشرکوں نے تین سو ساٹھ بت خانہ کعبہ کے اطراف و نواحی میں نصب کر رکھے تھے اور ابلیس نے ان بتوں کے قدموں کو شیشے کے ساتھ زمین کے اندر مضبوط کر رکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نیزہ یا لکڑی سے جو آپ کے دست مبارک میں تھی۔ ان بتوں کی طرف اشارہ کرکے فرماتے تھے **قل جاء الحق و ما یبدی الباطل و ما یعید** (کہہ دے اے محمدؐ کہ حق آگیا اور باطل نہ پیدا کر سکتا ہے اور نہ دوبارہ زندہ کر سکتا ہے) وہ بت لکڑی لگتے ہی گر پڑتے تھے۔ حالانکہ ان کے پاؤں سیسے سے مضبوط جڑے ہوئے تھے اور اسی طرح جو بت مشرکوں کے گھروں میں تھے اس روز سب کے سب اوندھے گر پڑے اور سید المرسلینؐ نے امیر المومنین سے فرمایا۔ اور آنجناب نے اساف اور نائلہ کو توڑ ڈالا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اساف صفا پر نصب کیا ہوا تھا اور نائلہ مروہ پر۔ کہتے ہیں کہ ان دو بتوں کی اصل یہ ہے کہ اساف بن عمرو ایک مرد تھا۔ قبیلہ بنی جرہم سے۔ اور نائلہ بنت سہل ایک عورت تھی اسی قبیلے سے۔ دونوں نے خانہ کعبہ کے اندر زنا کیا۔ اور خدائے عزوجل نے ان کو مسخ کر دیا۔ اور وہ پتھر بن گئے۔ اور قریش نے اپنی کمال جہالت اور زیادتی حماقت و ضلالت کے سبب ان مسخ شدہ بتوں کی پوجا کرنی شروع کر دی۔ جب اس بت کو جس کا نام نائلہ تھا، توڑا گیا تو اس کے اندر سے ایک کالی اور ننگی عورت نکلی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا۔ یہ نائلہ ہے۔ اور عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ اس روز آنحضرتؐ جس بت کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ وہ پیٹھ کے بل گر پڑتا تھا۔ اور یہ بات صحیح طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ چند بت ایک اونچی جگہ میں رکھے ہوئے تھے جہاں ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔ جب مصطفیٰؐ مرتضیٰؑ کے ہمراہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ امیر المومنین نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ! آپ اپنا پائے مبارک میرے کندھے پر رکھ کر ان بتوں کو اپنی جگہ سے پھینک دیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے بھائی! تم میرا بوجھ اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تم ہی اپنا پاؤں میرے کندھے پر رکھو۔ اور اس کام میں مشغول ہو۔ امیر المومنین نے حضورؐ کے حکم کی تعمیل کی۔ بیت

قدم بدوش سرافراز دیں نہاد بحکم شکست گردن بت ہچو فرق بت گراو

منقول ہے کہ جس وقت امیرالمومنین کا پائے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش متبرک پر تھا۔ اس وقت آنحضرتؐ نے پوچھا۔ اے بھائی! تم اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہو۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں ایسا دیکھتا ہوں کہ حجاب اٹھا دیئے گئے ہیں اور میرا سر ساق عرش پر پہنچ گیا ہے۔ جس چیز کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہوں' اگرچہ وہ سارا آسماں ہی کیوں نہ ہو' آسانی سے میرے قبضہ میں آ جاتی ہے۔ فرمایا۔ اے بھائی! خوشا بحال تو کہ حق کا کام کرتے ہو اور میری حالت بھی اچھی ہے۔ کہ میں حق کا بوجھ اٹھا رہا ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے بھائی! تم اپنے مقصود اور مطلوب کو پہنچ گئے۔ بیت

408
زہے نقش پائے کہ بردوش احمد ز مہر نبوت مقدم نشیند

کہتے ہیں کہ جب امیرالمومنینؑ بتوں کو زمین پر پھینک کر دوش مبارک سے زمین پر کود پڑے تو مسکرائے۔ آنحضرتؐ نے مسکرانے کا سبب پوچھا۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ میرے مسکرانے اور تبسم کرنے کا سبب ہے کہ میں اتنی بلندی سے کود کر زمین پر آیا ہوں۔ اور کسی قسم کا صدمہ مجھ کو نہیں پہنچا۔ فرمایا۔ اے بھائی! تم کو صدمہ کیونکر پہنچتا۔ جبکہ محمدؐ نے تم کو اٹھایا۔ اور جبرئیل نے نیچے اتارا۔

لطیفہ: گویا حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے! آج کے روز میں تیرا اٹھانے والا ہوں۔ چنانچہ قرآن میں فرماتا ہے۔ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (اور ہم نے خشکی اور تری میں ان کو اٹھایا) اور کل روز قیامت کو تجھ کو بہشت میں پہنچاؤں گا۔ وَنُدْخِلْكُم مُّدْخَلًا كَرِيمًا (اور ہم کو بزرگ مقام میں داخل کریں گے) اور جس جگہ کو اٹھانے والا محمد تھا' اور اتارنے والا جبرئیل۔ وہاں کسی قسم کی تکلیف علی کو نہیں پہنچی۔ اور جہاں پر کہ اٹھانے والا اور اتارنے والا خود میں ہی ہوں گا۔ امید رکھ کہ تجھ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ (ان ہی لوگوں کے لئے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں) اور اس باب میں اہل الشارت نے بہت سے نکتے پیدا کئے ہیں۔ اول امیرالمومنینؑ کے دوش سید المرسلین پر چڑھنے میں تین حکمتیں تھیں' پہلی حکمت یہ ہے کہ نبوت کی قوت ولایت سے بڑھ کر ہے۔ ولی نبی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ لیکن نبی ولی کا بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ چنانچہ اس مطلب کا ایک شمہ آنحضرتؐ نے خود بھی ارشاد فرمایا۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (تم اور جن کی تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو' جہنم کے پتھر ہیں اس حکم خداوندی کے موافق

بت دوزخ کا ایندھن اور جہنم کی آگ بھڑکانے اور مشتعل کرنے والے ہیں۔) اور آنحضرت کی ایک ایک خاصیت یہ تھی کہ آپ کا دست حق پرست جس چیز کو لگ جاتا آگ اس پر اثر نہ کرتی تھی۔ چنانچہ بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ جناب فاطمہ زہراء کے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ اتفاقاً اس وقت جناب سیدہ تنور میں روٹیاں لگا رہی تھیں۔ اور آگ کی گرمی سے اس جگر گوشہ رسولؐ کا تن مبارک تپ والوں کی طرح تپ رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے اپنے نور نظر کی رعایت کی غرض سے اس کے ساتھ ہی چند روٹیاں اپنے دست مبارک سے تنور میں لگائیں۔ جو روٹیاں جناب فاطمہ نے لگائی تھیں، پختہ ہو کر نکلیں اور جو روٹیاں آنحضرت نے لگائی تھیں کچی رہیں۔ جناب فاطمہ حیرت زدہ ہو کر نہایت متعجب ہوئیں۔ کہ اس میں کیا حکمت ہے۔ جس جماعت کے حق میں هُنَّ نَاقِصَاتُ الْعَقْلِ (عورت ناقص العقل ہوتی ہے) ارشاد ہوا ہے ان کے ہاتھ کی روٹیاں تو پختہ ہو کر نکلیں اور ان پختہ کاروں کی پکائی ہوئی روٹیاں کچی کی کچی رہیں۔ جن کے باب میں یہ ارشاد ہوا ہے اَيُّكُمْ مِثْلِي أَبِيتُ عِنْدَ رَبِّي (تم میں سے کوئی شخص میری مانند ہو سکتا ہے کہ میں اپنے پروردگار کے پاس رات بسر کرتا ہوں) عجب مشکل مقام ہے کہ پختہ کار کی پکائی ہوئی روٹی کچی ہو اور خام کاروں کی پکائی ہوئی روٹی پکی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا! اے نور دیدہ! تعجب نہ کر کہ یہ بھی ہمارا کمال معجزہ ہے کہ اس روٹی کو میرے ہاتھ سے مس کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جس چیز کو ہمارا ہاتھ لگ جاتا ہے۔ آگ اس پر اثر نہیں کرتی۔

اور اس مدعا کی صداقت پر ابو درداؓ کا دستر خوان بھی شاہد صادق ہے۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک اس کو لگ گیا تھا۔ جب وہ دستر خوان میلا ہو جاتا۔ تو ابو درداء آگ جلاتے اور اس کو آگ پر دھر دیتے۔ اس کا میل کچیل آگ میں جل جاتا اور دستر خوان سفید ہو کر آگ سے باہر نکل آتا۔ اسی طرح یہاں پر بھی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین کے دوش مبارک پر چڑھ کر اپنے دست مبارک سے بتوں کو گراتے تو وہ بے شک و شبہ آتش دوزخ سے محفوظ و سلامت رہتے۔ اور آیہ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ کا حکم ان پر جاری اور نافذ نہ ہوتا۔ اور اس باب میں نکتہ یہ ہے کہ جس روٹی کو ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ ایک دفعہ لگ جائے۔ آگ اس پر اپنا اثر نہیں کر سکتی اور بندۂ مومن کا دل جو پچاس یا ساٹھ سال تک خدا کے قبضہ قدرت میں بموجب حدیث شریف قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن یقلبھا کیف یشاء (مومن کا دل خدا کی دو انگلیوں میں ہے۔ جس طرح چاہتا ہے اس کو الٹ پلٹ کرتا ہے) الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے۔ اگر آتش دوزخ سے محفوظ رہے اور جدائی آگ سے بچا رہے تو کیا تعجب ہے۔

دوسرا اشارہ (نکتہ) یہ ہے کہ کافروں نے سب بت خانہ کعبہ میں رکھے۔ چونکہ وَأَن طَهِّرَا بَيْتِيَ کے فرمان واجب الاذعان سے شرف ضافت و نسبت رکھتا تھا۔ اس لئے بت خانہ نہ بنا۔ بندہ مومن کا دل چونکہ وَلٰكِن يَسَعُنِي قَلْبُ عَبْدِيَ الْمُؤْمِن (لیکن میرے بندہ مومن کا دل میری گنجائش رکھتا ہے) کے شرف سے مشرف اور ممتاز ہے۔ اگر چند گناہوں کی وجہ سے بیگانہ ہو جائے تو کیا تعجب ہے۔

تیسرا اشارہ یہ ہے کہ کفار نے خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے تھے وہ اس گھر کی نسبت کو حق تعالیٰ سے ساقط نہ کر سکے۔ یہاں کی ہر رات اور دن میں تین سو ساٹھ نظر سے اپنے بندے کے دل کو تقویت بخشتا ہو۔ کیونکہ اس کی اضافت اور خصوصیت ساقط ہو سکتی ہے۔ ایک حکایت اس باب میں سنو کہتے ہیں کہ جس روز حضرت موسیٰؑ کی قوم دریا پر سے گزر رہی تھی۔ حضرت موسیٰؑ آگے آگے جاتے تھے۔ اور حضرت ہارون قوم کے پیچھے۔ بنی اسرائیل دونوں کے بیچ میں تھے۔ مقدمہ اور ساقہ کی برکت سے پانی کو یہ مجال نہ تھی کہ کسی کا بال تک بھی تر کر سکے۔ اسی طرح یہاں اشارہ یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو جناب باری تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی۔ اے محمدؐ تو نے خود علیؑ سے یہ نہ کہا تھا کہ انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبی بعدی (تو مجھ سے اس درجہ پر ہے جیسے موسیٰؑ سے ہارونؑ تھے۔ مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔) آنحضرتؐ عرض کریں گے بے شک۔ پروردگار فرمائے گا جب امت کو آتش دوزخ کے دریا پر سے گزرنا ہو تو تم دونوں میں سے کوئی سا ایک مقدمہ یعنی آگے ہو جائے اور ایک ساقہ یعنی پیچھے ہو جائے اور امت کو اپنے درمیان جگہ دو تاکہ آتش دوزخ کی یہ مجال نہ ہو کہ وہ کسی کے بدن پر سے ایک بال بھی جلا سکے۔ (کوکب دری ص ۲۲۵ منقبت ۱۳)

روایت حضرت ابو ہریرہ

ابن مغازلی ص ۲۰۲ سطر ۵، مناقب عبداللہ شافعی ص ۳۸

روایت ابن مسعود

(۲) عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل مکۃ یوم الفتح و حولہ ثلثمائۃ و ستون صنما لقبائل العرب لکل قوم صنم لجعل یطعنھا و یقول جاء الحق و زھق الباطل فیکب الصنم بوجھہ حتی القاھا جمیعا و بقی صنم خزاعۃ فوق الکعبۃ و کان من قواریر صفر فقال یا علی ارم بہ فحملہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی صعد فرمی بہ فکسر (تفسیر النیسابوری فی قولہ تعالی جاء الحق زھق الباطل) عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے روز

جب حضرت کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے گرداگرد تین سو ساٹھ بت قبائل عرب کے دھرے ہوئے تھے ہر ایک قبیلہ کا جداگانہ دیوتا تھا حضرت چھڑی کے ساتھ ان کو ٹھکراتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ پس منہ کے بل وہ بت گرتے تھے یہاں تک کہ سب بت گرا دیے صرف کعبہ کی چھت پر بنی خزاعہ کا ایک بت باقی رہ گیا جو میقل کیے ہوئے اور ڈھلی ہوئی پیتل سے بنا ہوا تھا جناب امیر کو کندھے پر اٹھا کر فرمایا علی اس کو پھینک دو وہ جناب امیرؑ نے چڑھ کر پھینک دیا اور ٹوٹ گیا۔

ارجح المطالب ص ۵۰۹

روایت دوم

تفسیر نیشاپوری جلد ۱۵ ص ۸۷ سطر ۲۴

روایت حضرت ابو الخیر

واخرج الحاکمی و قال بعد قوله فصعدت علی الکعبة قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم الق صنمهم الاکبر و کان من نحاس موتد باو تاد من حدید الی الارض فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم عالجه فلم ازل اعالجه حتی استمکنت منه فقال لی اقذفه فقذفته ثم ذکر باقی الحدیث ابو الخیر الحاکمی اس حدیث میں جناب امیرؑ کے اس قول کے بعد (کہ جب میں کعبہ پر چڑھ گیا) اس طرح سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے کہا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ ان میں سے بڑے بت کو پھینک دے وہ تانبے کی میخوں سے جکڑا ہوا اور لوہے سے زمین میں گڑا ہوا تھا۔ مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جنبش دو میں اس کو ہلاتا رہا یہاں تک کہ میں اس پر قابو پا گیا پھر حضرت نے فرمایا اسے پھینک دو میں نے اسے پھینک دیا پھر جناب امیر نے باقی حدیث کو روایت کیا ہے

ارجح المطالب ص ۵۰۹ سطر ۳

مرسل روایات

سیرت حلبیہ جلد ۳ ص ۹۹ سطر آخر، روضۃ الاحباب ص ۴۴۳، مناقب عبداللہ شافعی

الفتح الربانی

نزھتہ المجالس جلد ۲ ص ۲۸

ملاحظہ فرمایئے انسائیکلو پیڈیا علویہ جلد ۷ ص ۱۴۲

حضرت علی کیوں نہ اٹھا سکے

المناقب میں محمد بن حرب ہلالی سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آقا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ وہ کونسی بات تھی جس کی وجہ سے حضرت علی خانہ کعبہ کی چھت پر سے بت کو گرانے کے وقت رسولؐ اللہ کو نہ اٹھا سکے۔ حالانکہ آپ اتنی طاقت کے مالک تھے کہ آپ نے خیبر کے دروازہ کو اکھاڑ کر خندق کے اوپر پھینک دیا تھا۔ یہ دروازہ اس قدر وزنی تھا کہ چالیس آدمی کو نہیں اٹھا سکتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو صرف بغلہ یا دراز گوش سواری کے وقت اٹھا لیتے تھے۔ حضرت علی رسول اللہ کو کسی طرح نہ اٹھا سکے۔ امام نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی کی کمزوری علی کے لڑکپن کی وجہ سے محسوس کی تھی اور اپنے قدموں کو علی کے کندھے پر رکھا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان دونوں کی خلقت ایک نور ہے۔ رسولؐ نے اپنے نور کے اس جز کو اٹھایا ہوا تھا۔ جو رسول سے بعد میں آنے والا اور موخر تھا۔ (جز اول کو پہلے اور جز دوم کو بعد میں ہونا چاہیے تھا) اس کے متعلق خود حضرت علی نے فرمایا۔ میں احمد سے اس طرح ہوں جس طرح ہتھیلی ہاتھ سے اور کلائی بازو سے ہوتی ہے۔ (امام نے فرمایا) یہ دونوں حضرات مخلوق کی خلقت سے پہلے ایک نور کی صورت میں موجود تھے۔ فرشتوں نے جب اس نور کو جگمگاتے دیکھا تو کہا اے ہمارے پروردگار یہ نور کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ نور میرے نور سے ہے۔ اگر یہ نور نہ ہوتا تو میں مخلوق کو پیدا نہ کرتا۔ پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غدیر خم کے روز علی کے ہاتھ کو اتنا بلند کیا تھا کہ لوگوں نے حضرت علی کی دونوں بغلوں کی سفیدی کو دیکھ لیا تھا اور رسولؐ اللہ نے علیؑ کو مسلمانوں کا مولا قرار دیا تھا۔ جس روز حسنؑ اور حسینؑ بنو نجار کے باغ میں سوئے ہوئے تھے' تو رسول اللہ نے ان دونوں کو اٹھا لیا تھا اور رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا یہ دونوں سوار خوب ہیں اور ان دونوں کا باپ ان دونوں سے افضل ہے۔ رسول اللہ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا فرمائی تھی اور سجدہ کو لمبا کر دیا تھا فرمایا تھا کہ میرا فرزند (حسین) مجھ پر سوار ہو گیا تھا۔ میں نے اس بات کو ناپسند کیا تھا کہ میں اپنے سر کو (سجدہ سے) اٹھاؤں حتیٰ کہ حسین اپنی مرضی سے خود بخود اتر جائے۔ رسولؐ اللہ نے یہ

فعل اس لئے کیا تھا کہ ان حضرات کی بزرگی اور شرف اور قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔ علی کو اپنی پشت پر اس لئے سوار کیا تھا کہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ علی آپ کے فرزندوں کے باپ ہیں اور آئمہ علی کے صلب سے پیدا ہوں گے۔ رسولؐ نے نماز استسقاء کے موقع پر جس طرح اپنی چادر کو الٹ دیا تھا یہ اس بات کی علامت تھی کہ آپؐ نے قحط سالی کو شادابی میں تبدیل کر دیا تھا۔ رسولؐ کا علی کو اٹھانا اس بات کی علامت ہے کہ جس کو معصوم اٹھاتا ہے وہ بھی معصوم ہوتا ہے۔ فرمایا اے علی اللہ تعالیٰ نے تمہارے تابعداروں اور محبین کے گناہ مجھ پر لاد دیئے تھے۔ پھر مجھے بخش دیا اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے گذشتہ اور آئندہ گناہ بخش دے (رسول اللہ کا یہ فرمان) اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم درخت کی جڑ ہیں، علیؑ، حسنؑ اور حسینؑ اس درخت کی ٹہنیاں ہیں۔ پھر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا یہی راز تھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا علی میرے نفس اور میرے بھائی ہیں۔ ان کی اطاعت کرو۔

امام شافعیؒ نے یہ اشعار بیان فرمائے ہیں:

(الف) مجھے کسی نے کہا کہ علیؑ کی مدح کرو، علی کا ذکر جلانے والی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(ب) میں نے کہا کہ میں ایسے آدمی کی مدح نہیں کروں گا۔ جس کے بارے میں عقل گمراہ ہو کر اس کی عبادت کرنے لگ گئی۔

(ج) شب معراج جب نبی مصطفٰیؐ کو اللہ تعالیٰ نے اوپر اٹھایا تھا تو اللہ نے اپنا ہاتھ میری پشت پر رکھ کر فرمایا اے محمدؐ! کیا تمہارا قلب کچھ ٹھنڈک محسوس کرتا ہے۔

(د) حضرت علیؑ نے اس جگہ اپنے قدم رکھے تھے جس جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

(ینابیع المودۃ ص ۲۱۷ تا ۲۱۸)

بت شکنی کی وجہ سے اسم اعلیٰ

جناب امیر کے علی نام ہونے کی وجہ تسمیہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ھو اسم سمتہ بہ امہ عند ولادتہ (تذکرۂ خواص الامہ) یعنی ان کی والدہ ماجدہ نے ان کی ولادت کے وقت ہی ان کا نام علی رکھا تھا۔

وقیل فلما علا علی علی کتفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لسکر الاصنام سمی علی من العلو الرفعتہ الشرف (تذکرہ خواص الامہ) بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش اقدس پر کعبہ کے بت توڑنے کے لیے چڑھے اس وقت سے شرف اور علو اور رفعت کی وجہ سے آپ کا نام علی پکارا گیا۔

ارجح المطالب ص ۱۰ سطر ۳

مَا سَأَلْتُ لِنَفْسِي اِلَّا قَدْ سَأَلْتُ لَکَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امیرؑ کو اپنی ہر ایک دعا میں شریک کرنا

(۱) عن عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ قال قلت لعلی بن ابی طالب اخبرنی بافضل منزلتک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم عندہ و ھو یصلی فلما فرغ من صلوتہ قال یا علی ما سألت اللہ عزوجل من الخیر الا سألت لک مثلہ و ما استعذت اللہ من الشر لا استعذت لک مثلہ (اخرجہ المحاملی فی اعالیہ) عبداللہ بن الحارث سے منقول ہے کہ میں نے جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ آپ مجھے اپنی بہترین منزلت سے خبردار کریں جو آپ کی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تھی فرمایا میں ایک دفعہ سویا ہوا تھا حضرت میرے پاس نماز پڑھ رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے مجھ سے فرمایا علی ہم نے کوئی ایسی نیکی خدا سے طلب نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لیے طلب نہ کی ہو اور کسی شر سے اپنے لیے خدا سے پناہ نہیں مانگی کہ ویسی ہی تیرے لیے نہ مانگی ہو۔

ارجح المطالب ص ۵۸۰ سطر ۱۳، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹، حدیث ۲۶۶۷، ص ۴۰۷ حدیث ۶۱۴۹، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۳ سطر آخر، مناقب خوارزمی ص ۶۱ سطر ۱۰، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۳ سطر ۱۳، ینابیع المودۃ ص ۲۰۳، ذخائر العقبیٰ ص ۶۱ سطر ۴، نظم درر السمطین ص ۱۱۹، خصائص نسائی ص ۱۳۶ سطر ۱۰، مفتاح کنوز السنہ ص ۳۵۳ کالم ۱ سطر آخر، مناقب ابن مغازلی ص ۱۳۵ سطر ۶، ص ۲۴۰ سطر ۱، مفتاح النجا ص ۴۰

روایت دوم

(۲) عن علی قال وجعت و جعا شدیدا فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقامنی فی مکانہ و قام یصلی و القی علی طرف ثوبہ ثم قال قم یا علی فقد برئت لا باس علیک و ما دعوت اللہ لنفسی شیئا الا دعوت لک بمثلہ و ما دعوت الا قد استجیب الی الا انہ قیل لا نبی بعدک (اخرجہ النسائی فی الخصائص و ابن عاصم و ابن جریر و صححہ ابن شاھین فی السنہ) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے درد شدید لاحق ہوا۔ میں حضرت کے حضور میں گیا۔ مجھے حضرت بٹھا کر نماز کو کھڑے ہو گئے اور فارغ ہو کر اپنے کپڑے کا کونا مجھ پر جھاڑ دیا اور فرمایا علی اٹھ کھڑا ہو۔ بہ تحقیق تو تندرست ہو گیا ہے۔ اب تجھے کسی قسم کا خوف باقی نہیں ہے۔ میں نے اپنے لیے کوئی دعا نہیں کی کہ ویسی ہی تیرے لیے نہ کی ہو اور میں نے کوئی دعا نہیں مانگی کہ وہ مقبول نہ ہوئی ہو۔ مگر یہ بات کہی گئی کہ تیرے بعد نبی نہیں ہو گا۔

ارجح المطالب ص ۵۸۰ سطر آخر، نظم درر السمطین ص ۱۱۹، کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۲ حدیث ۶۰۰۵، خصائص نسائی ص ۱۳۶ سطر ۱، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۰ سطر ۱۷، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۳ سطر ۱۴، مناقب خوارزمی ص ۸۶ سطر آخر، فرائد السمطین ص ۵۲، ینابیع المودۃ ص ۲۰۳

روایت حضرت علیؑ

ارجح المطالب ص۵۸۱ سطر۴، مناقب خوارزمی ص۱۸۶ سطر آخر، خصائص نسائی ص۱۲۶،
منتخب کنز العمال جلد۵ ص۳۳ سطر۱۴، کنز العمال ص۴۰۲ حدیث ۶۱۱۱

معراج امامت بردوش نبوت

زہے نقش پائے کہ بردوش احمدؐ
زھر نبوت مقدم شنید

مکہ فتح ہو گیا ہے کعبہ سے بت نکالے جانے والے ہیں اب تک نبوت و امامت نے دوش بدوش اپنے اپنے فرائض ادا کیے ہیں آخر کار خدا نے یہ دن دکھایا کہ تطہیر کعبہ کا وقت آیا اس امر عظیم میں کہ غایت نبوت تھا نبوت و امامت دونوں کی شرکت ضروری تھی اور کسی ایرے غیرے کا دخل دینا جائز نہیں۔ لہذا حضرت علی علیہ السلام طلب کیے گئے اور لوگ باہر نکال دیے گئے اور رسول و جانشین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کام شروع کیا۔ دونوں حضرات بتوں کو گراتے جاتے تھے اور تطہیر کعبہ کا کام ہوتا جاتا تھا آخر کار ایک عظیم الشان بت جو سقف کعبہ پر آویزاں تھا باقی رہا۔ ازراہ ادب حضرت علی علیہ السلام جھک گئے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کندھے پر سوار کیا لیکن نبوت کا بوجھ تو وہی کندھے سنبھال سکتے ہیں جو اس کے لئے خلق ہوئے ہیں نہ سنبھالا گیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے تشریف لائے۔ اب نبوت نے جھک کر امامت کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور امامت کو دوش نبوت پر معراج ملی۔ جانشین ایسے ہوتے ہیں نہ وہ کہ سقیفہ بنی ساعدہ سے پہلے کسی مہم میں نظر ہی نہیں آتے اور اگر نظر آتے ہیں تو بھاگتے ہوئے۔

ابوالخیر حاکمی حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کفار کے سب سے بڑے بت کو پھینک دو وہ تانبے کا تھا اور لوہے کی میخوں سے زمین میں گڑا ہوا تھا مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو جنبش دو، میں اس کو ہلاتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس پر قابو پالیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو پھینک دو میں نے پھینک دیا۔

عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت قبائل عرب کے دھرے ہوئے تھے۔ ہر ایک قبیلہ کا جداگانہ بت تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چھڑی کے ساتھ اس کو مارتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے **جاء الحق وزهق الباطل الایه** پس وہ بت منہ کے بل گر پڑتے تھے۔ یہاں تک کہ سب بت گرا دیئے صرف کعبہ کی چھت پر بنی خزاعہ کا ایک بت رہ گیا جو صیقل کئے ہوئے اور ڈسے ہوئے پیتل سے بنا ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کو اپنے کندھے پر چڑھا کر فرمایا کہ یا اس کو پھینک دو جناب امیر علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کندھے پر چڑھ کر وہ بت گرا دیا۔

حافظ محمد علی حیدر حنفی اپنی کتاب سیرۃ العلویہ حصہ اول صفحہ ۹۸ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"بعد فتح مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قریش کے بتوں کو توڑتے رہے جب دیواروں کے بت باقی رہ گئے جہاں ہاتھ نہ پہنچ سکتا تھا تو ان کے توڑنے کے لئے جناب امیر علیہ السلام کو اپنے کندھے پر اٹھا کر حکم دیا کہ ان کو توڑو۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بحوالہ امام نسائی واقعہ کو یوں لکھتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب کعبہ میں آئے تو اولاً" حضرتؐ میرے کندھے پر چڑھے اور کھڑے ہوگئے پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میری کمزوری دیکھی تو مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اتر آئے اور مجھ سے فرمانے لگے کہ اب تم میرے کندھے پر بیٹھ جاؤ چنانچہ میں آپؐ کے کندھے پر بیٹھ گیا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مجھے اٹھا کر کھڑے ہوگئے۔ میں نے کعبہ پر چڑھ کر دیکھا تو تانبے یا پیتل کی مورتیں نظر آئیں میں ان کو اکھاڑنے کی کوشش کرتا رہا جب اکھاڑنے میں کامیاب ہوگیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ ان کو گرا دو میں نے گرا کر ان کو چور چور کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کندھوں پر اتر آیا کہ ایک روایت میں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام بلحاظ ادب میزاب کی طرف سے کود پڑے جب نیچے آگئے تو ہنسنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وجہ پوچھی عرض کیا کہ مجھے ہنسی اس بات پر آئی کہ اس قدر بلندی سے جست کی۔ مگر مجھے یہ صدمہ نہیں پہنچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوپر چڑھایا اور جبرئیل نے نیچے اتارا پھر تمہیں چوٹ اور صدمہ کیسے پہنچتا؟"

علامہ حاکم نے اس واقعہ بت شکنی کو تحریر کیا ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"جب سب بت گرانے کے بعد تانبے کا سب سے بڑا بت باقی رہ گیا جو لوہے کی سلاخ میں پیوست کیا ہوا زمین پر نصب تھا اور بہت بلند تھا۔ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام کے کندھوں پر چڑھ کر اس کے گرانے کی کوشش کی لیکن جسم اطہر کا بار برداشت نہ کر سکے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے شانہ اقدس پر چڑھایا کہ اس کے گرانے کا حکم دیا انہوں نے سلاخ سے اکھاڑ کر حسب ارشاد نبوی پاش پاش کر ڈالا جس سے کعبہ کی تطہیر کامل ہو گئی" (سیرت العلویہ حصہ اول صفحہ ۹۸' امام حاکم مستدرک علی الصحیحین الجزء الثانی کتاب التفسیر صفحہ ۳۶۷)

تاریخ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۹۴' ۲۹۵ میں اس واقعہ کو بہت خوبصورتی سے لکھا ہم یہاں اس کی عبارت نقل کرتے ہیں۔

چند بت بزرگ را در موضع بلند نہادہ بودند چنان کہ دست باں نمی رسد علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ ۔عرض رسانید کہ یا رسول اللہ پائے مبارک رابر کتف من نہ وایں اصنام رافرود۔ آں سرور فرمود یا علی تراطاقت ثقل نبوت نیست تو پائے خود رابر کتف من نہ وایں کار بکن۔ حضرت علی علیہ السلام امتثالاً" لامرپائے خود بر کتف مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہاد و آنہار فرو گرفت۔ دریں حالت حضرت ازوے پرسید کہ خود را چگونہ می یابی۔ گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چناں مے بینم کہ حجب مکشوف شدہ و گویا سر من بساق عرش رسیدہ۔ بہر چہ دست درازی کنم بدست می آید حضرت فرمودائے علی علیہ السلام خوشاوقت تو کہ کار حق می کنی و جندا حال من کہ بار حق میکشم در دولتیے آنکہ فرمود یا علی علیہ السلام رسیدی آں چہ می خواستی علی در جواب گفت آرتے بخدائیکہ تر براستی مبعوث فرمودہ کہ چناں می بینم خودرا کہ اگر خواہم دست باسمان توانم رسانید پس بتاں رابزمین انداخت وقطعہ ساخت وازنزدیکی میزاب کعبہ خودرا بیانداخت از جہت ادب و شفقت بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوں بزمیں رسید بسمے فرمود۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از وے پرسید کہ چہ چیز ترا بخندہ آورد۔ گفت خود را از چنیں جائے بلند انداختم و ہیچ الم ٭ بمن نرسید۔ آں سرور فرمود چگونہ ہیچ علی الم بتو برسد حالانکہ ترا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برداشتہ بود جبرئیل ترافرو آورد وگویند یکے از شعرائے عرب اشارت

باین قصہ کردہ دریں ابیات کہ

گفتی مراکہ مدح علیؑ گوئی اے زہے
کزآں نیرو آتش آندل کہ بے ضیاست
اقدام چوں کنیم بمدح کسے گزد
در گمراہی فتاد گروہے کہ او خداست
کتف مصطفیٰؐ ید قدرت نہادہ دست
شام وصال ایں سخن از قول مصطفیٰؐ است
جائے کہ حق براں یدقدرت نہادہ بود
ازروئے احترام براں پائے مرتضیٰؑ است
گفتم حدیث راست وبے میرو از حسد
ہر خارجی کہ بشنود از من حدیث راست

قیل لی فی قیل لعلی مدحا
ذکرہ یخمدنا داموصدۃ
قلت لا اقدرفی مدح امرء
ضل ذواللب الی ان عبدہ
والنبی مصطفیٰ قال لنا
لیلتہ المعرا لما صعدہ
وضع اللہ یظھری یدہ
فاحس القلب ان بردہ
وعلی واضع قدامہ
فی محل وضع اللہ یدہ

یہ واقعات معہ اس قصیدہ مدحیہ کے تاریخ حبیب السیر میں بھی درج ہیں اب ہم ان تمام حوالہ جات کو ایک جگہ پر جمع کرکے لکھتے ہیں۔

تاریخ حبیب السیر جلد اول جز سوم صفحہ ۶۳، روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵، ۱۳۱ھ

احمد حنبل مسند الجزالاول صفحہ ۸۴٬۱۵۱

محب الدین طبری٬ ریاض النضرۃ٬ الجزء الثانی٬ باب الرابع٬ فصل السادس٬ صفحہ ۲۰۰٬ ۲۰۱٬ شیخ سلیمان٬ ینابیع المودۃ٬ الباب الثامن والاربعون صفحہ ۴۱٬ ۱۳۹

تفسیر النیشاپوری٬ فی تفسیر قولہ تعالٰی جاء الحق وزھق الباطل٬ الآیہ

حسن علی محدث٬ تفریح الاحباب صفحہ ۲۱۹٬ ۳۱۷

محمد بن اسماعیل صلاح الامیر٬ روضۃ الندیہ شرح تحفہ علویہ صفحہ ۱۰

سبط ابن الجوزی٬ تذکرہ خواص الامتہ الباب الثانی صفحہ ۱۷

حافظ محمد علی حیدر حنفی٬ سیرۃ العلویہ حصہ اول صفحہ ۹۸

عبیداللہ امرتسری٬ ارجح المطالب باب چہارم صفحہ ۴۹۷٬ منہاج السنہ ابن تیمیہ الجزء الثالث صفحہ ۷٬ سیرۃ الحلبیہ الجزء الثالث صفحہ ۹۹٬ ۱۰۰٬ وسیلتہ النجاۃ مولوی محمد مبین صفحہ ۷۳٬ ۷۴٬ کفایت الطالب ابن الکنجی صفحہ ۴۸٬ شاہ ولی اللہ٬ ازالتہ الخفاء اردو ترجمہ حصہ سوم صفحہ ۲۷۷

یہ واقعہ بھی بہت اہمیت رکھتا ہے بت پرستی کو معدوم کرنا اور عبادتگاہوں کو بتوں سے پاک و صاف کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا مقصد اولیٰ تھا۔ بلکہ یہ وہی کار رسالت تھا جب ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا بوجھ حضرت علی علیہ السلام سے نہ سنبھالا گیا ورنہ یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ اگر محض انسانی بوجھ ہی ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا حضرت علی علیہ السلام کے لئے اپنے کندھوں پر اٹھالینا کون سا دشوار کام تھا اس کار رسالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے سوائے اپنے جانشین کے اور کسی کو شامل نہ کیا یہ کام کوئی اور کر ہی نہ سکتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو یہ دکھانا مقصود تھا کہ کار رسالت میں میرا ہاتھ بٹانے والا علی ابن ابی طالب ہے۔ لہٰذا وہی میرا جانشین ہو سکتا ہے اور ہے۔ اگر لوگوں کے سامنے یہ اعلان بالفعل منظور نہ ہوتا تو آپ سیڑھی منگا کر تمام بتوں کو خود ہی گرا دیتے کعبہ کو بتوں سے صاف کرنے کے بعد اطراف و جوانب کے بت خانوں کو حضرت علی علیہ السلام سے صاف کروایا٬ بتوں کو منہدم کر دیا۔ (محمد علی حیدر حنفی٬ سیرۃ العلویہ حصہ اول صفحہ ۱۰۰٬ البلاغ المبین صفحہ ۱۸۲ جلد ا)

استدلالات

کسی بھی انسان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کاندھوں پر پاؤں رکھنے کا شرف حاصل نہیں ہوا یا حسنین علیہم السلام کو یا ان کے باپ کو کیونکہ یہ ایک نور سے تھے۔

اور جس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پوچھا کہ یا علی علیہ السلام اب اپنے آپ کو کیا پاتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ کی موجودہ معراج پر رسول اکرم ﷺ بھی بے حد خوش تھے۔

حضرت علی علیہ السلام بھی یہ بتاتے ہوئے فخر کر رہے تھے کہ امت محمدیہ میں یہ شرف اور کسی کو حاصل نہیں ہوا۔

جس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے اگر وہ چاہتا تو یہ بت بھی ہاتھ کے اشارے سے زمین بوس کر دیتا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف حضرت علی علیہ السلام کو منتخب کرکے بتادیا اور فیصلہ کر دیا کہ تمام اصحاب میں اگر کوئی بت شکن ہے تو وہ علی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوسرے اصحاب کو اس فرض کے لئے منتخب نہ کیا کیونکہ وہ لوگ ماضی میں ان کو اپنا رب مان چکے تھے اور ہو سکتا تھا کہ ان کے ہاتھ کانپ جائیں اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ہاتھوں سے تڑوائے جن ہاتھوں سے مشرک بھی قتل ہوئے اور ان کے رب بھی۔

اب فیصلہ تمہارے ہاتھوں میں ہے کہ بعض ہاتھ بتوں کو جوڑے گئے اور بعض ہاتھوں سے بت توڑے گئے بتاؤ افضل کون ہے اسی لئے تو یداللہ بھی علی علیہ السلام بنے کیونکہ ان ہاتھوں سے کبھی خطا نہیں ہوئی یہ جب بھی اٹھے گا حق کے لئے اٹھے گا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوچھنے پر علی علیہ السلام نے جو کلمات کہے ہیں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ حجابات کھل گئے ہیں اور میرا سر ساق عرش پر محسوس ہوتا ہے اور جس چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوں میرے ہاتھ میں آجاتی ہے (یا اگر چاہوں تو عرش معلیٰ کو مس کر سکتا ہوں)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بت توڑے تھے لیکن قدم ختم المرسلین ﷺ کے کاندھوں پر نہ تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا یہ فرمانا کہ اے علی خوشی کا سامان ہے کہ تم کار حق میں مصروف ہو اور میں نے حق کا بوجھ اٹھا رکھا ہے۔

یعنی یہ حضرت علی علیہ السلام کا ایسا فعل ہے کہ جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خوش بھی ہو رہے تھے اور اسے کارحق بھی فرمارہے تھے۔

اور حضرتؐ کا یہ کہنا کہ یا علی تکلیف کیسے پہنچے کیونکہ اٹھانے والا خدا کا رسولؐ اور اتارنے والا خدا کا جبرائیلؑ ہے۔

کیا فضائل علی علیہ السلام کی معراج نہیں ہے کہ کسی اور انسان کی غلامی کے لئے بھی جبرائیلؑ جیسے فرشتے آئے ہیں۔

اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ وحی خدا کے مطابق ہوا اور حضرت علی علیہ السلام کو اس مقام پر منتخب فرمانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ذاتی فعل نہ تھا بلکہ حکم خدا تھا۔

اور بعض روایات میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی علیہ السلام تجھے خوشی ہے کہ تو حق کا کام کر رہا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ میں حق کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں۔ اب فیصلہ فرمایئے کہ جو سراپا حق ہو اس سے دوسرے لوگ کس طرح برابر یا افضل ہو سکتے ہیں۔

اِذَا سَاَلتُ اَعطَانِی اِذَا سَکَتُّ اِبتَدَانِی

اخرج ابن سعد عن علی انہ قیل لہ ما لک اکثر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا قال انی کنت اذا سالتہ انبانی فاذا سکت ابتدانی یعنی جناب امیر علیہ السلام سے لوگوں نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ بہ نسبت دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ تر حدیث روایت کرتے ہیں جناب علی نے فرمایا کہ میرا یہ حال تھا کہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کرتا تھا تو مجھ سے بیان فرمایا کرتے تھے اور جب میں چپ رہتا تھا تو حضرت ابتداء فرماتے تھے۔

جناب امیر علیہ السلام سے صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیر نے حدیث کو روایت کیا ہے چنانچہ علامہ بدخشی نزل الابرار میں اور سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں وروی عنہ من الصحابۃ عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن الزبیر جابر بن عبداللہ و جابر بن سمرۃ و جریر بن عبداللہ البجلی و عبدالرحمن بن اشیم و صہیب بن سنان و البراء بن عازب و زید بن ارقم و حذیفہ بن اسید و طارق بن اشیم و عمارۃ بن رویبۃ و بشر بن سحیم و عمر بن حریث و سفینۃ و ابو رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو جحیفۃ و ابو ہریرۃ و ابو امامۃ و ابو لیلی و ابو سعید و ابو الطفیل و ابنا الحسن و الحسین و غیرہم۔

و من التابعین ابناہ محمد بن الحنفیہ و ابنتہ فاطمۃ و کاتبہ عبداللہ بن ابی رافع و قیس بن ابی حازم و مالک بن اوس و الاحنف بن قیس و زید بن وھب و زر بن جیش و عبید بن عمیر و الحارث بن سوید و سعید بن المسیب و عبدالرحمن بن

ابی لیلی و عبداللہ بن شداد بن الهاد و مطرف بن عبداللہ بن الشخیر و کمیل بن زیاد و شریح بن هانی و شریح القاضی و عبیدۃ السلمانی و الحارث الاعور و مسروق و الشعبی و الحسن البصری و ابو وائل و شقیق بن سلمته الاسدی و ابو عبدالرحمن السلمی القاری و ابو الاسود الدوئلی و ابو عمرو الشیبانی و ابو رجاء العطاری و غیرهم۔

ارجح المطالب ص۴۳۹ سطر ۷، ص ۵۸۲ سطر ۹، جامع ترمذی ص ۵۴۳ سطر ۱۱، فتح العلی ص ۲۰ سعد الشموس ص ۲۱۰، الصواعق المحرقہ ص ۱۲۳ سطر ۱۱، جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۷۴، حدیث۔ ۶۴۹۲، کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۴ حدیث ۶۰۲۴، ص ۴۰۷، ص ۳۹۶، ذخائر المواریث جلد ۳ ص ۴۱، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۵۰، ذخائر العقبیٰ ص ۹۴ سطر ۲۰، مطالب السئول ص ۶۰ سطر ۱۲، تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۳۴۴، الریاض النضرہ ص ۲۱۶ سطر ۲۲، حلیتہ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۸ سطر ۲، خصائص نسائی ص ۱۲ سطر ۷، ینابیع المودۃ ص ۱۷۸ سطر ۹، مشکواۃ ص ۵۶۴ سطر ۱۲، تفسیر ابن کثیر جلد ۵ ص ۲۴۵، المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۵ سطر ۳، اسد الغابہ جلد ۴ ص ۲۹ سطر ۲۲، تحفتہ الاحوذی جلد ۴ ص ۳۲۹ سطر ۲، المرقات جلد ۴ ص ۳۴۲ سطر ۹، تلخیص المستدرک ص ۱۲۵ سطر ۲۰، تفریح الاحباب ص ۳۵۰ سطر ۱۰، صواعق ص ۲۳ سطر ۱۱

روایت حضرت محمد بن عمر

کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۴ حدیث ۶۰۲۴، الجمع بین الصحاح ص ۴۰، مفتاح النجا ص ۲۸، اسنی المطالب ص ۴۰، الفتح العلی ص ۲۰

روایت ذاران

کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۳ حدیث ۶۱۲۸

روایت حضرت علیؑ

ارجح المطالب ص ۴۳۹ سطر ۷، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۳۸، تاریخ الخلفاء ص ۶۶، فتح العلی ص ۲۰، الصواعق المحرقہ ص ۱۲۳ سطر ۱۱، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۶، مفتاح النجا ص ۲۸، ینابیع المودت ص ۲۸۲

روایت ہبیرہ۔ حذیفہ

کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۶ حدیث ۶۰۴۳

جناب امیرؑ کے سوا آنحضرتؐ کے نام پر نام رکھنا
اور اس کے ساتھ حضرت کی کنیت کو شامل کرنا جائز نہیں

(۱) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یولد لک ابن قد نحلتہ اسمی و کنیتی (اخرجہ احمد) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد کیا کہ تیرے ہاں ایک بیٹا پیدا ہو گا جس کے لیے میرا نام اور میری کنیت جائز ہو گی (یعنی ابو القاسم محمد جو محمد بن حنفیہ ہیں)

ارجح المطالب ص ۵۸۳ سطر آخر' الاسماء و الکنی جلد ا ص ۵ (دولابی) مناقب ابن مغازلی ص ۲۹۴ سطر ۵' سنن بیہقی جلد ۹ ص ۳۰۹' شرح ابن ابی الحدید ص ۴۲۸' کوکب دری ص ۱۹۲' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۷۹' ذخائر المواریث جلد ۳ ص ۲۴' تیسیر الوصول جلد ا ص ۲۷' تاریخ ابن عساکر جلد ا ص ۲۷۶' معرفتہ علوم الحدیث ص ۱۸۹' تاریخ کبیر ص ۱۸۲ جلد ا قسم ا' مسند حنبل جلد ا ص ۹۵' انساب الاشراف ص ۵۳۹' المستدرک جلد ۴ ص ۲۷۸' تاریخ اسلام ذہبی جلد ۳ ص ۲۹۵' بغیتہ الوعاۃ ص ۴۵۵' الروض الازہر ص ۱۹۵' ربیع الابرار ص ۲۶۰' روضتہ الاحباب ص ۵۴' مفتاح النجا ص ۹۴

حضرت طلحہ کا حضرت علیؑ سے احتجاج

حضرت طلحہؓ نے حضرت علیؑ سے احتجاج کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو اصحاب نے گواہی دی کہ خود رسولؐ اکرم نے حضرت علیؑ کو اجازت دے رکھی تھی۔

معرفت علوم الحدیث ۱۹۰' اسد الغابہ جلد ۵ ص ۳۶۱' اصابہ جلد ۴ ص ۲۸۱' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۷۹' شرح ابن ابی الحدید جلد ا ص ۸۱

قسم ثانی

الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۷۹' شرح حدیدی جلد ۴ ص ۴۲۸' مفتاح النجا ص ۹۳

روایت حضرت محمد بن حنفیہ

(۲) عن محمد بن الحنفية عن ابيه على قال قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ولد لك غلام فسمه باسمى و كنه بكنى و هو لك رخصه دون غيرك (اخرجه الديلمى فى المخلص) محمد بن حنفیہ اپنے والد ماجد جناب امیرؑ سے ناقل ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تجھے لڑکا پیدا ہو تو میرے نام پر نام رکھنا اور میری کنیت پر کنیت رکھنا اور لوگوں کے سوا اس کی تمہیں رخصت ہے۔

حصہ دوئم

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مناقب حضرت علیؑ	۴	خَیرُ اُمَّتی، خَیرُ اَھلِ الاَرضِ	۹۳	اَعظَمُھُم عَناءً عِندَ رَسُولِ اللہِ	۱۳۳
کتب مناقب و سیرت	۸	خَیرُ اَھلی، خَیرُ اِخوَتی	۹۷	اَعظَمُ الرِّجالِ	۱۳۴
تفضیل علیؑ اور علماء اہلسنت	۱۳	خَیرُ اِخوانی، خَیرُھُم اَخاً	۹۸	اَعظَمُ المُسلِمینَ حِلماً	۱۳۴
تحقیقی نکات	۱۵	خَیرُ مَن اَترُکُ بَعدی	۹۸	اَعظَمُھُم حِلماً	۱۳۴
جوانمردی اور بہادری	۱۸	تحقیقی نکات	۱۰۰	اَعظَمُ النّاسِ حُبّاً	۱۳۴
طرز استدلال	۲۲	مُختارُ اَھلِ الاَرضِ	۱۰۶	اَحسَنُھُم خُلقاً	۱۳۵
معتزلی کا اعتراف	۲۴	اَنتَ خَیرُ الوارِثینَ	۱۱۳	اَحسَنُھُم خُلقاً	۱۳۵
نکات	۳۲	خَیرُ مَن طَلَعَت عَلَیہِ الشَّمسُ	۱۱۳	اَعدَلُ النّاسِ فِی الرَّعِیَّۃِ	۱۳۵
سوانح حیات	۳۷	اَبُوھُما خَیرٌ مِنھُما	۱۱۵	اَقسَمُھُم بِالسَّوِیَّۃِ	۱۳۵
اقبال افضلیت علیؑ	۴۷	خَیرُ مَن بَعدَ النَّبِیِّ	۱۱۷	اَطرَحَ نَفسَہُ فی مُتلِفٍ	۱۳۶
دعویٰ افضلیت	۴۹	اَفضَلُ خَلائِقی	۱۱۷	اَقوَمُھُم بِاَمرِ اللہِ	۱۳۶
معرفت علیؑ مشکل ہے	۵۰	تحقیقی نکات	۱۱۸	اَقضیٰ اُمَّتی، اَقضَی النّاسِ	۱۳۶
تحقیقی نکات	۶۰	اَفضَلُ الاَنامِ	۱۱۹	اَقضاکُم عَلِیٌّ، اَقضاھُم عَلِیٌّ	۱۳۷
نکات	۶۳	اَفضَلُ البَرایا	۱۲۱	اَتقیٰ اَھلِ المَدینَۃِ	۱۳۸
فضائل بے شمار ہیں	۶۵	اَفضَلُھُم یَقیناً	۱۲۲	اَقضانا عَلِیٌّ، اَعلَمُ اُمَّتی	۱۳۹
فرشتے آتے ہیں	۷۰	اَفضَلُ النّاسِ سابِقَۃً	۱۲۲	اَعلَمُ النّاسِ بِالسُّنَّۃِ	۱۴۰
کسی کی شان میں اتنی آیات نہیں	۷۱	اَفضَلُ الاَصیدِ قاعٍ	۱۲۲	اَعلَمُ مَن بَقِیَ بِالسُّنَّۃِ	۱۴۰
ذکر علیؑ ہمیشہ بخیر آیا	۷۲	اَفضَلُ رِجالِ العالَمینَ	۱۲۳	اَعلَمُ القَضایا، اَعلَمُ الفَرائِضِ	۱۴۰
منقبت	۷۲	اَفضَلُ الوَصِیّینَ	۱۲۳	اَعلَمُ الاَصحابِ، اَکثَرُھُم عِلماً	۱۴۱
تین سو آیات در مناقب علیؑ	۷۳	اَفضَلُ المَدینَۃِ	۱۲۴	اَعلَمُ ما بَینَ اللَّوحَینِ	۱۴۱
چوتھائی قرآن در مناقب علیؑ	۷۳	اَقدَمُ النّاسِ سِلماً	۱۲۴	اَعلَمُ النّاسِ بِاللہِ	۱۴۱
ستر آیات در مناقب علیؑ	۷۳	اَفضَلُ رِجالِ العالَمینَ	۱۲۶	اَعلَمُھُم بِرَبِّنا	۱۴۲
جتنا اکتساب فضائل علیؑ نے کیا	۷۴	اَفضَلُ خالَۃٍ، اَفضَلُ عَشیرَۃٍ	۱۲۶	اَعلَمُھُم بِما اَنزَلَ اللہُ	۱۴۲
کسی صحابی کے اتنے مناقب نہیں	۷۵	اَفضَلُ الاَوصِیاءِ، اَفضَلُھُم حِلماً	۱۲۷	اَعلَمُ المُؤمِنینَ عِلماً	۱۴۳
کوئی ان سے بڑھا ہوا نہیں تھا	۷۶	اَفضَلُھا جِھاداً	۱۲۷	اَعلَمُ بِالکِتابِ وَالسُّنَّۃِ	۱۴۳
لوگ قدموں کی مٹی اٹھا لیتے	۷۶	اَقدَمُھُم اِیماناً	۱۲۹	اَعلَمُ النّاسِ کِباراً	۱۴۳
تیس ہزار احادیث در مناقب علیؑ	۷۷	اَکثَرُ الاُمَّۃِ عِلماً	۱۳۰	اَعلَمُ النّاسِ بِاَیّامِ اللہِ	۱۴۳
تحقیقی نکات	۷۸	اَکثَرُھُم عِلماً، اَوفَرُھُم حِلماً	۱۳۰	اَعلَمُھُم بِآیاتِ اللہِ	۱۴۴
حضرت علیؑ خیر البریہ ہیں	۸۲	اَجمَعُھُم قَلباً، اَسخاھُم کَفّاً	۱۳۱	اَعلَمُ النّاسِ عِلماً	۱۴۵
حضرت علیؑ خیر البشر ہیں	۸۵	اَعظَمُ النّاسِ حِلماً	۱۳۱	اَشعَراً فُلانَۃً	۱۴۵
خَیرُ رِجالِکُم، خَیرُ النّاسِ	۸۹	اَعظَمُ عِندَ اللہِ مَرتَبَۃً	۱۳۲	اَفرَضُ اَھلِ المَدینَۃِ	۱۴۵
خَیرُ الخَلقِ، خَیرُ الاُمَّۃِ	۹۲	اَعظَمُھُم مَنزِلَۃً	۱۳۳	اَبصَرُھُم بِالقَضِیَّۃِ	۱۴۵

اَقرءُ الاصحاب ۱۳۶
اَقوی قولاً فی الفرائض ۱۳۶
اَفقہُ فی دین اللہ ۱۳۶
اَحبُّ الرجال، اَحبُّ القوم ۱۴۷
اَحبُّ الناس ۱۵۰
اَحبُّکم الی اللہ ۱۵۰
اَحبُّ الناس الیہ ۱۵۱
اَحبُّ اَہلی ۱۵۱
اَحبُّ الیہ من ذریتہ ۱۵۲
اُحبُّ الیَّ مِن ان اُقدمھا ۱۵۲
علی اَعزُّ منھا ۱۵۲
اکرمُ الناس، اکرمُ الخلق ۱۵۳
اکرمُکم، اکرمُکم منصباً ۱۵۴
اکرم اہل السموات و الارض ۱۵۵
اکرمُ رجالنا، انزعُ البطین ۱۵۵
اَولی الناس، افرسُ الناس ۱۵۶
اشرفُ اہل بیت حسباً ۱۵۷
اَرحمُھم بالرعیت ۱۵۸
اَرأفُھم بالرعیت ۱۵۸
آخرُ الناس عھداً ۱۵۸
اَقربُ الناس عھداً ۱۵۸
اَقربُ الناس رحماً ۱۵۹
اَقربُ الناس الی الجنت ۱۵۹
اَقربُ الخلق، اتقی الناس ۱۵۹
اَسخاھُم کفاً، اشجعھم قلباً ۱۶۰
اجودھُم منہ منزلۃً ۱۶۱
اَسخی الناس، ازھدُ الناس ۱۶۱
اَحسنھم خلقاً، احکمھم حلماً ۱۶۲
اِنّ علیاً احقُ بالنبی ۱۶۳
اشدُّنا بہ لزوقاً ۱۶۴
اشدُّکم فی اللہ غضباً ۱۶۴
صدیق اکبر، فاروق اعظم ۱۶۴
اسبق [illegible] ۱۷۷
اَخشنُ فی ذات اللہ ۱۷۸
اَخشی الناس ۱۸۰
اولُ من یرانی ۱۸۰
اولُ الناس بی لقیاً ۱۸۰
اولُ لحوقاً ۱۸۱
اولُ ھاشمیٍّ تولد من ھاشمیین ۱۸۱
اولُ من یدخلُ الجنۃ ۱۸۱
اولُ من یقرعُ باب الجنۃ ۱۸۳
اولُ من یکسی ۱۸۳
اولُ یطلع علیکم ۱۸۴
اولُ من یُدعی بہ یوم القیامۃ ۱۸۴
اول من یرد علی الحوض ۱۸۶
اولُ من اشفعُ امتی ۱۸۷
اولُ الناس شافعاً ۱۸۷
اولُ من اسلم ۱۸۸
اولُ الرجال اسلاماً ۱۹۱
اولُ المسلمین ایماناً ۱۹۱
اولُ الناس اسلاماً ۱۹۲
اولھا اسلاماً ۲۰۰
اولُ القوم اسلاماً ۲۰۱
اولُ الناس اسلاماً ۲۰۱
اولُ صحابیٍ سلماً ۲۰۲
اولُ المسلمین اسلاماً ۲۰۲
اولُ المؤمنین ایماناً ۲۰۲
اولُ من آمن بی ۲۰۳
اولھُم ایماناً باللہ ۲۰۴
اولُ المؤمنین ایماناً ۲۰۵
اولُ الناس ایماناً ۲۰۵
اولُ من رکع ۲۰۸
انتَ اولُ المؤمنین ایماناً ۲۰۸
اولُ من شھد لا الٰہ الا اللہ ۲۰۹
اول باخیہ ۲۰۹
اولُ من اناب واجاب ۲۰۹
اولُ من صدّق بی ۲۰۹
اولُ من صلّی ۲۱۰
علی انبیاء سے افضل ہیں ۲۱۳
انبیاء کی تمام فضیلتیں ان میں ہیں ۲۱۸
مناظرہ حرہ و حجاج ۲۱۸
رسول اکرمؐ کا قرآن سے استدلال ۲۲۰
کمال امت جو انبیاء کو نہ ملا ۲۲۲
حضورؐ و علیؑ بائیس مقامات میں شریک ۲۲۲
حضورؐ اہل بیت پانچ مقامات میں شریک ۲۲۵
خصائص علویہ ۲۲۵
ستر عہد، اسی عہد ۲۳۳
نوے مرتبے، ایک سو مناقب ۲۳۴
باب امیر المؤمنین ۲۴۴
آدم سے امیر المؤمنین کا تعارف ۲۴۴
لوح محفوظ میں امیر المؤمنین ۲۴۵
سب سے پہلے امیر المؤمنین آئے گا ۲۴۶
تم امیر المؤمنین ہو ۲۴۶
ابھی امیر المؤمنین آئے گا ۲۴۷
کاش امیر المؤمنین آئے ۲۴۸
حقیقی امیر المؤمنین ۲۴۸
ابھی امیر المؤمنین آئے گا ۲۴۹
امیر المؤمنین سے تکلم شمس ۲۴۹
امیر المؤمنین یہ ہے ۲۵۱
امیر المؤمنین کے متعلق وحی ۲۵۲
راہب نے امیر المؤمنین کہا ۲۵۲
یہودی کا امیر المؤمنین کہنا ۲۵۳
ذکر امیر المؤمنین ۲۵۴
امیر المؤمنین کو سلام کرو ۲۵۵
شیخین بھی سلام کرتے تھے ۲۵۶
میں امیر المؤمنین ہوں ۲۵۶
یہ نبی نہیں امیر المؤمنین ہے ۲۵۶
مصادر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل علیاً للمصطفیٰ بمنزلۃ ہارون للموسیٰ و الصلوٰۃ و السلام علیٰ نبیہ و رسولہ المجتبیٰ مولانا محمد ن الذی قال فی حقہ من کنت مولاہ فعلی لہ المولیٰ و علیٰ آلہ و من تمسک بالعروۃ الوثقیٰ الذی ھو مودۃ اھل بیت القربیٰ فقد فاز علیٰ منازل الا علیٰ و من خالف عنھم فقد ضل و غویٰ صلوٰۃ و سلاما ما دامت الارض و السمٰوٰت العلیٰ

ادائے فرض و عبادات و اختیار تقویٰ و حسنات و اجتناب نواہی و سیئات کے بعد انسان کا مصرف زندگی اس سے بہتر اور کوئی نہیں کہ وہ اپنا وقت خاصان الٰہی کے حالات زندگی کے مطالعہ و انضباط میں صرف کرے اور اسی کو اپنا سرمایۂ حیات و زاد آخرت سمجھے اور اس صراط مستقیم پر چلنے کی تعلیم لوگوں کو دے۔ اس لئے کہ نفوس انسانیہ کے امکان میں صرف ارائۃ الطریق ہے۔ ایصال علی المطلوب کسی دوسری ہی قوت کا کام ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو خاصان الٰہی میں انبیاء اللہ کے بعد حضرت امیر المومنین امام المتقین فاتح باب الولایت شیخ المہاجرین و الانصار۔ قسیم الجنتہ و النار۔ نفس الرسول۔ زوج البتول۔ سید فی الدنیا و الآخرۃ۔ کاسر اصنام الکعبتہ۔ رایتہ الہدیٰ۔ امام الاولیاء۔ المنصوص بنص من کنت مولاہ فعلی مولاہ و المخصوص بنص ما انتجیتہ و لکن اللہ انتجاہ باب مدینتہ العلوم و المعارف و الحکم۔ سید العرب صدیق الاکبر و فاروق الاعظم ابو الحسنین و ابو تراب وصی رسولہ و اخیہ مولانا مولیٰ کل علی المرتضیٰ حیدر الامجد و الانجاب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا مثل ملنا غیر ممکن ہے۔ آپ کی ذات سے حضرت سرور کائنات کے فیض نبوت اور فیض ولایت دونوں کا افاضہ اور استفاضہ بروجہ کمال ظہور میں آیا۔

انبیاء اللہ کے بعد دنیا میں اب تک جتنے مشاہیر گذرے ہیں ان میں بحیثیت جامعیت صفات کمالیہ حضرت علی مرتضیٰؑ ہی فرد الافراد نظر آتے ہیں۔ جو ہر طبقہ کے سرآمد مشاہیر میں شمار ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مجمع سلاطین میں آپ جلال خداوندی کا تاج سر پر رکھے ہوئے ایک عظیم الشان بادشاہ نظر آتے ہیں۔ جن کے دربار میں ایوان کسریٰ کے حاضر باش دست بستہ مودب کھڑے رہتے ہیں۔ معرکہ کارزار میں ایک بے مثل شجاع پائے جاتے ہیں جو اپنی خدا داد قوت و طاقت سے مرحب اور عمر ابن عبدود جیسے مشہور پہلوانوں اور دیو نژادوں کو مغلوب کرتے ہیں۔ ممبر پر ایک فصیح اللسان اور بلیغ البیان خطیب دکھائی دیتے ہیں۔ جن کے سامنے فصحائے عراق و بلغائے عرب کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔ علم و فضل کی درسگاہ میں ہمہ دانی کا وہ آفتاب

بن کر چمکتے ہیں۔ جو علم الٰہی کے نور بسیط کو یہود و نصاریٰ تک شریعت بنی اسرائیل کے غرفہ اور اہل فلسفہ تک حکمت یونانی کے روزن سے پہنچاتے ہیں۔ (سیرت علویہ ص ۱)

مناقب حضرت علی علیہ السلام

عام قاعدہ ہے کہ انسان جب کسی سے کسی بات پر خوش ہوتا ہے تو اس خوشی و مسرت میں خوش آئندہ الفاظ اظہار فرحت و سرور میں اس کی زبان سے نکلا کرتے ہیں۔ صحابہ کرام کی خدمت و جاں نثاری اطاعت شعاری و وفاداری ایسی نہ تھی کہ جس کی وجہ سے ارشادات پر از لطف و بشارات صادر نہ ہوتے۔ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ان ارشادات کو بھی دستاویزات سمجھ کر محفوظ رکھا۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ جس شخص کو جس قدر زائد قربت خصوصیت و محبت ہوتی ہے اسی قدر اس کا ہر فعل اچھا معلوم ہوتا ہے اور قابل تحسین سمجھا جاتا ہے اور اسی قدر زائد اس کی تعریف و توصیف کی جاتی ہے۔ جو احادیث کہ فضائل صحابہ میں وارد ہیں اگر ان پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت دراصل جس کو ہم نے اوپر بیان کیا ہے صاف واضح ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ ہم کو صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ جس قدر زائد خصوصیت اور قربت جس صحابی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں تھی اتنی ہی زائد حدیثیں اس صحابی کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔

صحابہ میں بہ لحاظ قربت و خصوصیت و محبت جو بات حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو حاصل تھی وہ کسی دوسرے کو حاصل نہ تھی۔ اسی بنا پر آپ کے مناقب و فضائل سب سے زائد وارد ہوئے ہیں۔ جس کا اعتراف شیخ المحدثین امام احمد بن حنبل و قاضی ابو علی نیشاپوری اور امام نسائی نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

ما جاء لا حد من الفضائل بسند جید الا بما جاء لعلی ابن ابی طالب

یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ جناب امیرؑ پانچ سال کی عمر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہمراہ رہے اور آنحضرتؐ نے آپ کی تربیت و تعلیم پر اولاد کے مثل توجہ اور شفقت مبذول رکھی۔ بعد بعثت اسلام میں آپ نے سبقت حاصل کی۔ کفار کے مقابلہ میں سب سے اول رہے

صنا دید قریش کو تہ تیغ کیا۔ بدر و احد و احزاب و خیبر و حنین میں وہ داد شجاعت دی جو کسی اور سے ممکن نہ ہو سکی۔ آنحضرتؐ نے بکمال شفقت و مکرمت ان اعمال و افعال کی تاحد امکان قدر فرمائی اور اظہار حب و خصوصیت کو اس درجہ پر پہنچا دیا کہ اپنی محبوب ترین اولاد حضرت فاطمہؑ کا عقد جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ کر دیا اور ان کی اولاد کو اپنی اولاد قرار دیا۔ منزلت ہارونی عطا کی۔ خلعت من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے مخلع اور متردی برداء تطہیر فرمایا۔ مباہلہ و بیوت و مسجد و سد ابواب مواخاۃ میں معیت سے سربلندی عطا فرمائی۔ آنحضرت کے حضور میں جناب علی مرتضیٰ کا خلوص ان کی جان نثاری و محبت اسی کی مقتضی بھی تھی کہ آنحضرتؐ ایسا رسول برحق عالم ماکان و مایکون بلحاظ قدر افزائی و شفقت خالصہ ایسے امور سے سرفرازی بخشا رہے۔ کہ جناب امیر کی محبت کو اپنی محبت اور ان کے بغض کو اپنا بغض قرار دے اور حب کو دلیل ایمان اور بغض کی دلیل نفاق و شقاق ٹھہرا دے اور ایسے شخص کو اپنے کمالات کا آئینہ کر دے کہ جس میں رائی کا انعکاس شئی مری میں علیٰ وجہ الکمال ہو جائے۔

بہ ادنیٰ تعمق و تفحص مطالعہ کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات بابرکات مرتضوی کس درجہ جامع و حاوی کمالات و کرامات مصطفوی تھی۔ اعزا کی مخالفت اور ان سے جہاد صلح حدیبیہ و صلح صفین کا تقابل مباہلہ میں موافقت فقر و فاقہ کی زندگی علوم و اوصاف کا تماثل وغیرہ وغیرہ سب اسی قبیل سے تھے۔ اور یہی امور باعث حصول مرتبہ ولایت بعد اختتام مرتبہ نبوت بھی ہوئے۔ حدیث اثبت الاخبار واصح الاسانید و متفق علیہ اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ لکنہ لا نبی بعدی سے اسی طرف اشارہ ہے۔ چونکہ نبوت کا اختتام ذات گرامی حضرت سید المرسلینؐ پر ہوا۔ جس کے بعد افتتاح مرتبہ ولایت ضروری تھا۔ لہٰذا ازل ہی سے فاتح باب ولایت محمدی موافق کشف و شہود حضرات صوفیہ جناب علی مرتضیٰ منتخب ہوئے۔ نبوت کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے اور ولایت کا باطن سے اور نبی ان دونوں جہتوں کا حامل ہوتا ہے۔ اس سے بوجہ غلبہ ظاہر امور ظاہری کا علیٰ وجہ الکمال ظہور ہوتا رہتا ہے اور امور باطن یعنی ولایت سے وہ خود متکیف ہوتا رہتا ہے۔ اور اس کے اصحاب حسب استعداد کمتر مرتبہ ولایت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ چنانچہ امم سابقہ میں انبیائے ماسبق کی نبوت و رسالت کے زمانہ میں کمتر نظیر اس کی ملتی ہے بخلاف حضرت رسالت پناہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ حضور اپنے دونوں مرتبوں میں کامل تھے اور چونکہ ناسخ ناسخ ادیان و ملل واقع ہوئے تھے۔ لہٰذا دونوں وجہوں کا پورے

طور پر ظہور ہوا۔ اشاعت اسلام و اوامر و نواہی اعلاء کلمۃ اللہ پورے طور پر ہوا اور فیضان ولایت نے اس قدر نشوونمات پایا اور ایسی تعمیر باطن و صفائی قلوب کی کہ جس کی نظیر کوئی زمانہ نہ لا سکا اور اس کامیابی کا سہرا جناب امیر ہی کے سر رہا کہ ان کی اتباع و محبت دلیل ایمان و بغض و عناد و دلیل نفاق ہوا اور **لا یحبہ الا مومن و لا یبغضہ الا منافق** دستور العمل قرار پا گیا۔

جو صنادید قریش اور دیگر کفار جناب امیر کے ہاتھ سے مختلف غزوات وغیرہ میں قتل ہوئے تھے۔ ان کے اعزہ بروقت غلبہ اسلام مسلمان ہوتے گئے۔ مگر باوجود اسلام لانے کے ایسی تمام ہستیاں عرب کے دیرینہ عادت قصاص سے متاثر رہیں اور ظاہر و باطن اسی جذبہ کے ماتحت حضرت علی مرتضیٰؑ کے خلاف کام کرتی رہیں۔ بعد انقضائے عہد رسالت زمانہ خلافت جناب امیرؑ میں وہ جذبہ جو بہت سے لوگوں میں اتنی مدت سے پردہ میں کام کر رہا تھا۔ ظاہر ہو گیا۔ کچھ لوگ بغاوت میں مبتلا ہوئے اکثر سے خطاء فحش و منکر سرزد ہوئی اور کچھ خارج از ایمان ہوئے۔ غرضیکہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی رہ گیا۔ (سیرت علویہ ص ۷)

کتب مناقب و سیرت

مناقب میں بھی اکثر آئمہ و اکابر قوم نے کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ایک جماعت نے ان کتابوں کی اور ان کے مصنفین کی توثیق و توصیف بھی کی۔ متعصبین نے باوجود تعصب لائق استناد بھی قرار دیا۔ امام زہری کے تلامذہ میں سے دو شخصوں نے فن سیرت میں نہایت شہرت حاصل کی اور یہی دو شخص ہیں جن پر اس فن کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔ موسیٰ ابن عقبہ اور محمد ابن اسحاق۔ موسیٰ بن عقبہ خاندان زبیر کے غلام تھے۔ انھوں نے عبداللہ ابن عمر کو دیکھا تھا۔ فن حدیث میں امام مالک ان کے شاگرد ہیں۔ اور نہایت مداح ہیں۔ محمد ابن اسحاق نے اس فن میں سب سے زیادہ شہرت حاصل کی۔ ایسا کہ وہ امام فن کے نام سے مشہور ہیں۔ سیرت ابن ہشام اسی کا نقش ثانی ہے۔ یہ دونوں حضرات موسیٰ ابن عقبہ و محمد ابن اسحاق تابعین سے تھے۔ مخصوص سیرت اہل بیت پر حسب ذیل کتابیں ہوئیں۔

کتاب المناقب للامام احمد بن حنبل، خصائص للنسائی، منقبۃ المطہرین و ما نزل من القرآن فی علیؑ للحافظ ابو نعیم اصفہانی، مناقب موسہ زلمیند فاطمہ للحافظ دارقطنی، مناقب لطراز

المحدثین' ابوبکر ابن مردویہ جواہر العقدین فی فضل الشرفین شرف العلم و النسب للسید نور الدین ابو الحسن سمہودی شافعی کتاب الآل لابن خالویہ' معالم العترۃ للحافظ ابی الحسن جنابذی' ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ العلامہ محب طبری' صاحب ریاض النضرۃ' فرائد السمطین فی فضائل مرتضیٰ و البتول و السبطین للعلامہ ابراہیم الحموینی' مناقب للاخطب الخطباء خوارزم شافعی' مطالب السئول فی مناقب آل الرسول المحمد ابن طلحہ شافعی' الفصول المہمہ فے احوال الائمہ لابن الصباغ المالکی' مودۃ القربیٰ للسید علی ہمدانی' مفتاح النجاونزل الابرار المیرزا محمد معتمد خاں بدخشانی' کتاب المناقب لابن المغازلی مالکی' ینابیع المودۃ للشیخ سلیمان بلخی' جزء فضائل اہل بیت للحافظ البزار' مناقب السادات للقاضی شہادت الدین دولت آبادی' شرف النبوۃ للعلامہ ابو سعید' اسعاف الراغبین للعلامہ محمد ابن علی الصبان' تذکرۃ خواص للشیخ عبدالحق محدث دہلوی' اسنی المطالب فی مناقب' علی ابن ابی طالب للعلامہ شمس الدین محمد جزری صاحب حصن حصین' فضائل حضرت فاطمہ للحافظ عبداللہ الحاکم نیشاپوری صاحب المستدرک' نور العین فی مشہد الحسین لابو اسحاق الاسفرائینی' نور الابصار' للشیخ شبلنجی شافعی' قول الحنبلی فی فضائل علی و ثغور الباسمہ فی مناقب الفاطمہ و احیاء المیت و عرف الوری للسیوطی' کفایتہ الطالب لمحمد ابن یوسف شافعی' معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول للعلامہ محمد ابن یوسف الزرندی المدنی' صراط السوی فی مناقب آل النبی للعلامہ محمود ابن محمد شیخانی قادری' معارج العلیٰ فی مناقب المرتضیٰ المحمد صدر عالم' توضیح الدلائل لمحمد شہاب الدین احمد' خصائص العلویہ لابی الفتح محمد ابن علی نطنزی' فتح المطالب لاحافظ شمس الدین محمد ذہبی' سر الشہادتین مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی مراۃ المومنین' للمولوی ولی اللہ فرنگی محلی' وسیلتہ النجاۃ للمولوی محمد مبین فرنگی محلی' درر السمطین للجمال الدین محمد یوسف الزرندی' مناقب حیدریہ للشیخ احمد ابن علی انصاری یمنی' عقد اللال فی فضائل الآل للشیخ عبداللہ العیدروس مناقب للحافظ الدین محمد ابن احمد عجمی' فضائل اہل بیت للسید عبدالرحمن جہوری شافعی' شرف المؤبد لآل محمد للشیخ یوسف ابن اسماعیل نبہانی' عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب للشیخ جمال الدین احمد معروف بہ ابن عقبہ' ریاض الفضل للشیخ محمد واعظ ہروی' وسیلتہ المال فی عد مناقب الآل للشیخ احمد ابن الفضل باکثیر کی شافعی' کتاب الصفوۃ بمناقب آل النبوۃ بعد الرؤف المناوی' فتح المبین فی فضائل اہل بیت سید المرسلین للعلامہ

رشید الدین خان دہلوی' ذخیرۃ المال فی شرح عقد جواہر اللال للشیخ احمد ابن عبدالقادر عجیلی شافعی' تفیذ العقود و السنیتہ للشیخ رضی الدین محمد ابن علی' دعاۃ الہداۃ' الی اداء حق المعاملات لعبید اللہ ابن عبداللہ حسکانی' اسنی المطالب للشیخ ابراہیم ابن عبداللہ صابی یمنی شافعی' مشرح الروی فی مناقب سادات آل المولوی عاشق علی خان الکاکوروی' نفقہ الاکبر عن علوم بالبیت الاطہر لمولوی حسن الزمان محمد ترکمانی حیدر آبادی' شہادت الکونین فی شہادت الحسنین مشہور بشہادت نامہ لمولانا حافظ شاہ علی نور الکاکوروی' ارجح المطالب لمولوی عبیداللہ بسمل امرتسری' المرتضیٰ للحافظ عبدالرحمٰن لاہوری۔

ان کتابوں کی اور ان کے مصنفین کی ایک جماعت علماء عالی مرتبت نے توثیق کی ہے۔

کتب اکابر قوم مثل تذکرۃ الحفاظ ذہبی و طبقات الشافعیہ للشیخ تقی الدین سبکی و تاریخ امام یافعی و ابن خلکان وغیرہ سے مصنفین کی وثاقت و اعتبار و جلالت شان ظاہر ہو سکتی ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ قریب قریب تمام محدثین و مفسرین و مورخین نے حالات و مرویات اہل بیت خصوصاً جناب علی مرتضیٰؑ و حضرات حسنین علیہما السلام اپنے تصانیف میں درج کئے ہیں۔ جن میں سے مشہور حضرات کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

(۱) ابن شہاب زہری استاد امام مالک جنہوں نے سب سے اول حدیث کو مدون کیا اور ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔

(۲) ابن اسحاق صاحب السیرت متوفی ۱۵۱ھ جنہوں نے سیرو مغازی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم روایت کیا جن کے متعلق زہری کا قول ہے کہ من اراد المغازی فعلیہ با بن اسحٰق (۳) کلبی متوفی ۱۸۱ھ صاحب تفسیر و علم نسب استاد سفیان ثوری (۴) امام مالک صاحب موطاء متوفی ۱۷۶ھ (۵) عبداللہ ابن مبارک تلمیذ امام مالک متوفی ۱۸۱ھ (۶) وکیع ابن الجراح مفسر متفی ۱۹۶ھ (۷) عبداللہ ابن وہب صاحب موطاء متوفی ۱۹۷ھ (۸) سفیان ابن عینیہ مفسر متوفی ۱۹۷ھ (۹) امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ (۱۰) ابو داؤد طیالسی صاحب مسند متوفی ۲۰۴ھ (۱۱) واقدی صاحب المغازی متوفی ۲۰۷ھ (۱۲) عبدالرزاق استاد امام احمد بن حنبل صاحب التفسیر و المسند متوفی ۲۱۱ھ (۱۳) الفریابی صاحب تفسیر متوفی ۲۱۳ھ (۱۴) حمیدی صاحب مسند متوفی ۲۱۹ھ (۱۵) آدم ابن ایاس صاحب تفسیر متوفی ۲۲۴ھ (۱۶) ابو عبیدہ صاحب غریب الحدیث و شواہد متوفی ۲۲۴ھ (۱۷) سعید ابن منصور صاحب تفسیر متوفی ۲۲۷ھ (۱۸) ابن سعد صاحب طبقات کبیر متوفی ۲۳۲ھ (۱۹) ابن ابی

شیبہ استاد امام بخاری صاحب تفسیر و مسند و مصنف متوفی ۲۳۵ھ (۲۰) اسحاق ابن راہویہ صاحب تفسیر و مسند متوفی ۲۳۸ھ (۲۱) امام احمد بن حنبل صاحب مسند و زہد و مناقب متوفی ۲۴۱ھ (۲۲) ابن ابی عمر عدنی صاحب مسند متوفی ۲۴۳ھ (۲۳) ابن منیع صاحب مسند متوفی ۲۴۴ھ (۲۴) دارمی صاحب مسند متوفی ۲۵۵ھ (۲۵) امام المحدثین اسمٰعیل بخاری صاحب جامع الصحیح و التاریخ و الادب متوفی ۲۵۶ھ (۲۶) زبیر ابن بکار صاحب اخبار المدینہ و الموافقیات متوفی ۲۶۵ھ (۲۷) امام مسلم صاحب صحیح متوفی ۲۶۱ھ (۲۸) ابو داؤد صاحب السنن و الناسخ و المنسوخ متوفی ۲۷۵ھ (۲۹) ترمذی صاحب الجامع و الشمائل متوفی ۲۷۹ھ (۳۰) ابن ماجہ صاحب السنن متوفی ۲۷۹ھ (۳۱) ابن ابی الدین صاحب مصنف متوفی ۲۸۱ھ (۳۲) حارث ابن ابی اسامہ صاحب مسند متوفی ۲۸۲ (۳۳) قاضی اسمٰعیل صاحب کتاب فضل الصلوٰۃ علی النبی متوفی ۲۸۳ھ (۳۴) ابن ابی عاصم صاحب مسند متوفی ۲۸۷ھ (۳۵) حکیم ترمذی صاحب نوادر الاصول متوفی ۲۸۵ھ (۳۶) عبداللہ ابن امام احمد بن حنبل صاحب زوائد فی المسند متوفی ۳۸۵ھ (۳۷) بزار صاحب مسند تلمیذ بخاری متوفی ۲۹۲ھ (۳۸) نسائی صاحب سنن و خصائص متوفی ۳۰۲ھ (۳۹) ابو یعلیٰ صاحب مسند و معجم متوفی ۳۰۷ھ (۴۰) ابن جریر طبری صاحب تفسیر و تاریخ متوفی ۳۱۰ھ و بقولے ۳۰۱ھ (۴۱) ابو البشو دولابی کتاب الکنیٰ و الاسماء متوفی ۳۱۰ھ (۴۲) ابن خزیمہ صاحب الصحیح متوفی ۳۱۱ھ (۴۳) ابو القاسم بغوی صاحب معجم صحابہ متوفی ۳۲۲ھ (۴۴) ابن المنذر صاحب تفسیر و الاوسط متوفی ۳۱۷ھ (۴۵) طحاوی صاحب مشکل الاثار متوفی ۳۲۱ھ (۴۶) عقیلی صاحب کتاب الضعفا متوفی ۳۲۲ھ (۴۷) ابن ابی قتیبہ دینوری صاحب کتاب المعارف متوفی ۳۲۲ھ (۴۸) ابوبکر انباری متوفی ۳۲۸ھ (۴۹) ابن ابی حاتم صاحب تفسیر متوفی ۳۲۷ھ (۵۰) المحاملی صاحب الامالی متوفی ۳۳۵ھ (۵۱) ابن قانع صاحب معجم متوفی ۳۳۷ھ (۵۲) ابوبکر شافعی صاحب غیلانیات متوفی ۳۵۴ھ (۵۳) ابن حبان صاحب صحیح و ثقات و ضعفا متوفی ۳۵۴ھ (۵۴) ابن السکن صاحب معرفۃ الصحابہ متوفی ۳۵۴ھ (۵۵) طبرانی صاحب معاجم ثلاثہ متوفی ۳۶۰ھ (۵۶) آجری صاحب اربعین متوفی ۳۵۹ھ (۵۷) ابن السنی تلمیذ نسائی صاحب عمل الیوم و اللیلہ و طب نبوی متوفی ۳۶۴ھ (۵۸) ابن عدی صاحب کامل متوفی ۳۶۵ھ (۵۹) ابو الشیخ صاحب التفسیر و العظمۃ و الوصایات متوفی ۳۶۹ھ (۶۰) ابوبکر اسامیلی صاحب صحیح و معجم متوفی ۳۷۱ھ (۶۱) ابن شاہین صاحب سنن و ترغیب ترہیب متوفی ۳۸۵ھ (۶۲) دارقطنی صاحب سنن وغیرہ متوفی ۳۸۵ھ

(۶۳) خطابی صاحب غریب الحدیث متوفی ۳۸۸ھ (۶۴) ابن مندہ صاحب معرفتہ الصحابی متوفی ۳۹۵ھ (۶۵) حاکم صاحب مستدرک و تاریخ متوفی ۴۰۵ھ (۶۶) ابن مردویہ صاحب تفسیر و مناقب و مستخرج علی البخاری متوفی ۴۱۵ھ (۶۷) تمام صاحب فوائد متوفی ۴۱۴ھ (۶۸) لالکائی صاحب السنتہ متوفی ۴۱۸ھ (۶۹) ابو نعیم استاد خطیب صاحب الحلیہ و معرفتہ الصحابہ وغیرہ متوفی ۴۳۰ھ (۷۰) ثعلبی صاحب تفسیر متوفی ۴۲۷ھ (۷۱) بیہقی صاحب سنن و شعب الایمان وغیرہ متوفی ۴۵۸ھ (۷۲) خطیب بغدادی صاحب تاریخ و جامع متوفی ۴۶۳ھ (۷۳) ابن عبدالبر صاحب استیعاب متوفی ۴۶۳ھ (۷۴) واحد تلمیذ ثعلبی صاحب تفسیر متوفی ۴۶۸ھ (۷۵) بغوی صاحب معالم التفسیر و شرح السنتہ متوفی ۵۱۶ھ (۷۶) دیلمی کبیر صاحب فردوس الاخیار متوفی ۵۰۹ھ (۷۷) دیلمی صغیر صاحب مسند الفردوس (۷۸) سلفی صاحب تاریخ متوفی ۵۷۶ھ (۷۹) ابن عساکر صاحب تاریخ متوفی ۵۷۶ھ (۸۰) ابن اثیر جزری صاحب کامل التاریخ اسد الغابہ متوفی ۶۲۱ھ (۸۱) خوارزمی ابن اخت ابو جعفر محمد ابن جریر طبری صاحب مناقب

ان مصنفین اور تصنیفات کی توصیف و توثیق بھی ایک جماعت علمائے کرام مثل ذہبی و عسقلانی و صفدی و ابن خلکان و ابن الوردی وغیرہم رحمتہ اللہ علیہم نے کی۔ ایسا کہ یہ کتابیں مستند اور لائق حجت قرار پا گئیں اور علوم و فضائل اہل بیت و ابو الائمتہ الاطہار سلام اللہ علیہ ما دام اللیل و النہار کا بیش بہا ذخیرہ ان سے اخذ ہوا۔ جس نے تمام جزئیات کا اپنے اندر احاطہ کر لیا۔

ان میں سے اکثر کتابیں تو شائع و مشہور ہیں۔ اور بیشتر ایسی بھی ہیں جن کے وجود کا پتہ بڑے بڑے کتب خانوں میں چلتا ہے۔ اور وہ بوجہ اپنی ندرت کے ہر ایک کے لئے نظر افروز نہیں ہو سکتیں۔

ان تمام کتابوں کی جامع و حاوی کتاب کنز العمال فی سنن الاقوال و افعال مصنف شیخ علی متقی برہان پوری ہے جو بوجہ اپنی بے انتہا خوبیوں کے اسدرجہ متفرد و بے مثل ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ گو دراصل سیوطی کی جمع الجوامع کی تہذیب و ترتیب ہے۔ اور بقول ابو الحسن بکری للسیوطی منہ علی العالمین و للمتقی منہ علیہ کا پورا پورا مصداق ہے۔ سیوطی کی جمع الجوامع تو النادر کالمعدوم کا مصداق ہے۔ کنز العمال البتہ اپنی گرانقدر خوبیوں سے ضیا بخش عالم ہو رہی ہے۔

اس بندۂ عاجز محرر سطور کو اس کتاب مسطور میں اس ذخیرہ سے بہت مدد ملی۔ مرویات و مناقب کا استخراج ارشادات و فضائل کا استقصا جس قدر اس کتاب سے ہو سکا ویسا اور کسی کتاب سے نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ احادیث و آثار و حالات صحابہ پر یہ ایک تنہا کتاب جمیع کتب احادیث کو حاوی اور جامع ہے۔

اس کے علاوہ کتب تفاسیر میں معالم و مدارک و کشاف و تفسیر کبیر و درمنثور و تفسیر حسینی، اور احادیث میں صحاح ستہ و مسند امام احمد ابن حنبل و مستدرک و مجمع الزوائد و جامع الاصول و تلخیص الجبیر و نوادر الاصول اور نفس مناقب اہل بیت میں خصائص امام نسائی، مطالب السئول، فصول المہمہ، اسعاف الراغبین، ینابیع المودۃ، نزل الابرار، شرف المؤید لآل محمد، ریاض النضرۃ، زرقانی علی شرح المواہب، روضتہ الاحباب، مناقب مرتضوی، مدارج النبوۃ روضتہ الصفا، حبیب السیر، خمیس التواریخ، ارجح المطالب، المرتضیٰ، سیرت ابن ہشام، خلفائے راشدین، ازالتہ الخفا اور اسماء الرجال میں اسد الغابہ، تہذیب التہذیب، فصل الخطاب، میزان الاعتدال، لسان المیزان و طبقات ابن سعد میرے پیش نظر رہیں۔ تاریخی واقعات میں نے تاریخ طبری و ابن خلدون و ابن اثیر و تاریخ یافعی تاریخ الخمیس و تاریخ ابن خلکان و تاریخ ابو الفداء، مروج الذہب مسعودی و تاریخ اعثم کوفی و واقعہ صفین من کتاب نصر بن مزاحم و عیون الانباء فی طبقات الاطباء و مستطرف و عقد الفرید و حیوۃ الحیوان و تاریخ علی الایام و تحفہ اثنا عشریہ و صواعق محرقہ و النصائح الکافیہ سے اخذ کیے ہیں۔ (سیرت علویہ، احسن الانتخاب ص ۱۰ سید علی حیدر)

تفضیل علیؑ اور علماء اہلسنّت

جناب سلیمان قندوزی ینابیع المودت کے ص ۶۵۵ سطر ۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

مسلم بن قتیبہ کی کتاب المعارف میں ہے۔ صحابہ میں سب سے آخر میں زندہ رہنے والے ابو طفیل نے کہا۔ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دوست رکھتے تھے۔ اور آپ کو باقی صحابہ پر فضیلت دیتے تھے۔ کتاب الاحباب میں منقول ہے۔ کہ ابو طفیل عامر بن واثلہ کنانی لیثی نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے آٹھ سال کو پایا۔ آپ حضرت ابوبکر

۱۴

اور عمر کی فضیلت کے قائل تھے۔ لیکن حضرت علیؑ کو تقدم کا درجہ دیتے تھے۔ اور یہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ آپ نے تمام صحابہ میں آخیر میں انتقال فرمایا۔ جواہر العقدین میں منقول ہے کہ اہلسنّت اس شخص کو کافر نہیں کہتے جو حضرت علیؑ کو حضرت ابوبکر پر فضیلت دے۔ یہ وہ بات ہے جس کی طرف قاضی ابوبکر باقلانی جھک گئے ہیں اور اسی بات کو امام الحرمین نے کتاب الارشاد میں اختیار کیا ہے۔ ان دونوں حضرات کے درمیان فضیلت دنیا ظنی بات ہے۔ یقینی بات نہیں ہے۔ اور اسی بات کا یقین صاحب الفہم نے شرح مسلم میں کیا ہے۔ امام شعری نے کہا ہے کہ یہ بات قطعی ہے۔

ابن عبدالبر نے اپنی کتاب استیعاب میں حضرت عمر کے حالات کے تحت بیان کیا ہے کہ عبدالرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ آپ نے کہا۔ کہ اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ عمر ابوبکر سے افضل ہیں تو میں اس بات کو برا نہیں تصور کروں گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ بات بیان کرے کہ میرے نزدیک حضرت علیؑ ابوبکر اور عمر سے فاضل ہیں تو میں اس بات کو بھی برا نہیں سمجھوں گا۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات کی طرف وہ چیز بھی اشارہ کرتی ہے جس کو خطابی نے اپنے ایک شیخ سے حکایت کیا ہے۔ کہ آپ کے شیخ کہا کرتے تھے۔ ابوبکر اچھے ہیں اور علیؑ افضل ہیں۔ ابن عبدالبر نے بھی کہا کہ سلف نے ابوبکر اور علی کے افضل ہونے میں اختلاف کیا ہے۔ اور اس کو پہلے بھی حضرت علی کے حالات کے تحت بیان کیا ہے۔ حضرت سلیمان، ابوذر، مقداد، خباب بن ارث، جابر بن عبداللہ انصاری، ابو سعید خدری، اور زید بن ارقم سے روایت ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے۔ اور ان لوگوں نے حضرت علیؑ کو آپ کے غیر سے افضل قرار دیا ہے۔ نیز اہلسنّت کے آئمہ سلف کی ایک جماعت کے متعلق کہا ہے کہ وہ علی اور عثمان کی ایک دوسرے کے متعلق فضیلت کے بارے میں توقف کرتے ہیں۔ کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے۔ اس عقیدے کے لوگ یہ حضرات ہیں۔ مالک بن انس بن یحییٰ بن سعید قسطانی اور ابن معین حافظ ابو نعیم نے کتاب حلیتہ الاولیاء میں سفیان ثوری کے حالات میں زید بن حباب سے روایت کی ہے کہ سفیان ثوری نے کوفے والوں کو دیکھا کہ وہ حضرت علیؑ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پر فضیلت دیتے تھے۔

نکات

(۱) مذکورہ عبارات سے واضح ہوا کہ حضرت ابو طفیل حضرت علی علیہ السلام کو تمام صحابہ کرام پر فضیلت دیتے تھے۔

(۲) کتاب الاحباب کی عبارت سے بھی روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ حضرت علیؑ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر دونوں سے افضل تھے۔

(۳) آج بعض لوگ ہمیں تفضیل علیؑ کی وجہ سے کافر کہتے ہیں۔ جبکہ جواہر العقدین کی عبارت کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنا کفر نہیں۔

(۴) الاستیعاب کی عبارت سے واضح ہوا کہ حضرت علیؑ کو حضرت ابوبکر و حضرت عمر سے افضل ماننا برا نہیں ہے۔

(۵) خطابی کے نزدیک حضرت ابوبکر اچھے ہیں۔ جبکہ حضرت علی علیہ السلام افضل ہیں۔

(۶) حضرت ابن عبدالبر کے نزدیک حضرت ابوبکر کا حضرت علیؑ سے افضل ہونا مسلم نہیں۔

(۷) ابن عبدالبر کے نزدیک صحابہ کرام کی ایک معتبر جماعت مثلاً حضرت سلمان، حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت خباب بن ارث، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابو سعید خدری اور حضرت زید بن ارقم کے نزدیک حضرت علی علیہ السلام تمام صحابہ سے افضل تھے۔

(۸) اہلسنّت کے آئمہ کے نزدیک حضرت عثمان کا حضرت علی علیہ السلام سے افضل ہونا مسلم نہیں ہے۔

(۹) حضرت سفیان ثوری کے نزدیک اہل کوفہ حضرت علی علیہ السلام کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پر فضیلت دیتے تھے۔

جناب علامہ ابو عثمان عمر بن حافظ بصری، معتزلی البیان و التبیین میں تحریر فرماتے ہیں۔

اہل بیت کی غیروں پر فضیلت کے بارے میں خواہ مخواہ کے جھگڑوں اور تنازعات نے صحیح اور سلیم عقلوں میں نقص اور اخلاق حسنہ میں فساد پیدا کر دیا ہے۔ ہم پر حق کی تلاش اور حق کی اتباع اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن) میں جو مقصد طلب کیا ہے وہ ہم پر واجب ہے۔ ہمیں تعصب اور خواہشات نفسانی کو چھوڑ دینا چاہیے۔ گذشتہ لوگوں، اساتذہ اور آباؤ اجداد کی فرسودہ تقلید سے کنارہ کشی کرنا چاہیے۔ تمہیں اس بات کا یقین ہونا چاہیے اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء یہ ہوتی کہ بنو ہاشم اور دیگر لوگوں میں مساوات واقع ہے تو اللہ تعالیٰ بنو ہاشم کو سھم ذوی

القربیٰ کے ساتھ مخصوص نہ کرتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ سے کہا (اے محمدؐ) "اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ" اور خداوند عالم نے فرمایا (اے محمدؐ) "یہ ذکر تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے ہے۔" عنقریب تم لوگوں سے اس بات کا سوال کیا جائے گا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قوم کو وہ خصوصیات حاصل ہیں۔ جو اور لوگوں کو حاصل نہیں ہیں۔ تو جو شخص جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زیادہ قریب ہو گا اس کی قدر و منزلت اس معیار اور اونچی ہو گی۔ اگر اللہ تعالیٰ اور لوگوں کو بنو ہاشم کے ساتھ مساوی قرار دیتا تو بنو ہاشم پر صدقہ کو حرام نہ کرتا۔ بنو ہاشم پر اللہ تعالیٰ کا صدقہ کو حرام قرار دینا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بنو ہاشم کی بزرگی اور طہارت اللہ کے نزدیک مسلم ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے برسر منبر ایک جماعت کے سامنے ارشاد فرمایا تھا: ہم اہل بیت ہیں۔ قوم کے کسی فرد کا ہمارے ساتھ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بے حد پاکیزہ افراد حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ، دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ، دو شہید ایک اللہ کا شیر حمزہ دوسرے دو پروں والے جناب جعفرؑ، مکہ کے سردار، پرندوں کے خوراک بہم پہنچانے والے حضرت عبدالمطلب، حاجیوں کو پانی پلانے والے عباسؑ اور رسول اللہ کے حامی و ناصر آپ سے زیادہ محبت کرنے والے، آپ کے کفیل اور مربیؑ آپ کی نبوت کا اقرار کرنے والے اور آپ کی رسالت کے معترف اور رسول اللہ کی اپنے بہت سے اشعار میں تعریف کرنے والے اور قریش کے شیخ حضرت ابو طالب یہ لوگ سب کے سب بنو ہاشم سے تعلق رکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ "میں تم لوگوں میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک ان میں سے دوسری سے بڑی ہے۔ ایک کتاب خدا ہے جو آسمان سے لے کر زمین تک کھچی ہوئی ہے۔ دوسری میری اولاد ہے جو میرے اہل بیت ہیں۔ مجھے بے حد مہربان اور نہایت باریک بین (خدا) نے خبر دی کہ یہ اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ رسول اللہ نے فرمایا ہر سبب اور نسب قیامت کے روز ختم ہو جائے گا۔ لیکن میرا سبب اور رشتہ قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر ہے جس نے ہمیں ان لوگوں میں قرار دیا ہے جو ہمارے نبی کے فرزندوں اور قرابت داروں کو دوست رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم لوگوں کو ان سے محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے مودت کرنا ہم پر اپنے اس فرمان کے ذریعہ فرض قرار دیا ہے۔ قُل لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي

اَلْقُرْبٰی (قیامت کے روز) ہم سے ان محبت کرنے کے بارے میں اللہ کے اس فرمان کے مطابق پوچھا جائے گا۔ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ (اے فرشتو) ان لوگوں کو روکو ان سے کچھ دریافت کرنا ہے۔ یعنی ان سے اہل بیت سے محبت رکھنے کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اگر ہم لوگ حضرت علی بن ابی طالب کے فضائل شریف' مقامات بزرگ' بلند درجات اور روشن فضائل کو شمار کرنا کردیں تو اس بارے میں بہت بڑی لمبی چوڑی مجلدات اور دفاتر ختم ہو جائیں گے۔ آپ آدم علیہ السلام کی صحیح جز ہیں۔ آپ کا نسب بے عیب ہے۔ آپ کی ولادت گاہ ایک بلند مقام (خانہ کعبہ) ہے۔ آپ کی نشوونما مبارک اور بزرگ ہاتھوں میں ہوئی ہے۔ آپ کی منزلت بلند اور عمل زیادہ ہے۔ اور آپ کے علم کی وسعت بہت زیادہ ہے۔ آپ کی مثال اور ہمسری کوئی آدمی نہیں کر سکتا۔ آپ بلند ہمت اور قوت کاملہ کے مالک تھے۔ آپ کا طرز تکلم معجزانہ اور زبان مبارک خطیبانہ تھی۔ آپ کا سینہ (علم کے لحاظ سے) بہت کشادہ اور فراخ تھا۔ آپ کے اخلاق حمیدہ آپ کی فطرت میں سموئے ہوئے تھے۔ آپ کی گفتگو آپ کی بزرگی پر گواہ ہے۔ آپ کے تمام فضائل کا احاطہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ جبکہ ہماری کتابیں آپ کے تمام ارشادات کی تفسیر کو اپنے دامن میں جگہ دینے سے قاصر ہیں۔ تو ہم کماحقہ آپ کی حقیقت کو باتفصیل کیسے بیان کر سکتے ہیں۔ اس جملہ کو صرف اہتمام حجت کے طور پر اس شخص کے لئے بیان کیا ہے جو حضرت کی فضیلت کی معرفت رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو۔" حسنؑ اور حسینؑ ان دونوں حضرات کے متعلق ان کے نانا کا فرمان ہے کہ یہ دونوں شہزادے جوانان بہشت کے سردار ہیں۔

پسندیدہ اعمال اور پاکیزہ علوم میں ان دونوں کا حصہ ہر حصہ دار سے بڑھا ہوا ہے۔ محمد بن حنفیہ کے متعلق تمام دنیا کو اقرار ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے یکتائے روزگار اور اپنے زمانہ کے بہادر ترین انسان تھے۔ افضل اور بزرگی کے اقرار کرنے میں ہمزبان ہیں۔ آپ کی بزرگی اور امامت کے بارے میں کسی ایک فرد نے شبہ و اشتباہ نہیں کیا۔ مدینہ کے لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم نے ایک زمانہ میں ایسے تین افراد کو نہیں دیکھا جن کے نام علی ہوں اور ان میں ہر ایک فرد خلافت پر متمکن ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اور ان میں تمام ایک جیسے ایسے بہترین خصوصیات پائے جاتے ہوں۔ ان حضرات کی مراد ان تین حضرات کے متعلق ہوتی تھی۔ علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ' علی بن عبداللہ بن جعفر طیار' اور علی بن عبداللہ بن عباس۔ ان حضرات کا ایک ایک فرزند پیدا ہوا۔ اور انہوں نے اس کا نام محمد رکھا۔ نیز یہ حضرات بھی بزرگی' شرافت اور بھلائی کے لحاظ

سے اپنے آباء کا نمونہ تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک شخص خلافت کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ اور ان میں ایسی فضیلت اور بزرگی پائی جاتی تھی۔ اور ان حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ امام محمد باقر بن علی بن ابو عبداللہ حسین' محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر طیار اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔ اسلام میں اتفاقات میں سے ایک عجیب اتفاق ہے۔

جوانمردی اور بہادری

اصحاب اخبار اور عاملان حدیث جانتے ہیں کہ انہوں نے علی بن ابی طالب حضرت حمزہ اور جناب جعفر طیار رضوان اللہ علیہم جیسی بہادری اور جوانمردی کسی کی نہیں سنی۔ روئے زمین پر بنو ہاشم کے سوا ایسی قوم موجود نہیں جو میدان کارزار میں نہایت دلجمعی کے ساتھ ثابت قدم رہتی ہو۔ اور زیادہ تر تلواروں کی دھار کے نیچے قتل ہوتی ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بنو ہاشم اور بنو امیہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہم لوگ بہادر ترین' بزرگ ترین' اور سخی ترین افراد ہیں اور بنو امیہ منکر ترین مکار ترین اور بے حد غدار لوگ ہیں۔ نیز فرمایا۔ "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں علی بن ابی طالب کی جان ہے۔ تلوار کے ہزار وار کھا کر مرنا علی کے لئے بستر کی موت مرنے سے زیادہ آسان ہے جو اللہ کی اطاعت کے بغیر ہو۔ اور مجھے اس بات کا علم ہے کہ بنو ہاشم کا ایک آدمی بلا حساب بہشت میں داخل ہو گا۔ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد کے برابر اللہ کے ہاں لوگوں کی شفاعت کرے گا۔ ان اوصاف کے ہوتے ہوئے بھی تم بنو ہاشم میں زیادہ عبادت کرنے کے لئے عبدالمطلب علی بن حسین' علی بن عبداللہ بن جعفر طیار اور علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم علم' حلم' غصہ کو ضبط رکھنے' بہترین درگزر کرنے اور بہت جدوجہد کرنے میں ایک جیسی خصوصیات رکھتے تھے اور یہ سب حضرات ہر رات ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ اگر ان حضرات کی ایک خصوصیت کسی اور آدمی کو لاحق ہو جائے تو وہ خود بھی ہلاک ہو جائے اور دوسرے کو بھی ہلاک کر دے۔ یہ حضرات جب بھی مصائب اور تکالیف کا شکار ہوئے الام کی شدت کے بڑھنے میں ان کی نیکی اور بھلائی اور بڑھتی جاتی تھی اور جب رنج و محن دور ہو جاتا تھا تو یہ لوگ اللہ کی عظمت کے اظہار کی خاطر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ تاکہ جنت کے بلند

درجات حاصل کر سکیں اور رب العزت کی ہمسائیگی میں کامیاب اور کامیاب ہو کر رہیں۔ ایک دوسری بات جو حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ' کی شرافت ذاتی پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے باپ حضرت ابو طالب اور آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب اور دادا کے والد حضرت ہاشم بن عبد مناف بن قصی اور والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد ہاشم ہیں اور بھائی حضرت جعفر طیار ہیں جو دو پروں کے مالک ہیں اور بہشت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں۔ (آپ کے بھائی) عقیل ہیں۔ جسے رسول اللہ نے فرمایا تھا اے عقیل میں تمہیں دو حیثیتوں سے دوست رکھتا ہوں۔ ایک تیری قرابت کی وجہ سے اور دوسرے اپنے چچا ابو طالب سے محبت کی وجہ سے۔ آپ کی ہمشیرہ معظمہ ام ہانی ہیں۔ آپ وہ مخدومہ ہیں جن کے دولت خانہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد اقصیٰ کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے بلند آسمانوں کی طرف' وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ اور وہاں سے قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ' کے مقامات کی طرف تشریف لے گئے۔ چچا حضرت حمزہ ہیں جو اللہ کے شیر اور شہیدوں کے سردار ہیں۔ وہ آپ کے چچا عباس ہیں جو حاجیوں کو پانی پلانے کی ڈیوٹی سرانجام دیا کرتے۔ عقبہ کی رات مدینہ والوں سے رسول اللہ کی جانب سے بات چیت کرنے والے تھے۔ عقبہ کی رات گفتگو کے دوران رسول اللہ پر ایمان لائے تھے۔ آپ کی پھوپھی صفیہ اور عاتکہ ہیں اور ان دونوں مستورات نے اسلام قبول کیا تھا اور مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ آپ رسول اللہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ کی زوجہ محترمہ جناب فاطمۃ الزہراء ہیں جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حضرت کی زوجہ کی والدہ ماجدہ جناب خدیجۃ الکبریٰ ہیں جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ کے فرزند حسنؑ اور حسینؑ ہیں جو جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ رضوان اللہ علیہم حضرت علیؑ ہاشمی ہیں اور ماں اور باپ کی جانب سے ہاشمی پیدا ہوئے ہیں۔"

وہ اعمال جن کی بدولت انسان خیر کثیر اور بڑے ثواب کا مستحق ہوتا ہے وہ چار ہیں۔ اسلام لانے میں پہل کرنا' اللہ کے احکام میں سوجھ بوجھ رکھنا' رموز قرآن کا علم رکھنا اور دنیا سے لگاؤ نہ رکھنا۔ یہ تمام اوصاف علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ذات میں بیک وقت جمع تھے اور لوگوں میں الگ الگ ایک صفت پائی جاتی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ میں انبیاء کے ساتھ لوگوں کے ساتھ سب لوگوں سے پہلے رہا تھا اور یہ حضرات جس علم کو لے کر تشریف لائے تھے میں اس کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ آپ کی مدح میں کہا گیا ہے کہ آپ نے سن

شباب میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو بڑے بڑے گھاگ لوگوں نے اس کا عشر عشیر بھی سرانجام نہیں دیا تھا۔

یہ فاطمہؑ کے فرزند ہیں جس نے تمہیں ذبح کرکے ختم کر دیا ہے۔ شام کے وقت امن و امان میں ہوتے ہیں اور آپ کے جسم پر کوئی زخم نہیں ہوتا۔ عقلمند کے فرزند ہیں اور اس کے فرزند ہیں جو (اپنی قوم کے لئے) مشکلات کے وقت ایک ستون کی مانند تھے۔ اور اس کے فرزند ہیں جو زمین (مکہ) کی زینت کا باعث تھے۔

اگر سخاوت کے تمام اجزاء کو حضرت کی سخاوت سے موازنہ کیا جائے تو اوروں کی سخاوت میں آپ کی سخاوت کے مقابل میں کنجوسی معلوم ہوگی۔ عبداللہ بن جعفر بن عباس کی سخاوت کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ روئے زمین پر بنو ہاشم کے مقابلہ میں کوئی قوم بے نظیر خطیب اور بلند ترین فصاحت کے مالک نہیں ہے۔ جو بغیر بناوٹ اور اکتساب کے خطابت اور بلاغت کے مالک تھے۔

ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے یہ اشعار فرمائے ہیں۔

بلا فخر یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ قریش کے لوگ جانتے ہیں کہ ہم ان کے مقابلہ میں سخاوت کے اعلیٰ مدارج پر فیض یاب تھے۔ ہماری لمبی زرہیں ان سے زیادہ تھیں۔ جب وہ نیزہ زنی کرتے تھے تو ہمارے نیزے ان سے زیادہ تیز ہوتے تھے۔

ان سے زیادہ تکالیف کو دور کرنے والے تھے۔ جب وہ لوگ گفتگو کرتے تھے تو ہماری زبان سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوتی تھی۔

علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت اور بزرگی کے بارے میں جو بات شامل ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اصحاب سے پہلے کی تھی اور اصحاب کے ساتھ کی اور اصحاب کے بعد کی۔ آپ کا امتحان ان امور میں لیا گیا جن میں مضبوط ارادوں کا آدمی نہیں ٹھیر سکتا۔ آپ ایسے مصائب اور آلام میں گرفتار ہوئے ہیں جن میں گرفتار ہو کر صبر والا آدمی بھی پورا نہیں اتر سکتا۔ انہیں وجوہ کی بنا پر آپ رب العزت کے جوار میں بزرگ ترین منازل اور مقامات رفیعہ پر فائز الحرام ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کے متعلق فیصلہ کن بات یہ ہے کہ وہ تمام لوگوں کے نزدیک عزت اور بزرگی کی نگاہ سے بغیر کسی لیت و لعل کے دیکھی جاتی ہے۔ ان حضرات کی عزت کے بارے میں مومن لوگ پختہ یقین اور عزم رکھتے ہیں۔ یہ حضرات بزرگی کی بنیاد؛ اور

مرتبہ بلند' بے مثل عادات' پاکیزہ جڑ کھلی ہوئی بزرگی' سنجیدہ وقار' مکمل جڑ' بلند و بالا شاخ' قائم رکھنے والی جڑ اور بڑھنے والی شاخ کے مالک ہیں۔ ان اعزاز اور بزرگیوں پر ان حضرات نے اکتفا اور قناعت نہیں کی بلکہ اپنے آپ کو سخت تکالیف' بے پناہ آلام' جان لیوا عبادات اور کامل ریاضت میں مصروف رکھا۔ لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کلام مبارک بیٹھے ہوئے ارشاد فرمانے کا اور انداز ہے۔ کھڑے ہوئے بیان فرمان کا اور اسلوب ہے اور مجمعوں میں طرز تکلم اور قسم کا ہے۔ آپ کی ذات شریعت کے مسائل بیان کرنے' فرامین کے جاری کرنے' حلال و حرام کے متعلق معلومات بہم پہنچانے' تخلیق کائنات کے بارے میں آگاہ کرنے' تشریحات قرآن' نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی تعلیم کردہ تعلیم سے گزشتہ اور آئندہ واقعات کی خبر دینے یا کشف جلی' علم جفر' موروثی علم یا علم لدنی کے ذریعہ واقعات کے متعلق آگاہ کرنے میں آپ کی ذات منفرد اور یگانہ خصوصیت کے حامل ہے۔

عبداللہ بن عباس کی وہ شخصیت ہے جسے دین کا رئیس اور علم کا سمندر کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ سے فرمایا کرتے تھے۔ "اے (سمندر علم کے) غوطہ لگانے والے اور غوطہ لگاؤ" نیز حضرت عمر نے آپ کے حق میں فرمایا کہ عبداللہ بن عباس عقلمند دل اور بے حد فصیح زبان کے مالک ہیں۔ ابن مسعود وغیرہ نے کہا بہترین مفسر قرآن عبداللہ بن عباس ہیں۔ لوگوں میں حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی زبان فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے مستند مانی جاتی تھی۔ فصاحت و بلاغت کا دھنی آپ کی زبان کی پیروی کرتے ہوئے تمام خطیبوں پر غالب آ جاتا تھا۔ اور لوگوں کا یہ بھی نظریہ تھا کہ بنو ہاشم بے حد سخی' بے حد بزرگ' شاندار نجابت اور شرافت اور تیز دھار نیزوں کے مالک ہیں۔ میں نے آل رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ذکر میں صرف آپ کے سامنے ایک جملہ بیان کیا ہے تاکہ یہ مختصر بات زیادہ حقائق کی طرف رہنمائی کرے اور فضائل آل رسول کا یہ قطرہ ایک بڑے چشمہ کی طرف دلالت کرے اور ایک حصہ تمام حقائق کی طرف نشاندہی کرے۔

بنو ہاشم کے مراتب' ان کی اطاعت کے منازل' ان کے اعمال کے درجات' ان کاموں کی حقیقتیں' ان کے بہترین اخلاق' ان کی شرافت کی خوبیاں' ان کی عمدہ رہنمائی' ان کے جلیل القدر احسانات' ان کی سخت تکلیف اور ہمیشہ رہنے والی نیکیوں اور دائمی رہنے والی برکات کے حصول کی خاطر ان کی بلند ہمتی اگر آپ کو معلوم ہو گئی تو تب تمہیں ان کا حق اور ان کی قرابت کا حق

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف سے عائد ہوتا ہے' معلوم ہو گا۔ اور وہ مختصر سی ذمہ داری جو ہم لوگوں اور آپ حضرات پر عائد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم ان کے فضائل کو لوگوں کے سامنے بطور چیلنج پیش کریں اور ان تمام خرافات کو ٹھکرا دیں جو (ازروئے تعصب) ان کی طرف منسوب کیے گئے ہیں۔ ہم نے اس سے قبل بھی بنو ہاشم کے بارے میں متفرق اور مجمل طور پر بیان کیا ہے۔ اور میرے بس کا یہ روگ نہیں ہے کہ ان کے تمام فضائل اس کتاب میں کماحقہ بیان کیے جا سکیں۔

نکات

جاحظ کی عبارت سے واضح ہوا کہ

(۱) کہ اگر بنو ہاشم اور دیگر لوگ ہم مرتبہ ہوتے تو خدا کبھی بھی بنو ہاشم کو سہم ذوی القربیٰ سے مخصوص نہ فرماتا۔

(۲) جو خصوصیات حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو حاصل ہیں' ظاہر ہے کہ جو بھی جس قدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قریبی ہو گا ان سے مستفید ہو گا اور جس طرح ان کو استفادہ ہو گا وہ دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوں گے۔

(۳) اگر اللہ کے نزدیک بنو ہاشم اور دوسرے لوگ ہم مرتبہ تھے تو بنو ہاشم پر صدقہ حرام نہ کرتا۔

(۴) حضرت علی علیہ السلام کا یہ دعویٰ (ہم اہل بیت ہیں قوم کے کسی فرد کا ہم پر قیاس نہیں کیا جا سکتا) بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرات اہل بیت تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

(۵) حضرت علی علیہ السلام کے فضائل بے شمار ہیں۔

(۶) آپ حضرت آدم علیہ السلام کی صحیح جڑ ہیں۔ جبکہ یہ اعزاز دوسرے صحابہ کو حاصل نہیں ہے۔

(۷) آپ کا نسب بے عیب و طاہر ہے۔ جبکہ دوسرے صحابہ کی اکثریت مشرکین کی نسل سے تھی۔

(۸) آپ کی ولادت اللہ کے گھر میں ہوئی جبکہ دوسرے صحابہ کی ولادت مشرکین کے گھروں میں

ہوئی۔

(۹) آپ کی تربیت سید المرسلینؐ کی گود میں جبکہ دوسرے صحابہ کی تربیت مشرکین کی گود میں ہوئی۔

(۱۰) آپ علم کی ان بلندیوں پر فائز یاب ہیں کہ جہاں پر دیگر صحابہ کا پہنچنا ناممکن ہے۔

(۱۱) ان فضائل اور دیگر مناقب کی وجہ سے کوئی بھی صحابی آپ کی ہمسری نہیں کر سکتا۔

(۱۲) آپ کے فرزندان جوانان جنت کے سردار ہیں۔ جبکہ یہ اعزاز کسی اور صحابی کی اولاد کو حاصل نہیں ہے۔

(۱۳) حضرت علیؑ کی طرح اور کوئی صحابی بہادر نہیں تھا۔

(۱۴) حضرت علیؑ جس طرح بہادری میں یکتا تھے' اسی طرح عبادت میں بھی منفرد تھے۔

(۱۵) اگر ان حضرات کی ایک خصوصیت کسی اور آدمی کو لاحق ہو جائے تو وہ خود بھی ہلاک ہو جائے اور دوسرے کو بھی ہلاک کر دے۔

(۱۶) دوسرے لوگوں پر جب مصیبتیں بڑھیں تو ان کی نیکیاں گھٹتی ہی جاتی ہیں۔ جبکہ ان حضرات پر مصیبتیں بڑھیں تو ان کی نیکیوں میں اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے۔

(۱۷) جیسے بزرگ حضرت علیؑ کو ملے (اگر ایک ایک کے مناقب و خصائص جمع کیے جائیں تو کئی کتب تیار ہو جائیں۔) ایسے بزرگ دوسرے صحابہ کو نہیں ملے۔

(۱۸) آپ کی زوجہ اور ساس دونوں زنان جنت کی سردار ہیں جبکہ یہ اعزاز دوسرے صحابہ کی نساء کو حاصل نہیں ہے۔

(۱۹) وہ اعمال جن کی بدولت انسان خیر کثیر اور بڑے ثواب کا مستحق ہوتا ہے وہ چار ہیں۔ (۱) سبقت اسلام (۲) جہاد بعدوان محمد و اسلام (۳) علم کثیر کا حامل ہونا (۴) احکام خدا میں سوجھ بوجھ ہونا یہ تمام اوصاف حضرت علی کی ذات میں بیک وقت جمع تھے۔

(۲۰) حضرت علی علیہ السلام انبیاء کے ساتھ لوگوں سے پہلے رہے تھے۔ لہٰذا جو بعد میں ہوئے حضرت علی علیہ السلام ان سے افضل ہیں۔

(۲۱) حضرت علی علیہ السلام نے عالم شباب میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے تھے جس سے بڑے بڑے گھاگ لوگ ساری عمر محروم رہے۔

(۲۲) اگر سخاوت کے تمام اجزاء کو حضرت کی سخاوت سے موازنہ کیا جائے تو اوروں کی سخاوت

آپ کی سخاوت کے مقابلہ میں کنجوسی معلوم ہو گی۔

(۲۳) فصاحت و بلاغت کے میدان میں بھی حضرت علی علیہ السلام کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

(۲۴) حضرت علیؑ کی افضلیت کے لئے یہ کافی نہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ کی اطاعت صحابہ سے پہلے کی۔ صحابہ کے ساتھ کی اور صحابہ کے بعد کی۔

(۲۵) آپ کا مصائب شدید سے امتحان لیا گیا کہ جن میں بڑے بڑے صابروں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔ انہیں وجوہ کی بنا پر آپ رب العزت کے جوار میں بزرگ ترین منازل اور مقامات رفیعہ پر فائز المرام ہوئے۔

(۲۶) آپ کی ذات شریعت کے مسائل بیان کرنے، حلال و حرام کے متعلق معلومات بہم پہنچانے، ماضی، حال اور مستقبل کے واقعات کی خبر دینے یا کشف جلی، علم جعفر موروثی یا علم لدنی کے ذریعے واقعات آگاہ کرنے میں آپ کی ذات منفرد اور یگانہ خصوصیات کی حامل ہیں۔

معتزلی کا اعتراف

ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ جلد اص ۶ پر حضرت علیؑ کی افضلیت اور حقیقت پر نہایت عمدہ مضمون لکھا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کو یہاں نقل کریں۔ وہ کہتے ہیں۔

میں کیا کہوں ایسے شخص کی نسبت جس کے اعداء و رقیب اس کی افضلیت کے قائل تھے اور وہ اس کے مناقب سے انکار نہ کر سکے اور نہ اس کے فضائل کو چھپا سکے۔ تو جانتا ہے کہ بنو امیہ سلطنت اسلام پر شرق سے مغرب تک غالب آ گئے اور جتنی بھی ان کی طاقت تھی اس طاقت کے زور سے کوشش کی کہ اس شخص کے نور کو بجھا دیں۔ اس غرض کے لئے انہوں نے احادیث میں تحریف کی اور اس کے مصائب اور برائیاں اپنے دل سے گھڑ کر مشہور کیں اور تمام منبروں کے اوپر اس شخص کو لعنت کی۔ اس کے مدح کرنے والے کو دھمکایا، بلکہ اس کو قید کر دیا اور قتل کر دیا اور ان احادیث کی روایت کرنے سے لوگوں کو روکا جن احادیث سے حضرت علیؑ کی فضیلت ثابت ہوتی تھی اور ان کا ذکر بلند ہوتا تھا۔ لوگ یہاں تک ڈر گئے تھے کہ اپنے بچوں کا نام علی نہیں رکھتے تھے۔ لیکن یہ تمام کوششیں بیکار رہیں اور ان باتوں کا نتیجہ سوائے اس کے

اور کچھ نہ ہوا کہ آپ کا ذکر اور زیادہ بلند ہوا۔ وہ مثل مشک کی خوشبو کے تھا' کہ جتنا اس کو چھپاتے تھے اتنا ہی زیادہ پھیلتا تھا۔ جتنا اس پر پردہ ڈالتے تھے' اتنا ہی زیادہ مشہور ہوتا تھا۔ بلکہ آپ کا ذکر مثل آفتاب کے تھا' وہ چھپایا نہیں جا سکتا تھا یا مثل دن کی روشنی کے تھا کہ اگر ایک آنکھ اس کی طرف سے بند بھی ہو جائے تو ہزارہا آنکھوں تک وہ پہنچتا تھا اور میں کیا کہوں' ایسے شخص کے متعلق کہ جس کی طرف تمام فضیلتیں جھکتی ہیں اور تمام فرقے اس کی طرف منتہی ہوتے ہیں' اور تمام گروہ اس پر ختم ہوتے ہیں' پس وہ تمام فضیلتوں کا سردار ہے اور تمام فضائل کا لباس زیب بدن کئے ہوئے ہے۔ ہر ایک شخص نے جس نے آپ کے بعد کی فضیلت کو حاصل کرنا چاہا' آپ ہی سے اس کو حاصل کیا۔ اور آپ کی ہی پیروی کی اور آپ کے نقش قدم پر چلا اور تو جانتا ہے کہ اشرف علم علم الٰہیات ہے۔ کیونکہ علم کا شرف اس کے معلوم سے ہوتا ہے۔ اور علم الٰہیات کا معلوم یعنی خداوند تعالیٰ اشرف الموجودات ہے۔ لہٰذا وہ اشرف العلوم ہوا۔ حالت یہ ہے کہ اس مضمون پر حضرت علیؑ کے کلام سے انتخاب کیا جاتا ہے۔ آپ سے ہی نقل کیا جاتا ہے اور اس علم کی انتہا آپ پر ختم ہوتی ہے۔ اور آپ سے ہی یہ علم شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ معتزلہ ہی اہل توحید و صاحب عدل اور باب نظر ہیں۔ اور ان میں سے جتنے لوگوں نے علم سیکھا وہ حضرت علیؑ کے شاگرد اور ان کے اصحاب تھے۔ ان میں کا سب سے بڑا واصل بن عطا شاگرد تھا' ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ کا اور ابو ہاشم شاگرد تھا۔ اپنے باپ محمد بن حنفیہ کا اور محمد بن حنفیہ شاگرد تھا حضرت علیؑ کا اور فرقہ اشعریہ کا یہ حال ہے کہ انہوں نے اپنا علم حاصل کیا۔ ابو الحسن علی بن ابی الحسن علی بن ابی بشر الاشعری سے اور وہ شاگرد تھا ابو علی الجبائی کا اور ابو علی معتزلہ کے مشائخ میں سے ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اشعریہ نے آخرکار معتزلہ کے استاد سے علم حاصل کیا اور وہ علی ابن ابی طالبؑ ہیں' امامیہ و زیدیہ کا حضرت علیؑ سے اخذ الٰہیات کرنا ظاہر ہی ہے۔ علوم میں سے علم فقہ اور حضرت علی علیہ السلام فقہ کی اصل و بنیاد ہیں۔ اسلام کا ہر ایک فقیہ حضرت علیؑ کا خوشہ چین ہے اور ابو حنیفہ نے مثل یوسف و محمد وغیرہما کے ابو حنیفہ سے اخذ فقہ کیا۔ امام شافعی نے علم فقہ محمد بن الحسن سے حاصل کیا۔ لہٰذا امام شافعی کا فقہ بھی ابو حنیفہ کی طرف راجع ہوتا ہے۔ امام احمد بن حنبل کا فقہ بھی ابو حنیفہ کی طرف راجع ہوتا ہے اور ابو حنیفہ نے علم فقہ حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے حاصل کیا۔ اور انہوں نے اپنے باپ سے اور آخرکار یہ اخذ علم فقہ حضرت علیؑ پہ منتہی ہوتا ہے۔ مالک بن انس

نے ربیعہ الرائی سے علم فقہ حاصل کیا اور ربیعہ نے عکرمہ سے اور عکرمہ نے عبداللہ بن عباس سے حاصل کیا اور عبداللہ بن عباس نے حضرت علیؑ کے قدموں میں اس علم کو سیکھا۔ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ امام شافعی نے مالک بن انس سے فقہ سیکھا۔ لہٰذا ان کا علم اس طرح سے بھی حضرت علیؑ پر منتہی ہوتا ہے۔ پس یہ چاروں فقہاء اسلام علم فقہ میں حضرت علیؑ کے محتاج ہیں' اور ان کے شاگرد ہونے کا۔ شیعہ لوگوں کا علم فقہ حضرت علی سے لینا تو ظاہر ہی ہے۔ اصحاب رسول میں سے سب سے زیادہ فقہ جاننے والے۔ عبداللہ بن عباس و عمر بن الخطاب تھے اور ان دونوں کو علم فقہ حضرت علیؑ نے سکھایا۔ عبداللہ بن عباس کا حضرت علیؑ سے علم فقہ حاصل کرنا تو ظاہر ہی ہے۔ اور حضرت عمر کی نسبت یہ ہے کہ سب لوگ جانتے ہیں کہ بہت سے مسائل ہیں جو حضرت عمر اور دیگر صحابہ کے روبرو پیش ہوتے تھے اور وہ ان کے حل کرنے سے قاصر ہوتے تھے۔ تو حضرت عمر اور وہ لوگ حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر نے بار بار کہا کہ اگر اس مشکل کے لئے جس کے حل کرنے کے واسطے علی ابن ابی طالب نہ ہوں' مسجد میں اگر علیؑ موجود ہوں تو ان کی موجودگی میں کوئی اور شخص فتویٰ نہ دے۔ اس سے بھی ظاہر ہوا کہ حضرت عمر کا فقہ حضرت علیؑ پر منتہی ہوتا ہے۔ عوام و خواص نے جناب رسول خدا کا یہ قول نقل کیا ہے فرمایا آپ نے کہ تم سب میں سب سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والے علی ابن ابی طالبؑ ہیں اور تمام لوگوں نے جناب رسولؐ خدا کی یہ دعا نقل کی ہے جو آپ نے حضرت علی کے حق میں ان کو یمن پر قاضی مقرر کرنے کے وقت کی تھی کہ اے بار خدایا اس کے دل کو ہدایت دے اور اس کی زبان کو صحیح کر۔ حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت شک واقع نہیں ہوا۔ علوم میں سے علم تفسیر قرآن ہے۔ پس یہ علم حضرت علیؑ سے لیا گیا ہے۔ اور ان سے ہی پھیلا ہے۔ اگر تم کتب تفاسیر کی طرف رجوع کرو گے تو اس مقولہ کی صحت سے آگاہ ہو جاؤ گے۔ کیونکہ تمام تفاسیر یا حضرت علیؑ سے روایت کی گئی ہیں یا عبداللہ بن عباس سے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عبداللہ بن عباس نے علم تفسیر حضرت علیؑ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا تھا اور وہ آپ کے شاگرد تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے علم کو حضرت علیؑ کے علم سے کیا نسبت ہے۔ تو عبداللہ ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ وہ نسبت ہے جو ایک قطرہ کو اس بارش عظیم سے ہوتی ہے جو بحر محیط پر برسے' اور علوم میں علم طریقت و حقیقت و تصوف ہے اور تم کو اس علم کا حال معلوم ہے کہ تمام

ممالک اسلامیہ میں اس علم کے عالموں کا علم حضرت علی پر ختم ہوتا ہے۔ اس کی تشریح اچھی طرح شبلی اور جنید و سرّی والویزید البسطامی و ابو محفوظ معروف الکرخی وغیرہم نے کی ہے۔ اور اس بات کے ثبوت کے لئے صرف یہی ایک امر کافی ہے کہ آج تک یہ لوگ حضرت علیؑ کے خرقہ کو شعار بنائے ہوئے ہیں اور تمام اسناد حضرت علیؑ کی طرف لے جاتے ہیں اور علوم میں سے علم النحو زبان عربی ہے اور تمام لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت علیؑ ہی نے اس علم کو شروع و ایجاد کیا اور آپ نے ابو الاسود کو اس علم کے اصول و قواعد سکھائے۔ چنانچہ آپ نے بتایا کہ ہر کلام میں تین چیزیں ہوتی ہیں' اسم فعل و حرف اور کلمہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ معرفہ و نکرہ اور آپ نے وہ وجوہات و اسباب بھی بتائے جو اعراب پر اثر ڈالتے ہیں اور ان کو رفع و نصب و جر و جزم کی طرف لے جاتے ہیں اور یہ ایک معجزہ تھا۔ کیونکہ اس قسم کا حصہ اور استنباط قوت بشریہ سے باہر ہے اور اگر تم خصائص خلقیہ اور فضائل نفسانیہ اور دینیہ پر غور کرو گے تو حضرت علیؑ کو ان صفات میں سب کا سردار اور سب سے آگے پاؤ گے' شجاعت کو لو شجاعت میں حضرت علیؑ نے ان بہادروں کے ذکر کو فراموش کرا دیا جو ان سے پہلے گذرے تھے اور ان کے ناموں کو محو کر دیا جو ان سے بعد آنے والے تھے اور آپ کا درجہ جنگ میں مشہور ہے اور قیامت تک ضرب المثل رہے گا۔ آپ ایسے شجاع تھے کہ ایک دفعہ بھی جنگ سے نہیں بھاگے۔ کوئی شخص ان کے مقابلے کے لئے نہیں آیا۔ مگر یہ کہ آپ نے اسے قتل کر دیا۔ ایک ضرب مارنے کے بعد آپ کو کبھی دوسری ضرب مارنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ قوت جسمانی و بسالت کو لو تو وہ ضرب المثل ہیں۔ ان کی مثال دی جاتی ہے۔ ابن قتیبہ اپنی کتاب معارف میں کہتا ہے کہ حضرت علیؑ نے کسی سے کشتی نہیں کی۔ لیکن یہ کہ اسے گرا دیا۔ آپ وہ ہیں جنہوں نے در خیبر کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔ لوگوں کی ایک جماعت نے مل کر کوشش کی کہ اس در کو جنبش دیں۔ لیکن جنبش نہ دے سکے۔ آپ وہ ہیں جنہوں نے کعبہ کی چھت سے سب سے بڑے بت ہبل کو ایک ہاتھ سے گرا کر نیچے پھینک دیا' یہ بہت بڑا بت پتھر کا تھا' آپ وہ ہیں جنہوں نے اپنے ایام خلافت میں عظیم الشان پتھر کو زمین سے اٹھا کر علیحدہ پھینک دیا۔ اس کے نیچے سے پانی نکلا اور اس پتھر کے ہلانے سے آپ کا تمام لشکر مل کر عاجز ہو گیا تھا۔ اگر سخاوت جود کو لو تو آپ کا حال اس میں ظاہر ہے' آپ روزہ رکھتے تھے اور پھر اپنے طعام کو راہ خدا میں دے دیتے تھے۔ اور خود گرسنہ رہتے تھے۔ آپ کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ الآیہ اور

مفسرین نے بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس صرف چار درہم تھے' ایک درہم رات کو راہ خدا میں صدقہ کر دیا' ایک درہم دن میں دے دیا' ایک درہم چھپا کر دیا اور ایک درہم علانیہ دیا۔ اس پر آیت نازل ہوئی اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً' اپنے ہاتھوں سے آپ اجرت پر یہودیوں کے درختوں کو پانی دیا کرتے تھے' یہاں تک کہ آپ کے ہاتھوں پر آبلے پڑ جاتے تھے۔ اور اجرت جو ملتی تھی وہ راہ خدا میں صدقہ دے دیتے تھے۔ اور خود پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے۔ شعبی کہتے ہیں کہ حضرت علی تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ کی طینت و سرشت میں سخا کو خمیر کیا گیا تھا۔ اس سخا و جود کو جس کو خداوند تعالیٰ دوست رکھتا ہے' آپ نے کبھی کسی سائل کو 'نہیں' نہیں کہا۔ اگر حلم اور عفو کو لو تو حضرت علی تمام لوگوں سے زیادہ حلیم اور سب سے زیادہ گناہوں' غلطیوں کو معاف کرنے والے تھے۔ ہمارے اس قول کی صحت کی تصدیق جنگ جمل کے واقعات سے ہوتی ہے۔ آپ نے مروان بن الحکم پر فتح پائی اور یہ مردود آپ کا شدید ترین دشمن تھا۔ اور بہت زیادہ بغض آپ سے رکھتا تھا۔ مگر آپ نے اس کو معاف کر دیا اور عبداللہ ابن زبیر آپ کو تمام لوگوں کے سامنے سب و شتم کرتا تھا۔ دشنام دیتا تھا۔ بصرہ کی جنگ کے موقع پر ایک خطبہ میں اس نے کہا کہ بہ تحقیق تمہاری طرف (معاذ اللہ) ایک کمینہ و لئیم علی ابن ابی طالب آ رہا ہے اور جناب امیر فرمایا کرتے تھے کہ زبیر ہمیشہ ہمارا ایک آدمی ہم میں سے تھا' اس وقت تک کہ جب تک اس کا لڑکا عبداللہ جوان نہیں ہوا اس وقت وہ ہم سے منحرف ہو گیا۔ جنگ جمل میں علی نے عبداللہ ابن زبیر پر فتح پائی اور وہ قید ہو کر آیا۔ لیکن آپ نے اس کو معاف کر دیا۔ صرف اتنا کہہ دیا کہ چلا جا میں تجھے دیکھنا نہیں چاہتا۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہا۔ اسی طرح سعید بن العاص پر روز جمل آپ نے فتح پائی۔ وہ آپ کا سخت دشمن تھا۔ مگر اس کو بھی معاف کر دیا۔ اور کچھ نہیں کہا اور جہاد راہ خدا کو لو تو آپ کے دوستوں اور دشمنوں سب کو معلوم ہے کہ آپ جہاد کرنے والوں کے سردار ہیں۔ جہاد سے سب لوگ سوائے حضرت علی کے ڈرتے تھے۔ اور جی چراتے تھے۔ تم جانتے ہو کہ جناب رسول خدا کے غزوات میں غزوہ بدر ایک عظیم ترین تھا۔ اس میں ستر مشرکین مارے گئے جن میں سے نصف کو حضرت علی مرتضیٰ نے قتل کیا اور تمام مسلمانوں اور ملائکہ نے مل کر باقی نصف کو قتل کیا۔ اور اگر تم مغازی محمد بن عمر الواقدی و تاریخ الاشراف یحییٰ بن جابر البلاذری وغیرہما کی طرف رجوع کرو گے تو تمہیں ہمارے قول کی صحت معلوم ہو گی۔ ان کو چھوڑ دو جو آپ نے دیگر غزوات مثلاً احد و

خندق وغیرہما میں قتل کئے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس میں ذرا شک نہیں یہ ان معلومات حقیقیہ میں سے ہیں جیسے کہ علم موجود شے کا ہوتا ہے۔ یعنی جیسے یہ مسلم ہے کہ دنیا میں ایک شہر مکہ ہے یا مصر ہے اور اگر فصاحت کو لو تو آپ امام الفصحاء و سید البلغاء ہیں' اور آپ کے کلام کی نسبت کہا گیا ہے کہ خالق کے کلام سے کمتر اور تمام مخلوق کے کلام سے بالاتر ہے۔ اور اس سے لوگ خطابت اور کتابت سیکھتے ہیں۔ عبدالحمید بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ستر مشہور خطبے حفظ کئے اور ان کے بعد میرے علم میں ترقی ہوتی گئی۔ ابن نباتہ کہتا ہے کہ میں نے خطبوں میں سے ایسا خزانہ حفظ کیا ہے کہ جس کو خرچ کرنے سے اور ترقی ہوتی ہے۔ میں نے حضرت علیؑ کے خطبوں میں سے سو فصلیں حفظ کی ہیں۔

یہ کتاب نہج البلاغہ کافی ہے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ فصاحت و بلاغت میں کوئی شخص آپ کی برابری نہیں کر سکتا۔ تمہیں قائل کرنے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ فصیح صحابہ میں سے کسی کا کلام آپ کے کلام کے دسویں بلکہ بیسویں حصہ کے برابر بھی جمع نہیں کیا گیا۔ جو تعریف آپ کے کلام کی کتاب البیان و التبیین دیگر کتب میں ابو اعثمان جاحظ نے کی ہے وہ ہی اس امر کے ثبوت کے لئے کافی ہے اور اگر خوش اخلاقی و خوش مزاجی کشادہ روی و بہجت بشرہ کا ذکر کرو تو حضرت علی اس میں ضرب المثل ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کے دشمنوں نے اس وجہ سے آپ کے اوپر نکتہ چینی کی ہے۔ چنانچہ عمرو بن العاص نے اہل شام سے کہا کہ علی تو صاحب مزاح ہیں۔ اور عمرو بن العاص نے یہ عیب جوئی حضرت عمر سے اخذ کی تھی۔ کیونکہ جب حضرت علیؑ کے استخلاف کا ذکر آیا تو حضرت عمر نے کہا کہ میں ضرور ان کو خلیفہ مقرر کر دیتا اگر ان میں مزاح نہ ہوتا۔ حضرت عمر نے تو اختصار سے یہ نکتہ چینی کی تھی۔ عمرو بن العاص نے بڑھ کر کہہ دیا ——— اس جگہ ابن ابی الحدید نے بحث کی ہے۔ کہ خوش مزاجی و تبسم و مزاح اچھی چیز ہے' برخلاف اس کے سر کہ بابرو رہنا بداخلاقی میں داخل ہے۔ جناب رسول خدا بھی مزاح کرتے تھے۔ مزاح و خوش مزاجی کے ساتھ حضرت علیؑ میں اور جناب رسول خداؐ میں حکمت وہیبت بھی تھی وغیرہ وغیرہ۔ ہم نے اس بحث کو نقل نہیں کیا اور اگر زہد کو لو تو حضرت علیؑ زاہدوں کے سردار اور بدل الابدال تھے۔ آپ نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ تمام لوگوں سے زیادہ سخت کھانا کھاتے تھے اور سخت لباس پہنتے تھے۔ عبداللہ بن ابی رافع کہتا ہے کہ میں عید کے دن حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک سربمہر تھیلہ تھا' اس میں سوکھی

ہوئی جو کی روٹی تھی۔ آپ آئے اور اسے کھول کر کھانے لگے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ اس کو سر بمہر کیوں رکھتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا اس لئے کہ کہیں میرے لڑکے اس کو روغن یا زیتون سے چرب نہ کر دیں۔ آپ کی پوشاک میں چمڑے اور پوست درخت خرما کے پیوند لگے ہوئے تھے اور جوتے پوست درخت خرما کے تھے۔ موٹے کپڑے کا لباس پہنتے تھے۔ اگر کبھی آستین بڑی ہوتی تھی تو اس کو چاقو سے کاٹ دیتے تھے۔ اور پھر اس کو سلواتے نہیں تھے۔ لہٰذا جب تک وہ باقی رہتی تھی شانے پر لٹکی رہتی تھی۔ سالن میں کبھی کبھی سرکہ یا نمک ڈال لیتے تھے۔ اگر کبھی ترقی کی تو کچھ سبزی ڈال لی اور اگر کبھی اس سے بھی آگے بڑھے تو تھوڑا سا شیر شتر استعمال فرما لیتے تھے۔ گوشت آپ بہت کم استعمال کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے' کہ اپنے شکم کو حیوانوں کی قبر نہ بناؤ' باوجود ان سب باتوں کے تم لوگوں سے زیادہ آپ میں قوت و طاقت تھی۔ بھوک آپ کی قوت کو کم نہیں کرتی تھی۔ آپ نے دنیا کو طلاق دے دی تھی۔ تمام بلاد اسلامیہ سے سوائے شام کے آپ کے پاس مال آتا تھا۔ آپ سب کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اگر عبادت کو دیکھو تو آپ تمام لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔ اور سب سے زیادہ نماز پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے اور لوگ آپ سے رات کی نماز و اوراد و قیام نافلہ سیکھا کرتے تھے۔ تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کی نسبت جو اپنی حفاظت پر اپنی عبادت کو ترجیح دیتا تھا۔ لیلۃ الہریر کی لڑائی والے دن دونوں صفوں کے مابین آپ کا سجادہ بچھایا گیا پس آپ بے فکری کے ساتھ اس پر نماز پڑھتے تھے۔ درآنحالیکہ دشمنوں کے تیر آپ کے چاروں طرف پڑ رہے تھے اور اوپر سے گزر رہے تھے۔ آپ کو اس سے ذرا بھی خوف نہ تھا۔ اور وہاں سے نہ اٹھے جب تک کہ اپنا وظیفہ ختم نہ کر لیا۔ اور کیا خیال ہے تمہارا اس شخص کی نسبت جس کی پیشانی کثرت سجود کی وجہ سے اونٹ کے گھٹنے کی طرح ہوگئی ہو اور اگر تم ان کی دعاؤں اور مناجاتوں پر غور کرو اور واقف ہو کہ ان دعاؤں اور مناجاتوں میں کس قدر خداوند تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا ذکر ہے' اور ان میں خداوند تعالیٰ کی ہیبت و عزت کے آگے کس قدر خضوع و خشوع بھرا ہوا ہے۔ تو پھر تم کو معلوم ہو گا کہ ان میں کتنا اخلاص ہے۔ اور کس قلب سے نکلی ہیں۔ اور کس زبان پر جاری ہوئی ہیں۔ امام زین العابدینؑ کی عبادت غایت درجہ کی تھی۔ ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کی عبادت اور آپ کے دادا کی عبادت میں کیا نسبت ہے۔ فرمایا کہ میری عبادت اور میرے دادا کی عبادت میں وہ نسبت ہے جو میرے دادا کی عبادت کو رسول خداؐ کی عبادت سے نسبت تھی اور اگر

تفسیر علم قرآن کی طرف نظر کرو تو یہ حضرت علی کی خاص دلچسپی کا مضمون تھا۔ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ جناب علی مرتضیٰ نے رسول خدا ہی کی حیات میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ درآنحالیکہ اس وقت کسی اور نے حفظ نہیں کیا تھا۔ اور حضرت علی ہی اول وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے قرآن شریف کو جمع کیا تھا۔ تمام لوگوں نے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے ابوبکر کی بیعت شروع شروع میں نہیں کی اور اس سے تاخیر کی وہ وجہ نہیں بتاتے جو شیعہ کہتے ہیں کہ آپ کو ابوبکر سے مخالفت تھی۔ بلکہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف کے جمع کرنے میں مشغول تھے۔ اس وجہ سے بیعت میں تاخیر کی۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ جس نے سب سے پہلے قرآن جمع کیا وہ علی مرتضیٰ تھے۔ کیونکہ اگر حیات جناب رسول خدا میں وہ جمع ہو گیا ہوتا تو پھر آنحضرت کی وفات کے بعد حضرت علی کو اس کے جمع کرنے میں مشغول ہونے کی ضرورت باقی نہ رہتی اور جب تم قرأت قرآن کی تمام کتابوں کی طرف رجوع کرو گے تو تم کو معلوم ہو گا کہ تمام آئمہ قرأت مثلاً عمرو بن العلاء، عاصم بن ابی النجود وغیرہما حضرت علی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ سب ابو عبدالرحمٰن السلمیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ابو عبدالرحمٰن السلمیٰ حضرت علی کے شاگرد تھے۔ اور آپ سے علم قرات و قرآن اخذ کیا تھا۔ پس یہ علم بھی مثل دیگر علوم کے جن کا ذکر پہلے کیا گیا حضرت علی پر منتہی ہوتا ہے۔ اور اگر رائے و تدبیر کو دیکھو تو حضرت علی تمام لوگوں میں سب سے بہتر رائے رکھنے والے اور سب سے زیادہ صحیح تدبیر کرنے والے تھے۔ آپ ہی تھے جنہوں نے حضرت عمر کو بذات خود لڑائیوں پر جانے سے روکا اور آپ ہی تھے جنہوں نے حضرت عثمان کو صحیح رائے دی۔ اگر وہ اس پر عمل کرتے تو ان کے اوپر وہ مصیبتیں نہ آتیں جو آئیں، آپ کے دشمن کہتے ہیں کہ آپ کی کوئی رائے نہیں تھی۔ کیونکہ آپ تو شریعت کے مقید تھے۔ اور اس کے خلاف کوئی بات نہیں کر سکتے تھے۔ اور کوئی ایسا کام نہیں کر سکتے تھے جو دین کے مطابق نہ ہو۔ بہ تحقیق کہ حضرت علی فرمایا کرتے تھے کہ اگر دین و تقویٰ کا خیال درمیان میں نہ ہو تو میں تمام عرب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہوتا اور آپ کے علاوہ دیگر خلفاء جو تھے وہ تو وہ کام کرتے تھے جو امور سیاسی کے متقاضی ہوتا تھا اور جس میں مصلحت دنیوی ہوتی تھی۔ وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے تھے کہ یہ مطابق شرع کے لئے ہے یا نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص اپنی عقل و تدبیر کے مطابق کام کرے گا وہ ان قواعد و ضوابط کا مقید نہ ہو گا۔ جن کی وجہ سے ان امور سے باز رہنا پڑے، جن کو وہ مصلحت کے مطابق سمجھتا ہے تو اس کے

احوال دنیاویہ کا انتظام اچھا ہو گا۔ اس شخص کے احوال دنیاویہ منتشر ہوں گے۔ اپنے افعال میں کسی ضابطہ و قواعد کا پابند ہے۔ اور اگر سیاست کی طرف نظر ڈالو تو حضرت علیؑ امور سیاسیہ میں خدا سے ڈرتے ہوئے بہت زیادہ سخت تھے۔ اپنے ابن عم (عبداللہ ابن عباس) کو جو امور مملکت سپرد کیے تھے ان میں محاسبہ لینے میں آپ نے اپنے ابن عم کی کچھ رعایت نہ کی اور نہ اپنے بھائی عقیل کی کچھ پرواہ کی۔ ایک قوم کو آگ سے جلا دیا۔ مصقلہ بن ہبیرۃ و جریر بن عبداللہ البجلی کے گھر منہدم کرا دیئے۔ ایک گروہ کو قتل کر دیا۔ کئی آدمیوں کو پھانسی دی۔ آپ کی سیاست و حسن تدبیر جنگ ہائے جمل و صفین و نہروان سے ظاہر ہوتی ہے۔ ان لڑائیوں میں جو قوت و سختی و انتظام و خوبی تدبیر آپ سے عمل میں آئی اس کے دسویں حصے کو بھی دنیا کے سیاست دان نہیں سمجھتے۔

غرضیکہ یہ سب وہ بشری صفات ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا۔ اور جن میں حضرت علیؑ تمام لوگوں کے سردار تھے۔ اور سب کے امام تھے۔ اور میں کیا کہوں۔ اس شخص کی نسبت جس کو اہل الذمہ بھی دوست رکھتے تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ نبوت کے منکر تھے۔ اور جس کی تعظیم فلاسفر بھی کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ مسلمانوں کے دشمن تھے۔ ترک و دیلم کے بادشاہ اپنی اپنی تلواروں پر حضرت علیؑ کی تصویر نقش کرتے تھے۔ عضد الدولہ بن بویہ اور اس کے باپ رکن الدولہ و الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کی تلواروں پر آپ کی تصویریں ہیں گویا وہ اس سے فال لیتے تھے نصرت و ظفر کی۔ اور کیا کہوں میں ایسے شخص کی نسبت جس کے متعلق ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اس کی نسبت ان سے کی جائے۔ کیونکہ مقولہ ہے کہ آنچہ بر خود پسندی بہ دیگران مپسند جب لوگوں نے اپنی ذات کی نسبت حضرت علیؑ کی طرف کر دی اور ان کے متعلق بہت سی کتابیں لکھیں، اور اس نسبت کے لئے انہوں نے شہادتیں پیدا کیں، اور آپ کو بہادروں کا سردار بیان کیا اور آپ اپنے بیان کی تصدیق انہوں نے اس کلام سے کی جو روز احد آسمان سے سنائی دیتا تھا کہ **لا سیف الا ذو الفقار و لا فتی الا علی**

نکات

اس عبارت سے واضح ہوا کہ

(۱) حضرت علی علیہ السلام کے مناقب کے معترف ان کے دشمن بھی تھے۔

(۲) آپ کے دشمنوں نے آپ کے مناقب چھپانے اور آپ کے مناقب بیان کرنے والوں پر مصائب کے طوفان ڈھائے اور منبروں پر آپ کے خلاف سب و شتم کرنے میں انتہا کر دی لیکن یہ ساری کوششیں بیکار گئیں اور جتنا آپ کے ذکر کو دبایا گیا اس سے کہیں زیادہ بلند ہوا۔

(۳) جتنے بھی فنون ہیں سب آپ کی طرف منتہی ہوتے ہیں۔

(۴) آپ تمام فضائل کے سردار ہیں۔

(۵) جس کسی نے بھی آپ کے بعد کسی فضیلت کو حاصل کرنا چاہا اسے آپ ہی سے حاصل کیا۔

(۶) علم الٰہیات تمام علوم کا سردار ہے۔ اس کے ماہر واصل بن عطا اور ابو الحسن اشعری بالواسطہ آپ کے شاگرد تھے۔

(۷) دوسرا علم فقہ ہے۔ تو فقہ جعفریہ اور آئمہ اربعہ نے بالواسطہ یہ علم حضرت علی علیہ السلام سے حاصل کیا۔ اور حضرت عمر بن خطاب نے متعدد فقہی مسائل میں حضرت علی علیہ السلام سے رہنمائی حاصل کی۔

(۸) اور علوم میں سے علم تفسیر ہے اور اس کے استاد حضرت عبداللہ بن عباس حضرت علیؑ علیہ السلام کے شاگرد ہیں۔

(۹) اور علوم میں علم تصوف ہے اور جتنے بھی اس کے سلسلے ہیں وہ سب حضرت علی علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں۔

(۱۰) اور علوم میں سے علم نحو ہے اور یہ بات واضح ہے کہ اس کے استاد حضرت ابو الاسود آپ کے شاگرد تھے۔

(۱۱) اگر آپ دیگر خلفاء خلقیہ اور فضائل نفسانیہ اور دینیہ پر غور کریں گے تو حضرت علی علیہ السلام کو ان صفات میں سب کا سردار اور سب سے آگے پاؤ گے۔

(۱۲) شجاعت کے میدان میں آپ کا نام آج تک ضرب المثل ہے۔

(۱۳) سخاوت کے میدان میں کوئی آپ کا ثانی نہیں۔ متعدد آیات قرآن آپ کی سخاوت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

(۱۴) حلم و عفو کے میدان میں ملاحظہ فرمایا جائے تو آپ نے اپنی جان کے دشمنوں کو معاف کر

دیا۔

(۱۵) جہاد فی سبیل اللہ کو لو تو حضرت علی کی شرکت جہاد میں کامیابی کی علامت تھی۔ بدر ہو کہ احد، خیبر ہو کہ خندق حضرت علی علیہ السلام کی ذاتی کوششوں کے نتیجے میں کامیابیاں مسلمانوں کا مقدر بنیں۔

(۱۶) فصاحت کے میدان میں آپ کے کلام کے بارے میں اپنے پرائے سبھی جانتے ہیں کہ آپ کا کلام خالق کے کلام سے کمتر اور مخلوق کے کلام سے بالاتر ہے۔

(۱۷) اگر آپ کے زہد کو لیں تو آپ زاہدوں کے سردار اور بدل الابدل تھے۔

(۱۸) اگر عبادت کو دیکھیں تو آپ تمام لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔

(۱۹) اگر قرأت کو دیکھیں تو عمرو بن علاء وغیرہ حضرت علی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

(۲۰) اگر رائے و تدبیر کو دیکھیں تو خلفائے وقت بھی اس میدان میں مشورے لینے کے لئے آپ کے در کی کنڈی ہلاتے تھے۔

(۲۱) سیاسی میدان میں آپ کسی کو بھی رعایت دینے کے لئے تیار نہیں تھے۔ حتیٰ کہ اپنے بھائی حضرت عقیل اور چچا زاد بھائی عبداللہ بن عباس کو بھی بغیر محاسبے کے نہ چھوڑا۔

(۲۲) غرضیکہ یہ سب وہ صفات ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا اور جن میں حضرت علی علیہ السلام تمام لوگوں کے سردار تھے اور سب کے امام تھے۔

زمانہ کی بدذوقی کہے یا جہالت کی فراوانی کہ حضرت علی کی افضلیت ثابت کرنے کی بھی ضرورت پڑے گویا ان کا غیر بھی اس قابل سمجھا جانے لگا۔ کہ حضرت علی کے مقابلہ میں اس کا ذکر ہو سکے۔ اس میں بھی شیعہ و سنی کی تخصیص نہیں۔ امت محمدیہ کی اکثریت اس پر متفق ہے جیسا کہ شیخ سعدی نے اتنی عظیم الشان قسمیں کھا کر کہا ہے کہ:

بعد از مصطفیٰ در کل عالم　　نہ بد فاضل تر و بہتر حیدر

اب بھی بہت سے اہلسنت و الجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ زمانہ ماضی میں چونکہ علم حدیث و علم قرآن عام تھا۔ لہٰذا ان لوگوں میں اور غالی شیعوں میں صرف یہ فرق تھا کہ وہ حضرت علی کو بہتر ماننے کے ساتھ ہی خلفاء ثلاثہ کو آنحضرت کا جائز خلیفہ سمجھتے تھے اور غالی شیعہ ان کو غاصب جانتے تھے۔ موجودہ زمانہ میں کہ جب خارجیت و وہابیت کا زور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور علم حدیث و تاریخ لوگوں میں سے مفقود ہو گیا ہے۔ یہ عقیدہ اہلسنت و الجماعت سے کم ہوتا جاتا ہے۔ ورنہ

جو کچھ جناب گرامی مرحوم ہوشیار پوری نے حضرت علیؑ کی نسبت لکھا ہے اس سے زیادہ اور کیا کوئی شیعہ لکھے گا۔ اب ان لوگوں میں ایک نئی پود اٹھ رہی ہے جو کہتی ہے کہ کیوں حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو حضرت علیؑ سے افضل نہ سمجھا جائے۔ لیکن یہ اب بھی نہیں بتا سکتے کہ حضرت علی ان بزرگواروں سے کیونکر اور کس صفت میں کمتر تھے۔ اس انقلاب کی یہ وجہ ہوئی کہ علم حدیث و فقہ تو جاتا رہا۔ اگر علم الرجال کا فقرہ کسی بی۔اے یا ایم۔اے کے سامنے کہا جائے تو وہ یہ نہیں سمجھ سکے گا کہ اس کے کیا معنی ہوئے۔ اگر اس نے اپنی کسی جماعت میں فارسی یا عربی کا کورس لیا ہے۔ تو رجال کے معنی آدمیوں کے سمجھ کر یہ کہے گا کہ غالباً" ETHNOLOGY ہو گی۔ اب کتب احادیث و سیر کے مطالعہ تعصب نے لے لی ہے۔ اور یہ بات پکڑ لی ہے کہ جس ترتیب سے خلیفہ ہوئے اس ہی ترتیب سے فضیلت کا درجہ ہونا چاہئے۔ اگر کہیں امیر معاویہ میں مکاری کے ساتھ جرأت کا مادہ بھی ہوتا اور وہ قتل عثمان کے دن مدینہ میں آن کر لوگوں کو ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں کیسہ زر دکھا کر ان سے اپنی بیعت لے لیتے تو پھر ان برخورداروں کی رائے میں حضرت علیؑ کی فضیلت کہیں بھی نہ رہتی۔ جو لوگ فضیلت دین کو ثروت دنیا کے ساتھ مشروط سمجھتے ہیں۔ ان بزرگواروں سے ہم کیا بحث کریں۔ سوائے اس کے کہ **لا اعبد و ما تعبدو ن لکم دینکم و لی دین** آج کل ساری دنیا میں انصاف کی جگہ تعصب نے لے لی ہے۔ اور مذہب کی وطنیت نے۔ مذہبی تخیل میں سے اصلی انصاف تو پہلے ہی مفقود تھا۔ اب جہالت کی زیادتی نے ظاہری انصاف کی شکل کو زائل کر دیا اور حق گوئی اور حق فہمی معدوم ہو گئی۔

افضلیت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص کو دوسرے پر باعتبار کسی خاص صفت کے یا بوجہ مجموعہ صفات مختلفہ کے ترجیح دی جائے۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ عمر افضل ہے بکر سے تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ عمر کو ہر طرح سے ہر صفت میں بکر کے اوپر ترجیح حاصل ہے۔ لہٰذا عام طور سے افضل کی یہ تعریف کی گئی ہے۔ **الاجمع لمزایا الفضل و الجلال الحمیدہ** یعنی افضل وہ ہے جس میں دوسروں کی نسبتہ صفات و کمالات ذاتی و نسبی زیادہ ہوں۔ اور جب کسی عالم و سردار کے انتخاب کا سوال پیدا ہوتا ہے تو وہاں یہ ہی فضیلت عام مراد ہوتی ہے اور ہونی چاہئے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک شخص ایک صفت میں دوسرے سے افضل ہو اور دوسرا کسی اور صفت میں اس سے افضل ہو۔ مثلاً زید عمر سے زیادہ شجاع ہے مگر اس سے زیادہ سخی ہے۔ بکر بہت اچھا عالم

ہے۔ مگر اس میں شجاعت نہیں۔ جب ہم کسی خاص شخص کی جانشینی کے لئے کسی شخص کو منتخب کرتے ہیں تو یہ بات سب سے پہلے دیکھتے ہیں وہ شخص مستخلف کی صفات کس امیدوار میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یہاں جناب محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کا سوال ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے اور صحیح عقیدہ ہے' واقعات کے مطابق ہے کہ آپ میں ہر ایک عمدہ صفت بدرجہ اتم موجود تھی۔ شجاعت بھی سخاوت بھی عبادت بھی ریاضت بھی عصمت بھی' غرضیکہ آپ انسانیت کے فضائل و خصائل حمیدہ کے اجتماع کے کامل ترین نمونہ تھے۔ لہٰذا آپ کے جانشین کے لئے ضروری ہوا کہ وہ آپ کے بعد بہترین اور کامل ترین انسان ہو اور کامل فضیلت وہی ہے جس میں ہر ایک خصلت حمیدہ اور صفات حسنہ اپنے آخری درجہ کمال میں پائی جائے۔ کسی ایک صفت میں بھی اس کے غیر کی نسبت یہ نہ کہا جائے کہ وہ اس سے بہتر ہے۔ حکام سقیفہ کے لئے یہ بڑی سخت منزل تھی۔ لہٰذا اول تو فضیلت کے سوال کو بحث کے درمیان میں آنے ہی نہ دیا۔ بحث کا رخ قبیلہ کی طرف کر دیا اور جب اس ہنگامہ کے بعد اس سوال نے خود بخود اپنے تئیں غور کرنے والے لوگوں کے سامنے پیش کیا تو اس کو بھی دیگر امور مشکلہ کی طرح پریشان کرنے کی کوشش کی گئی۔ تاکہ لوگوں کی نظروں کے سامنے حقیقت کے اوپر پردہ پڑا ہے۔ کبھی فضیلت کی تعریف و حدود پر ایک منطقیانہ و فلسفیانہ بحث کی جاتی ہے اور کبھی فضیلت کا تجزیہ کیا جاتا ہے اور جب کسی طریقے سے کام بنتا ہوا نظر نہیں آتا تو اقلیدس کے اصول موضوعہ کے نمونہ پر ایک اصل موضوعہ قائم کیا جاتا ہے کہ حاکم کے لئے افضل ہونا ضروری نہیں۔ افضل کی موجودگی میں مفضول حاکم ہو سکتا ہے۔ اول تو یہ اصل موضوعہ ہی غلط اور خلاف فطرت ہے اور صاف بتا رہا ہے کہ جس سرزمین کی وہ پیدائش ہے۔ وہاں حکومت استحقاق کی وجہ سے نہیں بلکہ ظلم و جور کی وجہ سے قائم ہوئی تھی۔ اور اس کے قیام کے ناجوازیت کو جوازیت کا جامہ پہنانے کے لئے یہ ناجائز اصل موضوعہ مقرر کیا گیا۔ اس اصل موضوعہ کی فطرت میں ظلم مرکوز ہے۔ جب بہتر اور افضل موجود ہے تو کیوں اس کے اوپر اس کا ادنیٰ حکومت کرے۔ یہ کسی ہندوستانی صوبہ کی وزارت تو نہیں ہے۔ یہ تو حکومت الٰہیہ ہے اور ختم المرسلین کی جانشینی کا سوال ہے۔ اس کے اندر تو ظلم کا شائبہ بھی نہ ہونا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ اصول موضوعہ ایک مستثنیٰ کی صورت میں ہے۔ اصل اور مطابق فطرت قاعدہ تو یہ ہے کہ جو بہترین اور افضل ترین شخص ہو' وہی منتخب کیا جائے اور وہ حکومت کیونکہ اگر اس میں استثنا قائم کی جاتی ہے تو پھر یہ

بتانا چاہئے کہ کن صورتوں میں افضل کے اوپر مفضول حکومت کے لئے منتخب کیا جا سکتا ہے۔ وہ صورتیں اس اصول موضوعہ میں مذکور نہیں' لہٰذا یہ ناقص ہوا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کسی شخص سے کسی صفت میں کم نہ تھے۔ جو کسی فلسفیانہ منطق کی ضرورت ہو' ایسی کوئی صفت حمیدہ نہیں جس میں علیؑ پر ان کے غیر کو ترجیح دی جا سکے۔ مولانا روم کہتے ہیں۔

کے بتار یکی علی را دیدہ زین سبب غیرے بر دیگر ید

جماعت مقلدان اہل حکومت کی یہ کج بحثی اس کلیہ کی تشریح ہے کہ پیران نمی پرند میدان می پرانند۔ ان بیچاروں نے کبھی یہ دعویٰ ہی نہیں کیا کہ ہم کسی قابل ہیں یا علیؑ کے برابر ہیں۔ ہمیشہ حضرت علیؑ کو اپنے سے بہتر اور افضل ہی بتاتے رہے اور یہ کہتے رہے کہ **لو لا علی لھلک** اب چودھویں صدی کے ملاؤں کے لئے کہاں جائز ہے کہ اس کے خلاف کہیں۔ ہماری رائے میں تو افضلیت کا قضیہ بالکل مختصر ہے۔ خواہ مخواہ اس کو طول دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام کی فضیلت کے سوال کو طے کرنے والی یہ تین چیزیں ہو سکتی ہیں:

(۱) ان کی سوانح حیات

(۲) ان کے متعلق اقوال رسولؐ

(۳) آیات قرآنی

پھر ضمنی سوال یہ پیدا ہوں گے کہ حضرت علیؑ نے اپنے متعلق کیا دعویٰ کیا اور ان لوگوں نے اپنے قول و فعل سے کیا اقبال کیا۔ افضلیت کا سارا قضیہ ان پانچ باتوں سے ثابت ہو سکتا ہے۔ ہم ان پانچ امور پر ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے کچھ پیش کرتے ہیں۔

سوانح حیات

ان بزرگواروں کے واقعات زندگی پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ یاددہانی کے لئے ایک سرسری نظر کافی ہوگی۔ ذیل میں ہم نے ایک نقشہ تیار کر دیا ہے۔ اس پر ایک نظر ڈالنے سے ان حضرت کے سوانح حیات آنکھوں کے سامنے جاتے ہیں۔ یہ نقشہ جام جم کا کام کرتا ہے۔

حضرت علیؑ

(۱) آپ خاندان بنی ہاشم میں سے تھے۔ جس کی فضیلت تمام قریش پر مسلم تھی۔
(۲) آپؑ کے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی دادا ایک تھے۔
(۳) آپؑ عین خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔
(۴) پیدا ہوتے ہیں چہرہ رسولؐ دیکھا اور لعاب رسول نوش کیا۔
(۵) آپؑ نے ایک لمحہ بھی بت پرستی نہیں کی۔
(۶) شروع سے آپ کی تعلیم و تربیت آغوش رسالت میں ہوئی۔
(۷) مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے اور اسلام کی پہلی نماز تمام لوگوں سے سات سال قبل آنحضرتؐ کے ساتھ پڑھی۔
(۸) آپؑ شب ہجرت بستر رسول پر کفاروں کے نرغے میں اطمینان سے سوتے رہے۔ جس کی تعریف میں آیت قرآنی نازل ہوئی۔
(۹) آپؑ کے ساتھ بحکم خداوندی فاطمہؑ دختر رسولؐ کا نکاح ہوا اور حسنین علیہما السلام آپ کے فرزندان ہیں۔
(۱۰) عقد مواخات کے موقع پر آنحضرتؐ نے یہ کہہ کر آپ کو اپنا بھائی بنایا کہ انت اخی فی الدنیا و الاخرۃ
(۱۱) جنگ بدر کی فتح آپ کی کوشش کا نتیجہ تھی۔ کل جنگ کے کفار مقتولین میں سے نصف آپ نے مارے۔
(۱۲) جنگ احد میں سب مسلمان آنحضرتؐ کو تنہا چھوڑ کر بخوف جان بھاگ گئے۔ لیکن حضرت علیؑ بدستور ثابت رہے اور جنگ کرتے رہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ انہ منی انا منہ اور جبرئیل نے کہا انا منکما اور ہاتف غیبی نے کہا لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار
(۱۳) جنگ احزاب میں آپ نے عمرو بن عبدود کو قتل کرکے مسلمانوں کی جان بچائی جس پر جناب رسول خدا نے فرمایا روز خندق علیؑ کی ایک ضرب میری امت کے قیامت تک کے اعمالوں سے بہتر ہے۔
(۱۴) جنگ خیبر میں جب سب شکست کھا کر بھاگ آئے تو جناب رسول خدا نے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جو کرار غیر فرار ہے۔ خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و

رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علیؑ کو علم ملا۔ مرحب و عنتر کو مارا۔ در خیبر اکھاڑا اور فتح کرکے واپس ہوئے۔

(۱۵) صلح حدیبیہ میں ایمان کامل کے ساتھ آپ نے صلح نامہ لکھا۔

(۱۶) فتح مکہ میں آپ نے جناب رسول خدا کے کندھوں پر سوار ہوکر بت توڑے۔

(۱۷) جنگ حنین میں جب تمام لوگ آنحضرتؐ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو آپ ثابت قدم رہے اور کافروں سے لڑتے رہے۔

(۱۸) جناب رسول خدا کی طرح آپ کو ہر حالت میں مسجد میں جانے کی اجازت تھی۔ جن جن اصحاب کے دروازے مسجد کے اندر کھلتے تھے وہ سب بند کروا دیئے گئے حضرت علیؑ کا دروازہ کھلا رہا۔

(۱۹) اکثر جناب رسول خدا آپ سے راز کی باتیں کیا کرتے تھے اور لوگوں کو حسد ہوتا تھا۔

(۲۰) جناب رسول خدا کے ساتھ آپ اور آپ کی زوجہ محترمہ اور آپ کے دو فرزندان تطہیر میں شامل ہیں۔

(۲۱) آپ کی محبت امت پر فرض کی گئی اور آپ کے اوپر صلاۃ بھیجنے کے بغیر نماز جائز نہیں۔

(۲۲) آپ کے چہرے پر نظر کرنا عبادت ہے اور آپ کی محبت کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں۔

(۲۳) آپ ہم نفس رسول ہیں اور مباہلہ میں آنحضرتؐ کے ساتھ اپنی زوجہ محترمہ و فرزندان شامل تھے۔

(۲۴) اپنی رحلت کے نزدیک آنحضرتؐ نے جیش اسامہ تیار کیا اور اسے فوراً روانہ ہونے کی ہدایت کی۔ اس لشکر میں حضرت علیؑ کے سوا تمام مہاجرین و انصار اسامہ کے ماتحت رکھے گئے۔

(۲۵) وقت رحلت جناب رسول خدا نے قرطاس و قلم و دوات طلب کیا تاکہ حضرت علیؑ کی جانشینی کی وصیت لکھ دیں۔

(۲۶) وقت وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر آپ کی آغوش میں تھا اور آپ سے راز کی باتیں کرتے کرتے رحلت فرمائی۔

(۲۷) آپ نے جناب رسول خدا کو غسل و کفن دیا اور قبر میں اتارا۔

(۲۸) آپ کو جناب رسول خدا نے بحکم خداوندی بمقام غدیر خم اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کیا۔

(۲۹) آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں بنو امیہ و دیگر منافقین سے آنحضرتؐ کی تکمیل امر نبوت

کے لئے جہاد کیا۔ کیونکہ خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا کہ جاہد الکفار و المنافقین اور آنحضرتؐ منافقین سے جہاد نہ کر سکے۔

(۳۰) آپؑ کی سخاوت پر آیات یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا" وَّ یَتِیْمًا" وَّ اَسِیْرًا" اور اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰکِعُوْنَ شاہد ہیں۔

(۳۱) راہ خدا میں اتنا خرچ کیا کہ گھر میں کچھ نہ بچا۔

(۳۲) آپؑ کے خطبے ایسے ہوتے تھے جیسے ایک ہادی دین و دنیا کے ہونے چاہئیں۔ اپنی اعلمیت افضلیت قابلیت سے واقف' قوم کی کمزوریوں سے آگاہ' خلافت ظاہری ملنے پر پہلا خطبہ جو دیا اس کا پہلا جملہ یہ تھا۔ الحمد للہ علی احسانہ رجع الحق الٰی مکانہ یعنی خدا کا شکر ہے حق اب اپنے مقام پر واپس آیا۔ دوسرے خطبہ میں فرمایا بنا اھتدیتم فی الظلماء و تسنمتم العلیاء و بنا انفجر تم عن السرار

(۳۳) آپ کے بھائی عقیل نے قلیل رقم اپنے حصہ سے زیادہ بیت المال سے طلب کی۔ حضرت علیؑ نے انکار کر دیا وہ ناراض ہو گئے۔

(۳۴) جب مسجد میں سر اقدس پر مہلک ضرب لگی تو فرمایا کہ فزت برب الکعبۃ یعنی اب میں اپنے درجہ پر فائز ہوا۔

حضرت ابوبکر

(۱) آپ خاندان بنی تیم میں سے تھے۔ تیم کے معنی غلام کے ہیں۔ (منتہی الارب)

(۲) اگر داستانی نسب نامہ درست ہے تو آپ جناب رسول خدا سے آٹھویں پشت میں ملتے ہیں۔ لیکن یہ داستان تاریخی حدود سے باہر ہے۔

(۳) خاندانی بت خانہ میں پیدا ہوئے۔

(۴) خاندانی بت کے قدموں میں ڈال دیئے گئے۔

(۵) چالیس برس کی عمر تک بتوں کو خدا سمجھتے رہے اور ان کی عبادت کرتے رہے۔

(۶) مکہ کے بازاروں میں عمر کے چالیس سال گزارے۔

(۷) آپ کا ایمان لانے والوں میں ساتواں نمبر ہے۔ زید بن حارثہ کے بعد ایمان لائے۔

(۸) آپ آنحضرتؐ کے ساتھ غار میں چھپے رہے اور قرآن شاہد ہے کہ خوف جان سے خوب گریہ کیا۔ جس کی مذمت میں آیت قرآنی نازل ہوئی۔

(۹) بہت سی بیویاں اور بہت سے لڑکے ہوئے لیکن کجا فاطمہؑ و حسنینؑ اور کجا وہ۔

(۱۰) آپ کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا' آپ تو حضرت عمر کے بھائی بنائے گئے۔

(۱۱) آپ جنگ بدر میں عریش کے محفوظ مقام میں بیٹھے ہوئے تھے۔

(۱۲) جنگ احد میں آپ جناب رسول خدا کو تنہا چھوڑ کر بخوف جان بھاگ گئے۔

(۱۳) آپ نے اس جنگ میں کچھ بھی نہیں کیا۔ ایک کافر کو بھی نہیں مارا۔ آنحضرتؐ نے ایک رات کو کہا کہ کافروں کی خبر لے آؤ آپ نے انکار کر دیا۔

(۱۴) آپ سے یہ قلعہ فتح نہ ہو سکا' دو دفعہ گئے شکست کھا کر بھاگے۔

(۱۵) ناراضی کے ساتھ خاموش رہے۔

(۱۶) مکہ میں سارا وقت اپنے پرانے دوستوں میں گزارا۔

(۱۷) آپ بھاگنے والوں میں تھے۔

(۱۸) آپ کے مکان کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا بند کیا گیا۔

(۱۹) آپ سے کبھی اس قسم کی باتیں نہیں ہوئیں۔

(۲۰) یہ درجہ کہاں۔

(۲۱) خاموشی ہی بہتر ہے۔

(۲۲) جماعت منافقین آپ کی بہت مداح تھی۔

(۲۳) کہاں مباہلہ اور کہاں آپ۔

(۲۴) آپ ماتحت اسامہ تھے لیکن جانے سے انکار کیا۔

(۲۵) آپ نے اس حکم کی اطاعت نہ کی۔

(۲۶) اس وقت آپ اپنی نئی بیوی کے ساتھ محلہ سخ میں تھے۔

(۲۷) آپ آنحضرتؐ کے جنازے کو بغیر غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ میں چلے گئے اور وہاں حصول خلافت کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔

(۲۸) آپ کو چند انصار کی غداری نے سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت حاصل کرنے میں مدد دی۔

(۲۹) آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں بنو امیہ کو بنو ہاشم کے مقابلہ میں تیار کیا اور شام میں اس

خاندان کی حکومت قائم کی۔ جس نے میدان ہائے صفین اور کربلا میں چراغ نبوت کو بجھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

(۴۰) آپ نے اپنے والد تک کی مدد نہ کی۔ ان کی مفلسی کا یہ حال تھا کہ عبداللہ بن جدعان کے دستر خوان پر مکھیاں جھلتے تھے تو روٹی ملتی تھی۔ ان ارباب السیرۃ ذکر و انہ لم یکن ینفق علی ابیہ شیئا" و انہ کان اجیر الا بن جد عان علی مائدہ یطر و عنھا الذباب ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ الجز الثالث ص ۲۷۴

(۴۱) آپ کے پاس کافی مال تھا۔ عن عائشہ انھا قالت ھا جر ابوبکر و عندہ عشرۃ الاف درھم ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ الجزاء الثالث ص ۲۷۴

(۴۲) آپ اپنی کمزوریوں سے آگاہ تھے۔ خلافت حاصل ہونے پر پہلا خطبہ جو دیا اس کا خوشامدانہ و عاجزانہ لہجہ ملاحظہ ہو لست بخیر کم و علیؑ فیکم ——— و ان زغت فقوموني و اعلموا ان لی شیطانا" یعتر یني احیانا فاذا رایتموني غضبت فلجتنبوني یعنی میں تم سے بہتر نہیں ہوں حالانکہ علیؑ تمہارے درمیان میں ہیں ——— اگر میں کجی کروں تو تم مجھ کو سیدھا کر دو اور جان لو کہ کبھی کبھی مجھ پر شیطان غالب ہو جاتا ہے۔ پس جب ایسا ہو تو میں آپ سے باہر ہوں جاؤں تو تم مجھ سے پرہیز کرو۔ ابن قتیبہ کتاب الامامتہ و السیاست مطبوعہ مصر ص ۱۶' ابن ابی الحدید' شرح نہج البلاغہ الجزء الثانی ص ۱۲۹' ابن سعد طبقات الکبریٰ ق ا ج ۳ ص ۱۲۹۔

(۴۳) آپ نے ہمیشہ بارسوخ و صاحب اثر لوگوں کو اپنی طرف کرنے کے لئے کوشش کی بلکہ اپنی خلافت سے راضی کرنے کے لئے لوگوں کو رشوت دی اور رشوت سے اپنی طرف کیا۔ فلما اجتمع الناس علی ابی بکر بین الناس قسما فبعث الی عجوز من بنی عدی بن النجار بقسمھا مع زید بن ثابت فقالت ما ھذا قال قسم قسمہ ابوبکر للنساء فقالت اترا شوني عن دیني ——— قالت لا اخذ منہ شیئا" ابدا" ابن سعد' طبقات الکبریٰ ق ا ج ۳ ص ۱۲۹۔ یعنی جب لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کی تو ابوبکر نے لوگوں میں مال تقسیم کیا۔ پس زید بن ثابت کے ہاتھ ایک ضعیفہ بنی عدی بن النجاء کے پاس مال بھیجا۔ عورت نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ جواب دیا کہ ابوبکر نے جو عورتوں میں مال تقسیم کیا اس میں کا یہ تیرا حصہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ کیا تم مجھ کو رشوت دے کر اپنے دین سے ہٹاتے ہو' بخدا میں اس میں سے کچھ نہ لوں گی۔

(۴۴) آپ نے مرتے وقت فرمایا کہ کاش میں نے حضرت فاطمہؑ کا گھر جبرا" نہ توڑا ہوتا۔ اور

کاش سقیفہ بنی ساعدہ کے دن میں خلافت کا جوا اپنی گردن میں نہ ڈالا ہوتا۔ علی المتقی۔ کنز العمال الجزاء الثالث ص ۱۳۵۔ حدیث ۲۳۰۲۔ اور پھر فرمایا و د د ت انی حضرۃ تا کلنی اللدواب یعنی کاش میں سبز چارہ ہوتا کہ چوپائے مجھے کھا جاتے۔ طبقات الکبریٰ ق ا جلد ۳ ص ۱۴۱۔ محدث حسن علی۔ تفریح الاحباب مترجم ص ۱۱۵۔

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

حضرت عمر

(۱) آپ خاندان عدی سے تھے۔ عدی تیم کے حقیقی چچا تھے۔
(۲) بیان کیا جاتا ہے کہ آپ جناب رسول خدا سے نویں پشت میں ملتے ہیں لیکن یہ تاریخی حدود سے باہر ہے۔
(۳) خاندانی بت خانہ میں پیدا ہوئے۔
(۴) خاندانی بت کے قدموں میں ڈال دیئے گئے۔
(۵) ۳۵ برس تک پتھر کے بتوں کو اپنا معبود بنایا۔
(۶) اونٹ چرائے۔
(۷) ایمان لانے والوں میں آپ کا نمبر بہت نیچے ہے اور اسلام لانے سے پہلے اسلام اور پیغمبر کے سخت ترین دشمن تھے۔
(۸) آپ چھپ کر مدینہ میں چلے گئے۔
(۹) حضرت ابوبکر کی طرح
(۱۰) آپ کو حضرت ابوبکر کی اخوت کا شرف حاصل ہوا۔
(۱۱) آپ بھی ادھر ادھر ہو گئے۔ لڑائی میں نہیں گئے۔
(۱۲) آپ بے حواس ہو کر بھاگے اور پہاڑوں پر بکری کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ اچھلتے پھرے۔
(۱۳) مسلمانوں کو عمرو بن عبدود کی شجاعت و دلیری کے کارنامے سنا کر مسلمانوں کو خوب ڈرایا۔ حضرت ابوبکر کی طرح آپ نے بھی خبر لانے سے انکار کر دیا۔
(۱۴) شکست کھا کر واپس ہوئے۔ آپ کے لشکریوں نے آپ پر نامردی و بزدلی کا الزام لگایا۔

(۱۵) صلح حدیبیہ کی مصلحت کو سمجھنے سے قاصر رہے اور نبوت میں شک کیا۔
(۱۶) آپ نے بھی یہی کیا۔
(۱۷) آپ بھاگنے والوں میں تھے۔
(۱۸) آپ کے مکان کا دروازہ مسجد کے اندر کھلتا تھا' بند کیا گیا۔
(۱۹) آپ نے حضرت علیؑ و آنحضرتؐ کے آپس میں راز گوئی پر اعتراض کیا' جواب ملا کہ خدا راز کی باتیں حضرت علیؑ سے کرتا ہے اور اس کے حکم سے یہ راز گوئی ہوتی ہے۔
(۲۰) یہ درجہ کہاں۔
(۲۱) حیران ہوں کیا لکھوں کہ امت کے اوپر آپ کے متعلق کیا فرائض عائد ہوتا ہے۔
(۲۲) آپ کے چہرے کو عبادت سے کیا تعلق۔
(۲۳) مباہلہ سے آپ کو کیا تعلق۔
(۲۴) آپ ماتحت اسامہ تھے لیکن جانے سے انکار کیا اور اسامہ کو بھی روکے رکھا۔
(۲۵) آپ نے اس حکم کی عمداً" نافرمانی کی اور کہا کہ اس شخص (رسول خدا) کو تو ہذیان ہو گیا ہے۔ حسبنا کتاب اللہ۔
(۲۶) آپ حالات کا مطالعہ کر رہے تھے اور خلافت پر نظر تھی۔
(۲۷) آپ آنحضرتؐ کے جنازے کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں حصول خلافت کے لئے لوگوں سے دست و گریبان ہوئے۔
(۲۸) آپ کو حضرت ابوبکر نے خلیفہ مقرر کیا۔
(۲۹) آپ نے شام کی حکومت بنی امیہ کے خاندان میں منتقل کی اور اپنے زمانہ خلافت میں مسلمانوں کو باہر بھیج کر ان کی توجہ دولت ثروت و حکمرانی کی طرف مبذول کرائی تاکہ وہ آپ پر نکتہ چینی نہ کر سکیں۔
(۳۰) مسلمانوں کے بیت المال سے تو ضرور بااثر لوگوں کو روپیہ دے کر ان کا منہ بند کرتے تھے۔ لیکن اپنی گرہ سے راہ خدا میں خرچ کرنے کی کوئی مثال نہیں ملتی۔
(۳۱) آپ کے پاس کافی مال تھا مگر سخاوت کی کوئی مثال نہیں ملتی۔
(۳۲) اکثر مشکلات کے حل کرنے سے عاجز رہتے تھے۔ پھر حضرت علی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ حلال مشکلات ایک آن واحد میں ان مشکل کو حل کر دیتا تھا تو آپ فرماتے تھے۔ لولا

علی لھلک عمر ــــــ لا بقیت لمعضلۃ لیس لھا ابو الحسن۔

(۴۳) آپ ہمیشہ بارسوخ اور صاحب اثر لوگوں کو اپنی طرف کرنے کی ہر ایک طریقہ سے کوشش کرتے تھے۔ مغیرہ ابن شعبہ کو حد زنا سے بچا لیا۔ جاگیریں اس طرح تقسیم کیں کہ بارسوخ حضرات جو چاہتے تھے' لے لیتے تھے۔ ازواج رسولؐ میں سے حضرت عائشہ کو سب سے زیادہ حصہ دیا۔ معلوم نہیں یہ تقسیم مال کا کونسا طریقہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ یہ محبوبہ زوجہ رسول تھیں۔ لہذا زیادہ کی مستحق ہیں۔ آنحضرتؐ تو اپنی ازواج سے مساویانہ و عادلانہ طریقہ برتتے تھے۔ حضرت عمر کے پاس یہ مقیاس الحب کہاں سے آیا۔ یہ عجیب قسم کا پیمانہ محبت تھا۔ جس میں اکلوتی بیٹی کی محبت کا درجہ تو کم دکھایا تھا۔ جوان لڑنے والی بیوی کا درجہ محبت بہت زیادہ رکھا تھا۔

(۴۴) مرتے وقت حضرت عمر نے کہا و اللہ لو ان لی ما طلعت علیہ الشمس لا فتدیت بہ من ھول المطلع قال عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ رایت عمر اخذ بتبنۃ من الارض فقال یا لیتنی کنت ھذا لتبنۃ و یا لیتنی لم اک شیئا" یا لیت امی لم تلد نی یا لیتنی کنت نسیا" منسیا" جزع و فزع ملاحظہ ہو۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ قسم بخدا اگر دنیا کی ساری چیزیں جن پر سورج چمکتا ہے میری ہوتیں تو اب جو میرے اوپر آنے والا ہے اس کے فدیہ میں ان سب چیزوں کو دے دیتا۔ عبداللہ بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے عمر کو دیکھا کہ ایک تنکا زمین سے اٹھا کر کہا کہ کاش میں یہ تنکا ہوتا کاش میں کچھ نہ ہوتا کاش میری ماں مجھ کو نہ جنتی۔ کاش میں نسیا" منسیا" ہوتا۔ ابن الاثیر تاریخ الکامل الجزاء الثالث ص ۲۰۔۲۱' امام احمد حنبل مسند الجزاء الاول ص ۴۶' صحیح البخاری الجزء الرابع ص ۱۹۵' علی المتقی کنز العمال الجزء الثالث ص ۱۵۶' حدیث ۲۴۳۳' ص ۱۵۹' حدیث ۲۴۵۷۔

حضرت عثمان

(۱) آپ خاندان بنو امیہ سے تھے۔ جس کی دشمنی آنحضرتؐ سے مسلمہ ہے۔ ان کے بزرگ خاندان ابو سفیان جناب رسول خدا کے دشمن جانی تھے۔ اور ایمان لانے کے بعد ہمیشہ مولفۃ القلوب میں رہے۔

(۲) آپ کے دادا اور ابو سفیان عدوے رسولؐ کے والد حقیقی بھائی تھے۔
(۳) خاندانی بت خانہ میں پیدا ہوئے۔
(۴) خاندانی بت کے قدموں میں ڈال دیئے گئے۔
(۵) اپنی عمر کے بڑے حصہ تک بت پرستی کی۔
(۶) خاندان بنو امیہ میں تعلیم ہوئی۔
(۷) ایمان لانے والوں میں آپ کا نمبر بہت دور ہے۔
(۸) وہیں کہیں ہوں گے۔ شاید مدینہ میں تھے۔
(۹) حضرت خدیجہؑ کی یا ان کی بہن کی دو لڑکیاں جو کافر خاوند سے تھیں، آپ کے ساتھ منکوح ہوئیں۔ ان لڑکیوں میں کچھ فضیلت تھی نہ ان کے نکاح میں۔
(۱۰) کسی اپنے ہی جیسے کے بھائی بنے ہوں گے۔
(۱۱) جنگ بدر میں شریک ہی نہ ہوئے۔
(۱۲) ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ تیسرے دن واپس آئے۔
(۱۳) جنگ احزاب میں آپ کا ذکر تک نہیں آتا۔
(۱۴) آپ نے کچھ نہیں کیا شاید شامل ہی نہیں ہوئے۔
(۱۵) چونکہ ابو سفیان کے نور نظر تھے۔ مکہ میں بطور سفیر بھیجے گئے۔ حضرت ابوبکر و عمر نے انکار کر دیا تھا۔
(۱۶) بہت سے کافر دوستوں کی جان بخشی کرائی۔
(۱۷) آپ بھی بھاگنے والوں میں تھے۔
(۱۸) آپ کو بھی مسجد کے اندر دروازہ کھلا رکھنے کی اجازت نہیں ملی۔
(۱۹) کجا آپ اور کجا راز کی باتیں۔
(۲۰) یہ درجہ کہاں۔
(۲۱) بنو امیہ آپ کو خداوند نعمت سمجھتے تھے ۔
(۲۲) بنو امیہ کو چاہیے تھا کہ آپ سے محبت کرتے لیکن محاصرہ کے دنوں میں تنہا چھوڑ دیا۔
(۲۳) آپ کو غالباً اس کا علم بھی نہ ہو۔
(۲۴) آپ بھی ماتحت اسامہ تھے اور شیخین کی تجاویز کے تابع۔

(۲۵) آپ تو کسی گنتی ہی میں نہ تھے۔ لیکن مطیع شیخین تھے۔

(۲۶) آپ کسی گنتی ہی میں نہ تھے۔

(۲۷) آپ اپنے تیئں امیدواری کے قابل نہ سمجھتے تھے لہٰذا خاموش رہے۔

(۲۸) آپ کو حضرت عمر کی ساختہ شوریٰ کی اکثریت کی مدد سے عبدالرحمٰن بن عوف نے خلیفہ کیا۔

(۲۹) آپ نے اپنے زمانہ خلافت میں مروان و دیگر بنو امیہ کو مسلمانوں کا حق دے کر امیر کبیر بنایا اور خلافت میں حصہ دار ٹھہرایا۔

(۳۰) آپ کی سخاوت محض بنو امیہ میں منحصر تھی۔ اور وہ بھی بیت المال سے۔

(۳۱) آپ امیر الامراء میں سے تھے۔

(۳۲) آپ کا شمار کہیں نہیں۔

(۳۳) آپ کی بنو امیہ کی نوازی اتنی مشہور ہے کہ محتاج بیان نہیں۔

(۳۴) پچھتائے ہوں گے کہ بنی امیہ پر بے جا سخاوتوں کی بارش کیوں کی۔

اقبال افضلیت علیؑ

خلافت ملنے کے بعد پہلا خطبہ جو حضرت ابوبکر نے دیا اس میں تسلیم کیا ہے لست بخیر کم و علی فیکم میں تم کا بہتر شخص نہیں ہوں۔ کیونکہ علیؑ تم میں موجود ہیں۔ دیکھو سر العالمین، امام غزالی، تذکرہ خواص الامۃ سبط ابن الجوزی ص ۳۶، حضرت عمر کے بہت سے اقوال و واقعات اس ضمن میں بیان کیے جا سکتے ہیں۔ ریاض النضرہ میں درج ہے۔

مروی ہے کہ ایک دن حضرت عمر نے عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا۔ جس کا صرف یہ قصور تھا کہ اس کے یہاں بچہ حمل کے چھ مہینہ کے بعد پیدا ہوا تھا اس پر حضرت علیؑ نے عمر سے کہا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ بچے کے حمل اور دودھ چھٹنے کی مدت تیس مہینہ ہے۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ دودھ چھٹنے کی مدت دو سال ہے لہٰذا حمل کی مدت چھ مہینے ہوئی۔ اس پر عمر نے اس کو سنگسار نہیں کیا اور کہا کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

عقیلی نے اخراج کیا ہے اور نیز اس کو ابن السمان نے ابو حزم بن ابی الاسود سے بھی

اخراج کیا ہے۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ حضرت عمر پناہ مانگتے تھے۔ اس مصیبت سے جس کے حل کرنے کے لئے علیؑ موجود نہ ہوں۔ امام احمد بن حنبل اور ابو عمر نے اس روایت کا اخراج کیا ہے۔ بسند صحیح۔ محمد بن زبیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد دمشق میں داخل ہوا۔ وہاں میں نے ایک بہت ضعیف العمر آدمی کو دیکھا جس کے دونوں شانے بوجہ کبر سنی کے جھک گئے تھے۔ میں نے سوال کیا کہ اے شیخ تم نے کس کا زمانہ پایا ہے۔ کہا کہ عمر کا' میں نے کہا کہ کوئی روایت سناؤ' اس نے جواب دیا کہ ایک دن ہم نے قتیبہ کے ساتھ حج کیا اور بحالت احرام ہم نے شتر مرغ کے انڈے کھا لئے۔ جب ہم نے تمام رسومات حج ادا کر لئے تو اس کا ذکر ہم نے عمر سے کیا۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے ساتھ آؤ۔ اور وہ ہم کو جناب رسول خدا کے حجروں تک لے گئے۔ ان میں سے ایک حجرہ کا دروازہ انہوں نے کھٹکھٹایا۔ ایک عورت نے جواب دیا۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ ابو الحسن یہاں ہیں۔ عورت نے نے کہا کہ نہیں۔ پس وہاں سے عمر آگے بڑھے اور ہم سے کہا۔ کہ میرے پیچھے چلے آؤ۔ پس وہ علیؑ تک پہنچے' جہاں وہ اپنے ہاتھ سے مٹی برابر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مرحبا اے امیر المومنین۔ حضرت عمر نے کہا کہ ان لوگوں نے بحالت احرام شتر مرغ کے انڈے کھائے ہیں۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ تم نے مجھے ہی کیوں نہ بلا لیا۔ حضرت عمر نے کہا کہ نہیں میرے اوپر ہی واجب تھا کہ میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت علیؑ نے کہا جتنے انڈے ان لوگوں نے کھائے ہیں' اتنی تعداد کی نئی اونٹنیوں کو جوان اونٹوں سے گیابھن کرائیں۔ اور پھر جتنے بچے پیدا ہوں' وہ ہدیہ کر دیں۔ عمر نے کہا کہ بعض دفعہ اونٹوں کے حمل ساقط ہو جاتے ہیں۔ علیؑ نے جواب دیا کہ انڈے بھی گندے ہو جایا کرتے ہیں۔ پس عمر وہاں سے واپس آئے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ خداوندا میرے اوپر کوئی مصیبت نہ ڈال' لیکن یہ کہ اس کے حل کرنے کو ابو الحسن میرے پاس ہوں۔ ابن البختری نے بسند صحیح اس روایت کا اخراج کیا ہے۔ (الریاض جلد ۲ ص ۱۹۴)

علامہ ابن عبدالبر الاستیعاب میں لکھتے ہیں۔

سعید ابن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر خدا سے پناہ مانگتے تھے۔ اس مصیبت سے جس کے حل کرنے کے لئے علی ان کے پاس نہ ہوں ——— لہذا حضرت عمر اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

ابن عبدالبر الاستیعاب الجزء الثانی ترجمہ علی ص ۴۷۴' ابن سعد' طبقات الکبریٰ جلد ۲

ص۱۰۲' محب الدین الطبری' ریاض النضرہ' الجزء الثانی' باب الرابع' الفصل السادس ص۱۹۴' ۱۹۷۔ سید مومن شبلنجی' نور الابصار ص۷۱' ۷۳' محمد بن طلحتہ الشافعی' مطالب السئول الفصل السادس ص۲۹' سبط ابن الجوزی' تذکرہ خواص الامت فصل فی قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اعوذ باللہ من معضلۃ لیس لھا ابو الحسن ص۵۸ تا ۸۸

دعویٰ افضلیت

چونکہ حضرت علیؑ کی معرفت و محبت جزو دین و ایمان قرار دی گئی تھی۔ لہٰذا مسلمانوں کی ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام امت کو اپنی شان سے آگاہ کریں تاکہ ان کو لاعلمی کی حجت باقی نہ رہے۔ آپ منبر پر دنیائے اسلام کو صدائے عام دیتے تھے' کہ پوچھ لو مجھ سے جو تم پوچھنا چاہتے ہو' میرے بعد تم کو ایسا موقع نہیں ملے گا۔

(اسمائے رواۃ عربی میں) سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ اصحاب رسولؐ میں سوائے علی ابن ابی طالبؑ کے اور کوئی ایسا نہ تھا جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ پوچھ لو مجھ سے جو تم پوچھنا چاہتے ہو۔ ابو الطفیل سے مروی ہے' وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک دن علیؑ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے کہ پوچھ لو مجھ سے جو تمہارا جی چاہے۔ قسم بخدا کسی شے کی بابت تم مجھ سے نہیں پوچھو گے' لیکن یہ کہ میں تمہیں اس بات کی خبر دوں گا۔ مجھ سے کتاب اللہ کی بابت دریافت کرو۔ قسم بخدا کوئی آیت قرآن کی نہیں لیکن میں اس کی نسبت جانتا ہوں۔ کہ رات کو نازل ہوئی یا دن کو۔ میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔

ابن عبدالبر' الاستیعاب الجزء الثانی ترجمہ علی بن ابی طالب ص۴۷۵ و ۴۷۶' محب الدین طبری' الریاض النضرہ الجزء الثانی باب الرابع فصل السادس ص۱۹۸' فصل التاسع ص۲۲۱' حسن ابراہیم حسن' تاریخ الاسلام السیاسی الجزء الاول ص۳۹۲' ابن سعد' طبقات الکبریٰ ج۲ ۲۱ ص۱۰۱' ابن ابی الحدید' شرح نہج البلاغہ الجزء الاول ص۲۰۸' ابن حجر مکی' صواعق محرقہ باب الثالث ص۷۶' فصل الرابع ص۷۷' شیخ سلیمان مفتی اعظم قسطنطنیہ' ینابیع المودۃ باب الثالث عشر ص۵۳ باب الرابع عشر ص۶۰' علی المتقی' کنز العمال الجزء السادس ص۳۹۷' حدیث ۶۰۵۲' ص۴۰۵' حدیث ۶۱۳۸' محمد بن اسمٰعیل' روضتہ الندیہ شرح تحفتہ العلویہ ص۸۳' محدث

حسن علی' تفریح الاحباب ص ۳۵۰' سبط ابن الجوزی' تذکرہ خواص الامت ص ۷۱۔
دیکھا آپ نے تمام علماء و اہل سیر کا اتفاق ہے کہ سوائے علی مرتضیٰ کے اصحاب رسول ؐ میں سے کسی اور کو یہ کہنے کی ہمت نہ ہوئی کہ پوچھ لو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ یہ شان باب علم نبی کی ہی ہو سکتی تھی۔ اصحاب رسول' میں سے دعویٰ سلونی کرنے والا تو کون ہوتا سوال کرنے کی بھی لیاقت نہ تھی۔ ایک دفعہ اس سارے مجمع میں سے جو سوال کیا گیا وہ یہ تھا کہ ایک آدمی نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ میرے سر اور داڑھی میں کتنے بال ہیں۔ اس حماقت کی بھی انتہا ہے۔ اور پھر دعویٰ برابری کا۔

معرفت علیؑ مشکل ہے

حضرت علیؑ کی شخصیت کی معرفت حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔' وہ کیسا انسان ہو گا جس کی ناقص معرفت رکھنے والوں نے اسے خدا سمجھا اور جس کی کامل صحیح معرفت امت محمدیہ میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ جناب رسول خداؐ نے خود معرفت علیؑ اور اپنی امت کی عدم معرفت کو ان فصیح و بلیغ الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔

خیبر کے فتح والے دن جناب رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ اگر میری امت کے لوگ تمہارے حق میں وہ باتیں نہ کہنے لگتے جو نصاریٰ عیسیٰؑ کے حق میں کہتے ہیں۔ تو آج میں تمہارے متعلق وہ حقائق آمیز کلمات کہتا کہ پھر تم جس جماعت مسلمین کی طرف سے گزر جاتے تو تمہارے پیروں کے تلے کی مٹی اور غسل کا پانی لیتے تاکہ اس سے اندرونی اور بیرونی امراض سے صحت حاصل کریں۔ اے علی تو میری ذمہ داریوں کو پورا کرے گا اور میری سنت کے لئے جنگ کرے گا۔

شیخ سلیمان مفتی اعظم قسطنطنیہ ینابیع المودۃ مطبوعہ اسلامبول ۱۳۰۱ھ الباب الثالث عشر ص ۶۴ و باب اربع و الاربعون فی حدیث لحمک لحمی و حلمک لو لا ان تقول فیک الخ۔ مسند امام احمد حنبل علیٰ ما نقل فی ینابیع المودۃ' ابو المؤید موفق ابن احمد الخوارزمی' کتاب مناقب عن جابر ابن عبداللہ۔

لہٰذا حضرت علیؑ کی شخصیت پر مکمل بحث کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ وہاں آپ کے چند

خصائص و عادات و سوانح حیات کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ جن سے حضرت علیؑ کی شخصیت کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔

پیدا ہوتے ہی جو آنکھ کھولی تو آغوش رسولؐ میں پایا' دنیا کی پہلی چیز جو آپ کے اندر گئی وہ آنحضرتؐ کا لعاب دہن تھا' پانچ برس کی عمر تھی جو رسول خدا ان کو اپنے یہاں لے آئے اور تب سے آنحضرت کی آغوش میں تربیت پائی۔

ایک لمحہ کے لئے کفر نہیں کیا۔

امت محمدیہ میں سب سے پہلے ایمان لائے اور تصدیق رسالت کی۔

اسلام اور بانی اسلام کی محافظت کو اپنی حیات کا مقصد بنایا' اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر انہیں دشمنوں سے بچایا' کبھی میدان جنگ سے بھاگنے کا خیال تک نہیں آیا۔

آپ کے انہماک فی الدین کو دیکھ کر رسول خدا نے فرمایا کہ علی انتہائی ایمان کا مجسمہ ہے۔

خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ علی نے اپنے نفس کو راہ خدا میں فروخت کر دیا ہے۔

جو شخص اپنے نفس کو راہ خدا میں فروخت کر دے اس میں نفسانیت کا شائبہ نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ حضرت علیؑ کے سوانح حیات بتا رہے ہیں کہ آپ نے اپنے نفس کو کبھی امور دین پر ترجیح نہیں دی' اس کافر کا واقعہ بھی اس امر کی شہادت ہے جس نے مغلوب ہو کر آپ کے منہ پر لعاب دہن پھینکا' اب چونکہ نفس بدلہ لینے کے لئے حرکت میں آ سکتا تھا' آپ نے فوراً اس کو چھوڑ دیا' مولانا روم نے اس واقعہ کو نظم کیا ہے۔ ان کا ایک شعر ہے۔

او خیو انداخت بروئے علی　　افتخار ہر نبی و ہر ولی

جناب رسول خداؐ نے آپ کو وصیت بھی یہی کی تھی کہ کبھی دنیا کے لئے دین کو نہ چھوڑنا۔

"اے علیؑ اول کسے کہ بر لب حوض کوثر بمن رسد تو خواہی بود بعد از فوت من مکروہ بسیار بتو خواہد رسید باید کہ دل تنگ نہ کردی۔ دوست در عروۃ وثقی تحمل زدہ در طریق مصابرت سلوک نمائی و چوں مردم بجانب دنیا رغبت کنند تو آخرت اختیار فرمائی۔ (حبیب السیر جلد اول جزو سوم ص ۱۸)

بچپن میں انسان اپنے ماحول سے تاثرات حاصل کرتا رہتا ہے۔ اور جوانی و بڑھاپے میں ان پر عمل کرتا ہے۔ حضرت علیؑ کے پہلے دونوں زمانے اس وقت گزرے تھے جب دنیائے اسلام

میں حکومت الٰہیہ قائم تھی۔ حضرت علی نے اس حکومت کی دونوں حالتیں دیکھی تھیں۔ یعنی مغلوبیت کی بھی اور غالبیت کی بھی' آپ کے سامنے جناب رسول خدا کے طرز عمل کا وہ بھی نمونہ تھا' کہ جب کفر غالب تھا اور آنحضرت کے اس رسول خدا کے طرز عمل کا وہ بھی نمونہ تھا' کہ جب ظاہری حکومت مل چکی تھی اور کفر مغلوب تھا' اسلام کی خاطر صبر کرنا بھی سیکھ لیا تھا۔ اور اسلام کی بہبودی کے لئے لوگوں میں احکام صادر کرنے کا طریقہ بھی معلوم ہو گیا تھا۔ غرضیکہ حکومت الٰہیہ کا قیام حضرت علی کی سیاست کا مدعا اور اسلام حقیقی کا تحفظ حضرت علی کی حیات کا مقصد تھا۔

ابن حجر مکی

ابن حجر مکی صواعق محرقہ ص۵۷ سطر۱۹ طبع قاہرہ پر تحریر فرماتے ہیں۔
کوفیوں نے جن میں حضرت سفیان ثوری بھی شامل ہیں' بڑے جزم کے ساتھ کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام حضرت عثمان سے افضل ہیں۔
ص۵۷ سطر آخر پر تحریر فرماتے ہیں۔
کہ حضرت امام مالک' یحییٰ بن القطان اور یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ جو شخص حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں بات کرے اور حضرت علی علیہ السلام کو سابق اور صاحب فضل قرار دے وہ سنت پر چلنے والا ہے۔
ص۵۸ سطر۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔
کہ قاضی ابوبکر باقلانی کے نزدیک حضرت ابوبکر کی افضلیت قطعی نہیں ہے۔ اور ارشاد میں امام حرمین نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔
ص۵۸ سطر۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔
استیعاب میں عبدالرزاق نے معمر سے بیان کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میرے نزدیک حضرت علی علیہ السلام حضرت ابوبکر و حضرت عمر سے افضل ہیں تو یہ شخص میرے نزدیک قابل زجر و توبیخ نہیں ہے۔
میں نے اس بات کا ذکر وکیع سے کیا تو آپ کو یہ بات اچھی لگی اور آپ نے اسے پسند

کیا۔

ص۵۸ سطر۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔

خطابی کہتے ہیں کہ مشائخ کے نزدیک حضرت ابوبکر بہتر اور حضرت علی افضل ہیں۔

ص۵۸ سطر۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی' حضرت ابوذر' حضرت مقداد' حضرت خباب' حضرت جابر' حضرت ابو سعید خدری اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں اور ان بزرگوں نے انہیں دوسروں پر فضیلت دی ہے۔

ص۵۸ سطر آخر پر تحریر فرماتے ہیں۔

ابن سبکی کی طبقات الکبریٰ میں آیا ہے کہ حسنین رسول اکرم کے ٹکڑے ہونے کی وجہ سے صحابہ سے افضل ہیں۔

آگے تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اولاد کو وہ شرف حاصل ہے جو خود شیخین کی ذات میں موجود نہیں۔

ص۵۹ سطر۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔

ابن عبدالبر نے استیعاب میں بیان کیا ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کو حضرت ابوبکر سے افضل سمجھتے ہیں۔ اس قول کی بنیاد ان کے متقدم فی الاسلام ہونے پر ہے۔

مولانا عبید اللہ امرتسری ارجح المطالب کے ص۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

فضیلت کے معنی ہیں ترجیح ایک شخص کی دوسرے پر باعتبار کسی خاص صفت کے یا بوجہ مجموعہ صفات مختلفہ کے کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ زید افضل ہے عمرو سے تو اس سے کبھی یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ زید کو ہر طرح سے ہر قسم کے صفات میں عمر پر رجحان حاصل ہے۔ یعنی جس صفت میں کہ زید عمرو کا موازنہ کیا گیا ہے زید ہی کا پلہ بھاری نکلتا ہے۔ اس لیے بعض نے افضل کی یہ تعریف کی ہے الاجمع لمزايا الفضل و الخلال الحميدة یعنی افضل وہ ہے جو ہر طرح کی فضیلت اور ہر قسم کے اوصاف حمیدہ کی مرکزیت کا جامع ہے تمام قسم کے علوم سے اس کی جان آراستہ اور وہ ہر طرح کی عبادات اور اخلاق فاضلہ اور شرافت حسب و نسب سے اس کا دجہ پیراستہ ہو۔

اور کبھی کل صفات کے باہم موازنہ کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی خاص صفت میں افضل ہونا مراد ہوتا ہے یعنی اگرچہ اور صفات میں عمر کو ترجیح ہو لیکن ایک خاص صفت میں زید ہی کو رجحان حاصل ہے۔ اس لئے بعض نے افضل کی تعریف اکثر ثوابا من عند اللہ بما کسب من خیر کے لفظوں سے کی ہے یعنی زیادہ ثواب حاصل کرنے والا خدا کے نزدیک بذریعہ حاصل کرنے نیکی کے۔ یعنی جس کو خدا کے نزدیک زیادہ ثواب حاصل ہو وہی افضل ہے اگرچہ دوسرے امور میں وہ دوسروں سے گھٹ کر ہو۔

(۱) اب جاننا چاہیے کہ فضیلت دو قسم پر ہے ایک اختصاصی دوسری جزئی فضیلت اختصاصی وہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ محض اپنے کرم عمیم سے کسی شخص یا کسی چیز کو بغیر سابقہ کسی عمل یا کسی عبادت کے عطا فرمائے اور اس کو اس کے ہم جنسوں پر ترجیح بخشے جیسے کہ ناقہ صالح کو تمام اونٹنیوں پر اور کعبۃ اللہ کو تمام روئے زمین کی مساجد پر فضیلت عطا کی ہے۔

کبھی اس فضیلت کی وجہ انسان کی عقل میں آسکتی ہے اور کبھی نہیں آتی۔ چنانچہ دوسرے مقامات پر مسجد کی زمین کی وجہ فضیلت اس کا محل عبادت ہونا خیال کیا جاتا ہے اور کبھی اس کی وجہ محض عنایت الٰہی ہی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے کہ حجر الاسود کی فضیلت دوسرے احجار پر اس کی وجہ دریافت کرنے سے عقل انسانی قاصر ہے اس فضیلت اختصاصی کی بھی دو قسمیں ہیں۔

ایک اصلی جیسے حجر الاسود کی فضیلت۔ دوسری طفیلی چنانچہ وہ مینڈھا جو اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ ہوا ہے حضرت اسمٰعیل کے فدیہ ہونے کے طفیل سے اور مینڈھوں سے افضل ہے۔

لیکن اس خصوصیت کی وجہ کہ وہ مینڈھا بہ نسبت اور مینڈھوں کے کیوں اس فضل سے مخصوص ہوا ہے محض عنایت الٰہی کے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس فضیلت میں بحث کی گنجائش نہیں اس کے ثبوت کے واسطے محض نص شارع ہی کافی ہے۔

(۲) فضیلت جزئی وہ ہے کہ عمل کے مقابلہ میں کسی کو خدا کی جانب سے عطا ہو۔

اس کی کئی قسمیں ہیں۔ اور یہ فضیلت ہمیشہ محل متنازعہ ہوا کرتی ہے لیکن کسی کو فضیلت دینے میں اس کے تمام اقسام پر نظر غائر ڈالنا چاہیے۔ اور جو جانب کہ متنازعین میں احق اور اولٰے ہو اس کو افضل سمجھنا چاہیے۔

(تنبیہہ) نہایت غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو اس کے عمل کی وجہ سے اس کے ہم جنسوں پر سات وجہ سے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یہی سات وجہیں معیار فضیلت کہی جاتی ہیں۔

(الف) ماہیت عمل یعنی ایک شخص کے عمل کی ذات دوسرے شخص کے عمل کی ذات سے افضل ہو جیسے فرائض ادا کرنے والے کے عمل کو نوافل کے ادا کرنے والے کے عمل پر فضیلت ہے۔

(ب) نیت عمل یعنی دو شخصوں کا عمل ایک ہی ہو لیکن دونوں کے باہم اغراض مختلف ہوں چنانچہ ایک شخص محض بغرض رضائے الٰہی عبادت کرتا ہو اور دوسرا لوگوں کے دکھانے کے لیے۔

(ج) کیفیت عمل یعنی ایک شخص ایک عمل کو اس کے پورے آداب کے ساتھ بجا لائے اور دوسرا شخص اس کے بجا لانے میں کسی قدر لاپرواہی کرے گو یہ دونوں شخص ایک ہی عمل میں شریک ہیں لیکن پہلے شخص کو فضیلت حاصل ہے۔

(د) کمیت عمل یعنی ایک ہی عمل کی کمی بیشی۔ چنانچہ ایک شخص نے بہت سے حج کیے ہوں اور دوسرے نے صرف ایک حج کیا ہو۔

(ہ) کبھی فضیلت بباعث تقدیم و تاخیر زمان کے ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص نے ابتدائے اسلام میں یا ایام قحط سالی میں مسلمانوں کی دستگیری کی ہو بہرحال اس شخص سے افضل سمجھا جاتا ہے جس نے بعد حاصل ہونے قوت اسلام کے یا بعد گزرنے قحط کے کوئی ویسا ہی عمل کیا ہو۔ کلام مجید میں خود پروردگار نے اس کا فیصلہ کیا لَا یَسْتَوِی مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا۔

اس وجہ سے سابقین اسلام کو تمام امت پر فضیلت حاصل ہے۔ وَ السّٰبِقُوْنَ

(و) کبھی مکان عمل کی وجہ سے فضیلت ہوا کرتی ہے چنانچہ ایک نماز حرم کعبہ یا مسجد نبوی میں پڑھنا بہتر ہے ہزار رکعت اکیلے نماز پڑھنے سے۔ اسی وجہ سے جو عمل نیک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے روبرو حضرات صحابہ سے وقوع میں آیا ہے اور وہ دوسری اوقات کے اعمال سے بدرجہا افضل اور بہتر ہے۔

(۳) خواہ فضیلت اختصاصی ہو یا فضیلت جزئی نتیجہ ان دونوں کا دو حال سے خالی نہیں۔

(الف) فاضل کی تعظیم کا مفضول پر واجب ہونا۔
(ب) فاضل کے درجہ کا دنیا و آخرت میں بہ نسبت مفضول کے درجہ کے بلند ہونا۔
(تنبیہہ) اگر فضیلت سے یہ دونوں نتائج نہ پیدا ہوں تو فضل محض لفظ مجرد ہو گا جس کے کچھ معنی نہ ہوں۔
(اعتراض) یہاں پر ایک اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ جب افضل کی تعظیم مفضول پر واجب ہوئی تو ہر واجب التعظیم افضل ہو گا۔ اور کفار والدین بھی واجب التعظیم ہیں اس وجہ سے وہ بھی افضل سمجھے جانے چاہیں۔ اور یہ برخلاف شریعت ہے کہ کافر کو افضل سمجھا جائے۔
(جواب) کفار والدین کی تعظیم عرف شرع میں تعظیم نہیں کہلاتی ایسی تعظیم کو شرع کی اصطلاح میں بر اور احسان کہا جاتا ہے اور کفار والدین کی تعظیم شرع میں جائز نہیں بلکہ ان سے برات واجب ہے تعظیم شرع وہ ہے کہ محبت اللہ پر مبنی ہو۔
(۴) چونکہ فضیلت کے معنی ہیں ایک شخص کی خصوصیت دوسرے سے باعتبار کثرت ثواب کے پس یہ دو قسم پر ہے۔
(الف) فضیلت اصلی۔ یعنی ایک شخص میں وجہ فضیلت پائی جائے اور دوسرا اس سے بے بہرہ ہو جیسے کہ ایک عالم اور ایک جاہل۔
(ب) فضیلت زائدہ یعنی ایک شخص بہ نسبت دوسرے کے وجہ فضیلت زائد رکھتا ہو۔ مثلاً" ایک عالم ہو اور دوسرا اعلم۔ اس دوسری قسم کی فضیلت کو مفاضلہ بھی کہتے ہیں۔
(۵) مفاضلہ اس وقت متحقق ہوتا ہے جب دو چیزیں ایک ہی امر میں ایک ہی وجہ سے شریک ہوں اور اگر وجہیں مختلف ہوں تو مفاضلہ بھی متحقق نہیں ہوتا ہے۔ غرضیکہ مفاضلہ میں شرکت وجہ ضروری ہے کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ اَیُّ ہٰذَین اَفضَلُ (یعنی دونوں میں سے کون افضل ہے) تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اَیُّ ہٰذَین اَکثَرُ اَوصَافاً فِیمَا اشتَرَکَا (یعنی جس وصف میں کہ یہ دونوں شریک ہوں ان میں سے کون فضیلت سوا رکھتا ہے) پس جہاں وجہیں مختلف ہوں وہاں مفاضلہ متحقق نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ناقہ صالح افضل ہے یا رمضان۔ کیونکہ وجہ مفاضلہ متحد نہیں۔
بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ حضرت علیؑ افضل ہیں یا حضرت ابی بکر کیونکہ وجہ مفاضلہ میں دونوں شریک ہیں اگر وجہ مفاضلہ میں شریک نہ ہوتے تو اتنا جھگڑا کیوں ہوتا۔
(۶) جب وجوہ ہفت گانہ مفاضلت میں تعارض واقع ہو تو ازروئی آیات قرآنی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق اور اولیٰ باعتبار کے فضیلت پر یقین رکھنا چاہیے۔
یہ امر شریعت سے ثابت ہے کہ عمل کی کمیت کا کیفیت کے مقابلہ میں چنداں اعتبار نہیں اور زمان عمل کے جاننے ان دونوں کی وقعت نہیں۔ لَا یَستَوِی مِنکُم مَّن اَنفَقَ مِن قَبلِ الفَتحِ وَ قَاتَلَ اُولٰئِکَ اَعظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِینَ اَنفَقُوا مِن بَعدُ وَ قَاتَلُوا اور یہ امر بھی قرآن شریف سے ثابت ہے کہ صحابہ نے جو عمل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کیا تھا وہ بوجہ حضور کی معیت کے نہایت افضل اور اعلیٰ ہے ان اعمال سے جو انہوں نے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے کیے ہیں اسی وجہ سے انس بن مالک اور ابو امامہ باہلی۔ عبداللہ بن بشر۔ عبداللہ بن الحارث۔ سہل بن سعد الساعدی۔ جابر بن عبداللہ انصاری جیسے صحابہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد عمر طویل پانے کے باعث مدت مدید تک زندہ رہ کر اعمال صالح میں مشغول رہے لیکن خلفاء راشدین کے اعمال کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے۔
اسی وجہ سے یہ امر بھی قطعاً" ثابت نہیں ہے کہ جو ذات مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے وقت افضل و اعلیٰ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد بھی ویسے ہی افضل اور اعلیٰ تھی۔
صحابہ کرام کے درمیان مشرف باسلام ہونے کی تقدیم و تاخیر کی وجہ سے فضیلت سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ اَلسّٰبِقُونَ الاَوَّلُونَ مِنَ المُہٰجِرِینَ وَ الاَنصَارِ اور اَلسّٰبِقُونَ السّٰبِقُونَ اُولٰئِکَ المُقَرَّبُونَ فِی جَنّٰتِ النَّعِیمِ اس پر شاہد ہے پس اس اعتبار سے جو

بزرگوار سب سے پہلے اسلام لائے ہیں۔ وہ سب افضل اور اعلیٰ ہیں وہ چار نفوس متبرکہ ہیں۔ حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ۔ حضرت علی مرتضیٰ۔ حضرت ابوبکر ۔ حضرت زید بن الحارث۔ رضی اللہ عنہم ان کے بعد وہ جلیل القدر اصحاب جو ہجرت سے پہلے اسلام لائے ہیں ان کے بعد اہل عقبہ ان کے بعد اہل بدر۔ ان کے بعد مشاہد احد سے صلح حدیبیہ تک کے لوگ جن کے لیے انزال سکینہ ہوا ہے۔ ان کے بعد بالقطع کوئی مشند نہیں جو مدار فضل سمجھا جائے کیونکہ پھر اکثر منافق اور مولفتہ القلوب بھی شریک اسلام ہوگئے تھے چنانچہ قرآن مجید اس امر پر ناطق ہے وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ☆

تنبیہہ ان پچھلے لوگوں کی فضیلت قابل بحث نہیں۔ اگر گفتگو ہے تو خلفاء اربعہ کی باہمی فضیلت میں ہے کیونکہ یہی لوگ باتفاق سابق الاسلام تھے۔

(۹) فضیلت کا ثبوت دو قسم سے ہو سکتا ہے عقل سے یا نقل سے۔ لیکن فضیلت کا عقلی کوئی کافی ثبوت نہیں جو قطع حجت کر سکے اور جس سے خصم کو مجال تکلم نہ رہے۔ اب رہی فضیلت تو اس کے جانچنے کے دو طریق ہیں اول نص شارع۔ دوم تتبع احوال۔

(الف) اس امر میں کہ فضیلت منصوص ہے یا نہیں باہم علماء اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ انہ ثبت بالاجماع و لم یتعین الافضل و لم یوجد النص بعض کہتے ہیں کہ تفضیل قطعی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ظنی ہے امام ابوالحسین اشعری اس کے قائل ہیں کہ قطعی ہے۔ اور ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کہتے ہیں کہ ظنی ہے۔ (دیکھو شرح جواہر اللقانی) سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں التفضیل من الاجتہادیات لا قاطع فیہا یعنی تفضیل ایک امر اجتہادی ہے کوئی قطعی دلیل اس کے لیے موجود نہیں امام غزالی بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ حقیقتہ الفضل ما ھو عند اللہ و ذلک مما لا یطلع علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فضل کی حقیقت خدا کو معلوم ہے اور سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پر کوئی مطلع نہیں۔

شارح مواقف لکھتا ہے۔ و اعلم ان مسئلتہ الافضلیتہ لا مطمع فیہا فی الجزم و الیقین اذ دلالتہ للعقل بطریق الاستدلال علی الافضلیتہ بمعنی الاکثرتہ فی الثواب بل مستندھا النقل و لیست ھذہ المسئلتہ مسئلتہ متعلق بہا عمل فیکتفی بہا بالظن ھو کان فی الاحکام العملیتہ بل ھی مسئلتہ علمیتہ یطلب فیہا الیقین۔ و النصوص المذکورۃ من الطرفین بعد تعارضہا لا یفید القطع علی ما لا یخفی علی منصف لانہا امام احاد و ظنیتہ الدلالتہ مع کونہا متعارضتہ ایضا و لیس الاختصاص بکثرت اسباب الثواب موجبا لزیادتہ قطعا بل ظنا لان الثواب تفضل من اللہ تعالی کما عرفتہ فیما سلف فلہ ان لا یثبت المطیع و یثبت غیرہ ثبوت الامامتہ و ان کان قطعیا لا یفید القطع بالافضلیتہ بل غلبتہ الظن کیف ولا قطع بان امامتہ المفضول یصح مع وجود الفاضل لکنا وجدنا السلف قالو بان الافضل ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی و حسن ظننا بہم لو لم یعرفوا ذالک لما اطبقوا علیہ فوجب علینا اتباعہم فی ذالک القول نفوض ما ھو الحق فیہ الی اللہ تعالیٰ۔ قال الآمدی و قد یراد بالتفضیل اختصاص احد الشخصین من الاخر غیر مقطوع فیما بین الصحابتہ انما من فضیلتہ بین اختصاصہم بواحد منہم الا و یمکن بیان مشارکتہ غیر لہ فیہا و بتقدیر علم المشارکتہ فقد یمکن بیان اختصاص الاخر بفضیلتہ اخریٰ و لا سبیل الی الترجیح بکثرت الفضائل لاحتمال ان یکون الفضیلتہ الواحدۃ ارجح من فضائل کثیرۃ یعنی فضیلت کا مسئلہ ایسا نہیں کہ اس سے جزم اور یقین کا طمع کیا جائے۔ عقل کو افضلیت (یعنی کثرت ثواب) پر طریق استدلال حاصل نہیں۔ بلکہ یہ مسئلہ نقل سے مستند ہے اور یہ مسئلہ وہ مسئلہ نہیں کہ جس کے ساتھ عمل کا لگاؤ ہو تاکہ مجرد ظن ہی ہے اس کے لیے کافی سمجھا جائے کیونکہ احکام عملیہ کے لیے ظن ہی کفایت کرتا ہے۔ بلکہ یہ مسئلہ علمی ہے (یعنی اعتقادی ہے) جس میں جزم اور یقین مطلوب ہے۔ لیکن طرفین کے نصوص باہم متعارض ہونے کی وجہ سے تسنید کا فائدہ نہیں بخشتی قطع نظر متعارض ہونے کے وہ نصوص احاد اور ظنی الدلالتہ ہیں۔

نہایت امر یہ ہے کہ وہ نصوص اسباب کثرت ثواب کی اختصاص پر دلالت کرتے ہیں۔ لیکن کثرت ثواب کے اسباب کا مرتب ہونا قطعاً کثرت ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا۔ صرف ظن کا فائدہ دیتا ہے۔ کیونکہ اجر و ثواب خدا کی مہربانی پر موقوف ہے کسی خاص سبب پر منحصر نہیں خدا چاہے تو ایک غیر مطیع کو ثواب عطا فرمائے اور مطیع کو محروم رکھے اور امامت کا ثبوت اگرچہ قطعی ہے لیکن وہ قطعی ثبوت افضلیت کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ امامت مفضول کی افضل ہوتی ہے۔ ہمارے اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز ہے۔ اور ناجائز ہونا اس کا قطعی نہیں۔ ہم نے سلف کو یہی کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت ابوبکر افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علیؑ ہمارا سلف کے حق میں گمان نیک ہے اور اس امر کا مقتضی ہے کہ اگر ان کے پاس دلیل نہیں ہوئی تو اس اعتقاد کا حکم نہ دیتے ہم ان کے پیرو ہیں ہم پر اس امر میں ان کا اتباع واجب ہے اور ہم اس کی اصل حقیقت کو خدا کے سپرد کرتے ہیں۔

آمدی کہتا ہے کہ تفضیل سے مراد ایک شخص کی خصوصیت ہے دوسرے سے کسی خاص صفت میں خواہ وہ اصلی فضیلت ہو (یعنی ایک میں تو وہ صفت موجود ہو اور دوسرے میں مطلق پائی نہ جائے) جیسے کہ صفت علم کی وجہ سے عالم جاہل سے افضل ہے کیونکہ صفت علم تو عالم میں موجود ہے اور جاہل میں موجود نہیں یا بہ سبب زیادہ ہونے کے کسی خاص سبب کے فضیلت ہو (یعنی ایک ہی صفت میں دونوں شریک ہوں لیکن ایک میں وہ صفت زائد ہو اور دوسرے میں کم ہو) جیسے اعلم افضل ہے عالم سے بہ سبب زیادہ ہونے صفت علم کے پس اس وجہ سے صحابہ کرام کے درمیان کسی کی فضیلت کے بارہ میں قطعی حکم نہیں لگایا جاتا۔ کیونکہ جو فضیلت کہ کسی صحابی کے واسطے ثابت کی جاتی ہے اکثر ایسا ہی ان میں دوسرا بھی شریک پایا جاتا ہے اور اگر بالفرض شریک نہیں پایا جاتا تو کسی اور فضیلت سے ممتاز نظر آتا ہے کہ یہ اس کی فضیلت اس دوسرے کی فضیلت کے مقابل ٹھہرتی ہے۔

اور کثرت فضائل سے ترجیح نہیں دی جا سکتی کہ ایک ہی فضیلت باعث شرف کے بہت سی فضیلتوں پر راجح ہو۔ اور ایک فضیلت والے کو بہت سی فضیلتوں والے سے منجانب اللہ ثواب زیادہ حاصل ہوا ہو۔ پس افضلیت پر قطعیت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ اس لیے سلف میں خلفاء اربعہ کی افضلیت کی نسبت متقدمین اہل سنت و جماعت میں مختلف مذاہب تھے۔

(ا) اکثر لوگ تفضلیھم علی ترتیب الخلافت کے قائل تھے اور ترتیب خلافت کے مطابق سب سے حضرت ابوبکر کو افضل سمجھتے ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر اور ان کے بعد حضرت عثمان اور ان کے بعد حضرت مرتضیٰ علی کو۔

(۲) بعض لوگ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو تو افضل سمجھتے تھے اور حضرت علیؑ اور حضرت عثمان کو برابر جانتے تھے امام مالک کا بھی یہی عقیدہ تھا محقق دوانی شرح عقائد میں لکھتا ہے الافضلیۃ بھذا الترتیب عند الجمھور و نقل من مالک التوقف بین عثمان و علی و قال امام الحرمین الغالب علی الظن ان ابا بکر افضل من عمر ثم یتعارض الظنون فی عثمان و علی یعنی جمہور کے نزدیک افضلیت ترتیب خلافت پر ہے اور امام مالک سے نقل کیا گیا ہے توقف درمیان علی اور عثمان کے اور امام الحرمین کہتا ہے کہ ظن غالب یہ ہے کہ حضرت ابوبکر افضل ہیں حضرت عمر سے اور پھر حضرت عمر افضل ہیں اور پھر ظنون باہم متعارض ہیں درمیان میں حضرت عثمان اور حضرت علیؑ کے فخر السلام پر زودی کہتے ہیں کہ بعض اہل سنت والجماعت ان دونوں صاحبوں کو برابر سمجھتے تھے اور حضرت عثمان کو حضرت علی پر فضیلت نہیں دیتے تھے چنانچہ امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ انہ ما فضل عثمان علی علی یعنی وہ حضرت عثمان کو حضرت علیؑ پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔ علامہ ابن عبداللہ عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں قال ابو عمر و قف من اھل السنۃ و علی و عثمان فلم یفضلوا و احداً منھما علی صاحبہ منھم مالک بن انس و یحیی بن سعید القطان۔

(۳) کوفہ کے اہل سنت و جماعت مثل سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کے حضرت علیؑ کو حضرت عثمان پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں سیوطی لکھتے ہیں و جزم الکوفیون و منھم سفیان الثوری بتفضیل علی علی عثمان یعنی کوفے کے لوگ کہ ان میں سے سفیان ثوری بھی ہیں بالجزم یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت علیؑ حضرت عثمان سے افضل ہیں اور شرح عقاید جلالی میں لکھا ہے کہ ابوبکر خزیمہ بھی حضرت علیؑ ہی کی فضیلت کے قائل تھے۔ عن ابی بکر خزیمتہ تفضیل علی علی عثمان شرح کبیر جوہر اللقانی سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً امام مالک کا بھی یہی عقیدہ تھا بعد میں توقف کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ و قال بعض اهل السنته بتقديم علی علی عثمان و به قال مالک او لا ثمہ وقف امام عبداللہ یافعی رحمتہ اللہ علیہ قصیدہ مجاوی الا تعان فی تفضیل علی علی عثمان میں لکھتے ہیں من بعده تفضيلنا الشيخين معتقدی + تفضيله قبل ذی النورين لی بالی (مرة الجنان لليافعی) اکثر محدثین مثل حاکم وغیرہ بھی اسی کے قائل تھے۔ (بستان المحدثین للمحدث الدہلوی) اس سے بھی زیادہ ایک اور ثبوت ملتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا بھی یہی مسلک تھا۔ چنانچہ الخصائص میں امام نسائی لکھتے ہیں عن علاء بن عزار قال سئلت بن عمر رضی الله عنهما و هو فی مسجد رسول الله صلی الله عليه وسلم عن علی و عثمان فقال اما علی فلا تسالنی عنه انظر الی قرب منزله من رسول الله صلی الله عليه وسلم ما لی المسجد غير بيته فاما عثمان فانه اذنب ذنبا عظيما تولی يوم التقا الجمعان لعفی الله عنه و غفر و اذنب لكم دون ذالک لقتلتموه۔

(۴) علامہ عبدالبر استیعاب میں لکھتا ہے کہ حضرت علیؑ اور حضرت ابوبکر کی فضیلت میں بھی سلف کا مذہب مختلف تھا چنانچہ انکا قول ہے و اختلف السلف ایضا فی تفضیل و علی و ابوبکر پھر اس کے ذیل میں لکھتے ہیں عن سلمان و ابی ذر و المقداد دو عمار و خباب و جابر و حذیفه علی غیره یعنی سلمان فارسی اور ابی ذر غفاری اور مقداد و عمار بن یاسر جناب حذیفہ و ابی سعید خدری و زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے ہیں اور یہ اصحاب حضرت علیؑ کو ان کے غیر پر فضیلت دیتے ہیں۔

علامہ عبدالبر استیعاب میں عبدالرزاق سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عمر کو ابوبکر پر فضیلت دے تو میں اس کو منع نہیں کرتا اور اگر علی کو ابوبکر سے افضل سمجھے تو بھی میں اس کو منع نہیں کرتا اگر وہ ان دونوں سے محبت رکھے پس عبدالرزاق کہتا ہے کہ میں نے اس بات کو وکیع سے بیان کیا اس کو یہ بات نہایت پسند آئی۔

(۵) امام تاج الدین سبکی کہ ہمارے علماء شافعیہ میں بڑے مستند شمار کیے جاتے ہیں طبقات الکبریٰ میں نقل کرتے ہیں کہ بعض متاخرین کا یہ مسلک تھا کہ حضرات حسنین علیہم السلام کو بباعث جزئیت بضعۃ الرسول کے خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر فضیلت دیتے تھے چنانچہ جلال الدین سیوطی الخصائص میں امام علم الدین عراقی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ اور ان کے بھائی ابراہیم باتفاق سب صحابہ سے افضل ہیں امام مالک کا قول ہے ما تفضل علی بضعته من النبی صلی الله عليه وسلم احدا

(۶) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی میں علامہ جلال السیوطی تحریر فرماتے ہیں۔ حکی الخطابی عن بعض مشائخه انه قال ابوبکر خير۔ وعلی افضل غرضیکہ ان سب تقریروں کا ماحصل یہ ہے کہ تفضیل ظنی ہے اور اس کے ظنی ہونے پر سلف نے اتفاق کیا ہے فضلهم علی ترتيب الخلافته قطعی نہیں ہے اور ہمارے اہل سنت و جماعت اس کے برخلاف عقیدہ رکھنے والے کو بدعتی وغیرہ سے تعبیر نہیں کر سکتے ورنہ سلف صالحین تک اس کا اثر پہنچ سکتا ہے۔

بعض لوگوں نے اس جگہ ایک اعتراض کیا ہے کہ فضیلت کے ظنی سمجھنے سے مخالفت اجماع کی لازم آتی ہے یہ روایات جو فضیلت کے ظنی ہونے کے بارہ میں نقل ہوئے ہیں شاذ ہیں۔ ان کی طرف چنداں التفات نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ حضرت

ابوبکر کی فضیلت پر اجماع ہو چکا ہے اور اجماع دلائل قطعیہ میں سے ہے۔ پس افضلیت کو بھی قطعی سمجھنا چاہیے۔
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سچ ہے کہ اجماع دلیل قطعی ہے لیکن اجماع کی تمام اقسام قطعی نہیں چنانچہ کتب اصول فقہ میں اس کا جواب مفصل بحث موجود ہے قطعی اس کو کہا جاتا ہے کہ جس میں اصلاً اختلاف نہ ہو اور جس میں اختلاف ہو (اگرچہ وہ اختلاف شاذ ہی ہو) ظنی ہے اور قطعیت کی حد سے نکل جاتا ہے۔ اگرچہ شاذ ہونے کی وجہ سے وہ خلاف چنداں قابل اعتماد بھی نہ ہو لیکن اس کا اجماع درجہ قطعیت سے گرا رہتا ہے۔
علاوہ بریں اگر اجماع ہوا بھی ہے تو اسی فضیلت پر ظنی ہوا ہے۔ اور صاحبان اجماع نے اس کی قطعیت پر حکم نہیں لگایا۔ چنانچہ ہم سابقاء ائمہ کلام مثل ابوبکر باقلانی۔ اور امام الحرمین اور حجتہ الاسلام غزالی وغیرہ کے اقوال نقل کر چکے ہیں ان کے بیانوں سے واضح ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں فضیلت ان کے نزدیک صفت ظنیت سے محکوم بہ ہے نہ عارض حکم بعد از اجماع نہایت الامر یہ ہے کہ اجماع سے ترتیب خلافت کا ثبوت ملتا ہے۔ **نہ لفضلهم علی ترتیب الخلافته** کا چنانچہ پیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ سلف کا حضرت عثمان کے احق بالخلافت ہونے پر اجماع اور افضل ہونے پر اختلاف ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قطعیت سے افضلیت ہرگز لازم نہیں آتی۔ طالوت ایک مومن بادشاہ اور خلیفہ وقت تھا اور دیگر انبیاء اکرام علیہم السلام اس کے عہد میں موجود تھے اور اس کے حکم کے تابع تھے۔
کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ طالوت ان انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل تھا۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ محققین اہل سنت و جماعت کے نزدیک فضیلت کی اصلیت خدا کو معلوم ہے کسی کو اس پر پوری اطلاع نہیں۔
خلفاء اربعہ کی مدح و ثنا میں حدیثیں وارد ہیں۔ اور باہم متعارض ہیں اور سلف کا افضلیت کے بارہ میں اختلاف ہے۔ اور ایک بات پر اجماع قطعی نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل اور اعلیٰ ہے۔
چونکہ افضلیت سے اکثریت ثواب مراد ہے۔ اکثریت ثواب کا ثبوت صرف مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث میں مل سکتا ہے اور احادیث میں تعارض واقع ہے پس جبکہ تعارض واقع ہو تو جانب اولیٰ کو ترجیح دینا چاہیے اور احادیث قوی اور ضعیف کا خیال رکھنا چاہیے۔
جناب امیر علیہ السلام کے فضائل میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان کی نسبت علامہ ابن عبدالبر الاستیعاب فی معرفتہ الاصحاب میں بذیل ترجمہ جناب امیر علیہ السلام لکھتے ہیں۔ قال احمد بن حنبل و اسمٰعیل بن اسحاق القاضی ، احمد بن علی بن شعیب النسائی و ابو علی النیشا پوری لم یردی **فضائل احد من الصحابتہ با لا سانید الجیاد ماروی لی فضائل علی بن ابی طالب** یعنی امام احمد بن حنبل اور قاضی اسمٰعیل بن اسحاق اور امام احمد بن علی بن شعیب النسائی اور ابو علی نیشا پوری رحمتہ اللہ علیہم کہتے ہیں کہ جس قدر جید سندوں کے ساتھ حدیثیں جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں روایت ہوئی ہیں ویسے کسی ایک صحابی کے حق میں نہیں ہوئیں۔
اس کے ماسوا اگر جناب امیر کی خصوصیات کو دیکھا جائے اور آپ کے امور کثرت ثواب کے اسباب پر غور کیا جائے تو جناب امیر ہی افضل الناس بعد خیر البشر نظر آتے ہیں۔
لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ کثرت ثواب کی وجہ سے افضل ہونا تو امر ظنی ہے تو اس خیال کے دور کرنے کے لیے ہم آپ کے الاجمع نمزایا الفضل و افعال الحمیدہ کی طرف ایک نظر ڈالتے ہیں جس سے ہمارا ظن بالکل رفع ہو جاتا ہے اور آپ کی افضلیت کا آفتاب یقین کی آنکھوں میں چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

(ب) اب تتبع احوال جناب امیر سے پیشتر ہم افضلیت کی اقسام بیان کرتے ہیں ظاہر ہے کہ افضلیت باعتبار اپنے اقسام کے تین قسموں میں منحصر ہے۔ فضیلت نفسانی۔ اور فضیلت جسمانی اور فضیلت خارجی۔
ہم اس تیسرے باب میں اقسام ثلثہ فضیلت میں جناب امیر کی افضلیت لوگوں کو دکھائیں گے۔ پھر چوتھے باب میں ہم آپ کی خصوصیات اور اسباب کثرت ثواب کو لوگوں کی تشفی کے لیے نقل کریں گے۔
اس باب میں ہم چند امور یعنی جناب امیر کا ذکر داخل عبادت ہونا۔ اور ان کی شان میں جس قدر حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کی نسبت محدثین کی رائے اور جناب امیر کی مثل کسی نے اکتساب فضائل نہیں کیا۔ اور جناب امیر کے فضائل و مناقب کا لا تحصیٰ ہونا۔ اور جناب امیر کا روحانی علیہ۔ اور جناب امیر کا جامع مدارج فضل ہونا بطور تمہید کے لکھ کر پھر ہم آپ کے فضائل نفسانی اور جسمانی اور خارجی کو تفصیل وار لکھیں گے۔

نکات

ارجح المطالب کی اس طویل ترین عبارت سے مندرجہ ذیل نکات واضح ہوئے۔

(ا) پہلے تو جناب علامہ عبیداللہ امرتسری نے افضلیت کا معیار مقرر کیا ہے اور اس میں ایک یہ معیار متعین فرمایا ہے کہ افضل وہ ہوتا ہے جو کہ جمیع صفات میں سب سے افضل ہے۔ حضرت علی علیہ السلام بے شک اس معیار کے مطابق بھی سب صحابہ سے افضل تھے۔ کیونکہ کسی بھی امر خیر میں کوئی بھی حضرت علی علیہ السلام سے افضل نہیں تھا۔

(۲) دوسرا معیار عمل واحدہ ہے یعنی کسی ایک کو ایک ایسا اعزاز حاصل ہو جائے کہ جس کا دوسرے لوگ مقابلہ نہ کر سکیں تو حضرت علی علیہ السلام کو ولادت در کعبہ، ضربت در غزوہ احزاب جیسے ایک نہیں کئی اعزازات حاصل تھے۔ جن میں کوئی بھی آپ کا مد مقابل نہیں ہو سکتا۔ آئندہ باب خصائص علی میں مفصل ذکر ہو گا۔ انشاء اللہ۔

(۳) پھر آپ نے فضیلت کا ایک معیار عطیہ خداوندی تحریر فرمایا ہے تو بے شک خدا کی طرف سے حضرت علی کی ولادت در کعبہ، علم لدنی، عصمت وغیرہ جیسے کافی اعزازات ہیں جو خود خدا نے حضرت علی کو عطا فرمائے ہیں۔ جن سے دوسرے صحابہ کرام محروم رہے۔

(۴) پھر مولف نے فضیلت جزئی کے سات مقامات تحریر فرمائے ہیں۔ بے شک حضرت علی علیہ السلام کو دیگر صحابہ کے مقابلے میں ان ساتوں مقامات پر افضلیت حاصل ہے۔

(۵) آگے چل کر لکھتے ہیں کیا کریں ہمارے اسلاف کے نزدیک پہلے درجے پر حضرت ابوبکر دوسرے پر حضرت عمر تیسرے پر حضرت عثمان اور چوتھے پر حضرت علی تھے۔ کیا کریں ہم مجبور

ہیں۔ ہم ان کی مخالفت کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہ تو مشرکین مکہ والی بات ہوئی۔ کیا کریں محمد ہو تو تم سچے لیکن ہم اپنے بزرگوں کی مخالفت نہیں کر سکتے۔

شارع مولف جی! آپ ڈرتے کیوں ہیں چھوڑیئے بزرگوں کو تقلید اسلاف مشرکین کی دلیل تھی۔ آپ فرمایئے آپ کا تفضیل کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟ اگر آپ کے نزدیک حضرت علی علیہ السلام غیروں سے افضل ہیں تو بلا ٹوک اور واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایئے۔

(۶) جناب آمدی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کے درمیان کسی کی فضیلت کے بارے میں قطعی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔

بے چارے اہلسنت کیا کریں' توحید پر ان کو شک' نبوت میں ان کو شک' خلافت کا پتہ تک نہیں کہ اصول میں ہے یا نہیں' اطاعت خلیفہ واجب ہے یا مستحب' تفضیل پر کوئی قطعی فیصلہ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اس مذہب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس کی بنیاد شکوک و شبہات ہی پر نظر آتی ہے۔ اور یہ ضروری بات ہے کیونکہ ان کے رہبر خود ہمیشہ شکوک و شبہات میں گھرے رہے۔

ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سوا حضرت علی علیہ السلام تمام مخلوق سے افضل تھے۔

(۷) پھر تحریر فرماتے ہیں کہ خلفاء اربعہ کی افضلیت کی نسبت متقدمین اہلسنت و جماعت میں مختلف مذاہب تھے۔ معلوم ہوا کہ خلفاء ثلاثہ کا حضرت علیؑ سے افضل ہونا اہلسنت کے نزدیک مسلم نہیں ہے۔ جبکہ حضرت علی علیہ السلام کا اصحاب ثلاثہ سے افضل ہونا ہمارے نزدیک مسلم ہے۔ لہٰذا حضرت علی علیہ السلام اصحاب ثلاثہ سے افضل ہیں۔

(۸) پھر فرماتے ہیں کہ بعض ترتیب خلافت کے مطابق تفضیل کے قائل تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد سے مذہب اہلسنت صاحبان اقتدار کا مرہون منت رہا۔ لہٰذا اہلسنت کا وطیرہ رہا کہ جو بھی کرسی پر آیا اسی کو سلام چاہے یزید ہو اور جو کرسی سے دور رہا اس کی طرف توجہ نہ کی چاہے حسینؑ ہو۔ حالانکہ ضروری نہیں کہ جو کرسی پر براجمان ہو گیا وہ اس کا حقدار بھی ہو۔ وہ نیک خصال بھی ہو' وہ افضل بھی ہو' حالانکہ قرآن نے معیار افضلیت تقویٰ کو دیا ہے نہ کہ اقتدار کو۔

اہلسنت صرف اصحاب ثلاثہ کے گن گاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ صاحبان اقتدار تھے اور

حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوذر غفاری جیسے درویش صفت انسانوں کا نام تک نہیں لیتے کیونکہ یہ لوگ صاحبان اقتدار نہیں تھے۔

اگر اصحاب ثلاثہ صاحبان اقتدار نہ ہوتے تو پھر اہلسنت کے نزدیک یہ حضرات گنتی ہی میں نہ ہوتے۔ اب چونکہ یہ اقتدار میں آ گئے لہٰذا آیت ان کی طرف منسوب کر دیں۔ ہزاروں احادیث وضع کر کے ان کی طرف منسوب کر دیں۔

ایک طرف تو بعض لوگ حضرت علیؑ کو خدا تک کہہ گئے (جو کہ ہمارے نزدیک بالکل غلط عقیدہ ہے) دوسری طرف یہ کتنا ظلم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان سے مقابلہ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کے انبیاء کرام کا مشکل کشا رہا ہو اس کا یہ لوگ کیسے مقابلہ کر سکتے ہیں۔

(۹) پھر فرماتے ہیں البتہ حضرت عثمان کے حضرت علی علیہ السلام سے افضل ہونے پر بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ بھائی پہلے کون سا اتفاق تھا جو یہاں آ کر اختلاف ہو گیا۔ بھائی ریت کی دیوار کب تک قائم رہ سکتی ہے۔ چونکہ اہلسنت کی بنیاد فضائل و مناقب کے بجائے اقتدار پر ہے جیسے اقتدار کو دوام نہیں ویسے ان کے عقائد کو استقلال نہیں۔

(۱۰) عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ اگر کوئی حضرت علی علیہ السلام کو حضرت ابوبکر سے افضل سمجھے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

(۱۱) امام تاج الدین سبکی کے نزدیک بعض متاخرین کا یہ مسلک تھا کہ وہ حضرات حسنین علیہما السلام کو بباعث جزئیت بضعتہ الرسول کے خلفاء پر فضیلت دیتے تھے۔

(۱۲) سیوطی الخصائص میں امام علم الدین عراقی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراء اور ان کے بھائی حضرت ابراہیم علیہ السلام باتفاق سب صحابہ سے افضل ہیں۔

اہلسنت کی بھی سمجھ نہیں آتی یا تو حضرات ثلاثہ کو حضرت علی علیہ السلام سے افضل کہہ رہے تھے یا حضرت علی کے فرزندان اور ان کی زوجہ کو ان سے افضل کہہ دیا۔ بھائی جب یہ ان سے افضل ہے تو ان کے مولا چوتھے نمبر پر کیسے آ گئے۔ یار آپ سے تو وہ ملنگ ہی اچھا ہے جو قریہ قریہ بستی بستی صبح و شام اعلان کرتا پھر رہا ہے کہ

دما دم مست قلندر علی کا پہلا نمبر

(۱۳) آخر میں نتیجہ یہ نکالتے ہیں۔ ان سب تقریروں کا حاصل یہ ہے کہ تفضیل ظنی ہے اور

اس کے ظنی ہونے پر سلف نے اتفاق کیا ہے کہ ترتیب خلافت کے حساب سے تفضیل قطعی نہیں۔

جب تفضیل پر کوئی قطعی فیصلہ نہیں تو اس کمزور عقیدہ کی وجہ سے قطعی عقیدے والوں کو کافر کس بنیاد پر کہا جا رہا ہے۔

(۱۴) پھر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ایک عمدہ بات تحریر فرماتے ہیں کہ طالوت ایک مومن بادشاہ اور خلیفہ وقت تھا اور دیگر انبیاء علیہم السلام اس کے عہد میں موجود تھے اور اس کے حکم کے تابع تھے۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت طالوت ان انبیاء کرام سے افضل تھے۔ معلوم ہوا اقتدار تفضیل کی دلیل نہیں۔

(۱۵) خلفاء اربعہ کی مدح و ثناء میں حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور وہ باہم متعارض ہیں۔ اور سلف کا افضلیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ اور اس بات پر اجماع نہیں ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کون افضل اور اعلیٰ ہے۔

(۱۶) آخر میں جناب عبیداللہ امرتسری "تفضیل علی علی اصحاب ثلاثہ" پر کھل کر تحریر فرماتے ہیں۔

مسعودی کا فیصلہ

وہ امور جن کی فضیلت سے جناب رسول خدا کے اصحاب کی فضیلت کے مستحق ہوتے تھے یہ تھے سبقت ایمانی' ہجرت و رسول خدا کی نصرت' آپ سے قرابت' قناعت' اپنی جان کو رسول خدا کے اوپر نثار کرنا' قرآن اور اس کی تنزیل کا علم' جہاد فی سبیل اللہ' زہد و ورع مقدمات فیصل کرنے کی قابلیت' حکمت عفت اور علم علی ابن ابی طالبؑ کو ان سب امور میں سے تمام صحابہ سے زیادہ حصہ ملا ہوا تھا۔

اور تمام دیگر صحابہ سے وہ ان امور میں افضل تھے۔ جیسا کہ جناب رسول خداؐ کے ان اقوال سے ظاہر ہوتا ہے۔ جب جناب رسول خدا نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم میرے اخی ہو۔ اور ظاہر ہے کہ جناب رسول خدا کا نظیر و مثیل سوائے علیؑ کے اور کوئی شخص نہ تھا۔ اسی طرح یہ قول کہ تم میرے ساتھ وہی منزلت رکھتے ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ سوائے اس کے

میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نیز آپ کا یہ قول کہ جس کا میں مولا ہوں۔ اس کا علی مولا ہے خداوندا دوست رکھ اس کو جو علیؑ کو دوست رکھے۔ اور دشمن رکھ اس کو جو علی کو دشمن رکھے اور نیز آپ کی دعا کہ جب آپ کی خدمت میں بھنا ہوا طائر پیش کیا گیا کہ خداوندا اس وقت اس شخص کو میرے پاس بھیج جو تیری تمام مخلوق میں تجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہو تاکہ وہ میرے ساتھ یہ طائر کھائے' پس علی علیہ السلام آئے آخر حدیث تک پس یہ اور ایسے ہی دیگر فضائل ہیں جو کسی اور صحابی میں جمع نہیں ہوئے اور علیؑ میں بدرجہ اتم سب موجود تھے۔ (مروج الذہب ص ۳۰۱)

نکات

(۱) مشہور مورخ مسعودی نے بھی فیصلہ فرما دیا کہ اوصاف حمیدہ میں کوئی بھی صحابی حضرت علیؑ کا ہم پلہ نہیں تھا اور حضرت علیؑ تمام صحابہ سے ان امور میں افضل تھے۔

(۲) اس کے بعد موصوف حضرت علی علیہ السلام کی عظمت پر دلالت کرنے والی چند احادیث تحریر فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

کہ یہ ایسے فضائل ہیں جو کسی اور صحابی میں جمع نہیں ہوئے اور حضرت علی علیہ السلام میں یہ بدرجہ اتم سب موجود تھے۔

اسد اللہ کے ص ۳۵ پر مفتی نذیر احمد سیماب مبلغ امریکہ تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کی شان نہایت اعلیٰ و ارفع ہے۔ حضرات شیعہ تو جناب امیر علیہ السلام کو بعد از سید انس و جان' باعث کون و مکان جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم' جملہ مخلوق سے افضل و اعلیٰ گردانتے ہیں۔ لیکن علماء اہلسنت و الجماعت کا اس امر میں اختلاف ہے کہ بعد سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے کون افضل ہے اکثر لوگ تو ترتیب خلافت کے لحاظ سے افضلیت گردانتے ہیں۔ بعض لوگ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو افضل سمجھتے ہیں اور حضرت عثمان اور حضرت علیؑ کو برابر سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؑ کو ترجیح دیتے ہیں۔ ہمارے خیال میں ترتیب خلافت کے لحاظ سے فضیلت دینا لازم نہیں ہے۔ کیونکہ تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر نبی اپنے اپنے بادشاہان وقت کے ماتحت تھے۔ لیکن کوئی

شخص ان بادشاہوں کو اللہ کے نبیوں پر فضیلت نہیں دے سکتا۔ مثال کے طور پر طالوت بادشاہ کو ہی لیجئے جو ایک مومن اور دیندار بادشاہ وقت تھا لیکن حضرت داؤد علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام اس کے زیر فرمان تھے۔

حضرت علیؑ کے فضائل بے شمار ہیں

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان البحر مدادا و لا شجارا قلاما و الانس کتابا و الجن حسابا ما احصو فضائلک یا ابا الحسن (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام دریا سیاہی اور درخت قلم اور انسان کاتب اور جن محاسب بن جائیں تاہم اے ابو الحسن تیرے فضائل کو شمار نہ کر سکیں گے۔

ارجح المطالب ص ۱۲ سطر ۲

مناقب خطیب خوارزمی ص ۲ سطر ۱۱ ص ۲۳۵ سطر ۱۱ کفایت الطالب ص ۱۲۳ لسان المیزان جلد ۵ ص ۶۲ سطر ۵ ینابیع المودت ص ۹۹ سطر ۲۱ ص ۲۰۰ سطر ۷ احسن الانتخاب ص ۲۴ سطر ۴ الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۳ سطر ۹ شرح حدیدی جلد ۱ ص ۵ سطر آخر اسعاف الراغبین ص ۱۳۶ سطر ۵ صواعق محرقہ ص ۱۳۳ سطر ۴۔

روایت حضرت عمر

عن عمر بن خطاب قال قال رسول اللہ لعلی لو کان البحر مدادا و الریاض اقلاما و الانس کتابا و الجن حسابا ما احصوا فضائلک یا ابا الحسن

حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے فرمایا اے علیؑ کہ اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور تمام باغ قلم بن جائیں اور تمام انسان کاتب بن جائیں اور تمام جن حساب کریں تو بھی اے ابو الحسنؑ تمہارے فضائل کو شمار نہ کر سکیں گے۔ (مودۃ القربیٰ ص ۵۱ سطر ۱۲)

روایت حضرت عبداللہ

عن سعید بن جبیر قال قلت لا بن عباس و اسئلک عن اختلاف الناس فی علی قال یا جبیر تسالنی عن رجل کانت لہ ثلاثۃ الاف منقبۃ فی لیلۃ واحدۃ وھی لیلۃ القربۃ فی و

قلیب بدر سلم علیہ ثلاثتہ الاف من الملائکتہ من عند ربہم و تساء لنی عن وصی رسول اللہ و صاحب حوضہ و صاحب لوائہ فی المحشر و الذی نفس عبداللہ بن عباس بیدہ لو کانت البحار مدا دا و اشجارھا اقلاما و اھلھا کتابا لکتبوا مناقب علی بن ابی طالب و فضائلہ ما احصوھا

سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ علیؑ کے بارے میں اختلاف کیوں رکھتے ہیں۔ کہا اے جبیر کے بیٹے تم نے مجھ سے ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا (یعنی علی) جس کے لئے ایک رات میں تین ہزار فضائل ہیں۔ یہ چاہ بدر کی قربت کی رات تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین ہزار فرشتے آئے اور علیؑ پر سلام کیا۔ تم مجھ سے رسول اللہ کے وصی، آپ کے حوض کے نگران اور محشر میں آپ کے علم کو اٹھانے والے کے متعلق دریافت کرتے ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں عبداللہ بن عباس کی جان ہے اگر تمام دنیا کے سمندر سیاہی میں تبدیل ہو جائیں اور تمام دنیا کے درخت قلموں کی صورت اختیار کر لیں اور اس کے رہنے والے لکھنے بیٹھ جائیں اور وہ علی بن ابی طالب کے فضائل لکھنا شروع کر دیں تو بھی علیؑ کے فضائل اور مناقب کا احاطہ نہ کر سکیں گے۔

اردو ص ۱۹۰ سطر ۲۰، کوکب دری ص ۴۹۸ سطر ۲۰

کوکب دری ص ۴۹۸ سطر ۲۰ پر تحریر ہے۔

احسن الکبار میں منقول ہے کہ بدر کی رات میں تین ہزار فضیلتیں امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو حاصل ہوئیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے۔ کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سو پانچ اصحاب کو ہمراہ لے کر بدر میں فروکش ہوئے۔ اور کفار قریش بھی حضرت کے ساتھ لڑنے کے لئے وہاں اترے۔ جب رات ہوئی تو حضرت کے لشکر گاہ میں پانی موجود نہ تھا۔ اصحاب کو پانی کی ضرورت ہوئی۔ آنحضرتؐ نے تین دفعہ فرمایا کوئی مرد ایسا ہے جو پانی لائے اور تینوں دفعہ امیر المومنینؑ کے سوا کسی نے جواب نہ دیا۔ آخرکار رسولؐ کی اجازت کے بعد مشک اٹھائی۔ اور اس نواح میں ایک کنواں تھا۔ جو بہت دور اور سخت تاریک تھا اور دن میں بھی اس سے پانی لینا محال معلوم ہوا تھا۔ آپ اس کنویں میں اترے۔ اور مشک بھر کر جب اوپر آئے تو ایک تند ہوا چلی۔ اور سارا پانی گر گیا۔ جب دوبارہ پانی بھر کر لائے تو بھی ہوائے تند نے گرا دیا۔ اور تین دفعہ ایسا ہی واقع ہوا۔ جب چوتھی دفعہ پانی لے کر باہر آئے تو ہوا نہ تھی۔ آخر رسول

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ بیان کیا۔ فرمایا اے بھائی! پہلی ہوا تو جبرئیل علیہ السلام تھے کہ ہزار فرشتہ ہمراہ لے کر تم کو سلام کیا۔ اور دوسری میکائیل تھے جس نے ہزار فرشتوں کے ہمراہ تمہیں سلام کیا۔ اور تیسری دفعہ اسرافیل نے ہزار فرشتوں کے ہمراہ تمہیں سلام کیا۔ اور تمہاری تین ہزار منقبتیں بیان کیں۔ اور پانی تین دفعہ اس لئے گرایا گیا کہ تمہاری شجاعت کو آزمائیں کہ کس درجہ کی ہے۔

مولف عرض کرتا ہے کہ اس قصہ کو ابو سفیان ثوری نے اسانید صحیحہ سے روایت کیا ہے۔

منقبت

نیز اسی کتاب میں اسناد طویل کے ساتھ عبداللہ بن ابی لیلیٰ رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک روز ایک جن نے رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ اپنے کسی صحابی کو ہماری قوم میں بھیج دیجئے تاکہ ہم کو قرآن کی تعلیم دے۔ سید المرسلینؐ نے امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کو جانے کا حکم دیا اور شیخین عثمان اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم کو بھی آپ کے ہمراہ کیا۔ اور فرمایا کہ بات نہ کرنا کہ نقصان ہو گا۔ جب امام الانس والجان رسول ذوالمنن کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے تو ایک ایسے مقام پر پہنچے' جو کانٹوں اور کوڑے کرکٹ سے اس قدر بھرپور تھا کہ چڑیا کو بھی گزرنا ممکن نہ تھا۔ پس امیر المومنین کی اجازت سے اول تو ابوبکرؓ نے آگے جا کر سلام کیا۔ بعد ازاں ابوذر غفاری اور عمرؓ بن خطاب رضی اللہ عنہم نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ مگر کسی نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا۔ جب امیرؑ نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو ہر طرف سے علیک السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اور کانٹے اور کوڑا کرکٹ بھی ایک دم صاف ہو کر ایک تخت نمودار ہوا۔ امیر المومنینؑ نے اس تخت پر جلوس فرمایا اور ہماری نظروں سے غائب ہو گئے۔ اصحاب آنجنابؑ کی کثرت محبت کی وجہ سے محزون و غمگین ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ افسوس کہ جن علی کو لے گئے۔ اسی اثناء میں امیر المومنینؑ ان کو قرآن کی تعلیم دے کر باہر آئے۔ اور اصحاب کو ہمراہ لے کر جناب رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے تمام صحابہ سے فرمایا۔ تم نے وہاں جا کر بات کی۔ حالانکہ میں نے منع کر دیا

تھا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ جب علی ہماری نظروں سے غائب ہو گئے۔ تو ہم ان کی جدائی میں تکدر و محزون ہو کر ڈر گئے تھے۔ فرمایا حق علی کے ساتھ ہے۔ جہاں کہ وہ ہو۔ اور وہ خدا و رسول کے سوا اور کسی شخص سے خوف و ہراس نہیں رکھتا۔

منقبت: نیز کتاب مذکور میں باسناد طویل امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔

روایت ابن عباس

عن مجاہد سال رجل من ابن عباس سبحان اللہ ما اکثر فضائل علی و انی ظنہا ثلثۃ الاف فقال لہ ابن عباس ھی ثلاثین الف اقرب من ثلاثۃ الاف ثم قال ابن عباس لو کان الشجر اقلام و البحور مداد و الانس کتاب و الجن حساب ما احصوا الفضائل علی بن ابی طالب (اخرجہ سبط ابن الجوزی) مجاہد کہتے ہیں ابن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا۔ سبحان اللہ جناب امیر کے فضائل کتنے بہت ہیں میرا خیال ہے کہ تین ہزار ہوں گے ابن عباس نے کہا تین ہزار تو کیا تیس ہزار کے قریب ہوں گے پھر ابن عباس کہنے لگے اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائیں اور انسان لکھنے والے اور جن حساب کرنے والے ہوں تو بھی علی کے فضائل کو احصی نہیں کر سکیں گے۔

ارجح المطالب ص ۱۲۳ سطر ۱۱، کفایۃ الطالب ص ۱۲۵، میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۴۸۴، ینابیع المودت ص ۹۹ سطر ۱۵

روایت حضرت علیؑ

عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ امیر المومنین علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اللہ تعالی جعل لاخی فضائل لا تحصی کثرۃ فمن ذکر فضائلہ مقرا بہا غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ و ما تاخر من کتاب فضیلۃ من فضائلہ لم تزل الملائکۃ تستغفر لما بقی لتلک الکتابۃ رسم و من استمع الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبہا بالاستماع و من نظر الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبہا بالنظر الی علی بن ابی طالب عبادۃ و ذکرھا عبادۃ و لا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایتہ علی و البراءۃ من اعدائہ (اخرجہ الخوارزمی و محمد بن یوسف الکنجی الشافعی و الحافظ الہمدانی فی مناقب جناب زین العابدین اپنے والد ماجد جناب امام حسینؑ سے اور وہ ان کے جد امجد امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا کہ پروردگار عالم نے میرے بھائی علی کے فضائل اس قدر بنائے ہیں جن کی کثرت کا احصی نہیں ہو سکتا پس جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو اقراری ہو کر لکھے اللہ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دے گا۔ اور جو شخص اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو لکھتا ہے جب تک کہ وہ لکھتا رہتا ہے فرشتے اس کے گناہوں کے لیے خدا سے مغفرت مانگتے رہتے ہیں اور جو شخص کہ اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کو سنتا ہے خدا تعالیٰ اس کے وہ گناہ جو کہ اس نے اپنے کانوں سے بذریعہ ناجائز کلام سننے کے کیے ہیں بخش دیتا ہے۔ اور جو شخص کہ اس کے فضائل میں سے کسی ایک فضیلت کی طرف نگاہ کرتا ہے

تو خدا تعالٰی اس کے وہ گناہ جو کہ اس نے اپنی آنکھوں سے بذریعہ ناجائز نگاہ کرنے کے کیے ہیں بخش دیتا ہے پھر ارشاد کیا کہ علی ابی طالب کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور اس کا ذکر خدا کی بندگی ہے۔ خدا تعالٰی کسی مومن کے ایمان کو قبول نہیں کرتا مگر علی کی دوستی اور اس کے دشمنوں کے بے زار ہونے کی وجہ تنبیہہ علی العموم فضائل تین قسم پر ہیں۔ فضائل نفسانی۔ جسمانی اور فضائل خارجی۔ فضائل نفسانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق نفس ناطقہ انسانی سے ہوتا ہے جن کو اخلاق حسنہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اصل اصول فضائل وہی ہیں انہیں کی وجہ سے انسان رتبہ بہیمی سے درجہ ملکوتی حاصل کرتا ہے فضائل جسمانی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کے جسم کے ساتھ ہوتا ہے جیسے جسم کا سڈول ہونا جس کو حسن اور خوبصورتی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور قوت بدن وغیرہ۔
فضائل خارجی سے وہ فضائل مراد ہیں جن کا تعلق انسان کی روح سے ہوتا ہے اور نہ جسم سے بلکہ انسان کے جسم و جان سے الگ ایسے اسباب انسان کے لیے فراہم ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے ہم جنسوں سے افضل سمجھا جاتا ہے جیسے حسب و نسب کا کھرا پن۔ قرابت کا اچھا ہونا۔ اولاد کا صالح ہونا۔ بیوی کا نیک ملنا۔ قبل اس کے کہ ہم جناب علیہ السلام کے فضائل نفسانیہ کے لکھنے کو شروع کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ کی روحانی تصویر جس کو روحانی حلیہ بھی کہا جا سکتا ہے لوگوں کی نگاہوں میں جلوہ کریں آپ کا جسمانی حلیہ فضائل جسمانیہ میں لکھا جائے گا۔

ارجح المطالب ص ۱۲۳ سطر آخر' ینابیع المودت ص ۱۹۰ سطر ۱' مناقب خوارزمی ص ۲۵ سطر ۱۶'
کفایت الطالب ص ۱۲۳' لسان المعیزان ص ۶۴ جلد ۵ سطر ۱۰

عن ابی الطفیل۔ قال قال بعض الصحابۃ لقد کان لعلی من السوابق ما لو قسمت سابقتہ منھا بین الناس لو سعتھم خیرا"

ابو طفیل سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بعض صحابہ نے کہا کہ حضرت علیؑ کے فضائل اتنے ہیں اگر انہیں ایک ایک لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے تو لوگوں کو کافی حد تک بھلائی پہنچ جائے۔ (ینابیع اردو ص ۱۹۱' ینابیع عربی ص ۹۰ سطر ۲۱)

شواہد التنزیل ص ۲۱ سطر ۱' صواعق محرقہ ص ۱۲۳ سطر ۴' اصابہ ص ۱۲۹ سطر ۴

ان المنصور الدوانقی العباسی حال خلافتہ قال یا سلمان اخبر نی کم من حدیث ترویتہ فی فضائل علی ابن ابی طالب قلت یسیرا" قال و یحک لم تحفظ قلت عشرۃ الاف حدیث او الف حدیث فلما قلت او الف حدیث استقلھا فقال و یحک یا سلمان بل عشرۃ الاف حدیث کما قلت اولاً

منصوار دوانقی نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کہا اے سلمان مجھے اس بات سے آگاہ کرو کہ علی ابن ابی طالبؑ کے فضائل میں کتنی احادیث بیان ہوئی ہیں۔ منصور نے کہا تم پر افسوس ہے تم نے کتنی احادیث یاد کی ہیں۔ میں نے عرض کیا دس ہزار احادیث یا ایک ہزار حدیث۔ جب میں نے ایک ہزار احادیث کہا تو منصور نے ان احادیث کو کم تصور کرتے ہوئے کہا اے سلمان

تمہارے لئے ہلاکت ہو پہلے تو تم نے کہا تھا علی کے فضائل میں دس ہزار احادیث بیان ہوئی ہیں۔ (ینابیع المودت اردو ص ۱۹۰' ینابیع المودت ص ۹۹ سطر ۱۸)

روایت ابو عبدالرحمان

حضرت ابو عبدالرحمان کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہ سے درخواست کی کہ وہ ہمارے لئے حضرت علی علیہ السلام کے فضائل بیان فرمائیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں کیا بیان کروں حضرت علی علیہ السلام کے فضائل تو لاتعداد ہیں۔ (الاصابہ جلد ۲ ص ۱۲۹' شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۲۱)

عن احمد بن حنبل قال رایت رسول اللہ فی النوم فقال لی یا احمد ہلکت قول الشافعی محمد بن ادریس عن حدیثی من حفظ من امتی اربعین حدیثا من السنتہ کنت لہ شفیعا یوم القیامت ما عرفت ان فضائل اہل بیتی من السنت

امام احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا کو خواب میں دیکھا۔ حضرت نے فرمایا اے احمد تو محمد بن ادریس شافعی کے اس قول میں ہلاک ہو گیا کہ اس نے میری اس حدیث کو بیان کیا جو کوئی میری امت میں سے میری سنت کی چالیس حدیثیں حفظ کرے گا قیامت کے دن میں اس شخص کی شفاعت کروں گا۔ تو یہ نہ سمجھا کہ میری اہل بیت کے فضائل میری سنت میں داخل ہیں۔ (مودت القربیٰ ص ۳۴ سطر ۲)

فرشتے آتے ہیں

مودت القربیٰ ص ۳۲ سطر ۱۰ پر تحریر ہے۔

عن عائشتہ بنت عبداللہ بن عاصمی التمیمی بمدینہ رسول اللہ و کانت مجاورۃ بہا قالت حدثنی ابی عن وائل عن نافع عن ام سلمۃ انہا قالت سمعت رسول اللہ یقول ما من قوم اجتمعوا یذکرون فضائل محمد و آل محمد الا ہبطت الملئکتہ من السماء حتی الحقوابہم بحدیثہم فلما تفرقوا عرجت الملئکتہ الی السماء فیقول لہم الملئکتہ الاخرانا نشم رائحتہ"

منکم ما شممنا رایحتہ" اطیب منہا فیقولون انا کنا عند قوم یذ کرون فضل محمد و آل محمد نعطرون من ریحہم فیقولون اھبطوا بنا الیھم فیقولون انھم قد تفرقوا فیقولون اھبطونیا الی المکان الذی کانوا فیہ عائشہ دختر عبداللہ بن عاصمی تمیمی جو مدینہ رسول خدا میں مجاور تھی، بیان کرتی ہے۔ کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا۔ اور اس نے اوائل سے اور اوائل نے نافع سے اور نافع نے ام سلمہ زوجہ رسول خدا سے روایت کی ہے کہ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے۔ کہ جب لوگ فضائل محمدؐ و آل محمدؐ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ تو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ اور اس ذکر میں ان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ جب وہ لوگ فارغ ہو کر چلے جاتے ہیں تو وہ فرشتے آسمان کی طرف پرواز کرتے ہیں۔ تب اور فرشتے ان فرشتوں سے کہتے ہیں۔ ہم تم سے ایسی خوشبو سونگھتے ہیں کہ اس سے پاکیزہ خوشبو ہم نے کبھی نہیں سونگھی۔ وہ فرشتے جواب دیتے ہیں۔ کہ ہم ایسے لوگوں کے پاس موجود تھے جو فضائل محمدؐ و آل محمدؐ کا ذکر کرتے تھے۔ پس ان کی بوئے خوش سے ہم معطر ہو گئے۔ یہ بات سن کر وہ فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ ہم کو بھی وہاں لے چلو۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔ تب وہ فرشتے کہتے ہیں۔ کہ ہم کو اس مکان ہی میں لے چلو جہاں وہ موجود تھے۔ (اور ذکر فضائل محمدؐ و آل محمدؐ کرتے تھے۔)

کسی کی شان میں اتنا قرآن نازل نہیں ہوا

عن ابن عباس ما نزل فی احد من کتاب اللہ ما نزل فی علی (اخرجہ ابن عساکر۔ و ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی کتاب میں جس قدر آیتیں جناب علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اس قدر کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں۔

ارجح المطالب ص۵۹ سطر۷، صواعق محرقہ ص۱۲۷ سطر۱۱، تاریخ الخلفاء ص۱۲۱ سطر۱، اصابہ جلد۲ ص۵۰۱، صواعق محرقہ ص۱۲۷ سطر۱۱، تاریخ الخلفاء ص۱۲۱ سطر۱، الکواکب الدریہ ص۳۹، مطالب السئول ص۱۰۶ سطر۱۰، مناقب عینی ص۴۸، فتح الباری جلد۷ ص۶۱ سطر۳، المستدرک جلد۳ ص۱۰۷ سطر۱۴، الشرف المئوبد ص۵۷ سطر۷، وسیلتہ النجات ص۹۷، سیرت دحلانیہ جلد۲ ص۲۰۷، شواہد التنزیل جلد۱ ص۳۱، فیض القدیر جلد۴ ص۳۵۵ سطر۲۷، کوکب دری ص۱۱۹ سطر۹، تفریح الاحباب ص۳۵۱ سطر۱۵، البدایہ و النہایہ جلد۷ ص۳۵۸ سطر۵، تاریخ کامل جلد۳ ص۲۰۰ سطر۳۲، الریاض جلد۲ ص۲۱۳ سطر۹، نور الابصار ص۷۲ سطر۷، اسعاف الراغبین ص۱۲۸ سطر۳۲

زیادہ آیات ان کی شان میں ہیں

ارجح المطالب ص۵۹ سطر آخر' شواہد التنزیل جلد۱ ص۴۳' ینابیع المودت ص۱۹۶' کوکب دری ص۱۱۸' حبیب السیر جلد۲ ص۱۳۔

ذکر علیؑ ہمیشہ بخیر آیا ہے

عن ابن عباس قال ما انزل یا ایھا الذین امنوا الا علی امیرھا و شریفھا و لقد عاتب اللہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم و ما ذکر علیا الا بخیر (اخرجہ احمد و الطبرانی و ابن حاتم و ابن عبد البرقی الا ستیعاب و علامہ ابن حجر فی الصواعق) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یا ایھا الذین امنو کے خطاب سے مخاطب فرمایا ہے علی اس خطاب کے امیر اور شریف ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بعض مقام میں عتاب کیا ہے مگر علی کا ذکر خیر کے ساتھ ہی کیا ہے۔

ارجح المطالب ص۵۹ سطر۱' الریاض النضرہ جلد۲ ص۲۰۷' الصواعق المحرقہ ص۱۲۷ سطر۹' شواہد التنزیل جلد۱ ص۲۱' تاریخ دمشق جلد۲ ص۴۲۸' منال الطالب ص۹۱' تفریح الاحباب ص۳۵' مناقب خوارزمی ص۱۹۸ سطر۳' ص۱۸۸ سطر۹' نہایت العقول ص۱۹۶' مطالب السئول ص۴۷' کنز العمال جلد۶ ص۱۵۳' حدیث ۲۵۳۸' وسیلۃ النجات ص۶۲' منتخب کنز العمال جلد۵ ص۳۱۔۳۸' حلیتہ الاولیاء جلد۱ ص۶۴' ذخائر العقبیٰ ص۸۹' کفایتہ الطالب ص۵۴' تذکرۃ الخواص ص۱۹' مجمع الزوائد ص۱۱۲ جلد۹ سطر۹' تاریخ الخلفاء ص۶۶' حبیب السیر جلد۲ ص۱۳' کوکب دری ص۱۱۹۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ قرآن میں کوئی آیت خطاب یا ایھا الذین امنوا نازل نہیں ہوئی کہ امیر المومنین اس آیت کے امیر نہ ہوں۔ یعنی امیر اس خطاب کے افضل اصحاب میں سے ہیں۔ (کوکب ص۱۲۹ سطر۵)

روایت حضرت حذیفہ

عن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما نزلت یا ایھا الذین امنو الا کان علی لبھا و لبا بھا (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں یا ایھا الذین امنو نازل نہیں ہوا مگر علی اس کے لب لباب ہے۔

ارجح المطالب ص۵۹ سطر۶' حبیب السیر جلد۲ ص۱۳' شواہد التنزیل جلد۱ ص۴۸' کوکب دری ص۱۱۹ سطر ہے۔

تین سو آیات در شان علیؑ

(۸) عن ابن عباس رضی الله عنه قال نزلت فی علی ثلثمائته ایته (اخرجه ابن عساکر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان میں تین سو آیتیں نازل ہوئی ہیں۔

ارجح المطالب ص ۶۰ سطر ۴' مناقب عینی ص ۵۳' مقاصد الطالب ص ۱۰' وسیلتہ النجات ص ۶۷' سیرت دحلانیہ جلد ۲ ص ۲۰۷' مراۃ المومنین ص ۲' تفریح الاحباب ص ۳۵' صواعق محرقہ ص ۷۶ سطر ۱۲' کفایتہ الطالب ص ۳۵۱ سطر ۱۶' حبیب السیر جلد ۲ ص ۱۳' ینابیع المودت ص ۱۰۳ سطر ۱۱' تاریخ الخلفاء ص ۱۲۱ سطر ۲' البدایہ جلد ۷ ص ۳۵۸ سطر ۶' نور الابصار ص ۷۲ سطر ۸' اسعاف الراغبین ص ۱۲۸ سطر آخر۔

چوتھائی قرآن

(۴) عن علی قال نزل القران ارباعا۔ فربع فینا وربع فی عدو نا۔ و ربع سیر و امثال۔ وربع فرائض و احکام و لنا کرائم القرن (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ قرآن مجید چار حصوں میں نازل ہوا ہے پس اس کا ایک ربع ہماری شان میں ہے اور اس کا ایک ربع ۴/۱ ہمارے دشمنوں کے حق میں ہے اور ایک ربع میں قصص اور امثال ہیں۔ اور ایک ربع میں فرائض اور احکام ہیں اور ہماری شان میں قرآن مجید کی بزرگ آیتیں ہیں۔

ارجح المطالب ص ۵۹ سطر آخر' مناقب ابن مغازلی ص ۳۲۸ سطر آخر' شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۴۳' ینابیع المودت ص ۱۰۳ سطر ۱۲' کوکب دری ص ۱۱۸' حبیب السیر ص ۱۲ جلد ۲۔

آیات در شان علیؑ

حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلی کہتے ہیں کہ تحقیق حضرت علیؑ کی شان میں ایسی ایسی آیات نازل ہوئیں جس میں کوئی بھی امتی آپ کا شریک نہیں۔ (شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۴۳)

ستر آیات

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کی شان میں ستر آیات نازل ہوئی ہیں۔ (ارجح المطالب ص ۶۰ سطر ۸' شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۴۰)

عن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ قال نزل فی علی سبعون اٰیۃ (اخرجہ ابوبکر مردویہ) مجاہد رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے حق میں ستر آیتیں اتری ہیں۔

جتنا اکتساب فضائل علیؑ نے کیا ہے

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکتسب مکتسب مثل فضائل علی یھدی صاحبہ الی الھدیٰ و یردہ عن الردیٰ (اخرجہ الطبرانی) عمر بن خطاب [redacted] سے کہتے ہیں کہ جناب سرور انبیاء علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کسی شخص نے علی کی مثل فضل کا اکتساب نہیں کیا وہ اپنے دوست کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور برائی سے پھیرتا ہے۔

ارجح المطالب ص ۱۲۳ سطر ا' ذخائر العقبیٰ ص ۶۱ سطر ۵' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۴۔

جتنے فضائل حضرت علیؑ کے لئے وارد ہوئے ہیں

اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ما ورد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما ورد لعلی و کذلک قال اسمعیل بن اسحاق القاضی و ابو علی النیسابوری و احمد بن شعیب النسائی لم یرد فی حق احد من الصحابۃ بالاسانید الجیاد اکثر مما جاء فی علی (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب للعلامۃ ابن عبدالبر و صواعق محرقہ للعلام ابن حجر و الخوارزمی و محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب و الثعلبی فی تفسیرہ و ابن طلحہ الشافعی فی مطالب السئول) حاکم امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے لیے اس قدر فضائل نہیں وارد ہوئے جس قدر کہ جناب امیر علیہ السلام کے لیے وارد ہوئے ہیں۔ اسمٰعیل بن اسحاق القاضی اور ابو علی نیشاپوری بھی یہی لکھتے ہیں اور امام احمد بن شعیب النسائی رحمتہ اللہ کا قول ہے کہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں جناب امیر کی شان سے زیادہ حدیثیں جید اسانید کے ساتھ روایت نہیں ہوئیں۔

ارجح المطالب ص ۱۲۲ سطر ۴' ینابیع المودت ص ۹۸ سطر ۱۵' المستدرک جلد ۳ ص ۱۰۷ سطر ۱۵' استیعاب جلد ۲ ص ۴۶۹ مناقب خوارزمی ص ۳ سطر آخر' البرہنتہ المحمودیہ جلد ا ص ۲۱۳' تفریح الاحباب ص ۳۴۹' طبقات حنابلہ جلد ا ص ۳۱۹' تاریخ کامل ص ۲۰۰' کفایۃ الطالب ص ۱۲۵' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۲' تلخیص المستدرک جلد ۲ ص ۱۰۷ سطر آخر' نظم درر السمطین ص ۸۰' تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۳۹ سطر ۸' شواہد التنزیل ص ۱۸' تاریخ دمشق جلد ۳ ص ۶۳' مناقب احمد ص ۶۳' اتحاف ص ۱۴۳' طبقاب مالکیہ جلد ۲ ص ۱۷' صواعق محرقہ ص ۱۲۰ سطر آخر۔

جتنی احادیث جید علیؑ کی شان میں ہیں

اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ما ورد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ما ورد لعلی و کذلک قال اسمعیل بن اسحاق القاضی و ابو علی النیسا بوری و احمد بن شعیب النسائی لم یرد فی حق احد من الصحابۃ بالا سا نید الجیاد اکثر مما جاء فی علی (الا ستیعاب فی معرفتہ الا صحاب للعلامتہ ابن عبدالبر و صواعق محرقہ للعلام ابن حجر و الخوارزمی و محمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایتہ الطالب و الثعلبی فی تفسیرہ و ابن طلحہ الشافعی فی مطالب السئول) حاکم امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے لیے اس قدر فضائل نہیں وارد ہوئے جس قدر کہ جناب امیر علیہ السلام کے لیے وارد ہوئے ہیں۔ اسمٰعیل بن اسحاق القاضی اور ابو علی نیشا پوری بھی یہی لکھتے ہیں اور امام احمد بن شعیب النسائی رحمتہ اللہ کا قول ہے کہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں جناب امیر کی شان سے زیادہ حدیثیں جید اسانید کے ساتھ روایت نہیں ہوئیں۔

ارجح المطالب ص ۱۲۲ سطر ۴' مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳ حاشیہ ۸' فتح الباری جلد ۷ ص ۵۷' الاصابہ جلد ۲ ص ۲۶۹ سطر ۱۲' تاریخ الخلفاء ص ۶۵' سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۲۰۷' الروض الازہر ص ۹۶' ینابیع المودت ص ۲۲۹ سطر ۶' سیرت دحلانیہ جلد ۲ ص ۱۱' مقاصد الطالب ص ۱۰' فتح العلیٰ ص ۲' مناقب احمد ص ۱۶۳' طبقات حنابلہ جلد ۱ ص ۳۱۹' المرقات جلد ۱۱ ص ۳۳۵ سطر ۹' ظلمات ابی ریہ ص ۲۲۹' المدخل قیروانی ص ۲۵' شرح رسالہ حلبی ص ۹۳' وسیلتہ النجات ص ۶۶' استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۹ سطر ۴' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۳ سطر ۱۰' مسند احمد بن حنبل ص ۲۰۱' الامامت و السیاست ص ۹۳' نزل الابرار ص ۸' صواعق محرقہ ص ۱۲۰ سطر آخر' تحفتہ الا حوذی جلد ۴ ص ۳۲۵ سطر ۳' نور الابصار ص ۷۲ سطر ۲۲' اسعاف الراغبین ص ۱۱۸ سطر ۲۳۔

کسی صحابی کے اتنے مناقب نہیں

ارجح المطالب ص ۱۲۲ سطر ۱۲' الامامت و السیاست ص ۹۳

قال عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ فی کتاب الامامتہ و السیاستہ ان رجلا من ہمدان یقال لہ بُرد قدم علی معاویہ فسمع عمرو بن العاص یقع فی علی فقال لہ یا عمرو ان اشیاء خنا سمعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ الحق ذالک ام باطل قال عمرو حق و انا ازیدک انہ لیس احد من صحابتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہ مناقب مثل مناقب علی الا انہ شارک فی قتل عثمان رضی اللہ عنہ عبداللہ بن قتیبہ الامامتہ السیاستہ میں لکھتے ہیں کہ ہمدان کا ایک باشندہ جس کا نام برد تھا معاویہ کے پاس کسی کام کو گیا اس نے سنا کہ عمرو بن العاص جناب امیر السلام کو برا بھلا کہہ رہا ہے برد کہنے لگا اے عمر ہمارے بزرگوں نے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کا میں مولا اس کا علی مولا ہے۔ یہ بات سچ ہے یا جھوٹ ہے عمرو بن العاص کہنے لگا میں تجھے اس سے بھی بڑھ کر سناؤں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کے مناقب اتنے زیادہ نہیں ہیں جس قدر امیرؑ کے مناقب ہیں۔ مگر کیا کریں وہ حضرت عثمان کے قتل میں شریک ہوئے ہیں۔

کوئی ان سے بڑھا ہوا نہیں تھا

عن مجاہد سال رجل من ابن عباس سبحان اللہ ما اکثر فضائل علی و انی ظہنا ثلثۃ الاف فقال لہ ابن عباس ہی ثلاثین الف اقرب من ثلاثۃ الاف ثم قال ابن عباس لو کان الشجر اقلام و البحور مدادو الانس کتاب و الجن حساب ما احصوا فضائل علی بن ابی طالبؑ (اخرجہ سبط ابن الجوزی) مجاہد کہتے ہیں ابن عباس سے ایک شخص نے کہا۔ سبحان اللہ جناب امیر کے فضائل کتنے بہت ہیں میرا خیا ، کہ تین ہزار ہوں گے ابن عباس نے کہا تین ہزار تو کیا تیس ہزار کے قریب ہوں گے پھر ابن عباس کہنے لگے اگر دنیا۔ م درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائیں اور انسان لکھنے والے اور جن حساب کرنے والے ہوں تو بھی علی کے فضائل کو احصی نہیں کر سکیں گے۔

ارجح المطالب ص ۱۲۳ سطر ۱۶' طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۳۸' مسند احمد بن حنبل جلد ا ص ۱۹۹' خصائص نسائی ص ۸' عقد الفرید ص ۶' حلیتہ الاولیاء جلد ا ص ۶۵' اخبار اصفہان جلد ا ص ۴۵' صفتہ الصفوہ جلد ا ص ۱۲۱' طبقات حنابلہ جلد ۲ ص ۲۳۸' تاریخ کامل ص ۲۰۱' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۰' ذخائر العقبیٰ ص ۷۴' البدایہ و النہایہ جلد ۷ ص ۳۳۲' نور القبس ص ۱۰۸' المعجم الکبیر ص ۱۳۹' التذکرہ ابن جوزی ص ۲۴۸' القول الفصل جلد ۲ ص ۲۳۱' تاریخ دمشق جلد ۳ ص ۳۲۰' ینابیع المودت ص ۲۲۴' شرح حدیدی جلد ۲ ص ۲۳۶' مقاتل الطالبین ص ۵۱' المستدرک جلد ۳ ص ۱۷۲' تلخیص جلد ۳ ص ۱۷۲' نظم درر السمطین ص ۱۴۷' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۴۶ سطر ۷' الفصول المہمہ ص ۱۲۲' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۶۱' الاتحاف ص ۵۔

لوگ تیرے قدموں کی مٹی اٹھا لیتے ہیں

عن جابر بن عبداللہ قال قدم علی بن ابی طالب بفتح خیبر قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو لا ان تقول لیک طائفۃ من امتی ما قالت النصاری فی عیسی ابن مریم لقلت فیک مقالا لا تمر علی ملا من المسلمین الا اخذو التراب من تحت رجلیک و فضل طہورک یستشفون بہما و لکن حسبک ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسی غیرہ انہ لا نبی بعدی و انت تبری ذمتی و تستر عورتی و تقاتل علی سنتی و انت غدا فی الاخرۃ اقرب الخلق منیّ و انت علی الحوض خلیفتی و ان شیعتک علی منابر من نور مبیضۃ وجوھھم حولی اشفع لھم و یکونو فی الجنۃ جیرانی لان حربک حربی وسلمک سلمی و سریر تک سریرتی و ان ولدک ولدی و انت تقضی دینی و انت تنجز عدتی و ان الحق علی لسانک و فی قلبک و سمعک و بین یدیک و نصب عینیک الا یمان مخالط لحمک و دمک کما خالط لحمی و دمی لا یرد علی الحوض مبغض لک و یغیب عنہ محب لک فخر علی ساجدا و قال الحمد للہ الذی من علی بالاسلام و علمنی القران و حببنی الی خیر البریۃ و اعز الخلیقۃ و اکرم اھل السموات و الارض علی ربہ و خاتم بین و سید المرسلین و صفوۃ اللہ فی جمیع الاولین و الآخرین و احسنا من اللہ و تفضلا منہ علی فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو انت یا علی ما عرف المومنون من بعدی لقد جعل اللہ عزوجل نسل کل نبی من صلبہ و جعل

نسلی من صلبک یا علی انت اعزا الخلق و اکرمهم علی و اعزهم عندی و محبک اکرم من یرد علی الحوض من امتی (اخرجه بن المغازلی فی المناقب و الخوارزمی عن علی و الملائی و سیلته المتعبدین ومحمد بن یوسف الکنجی فی کفایته الطالب و ابراہیم بن عبدالله الیمنی الوصابی الشافعی فی الا کتفاء فی فضائل الا ربعته الخلفاء و ابن امیوع الا اندلسی فی کتاب الشفاء و ابو سعد فی شرف النبوة) جابر بن عبداللہ رضی عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب علی خیبر کی فتح سے واپس تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد کیا کہ اگر میری امت تیرے حق میں وہی بات نہ کہنے لگ جائیں جو عیسی علیہ السلام کے حق میں انصاری کہہ رہے ہیں تو میں تیری نسبت ایسی بات بیان کرتا کہ نہ گزرتا تو مسلمانوں کے کسی مجمع پر مگر کہ تیرے پاؤں کی مٹی اٹھا لیتے اور تیرے وضو کے پانی کو لے کے اس سے شفا چاہتے۔ لیکن تیرے حق میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے سوا اس کے کہ نبی میرے بعد نہیں ہے۔ تو میری ذمہ داری کو پورا کرے گا اور میرے ننگا پن کو ڈھانپے گا۔ اور میری سنت پر لوگوں سے لڑے گا۔ اور تو کل قیامت میں سب خلقت سے میرے نزدیک ہو گا اور تو حوض پر میرا خلیفہ ہو گا۔ اور تیرے شیعہ نور کے منبروں پر سفید منہ والے مجھے گھیرے ہوئے ہوں گے میں ان کی شفاعت کروں گا وہ جنت میں میرے ہمسایہ ہوں گے۔ کیونکہ تیرے ساتھ لڑنا میرے ساتھ لڑنا ہے اور تیرے ساتھ صلح کرنا میرے ساتھ صلح کرنا ہے۔ اور تیرا راز میرا راز ہے۔ اور تیری اولاد میری اولاد ہے۔ تو میرے قرض کو ادا کرے گا اور میرے وعدوں کو پورا کرے گا۔ حق تیری زبان اور تیرے دل میں اور تیرے ساتھ اور تیرے سامنے اور تیری آنکھوں کے آگے ہے۔ ایمان تیرے گوشت اور خون میں ایسا ملا ہوا ہے۔ جیسے کہ میرے گوشت اور خون میں ملا ہوا ہے۔ حوض پر تیرا دشمن وارد نہیں ہو گا۔ اور تیر محب اس سے غائب نہیں ہو گا۔ جناب امیر سجدہ میں گر گئے اور کہنے لگے شکر ہے۔ اس ذات کا جس نے مجھ پر اسلام سے احسان رکھا ہے۔ اور قرآن مجھ کو سکھایا ہے اور مجھ کو تمام خلائق سے بہتر اور تمام مخلوق سے زیادہ عزت والے اور سب باشندگان آسمان و زمین سے خدا کے نزدیک زیادہ بزرگی والے خاتم پیغمبران اور سید مرسلان برگزیدہ اولین اور آخرین کا دوست بنایا ہے۔ خدا کا نہایت احسان اور فضل ہے مجھ پر پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یا علی تو نہ ہوتا تو مومنوں کی شناخت نہ ہو سکتی بہ تحقیق خدا تعالی نے ہر ایک نبی کی نسل اسی کی صلب سے بڑھائی ہے۔ اور میری نسل تیری صلب سے بڑھائی ہے۔ پس تو میرے پاس سب خلقت سے بزرگ تر اور عزیز تر ہے۔ تیرا محب سب امت سے جو حوض پر میرے پاس آنے والے ہیں بزرگ تر ہے۔

ارجح المطالب ص ۵۵۲ سطر ۸' مقتل خوارزمی ص ۴۵' مناقب خوارزمی ص ۷۵ سطر آخر' ینابیع المودت ص ۵۲ سطر ۱۰' انتباہ الافہام ص ۲۰۸' علل الحدیث جلد ۱ ص ۳۱۳' شرح حدیدی جلد ۲ ص ۴۴۹' مسند احمد حنبل جلد ۱ ص ۲۹۱' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۱ سطر ۳۰' کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۵ حدیث ۶۰۳۶۔

تیس ہزار احادیث

واقدی بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز ہارون رشید کے پاس گیا۔ شافعی محمد یوسف اور محمد

اسحاق بھی وہاں موجود تھے۔ ہارون نے شافعی سے کہا۔ تم کو فضائل علیؑ کی کتنی حدیثیں یاد ہیں' اس نے جواب دیا کہ پانچ سو تک۔ پھر یوسف سے دریافت کیا کہ تجھے کتنی حدیثیں یاد ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ ہزار تک بلکہ زیادہ۔ پھر اسحاق سے کہا تو کتنی حدیث روایت کرتا ہے اس نے جواب دیا کہ اس جناب کے بے شمار فضائل متواتر احادیث کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔ اگر خوف مانع نہ ہوتا تو بیان کرتا۔ ہارون نے کہا کس طرح کا ڈر۔ وہ بولا تیرا اور تیرے عاملوں کا۔ ہارون نے کہا بیان کر اور دل میں کچھ اندیشہ نہ کر۔ اسحاق نے جواب دیا کہ پندرہ ہزار حدیث مستند اور پندرہ ہزار حدیث مرسل مجھ کو یاد ہیں۔ (کوکب دری ص ۲۴۱ سطر آخر)

نکات

مذکورہ احادیث سے مندرجہ ذیل نکات واضح ہوئے۔

(۱) حضرت عمر اور حضرت ابن عباس کی روایات سے واضح ہوا کہ اگر تمام انس و جن حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کا شمار کرنا چاہیں تو نہیں کر سکیں گے۔ جس سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علاوہ حضرت علی علیہ السلام تمام انس و جن سے افضل ہیں۔

(۲) سعید ابن جبیر کی روایت سے واضح ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے ایک رات میں تین ہزار فضائل ہیں۔ دوسرے صحابہ کرام اس اعزاز سے محروم ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔

(۳) کوکب دری کی عبارت سے واضح ہوا کہ چاہ بدر میں تین ہزار ملائکہ نے حضرت علی علیہ السلام کو سلام کیا۔ یہ اعزاز بھی دوسرے صحابہ کرام کو حاصل نہیں۔

(۴) حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام کے فضائل تین ہزار تو کیا شمار میں بھی نہیں۔

(۵) حضرت علی علیہ السلام کی روایت سے واضح ہوا کہ جس نے حضرت علی کے فضائل ہاتھ سے لکھے' آنکھ سے پڑھے اور کان سے سنے تو ان اعضاء کے کئے ہوئے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(۶) حضرت ابو طفیل کی روایت سے واضح ہوا کہ حضرت علیؑ کے فضائل اگر لوگوں میں تقسیم

کر دیئے جائیں تو وہ بخشے جائیں۔

(۷) منصور دوانیقی کی روایت سے واضح ہوا کہ حضرت علی کی شان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دس ہزار احادیث ہیں۔ جبکہ دوسرے کسی بھی صحابی کی شان میں اتنی احادیث نہیں ہیں۔

(۸) حضرت عائشہ کا یہ کہنا کہ حضرت علی علیہ السلام کے فضائل لا تعداد ہیں۔ یہ حضرت علیؑ کے لئے اس لئے اعزاز ہے کہ حضرت عائشہ حضرت علیؑ کے نام سے بے پناہ حسد کرتی تھیں۔ بلکہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری دنوں میں عالم مرض میں حضرت علیؑ و حضرت عباس کا سہارا لے کر نماز کے لئے مسجد آنے لگے تو پوچھنے والے کو حضرت عائشہ نے حضرت علی کا نام بتانا گوارا نہ کیا (بخاری و مسلم) تو یہ اگر ایسی محترمہ اگر حضرت علیؑ کے بارے میں ایسا جملہ کہے تو یقیناً قابل توجہ ہے اور خاص کر جس نے حضرت علی علیہ السلام سے جنگ بھی کی ہو اور لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کے خلاف بغاوت کے لئے اکسایا بھی ہو۔

(۹) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام احمد کو خواب میں فضائل اہل بیت کی تلقین فرما کر واضح کر دیا کہ ان جیسا کوئی نہیں۔ اور یہ بات تمام فرقوں کے نزدیک مسلم ہے کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو خواب میں آئیں تو صحیح ہوتا ہے کیونکہ شیطان انبیاء کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ (ترمذی)

(۱۰) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قابل احترام زوجہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِنّکِ عَلٰی خَیر کا اعزاز حاصل کیا اور آل محمد سے محبت رکھنے والی حرم رسول کی روایت سے واضح ہوا کہ فرشتے تسبیح و تقدیس خدا چھوڑ کر مجلس آل محمد میں تشریف لاتے ہیں اور ان میں قابل رشک خوشبو پیدا ہو جاتی ہے اور وہ مقام ملائکہ کے لئے قابل زیارت ہو جاتا ہے۔

(۱۱) حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے واضح ہوا کہ جتنی قرآنی آیات حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں کسی اور صحابی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں۔ لہٰذا حضرت علی علیہ السلام تمام صحابیوں سے افضل ثابت ہوئے۔

لوگ آیہ غار سے حضرت ابوبکر اور آیہ غلبہ روم سے حضرت عمر اور آیت بیعت رضوان سے حضرت عثمان کی شان میں اتنا زور لگاتے ہیں کہ لوگوں کا سونا حرام کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اس

میں اختلاف ہے۔ کہ ان کی شان میں یہ آیات نازل بھی ہوئی ہیں یا نہیں۔ یا ان آیات سے ان کے فضائل ثابت ہوتے ہیں یا مطاعن' پھر بھی منہ پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ اصحاب ثلاثہ کے فضائل دیکھو کہ ان کی شان میں یہ ایک آیت نازل ہوئی ہے۔ تو جس علیؑ کی شان میں ان گنت آیات یا قرآن کا چوتھائی حصہ یا تین سو سے زائد آیات نازل ہوئی ہوں' اس علی کی برابری کون کر سکتا ہے۔

(۱۲) حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے واضح ہوا کہ جس آیت میں بھی یا ایہا الذین آمنوا کے لفظ ہیں حضرت علی علیہ السلام اس کے امیر ہیں۔ اس سے واضح ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام امیر المومنین ہیں۔ اور جن کو لوگ امیر المومنین کہتے ہیں انہیں یہ اعزاز حاصل نہیں ہے۔

پچاس سے زیادہ آیات میں یا ایہا الذین آمنو کا ذکر ہے اور لفظ ایمان اور اس کے افعال اور اسماء تو متعدد مقامات پر قرآن مجید میں استعمال کیے گئے ہیں۔ یہ تمام آیات حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ کیونکہ کوئی بھی شخص بغیر محبت علی کے مومن نہیں ہو سکتا۔

(۱۳) اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خدا نے اصحاب محمدؐ پر عتاب فرمایا ہے لیکن علی کا ذکر جب بھی کیا اچھائی سے کیا۔ اس سے واضح ہوا کہ اصحاب محمدؐ غیر معصوم جبکہ حضرت علی علیہ السلام معصوم تھے۔ اور معصوم غیر معصوم سے افضل ہوتا ہے۔

اس روایت کے لحاظ سے حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ تمام اصحاب محمدؐ پر عتاب ہوا۔ لہٰذا تمام اصحاب سے حضرت علی علیہ السلام افضل ہیں۔ کیونکہ حضرت علیؑ پر کبھی بھی خدا ناراض نہیں ہوا۔

(۱۴) عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کی روایت سے واضح ہوا کہ قرآن مجید کی ستر آیات ایسی ہیں کہ جن میں کوئی بھی صحابی آپ کا شریک نہیں لہٰذا کوئی بھی صحابی حضرت علی علیہ السلام سے افضل نہیں۔

(۱۵) حضرت عمر بن خطاب کی روایت سے واضح ہوا کہ فضائل کا اکتساب جتنا حضرت علی علیہ السلام نے کیا ہے کسی نے نہیں کیا۔ لہٰذا حضرت علی علیہ السلام سب سے افضل ہیں۔ نہ کسی کے پاس حضرت علی علیہ السلام جتنے فضائل ہیں نہ کوئی حضرت علی علیہ السلام کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

(۱۶) امام احمد بن حنبل نے دعویٰ فرمایا ہے کہ جتنے فضائل حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئے

ہیں کسی کی شان میں۔ لہٰذا کوئی بھی صحابی حضرت علی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۱۷) امام نسائی فرماتے ہیں کہ صحابہ میں سے کسی کی شان میں جناب امیر علیہ السلام کی شان سے زیادہ حدیثیں جید اسانید کے ساتھ روایت نہیں ہوئیں۔ لیکن ابن حجر مکی ذہبی اور ابن کثیر دمشقی کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی شان والی اکثر احادیث اصحاب ثلاثہ کی طرف منسوب کر دی ہیں۔ اور جب وہ احادیث مناقب حضرت علی علیہ السلام میں تحریر کیں تو انہیں ضعیف تحریر فرما دیا۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم تو سب کو مانتے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جو مستحق نہیں ادھر تو آپ خواہ مخواہ کنکشن ملا رہے ہیں اور جس ہستی کی شان میں یہ احادیث واقعاً" فرمائی گئی ہیں وہاں تو آپ حیلے بہانے کرتے رہتے ہیں۔ کبھی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگر صحیح مان بھی لیں تو پھر استدلال میں متعدد تاویلیں فرمائیں گے۔

(۱۸) عمرو بن عاص نے کہا لیکن کیا کریں وہ حضرت عثمان کے قتل میں شریک ہوئے۔ یہ اہلسنت کے رہنماؤں کا پرانا وطیرہ ہے سقیفے کی واپسی پر حضرت عمر نے کہا، حضرت علی علیہ السلام مناقب اور قرابت رسول کی وجہ سے مستحق خلافت تو ہیں لیکن کیا کریں لوگوں نے سقیفہ میں حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی ہے۔ یہ تو الگ بحث ہے کہ سقیفہ میں کیا ہوا اور پھر مدینہ آ کر کیا ہوا۔ لیکن یہ بات طے کہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے مناقب تو تسلیم کرتے تھے لیکن حضرت کا حق انہیں نہیں دیتے تھے۔

قاتلان حضرت عثمان پر سیر بحث تفصیل تو آئندہ کسی جلد میں آئے گی۔ البتہ اہلسنت کو اپنے خلفاء راشدین میں سے چوتھے خلیفہ کی زبان پر بھی اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت علی علیہ السلام نے بار بار وضاحت فرمائی کہ میرا قتل حضرت عثمان سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن اہلسنّت حضرت علیؑ کو خلیفہ رسول بھی مانتے ہیں۔ لیکن ان کی بات پر یقین بھی نہیں کرتے۔

(۱۹) حالات نے ثابت کر دیا کہ جب امیر شام کو اقتدار ملا تو پھر اس نے قتل عثمان کا ذکر تک نہ کیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ قاتلان حضرت عثمان کا حصول امیر شام کا سیاسی نعرہ تھا۔

(۲۰) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی حضرت علی علیہ السلام کے تمام فضائل نہیں بیان فرمائے ان کی بھی تاب نہ لا کر بعض لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کو خدا مان لیا۔ (ہمارے نزدیک حضرت علی علیہ السلام خدا نہیں بلکہ عبد خدا ہیں۔)

جو فضائل حضرت علی علیہ السلام کے بیان کیے گئے ان کے مقابلے میں کسی اور صحابی کو اس کا عشر عشیر بھی نہیں ملا۔ لیکن بدنصیب اور غیر منصف ہیں وہ لوگ جو حضرت علی علیہ السلام چوتھے درجے پر مانتے ہیں۔ حالانکہ حضور اکرم کے نزدیک حضرت علی علیہ السلام کے اتنے فضائل تھے کہ ان پر لوگوں کو خدا ہونے کا شبہ ہونے کا خدشہ تھا۔

یہ ٹھیک ہے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ کہنے کی وجہ سے غلطی پر ہیں۔ اور تثلیث کے بارے میں بھی ان کا عقیدہ درست نہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کوئی ان سے افضل تو نہیں تھا لیکن امت محمدیہ کیسی ہے جس نے حضرت علی علیہ السلام سے تین ایسے حضرات کو افضل قرار دیا ہے جن کی پیدائش مشرکوں کے گھروں میں اور تربیت مشرکوں کی گودمیں ہوئی اور اگر بڑھاپے میں اسلام بھی لائے تو کبھی توحید میں شرک اور کبھی نبوت میں شک فرماتے رہے۔

(۲۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر حضرت علی علیہ السلام سے شفا چاہی جائے تو شرک نہیں۔ قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید ہے۔

(۲۲) جناب جسٹس محمد سلطان مرزا صاحب اس حدیث کے آغاز میں فرماتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کی شخصیت کی معرفت حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ وہ کیسا انسان ہو گا جس کی ناقص معرفت رکھنے والوں نے اسے خدا سمجھا اور جس کی کامل اور صحیح معرفت امت محمدیہ میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ جناب رسول خدا نے خود اپنی معرفت علیؑ اور اپنی امت کی عدم معرفت کو اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے۔

حضرت اسحاق نے ہارون رشید کے دربار میں اعتراف کیا کہ جتنی متواتر احادیث حضرت علی علیہ السلام کی شان میں وارد ہوئی ہیں کسی اور کی شان میں نہیں۔

(۲۴) آپ نے فرمایا کہ مجھے حضرت علی کی شان میں پندرہ ہزار احادیث مستند اور پندرہ ہزار احادیث مرسل یاد ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام سے جن حضرات کا مقابلہ کیا جاتا ہے یا جن حضرات کو حضرت علی علیہ السلام سے افضل مانا جاتا ہے کیا ان کی شان میں اتنی احادیث وارد ہوئی ہیں؟

حضرت علیؑ خیر البریہ ہیں

(ا) عن جابر بن عبداللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فا قبل علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اتاکم اخی ثم التفت الی الکعبۃ فضربھا بیدہ ثم قال و الذی نفسی بیدہ انا و ھذا و شیعتہ ھم الفائزون یوم القیامۃ ثم قال انہ او لکم ایمانا معی و اوفا کم بعھد اللہ و اقو تکم با مر اللہ و اعدلکم فی الرعیۃ و اعظمکم عند اللہ فریۃ و اقسمکم بالسویۃ قال و نزلت ھذہ الایۃ ان الذین امنو و عملو الصالحات اولئک ھم خیر البریہ قال فکان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل علی قالوا قد جاء خیر البریہ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب و ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے ہم سے ارشاد کیا تمہارے پاس میرا بھائی آ رہا ہے پھر آپ نے کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر اس پر ہاتھ مارا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں اور یہ اور اس کے شیعہ قیامت کے روز بس یہی لوگ جنت تک پہنچنے والے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ یہ تحقیق یہ تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور تم سب سے زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والا ہے۔ اور خدا کے حکم پر تم سب سے زیادہ رعیت کے حق میں عدل کرنے والا ہے۔ اور تم سب سے اللہ کے نزدیک زیادتی والا ہے۔ اور تم سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والا ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر جبکہ جناب امیرؑ تشریف لاتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہتے کہ جو سب خلقت سے بہتر ہیں وہ تشریف لا رہے ہیں۔

ارجح المطالب ص ۸۱ سطر ۸، ینابیع المودت ص ۱۰۲ حدیث ۲۹، انتخاب الافہام ص ۱۵، شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۳۶۱، کفایۃ الطالب ص ۱۱۸، درمنثور جلد ۶ ص ۳۷۹ سطر ۱۲، فتح القدیر جلد ۵ ص ۴۶۴ سطر ۳۰، مناقب خوارزمی ص ۶۲ سطر ۸، فتح البیان جلد ۱۰ ص ۳۲۱ سطر ۱۰، روح المعانی جلد ۳۰ ص ۲۰۷ سطر ۶، تفسیر طبری جلد ۳۰ ص ۱۴۶ سطر ۱۴، الفصول المہمہ ص ۱۰۷ سطر ۱۷، اللئالی المصنوعہ ص ۱۰۷، سطر ۲، نور الابصار ص ۶۹ سطر ۱۹، صواعق محرقہ ص ۱۶۱ سطر ۱۲، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۱۷۰ سطر ۹، مودت القربیٰ ص ۳۱ سطر ۱، ینابیع المودت ص ۱۲۰۔

روایت زید بن شراحیل انصاری

عن زید بن شراحیل الانصاری کاتب علی قال سمعت علیا یقول حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انا مسندہ الی صدری فقال ای علی الم تسمع قول اللہ تعالیٰ الذین امنو و عملو الصالحات اولئک ھم خیر البریہ۔ انت و شیعتک و موعدی و موعدک الحوض اذا جثت الامم للحساب یدعون غر المحجلین (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب و ابوبکر ابن مردویہ و السیوطی فی الدر المنثور) زید بن شراحیل الانصاری جناب امیر علیہ السلام کے کاتب ناقل ہیں کہ میں نے جناب امیرؑ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ میرے سینے سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے آپ نے مجھ سے ارشاد کیا یا علیؑ تو نے خدا تعالیٰ کے فرمان کو نہیں سنا ہے کہ بے شک وہ لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہ لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔ پس وہ میں اور تو اور تیرا گروہ ہیں۔ میرے اور تیرے وعدہ کی جگہ حوض ہے۔ جبکہ قیامت کو امتیں حساب دینے کے لیے آئیں گی تو وہ لوگ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والے پکارے جائیں گے۔

ارجح المطالب ص ۸۲ سطر ۸' شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۳۵۶' انتھاوالافہام ص ۱۵' تفسیر ابن جریر طبری ص ۱۴۶' جلد ۳۰ سطر ۱۵' تفسیر درمنثور جلد ۶ ص ۳۷۹ سطر ۱۹' روح المعانی جلد ۳۰ ص ۲۰۷ سطر ۱۶' کوکب دری ص ۱۳۲۔

روایت حضرت ابن عباس

عن ابن عباس قال لما نزلت هذه ان الذین امنو و عملو الصالحات او لئک هم خیر البریه قال النبی صلی الله علیه وسلم لعلی انت و شیعتک تاتی یوم القیامته و هم راضین و مرضین و یاتی اعدائوک غضبا یا مقمحین (اخرجه الحافظ ابو نعیم فی حلیته الاولیاء و الدیلمی فی فردوس الاخبار) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ خلقت سے بہترین ہیں۔ نازل ہوئی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے ارشاد کیا تو اور تیرا گروہ قیامت میں آئیں گے خوش اور خوش کیے گئے اور تیرے دشمن آئیں گے خفگی میں گردن اٹھائے ہوئے۔

ارجح المطالب ص ۸۲ سطر ۱' نظم دررالسمطین ص ۹۲' شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۳۵۷' اھل البیت ص ۹۲' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۳۱' منتخب کنزالعمال جلد ۵ ص ۵۲' لسان العرب جلد ۲ ص ۵۶۶ سطر ۲۴' درمنثور جلد ۶ ص ۳۷۹' الفصول المھمہ ص ۱۰۷ سطر ۱۷' روح المعانی ص ۲۰۷ جلد ۳۰' فتح القدیر جلد ۵ ص ۴۶۴ سطر ۳۰' مناقب عینی ص ۳۲' فتح البیان جلد ۱۰ ص ۳۲۶ سطر ۱۴' ینابیع المودت ص ۲۲۴ سطر ۲۲' نور الابصار ص ۱۰۱ سطر ۴۔

روایت حضرت ابو سعید خدری

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم علی خیر البریه حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علی خیر البریہ ہیں۔

ارجح المطالب ص ۸۲ سطر ۱۹' شواہد التنزیل ص ۳۶۴' مناقب خوارزمی ص ۶۲ سطر ۲' انتھاء الافہام ص ۱۷' لسان المیزان جلد ۱ ص ۱۷۵ سطر ۱۸' فتح البیان ص ۳۲۶ سطر ۱۷' درمنثور جلد ۶ ص ۳۷۹ سطر ۱۵' فتح القدیر جلد ۵ ص ۴۶۴ سطر ۳۲' ذیل اللئالی ص ۱۷۰ سطر ۹

روایت ابو الجارود

حضرت ابو جارود محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اولئک ھم خیر البریہ سے مراد اے علی تم اور تمہارے شیعہ ہیں۔ (درمنثور جلد ۶ ص ۳۷۹' فتح القدیر جلد ۵ ص ۴۶۴ سطر ۳۰' تفسیر طبری جلد ۳۰ ص ۱۴۶ سطر ۱۵' فتح البیان جلد ۱۰ ص ۴۱۶)

روایت حضرت ام ہانی

مودت القربیٰ ص ۱۴۱ سطر ۴ پر تحریر ہے۔

و عن ام ہانی بنت عبدالمطلب قال قال رسول اللہ افضل البریتہ عند اللہ من نام فی قبرہ و لم یشک فی علی و ذریتہ انھم خیر البریہ اور ام ہانی دختر ابو طالب سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل مخلوقات وہ شخص ہے جو اپنی قبر میں سوئے۔ درآنحالیکہ وہ علیؑ اور اس کی ذریت طاہرہ کی بابت اس بات میں شک نہ رکھتا ہو کہ وہ خیر البریہ ہیں۔ یعنی تمام مخلوقات سے بہتر اور برتر ہیں۔

خیر البشر

روایت عطاء

مودت القربیٰ ص ۳۶ سطر ۱۴' اعراب ثلاثین سورہ ص ۱۴۸' تاریخ دمشق جلد ۲ ص ۴۴۸' ارجح المطالب ص ۴۶' ینابیع المودت ص ۲۴۶' کوکب دری ص ۱۶۴' ص ۱۷۷' مفتاح کنوز السنہ جلد ۲ ص ۱۵ سطر ۱۳' ص ۱۶ سطر ۳' کنز العمال جلد ۶ ص ۵۹ حدیث ۲۲۶۴' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۵ سطر ۳۳' اربعین رازی ص ۴۷۲ سطر ۱۰' ذخائر العقبیٰ ص ۹۶ سطر ۲' اللئالی المصنوعہ ص ۱۶۹ سطر ۲۷' تاریخ بغداد جلد ۷ ص ۴۲۷ سطر ۱۰۔

عن عطاء قال سئلت عائشتہ عن علی قالت ذلک خیر البشر لاشک الا کافر عطاء بیان کرتا ہے کہ میں نے عائشہ بی بی سے علی علیہ السلام کی بابت سوال کیا۔ جواب دیا کہ وہ (علی) خیر البشر یعنی تمام آدمیوں سے بہتر ہیں۔ کافر کے سوا اور کوئی اس امر میں شک نہ کرے گا۔

روایت حضرت جابر

ارجح المطالب ص ۳۹ سطر ۱۹' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹' حدیث ۲۶۶۴' مناقب عینی ص ۳۹' لسان المیزان جلد ۲ ص ۲۵۲' قرۃ العینین ص ۲۳۴' موضع لوھام الجمع و التفریق جلد ا ص ۳۹۴' ینابیع المودت ص ۲۱۵' تاریخ بغداد جلد ۷ ص ۴۲۱ سطر ۱۰' تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۱۹ سطر ۷' کنوز الحقائق جلد ۲ ص ۲۱ سطر ۳ پر ہے۔

عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر

حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت علیؑ تمام بشروں سے بہتر ہیں۔ جس نے بھی انکار کیا وہ کافر ہے۔

روایت دوم حضرت جابر

عن عقبہ بن سعد العوفی قال دخلنا علی جابر بن عبداللہ و قد سقط حاجباہ علی عینیہ فسالنا عن علی لورفع حاجبیہ فقال ذاک من خیر البشر (اخرجہ احمد فی مناقبہ) عقبہ بن سعد سے روایت ہے کہ ہم جابر بن عبداللہ کے پاس گئے اور ان کے ابرو کے بال ان کی آنکھوں سے نیچے ڈھلکے ہوئے تھے ہم نے جناب امیرؑ کی نسبت دریافت کیا وہ اپنی آنکھوں سے ابرو کے بال اٹھا کر کہنے لگے وہ تو خیر البشر ہے۔

ارجح المطالب ص ۴۶ سطر ۱۹' ذخائر العقبیٰ ص ۹۶ سطر ۲' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۲۰

روایت سوم

عن عطیتہ قال قلت لجابر کیف کان منزلتہ علی فیکم قال کان خیر البشر عطیہ جابر سے پوچھتے ہیں تمہارے درمیان حضرت علی کی منزلت کیا تھی۔ فرمایا وہ سب انسانوں سے اچھے تھے۔

لسان المیزان جلد۶ ص۷۸، میزان الاعتدال جلد۱ ص۲۵۴ سطر۱، جلد۱ ص۲۴۲ سطر۱۰۔

روایت چہارم

کوکب دری ص۲۵۸ منقبت ۱۴۲ پر ہے۔

نیز مودات میں ابو سالم سے مروی ہے کہ میں نے جابرؓ انصاری سے پوچھا کہ تم کو رسول خدا سے جو علی مرتضیٰ کے فضائل معلوم ہوئے ہیں مجھ سے بیان کرو۔ جابرؓ نے کہا امیر المومنین جناب علی کے بعد نصوص قرآنی اور احادیث حبیبؐ سبحانی کے موافق خیر البشر ہیں۔ پس میں نے کہا تم ان لوگوں کے حق میں کیا کہتے ہو جو اس بزرگوار کی بغض و عداوت دل میں رکھتے تھے۔ جابر نے جواب دیا کہ وہ بے شک کافر ہو گئے اور علی کو دشمن نہیں رکھتا مگر کافر۔

روایت حضرت حذیفہ

عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجہ ابن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے علی علیہ السلام خیر البشر ہیں جس نے کہ انکار کیا وہ کافر ہوا۔

ارجح المطالب ص۴۶ سطر آخر۔ ینابیع المودت ص۲۴۶، مودت القربیٰ ص۳۶

روایت حضرت علیؑ

مودت القربیٰ ص۳۶ سطر۱۷، ینابیع المودت ص۲۴۳، کوکب دری ص۱۷۷

و عن علی قال قال رسول اللہ لی انت خیر البشر ما تشک فیہ الا کافر اور جناب امیر المومنین سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے مجھؑ سے فرمایا اے علیؑ تم خیر البشر ہو۔ اس امر میں کافر کے سوا اور کوئی شک نہ کرے گا۔

مرفوع

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی خیر البشر من شک فیہ کفر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اے علی تم سب انسانوں سے بہتر ہو جو بھی اس میں شک کرے گا وہ کافر ہے۔ (کنوز الحقائق ص ۱۶ سطر ۳ جلد ۲ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۲۴۲ سطر ۱۰)

روایت ششم ابن عباس

عن ابن عباس انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی خیر البشر من شک فیہ کفر حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا حضرت علی سب بشروں سے اچھے ہیں اور جو بھی اس میں شک کرے گا وہ کافر ہے۔

کنز العمال ص ۱۵۹ جلد ۶ منتخب کنز العمال ص ۳۵ جلد ۵ سطر ۳۳

روایت ابن عباس

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا حضرت علی سب بشروں سے اچھے ہیں اور جو بھی اس میں شک کرے گا وہ کافر ہے۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹ منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۵ سطر ۳۳

روایت عبداللہ بن مسعود

عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر (اخرجہ الرزی فی الاربعین) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سرور انبیاء علیہ التحیۃ و الثناء نے ارشاد فرمایا ہے کہ علی سب لوگوں سے بہتر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہے۔

ارجح المطالب ص ۴۳۲ سطر ۲

روایت دوئم

عن ابن عمر قال قال النبیؐ خیر رجالکم علی بن ابی طالب و خیر شبابکم الحسن و الحسین و خیر نسائکم فاطمۃ بنت محمد

روایت حضرت جابر

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ ایک دن مسجد نبوی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اتنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک نوری جھنڈا ہو گا جس کی عصا زبرجد سے بنی ہو گی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے خلقت ارض و سماء سے دو ہزار سال پہلے خلق فرمایا تھا اس لواء الحمد پر یہ عبارت تحریر ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ آل محمد خیر البشر۔ اے علی تم قوم کے امام ہوگے اور یہ جھنڈا تمہارے ہاتھ میں ہو گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے کہا خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں ہدایت دی اور آپ کے ذریعے ہمیں مکرم و مشرف فرمایا۔ (بحر المناقب ص ۱۲۰)

خیر رجالکم

عن بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر رجالکم علی و خیر شبابکم الحسن والحسین و خیر نسائکم فاطمۃ (اخرجہ الخطیب و ابن عساکر فی تاریخھما) ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے سب آدمیوں میں بہتر علی ہیں۔ اور تمہارے نوجوانوں میں بہتر حسن اور حسین اور تمہاری عورتوں میں بہتر فاطمہ ہیں۔

ارجح المطالب ص ۳۹۳ سطر ۶' تاریخ بغداد جلد ۴ ص ۳۹۱' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۹۳' ینابیع المودت ص ۲۴۷' راموز الاحادیث ص ۲۸۱' کنز العمال جلد ۶ ص ۲۱۷' حدیث ۳۸۱۲' مودت القربیٰ ص ۳۳' مناقب عینی ص ۴۱' تاریخ دمشق ص ۱۲۲' کوکب دری ص ۱۸۵

روایت حضرت ابن عمر

مودت القربیٰ ص ۳۸ سطر آخر' ینابیع المودت ص ۲۴۷' کوکب دری ص ۱۵۸۔

و عن ابن عمر قال قال رسول اللہ خیر رجالکم علی بن ابی طالب و خیر اشبابکم الحسن و الحسین و خیر نسائکم فاطمۃ بنت محمد علیھم الصلوۃ و السلام اور ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا ہے۔ کہ تمہارے تمام مردوں سے بہتر علی ابن ابی

طالب ہے۔ اور تمہارے تمام جوانوں سے بہتر حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ اور تمہاری تمام عورتوں سے بہتر فاطمہ بنت محمدؐ ہے۔

خیر النّاس

مودت القربیٰ ص ۳۸ سطر ۹

و عن الامام الباقر محمد بن علی عن ابائه علیهم السلام انه سئل رسول الله عن خیر الناس فقال خیر و اتقاها و افضلها و اقربها من الجنته اقربها منی و لا فیکم اتقا و لا اقرب الی من علی ابن ابی طالب علیه السلام امام محمد علیہ السلام اپنے آبائے کرام کی زبانی روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے خیر الناس یعنی بہترین مردم کی بابت پوچھا گیا۔ یعنی یہ دریافت کیا گیا کہ سب آدمیوں سے بہتر آدمی کون ہے۔ حضرت نے جواب میں فرمایا۔ کہ تمام لوگوں سے بہتر اور سب سے زیادہ متقی اور سب سے افضل اور سب سے زیادہ جنت کے قریب وہ شخص ہے جو مجھ سے زیادہ قریب ہونے والا ہے۔ اور تم میں سے کوئی شخص بھی علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے زیادہ متقی اور اس سے بڑھ کر میرا قریبی نہیں ہے۔ (یعنی علی ابن ابی طالبؑ سب آدمیوں سے بہتر اور افضل ہے۔)

روایت حضرت ابو سعید خدری

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم خیر الناس حمزة و جعفر و علی

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ خیر الناس حضرت حمزہ، جعفر و علی ہیں۔

مقاتل الطالبین ص ۱۶، تاریخ بغداد جلد ۳ ص ۱۹۲، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹ حدیث ۲۶۶۵، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۵ سطر ۳۶، اللئال المصنوعہ ص ۱۶۹ سطر ۱۷۔

روایت سوم عبداللہ بن مسعود

قسم اول

عن ابن مسعود عن علی عن النبی صلی من لم یقل علی خیر الناس فقد کفر ابن مسعود حضرت علیؑ اور وہ رسول اکرمؐ سے بیان کرتے ہیں کہ جو علی کو سب لوگوں سے اچھا نہیں کہتا وہ کافر ہے۔ کنزالعمال جلد ۶ ص ۱۵۹

روایت حضرت عبداللہ بن مسعود

حضرت ابن مسعود اور حضرت علیؑ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو علی کو سب لوگوں سے اچھا نہیں کہتا وہ کافر ہے۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۹' حدیث ۲۶۶۵' قرۃ العینین ص ۲۳۴' مناقب عینی ص ۴۹' تاریخ بغداد جلد ۳ ص ۱۹۲' تہذیب التہذیب جلد ۹ ص ۴۱۹ سطر ۷' رموز الاحادیث ص ۴۴۲۔

روایت دوم

عن زاذان عن عبداللہ بن مسعود قال قرئات علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبعین سورۃ و ختمت القران علی خیر الناس علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب و الطبرانی فی الکبیر فی مسند عبداللہ بن مسعود) زاذان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ستر سورتیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھیں اور پورا قرآن شریف تمام آدمیوں کے بہترین جناب علی علیہ السلام سے ختم کیا۔

ارجح المطالب ص ۱۳۹ سطر ۱۴' مناقب خوارزمی ص ۴۸ سطر ۱۹' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۶ سطر ۲' کوکب دری ص ۲۵۸ سطر ۱۵

روایت حضرت جابر

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو علی کو خیر الناس نہیں کہتا وہ کافر ہے۔ (منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۵)

روایت چہارم جابر

عن جابر قال قال رسول اللہ من لم یقل علی خیر الناس فقد کفر

حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا جو شخص بھی علیؑ کو سب لوگوں سے اچھا نہیں کہتا وہ کافر ہے۔ (منتخب کنز العمال ص ۳۵ جلد ۵)

روایت پنجم

ابن عمر کے غلام نافع سے روایت ہے کہ میں نے ایک روز ابن عمر سے پوچھا کہ سرور کائنات کے بعد خیر الناس کون ہے۔ اس نے جواب دیا وہ شخص ہے جس پر وہ حلال ہے جو دوسروں پر حرام ہے اور وہ حرام ہے جو لوگوں پر حلال ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہے وہ بولا کہ تو کہاں اور یہ سوال کہاں۔ بعد ازاں استغفار پڑھ کر کہا وہ شخص علی ابن ابی طالبؑ ہے کہ پیغمبر نے مسجد میں سب کے دروازے بند کر دیئے مگر آپ کے دروازے کو بند نہ کیا اور فرمایا یا علی میرے اور تیرے سوا دوسرے شخص کو جائز نہیں کہ حالت جنابت میں اس مسجد میں آئے اور جو کچھ مجھ پر واجب ہے وہی تم پر واجب ہے۔ اور تم میرے وصی اور وارث ہو۔ اور تم میرے قرض کو ادا کرو گے اور میرے وعدوں کو پورا کرو گے اور میری سنت پر شہید ہو گے۔ (کوکب دری ص ۲۹۰ سطر ۶)

خیر الخلق

عن المسروق قال دخلت علی ام المومنین عائشۃ فقالت لی من قتل الخوارج فقلت قتلھم علی قال فسکتت قال فقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھم شر الخلیقۃ یقتلھم خیر الخلق عند اللہ تعالی یوم القیامۃ وسیلۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) مسروق سے نقل ہے کہ میں جناب ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ مجھ سے پوچھنے لگیں کہ خوارج کو کس نے قتل کیا ہے میں نے عرض کیا امیر علیہ السلام نے وہ خاموش ہو گئیں اور پھر فرمانے لگیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔ ان کو افضل خلائق قتل کرے گا۔ اور ان کا قتل قیامت کے روز خدا کے نزدیک بڑا بھاری وسیلہ ہو گا۔

ارجح المطالب ص ۷۴۳ سطر ۱۰، مناقب ابن مغازلی ص ۵۴ سطر ۱۱، الریفتہ المحمودیہ جلد ۱ ص ۲۱، المواقف جلد ۲ ص ۶۱۵

خیر الامت

عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت خیر امتی فی الدنیا و الاخرۃ (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیرؑ سے ارشاد فرماتے تھے کہ تم دنیا و آخرت میں میری تمام امت سے بہتر ہو۔

ارجح المطالب ص ۴۸ سطر ۸، مناقب عینی ص ۳۳، حضرت علی از ارمان سرحدی ص ۴۸ سطر ۲

روایت حضرت حذیفہ

عن حذیفہ رضی اللہ عنہ فقد سئل منہ عن علی فقال خیر ھذہ الامتہ بعد نبیھا علی و لا یشک فیہ الا منافق (اخرجہ بن مردویہ) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جناب امیرؑ کی نسبت پوچھا گیا وہ کہنے لگے کہ علی بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امت کے سب لوگوں سے بہتر تھے منافق کے سوا کوئی اس میں شک نہیں لا سکتا۔

ارجح المطالب ص ۷۳۱ سطر ۱۶ پر تحریر ہے۔

روایت حضرت محمد باقر علیہ السلام

حضرت امام باقر علیہ السلام اپنے بزرگوں سے ایک طویل روایت بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم نے حضرت علی علیہ السلام کے فضائل بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ علی میری امت میں سب سے بہتر ہے۔ (مناقب ابن مغازلی)

خیر امتی

عن بریدۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمتہ ان زوجک خیر امتی اقدمھم سلما و اکثرھم حلما (اخرجہ بن مردویہ) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب سیدہ علیہا السلام سے فرماتے تھے کہ بہ تحقیق تیرا خاوند میری سب امت کے لوگوں سے بہتر ہے صلح میں ان سے مقدم اور حلم سے سب سے زیادہ ہے۔

۹۴

ارجح المطالب ص۱۳۷ سطر۲۰' مناقب عینی ص۲۸

مرفوع

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنی بیٹی فاطمہ سے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں نے تمہاری شادی ایسے مرد سے کی ہے جو میری امت میں سب سے بہتر ہے۔

ارجح المطالب ص۴۹۴' البریقتہ المحمودیہ جلدا ص۲۱۱' مواقف جلد۲ ص۶۱۵

روایت حسن بصری

ابان بن عیاش کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری سے حضرت علیؑ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کے بارے میں کیا کہوں جو کہ سبقت' فضل' عمل' حکمت' فقہ' صحبت' زہد' قضاء اور قرابت میں سب پر سبقت اور اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو کہ میری امت میں سب سے بہتر ہے۔ اگر اس کے علاوہ ایسا ہوتا تو میں اس کا استثناء ضرور کرتا۔

اے ابان حضرت علیؑ وہی شخص ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اصحاب کے درمیان اخوت قائم کی تو حضرت علیؑ کو اپنا بھائی بنایا۔ پس حضرت علی نفس کے لحاظ سے سب سے بہتر ہیں اور حضرت علیؑ بھائی کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں۔ (شرح حدیدی جلدا ص۳۶۹)

روایت حضرت عائشہ

عن ابی الیسر الانصاری قال دخلت علی ام المومنین عائشۃ فقالت من قتل الخارجیۃ قال قلت قتلهم علی قالت ما یمنعنی الذی فی نفسی علی علی ان اقول الحق سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یقتلهم خیر امتی من بعدی و سمعتہ یقول الحق مع علی و علی الحق (اخرجہ ابوبکر بن مردویہ) ابن یسر الانصاری ناقل ہیں کہ ایک دفعہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا وہ فرمانے لگیں خارجیوں کو کس نے قتل کیا ہے۔ میں نے عرض کیا امیر علیہ السلام نے فرمانے لگیں مجھے علی کے حق میں سچ کہنے سے کون روک سکتا ہے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری سب امت میں بہتر شخص ان کو قتل کرے گا اور میں نے فرماتے ہوئے بھی سنا ہے کہ علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ ہے۔

ارجح المطالب ص ۷۳۲ سطر ۲۱، شرح حدیدی جلد ۱ ص ۲۰۲، المواقف جلد ۲ ص ۶۱۵، مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۲۳۷ سطر ۱۳

روایت حضرت بریدہ

عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قم بنا یا بریدۃ نعود فاطمۃ، ان دخلنا علیہا ابصرت اباہا دمعت عینا ھا قا ما یبکیک یا بنتی قالت قلتہ الطعم و کثرۃ الھم و شدۃ السقم قال لھا اما و اللہ ما عنداللہ خیر مما ترغبین الیہ یا فاطمۃ اما ترضین انی زوجتک خیر امتی مھم سلما و اکثر ھم علما و افضلھم حلما و اللہ ان ابنتک سیدا شباب اھل الجنتہ (اخرجہ الخوارزمی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خواجہ ہردو سرا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرمانے لگے اے بریدہ اٹھ ہمارے ساتھ چل کہ جناب سیدہ علیہا السلام کی بیمار پرسی کریں جب ہم ان کے پاس گئے اور انہوں نے ہم کو دیکھا تو بے اختیار رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی تم کو کس بات نے رلایا ہے عرض کرنے لگیں کھانے کے نہ ہونے نے اور غم کی کثرت نے اور بیماریوں کی شدت نے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا واللہ جو خدا کے پاس ہے کیا وہ بہتر نہیں اس چیز سے کہ جس کی تم یا فاطمہ رغبت کرتی ہو۔ تم راضی نہیں ہوتیں کہ ہم نے تم کو ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو میری تمام امت سے بہتر ہے اور اسلام لانے میں ان سب سے مقدم ہے اور ان سب سے زیادہ عالم ہے اور ازروئے حلم سے افضل ہے واللہ بے شک تیرے دونوں بیٹے۔ اہل جنت کے سردار ہیں۔

ارجح المطالب ص ۱۳۵ سطر آخر، تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۲۴۲، فتح ملک العلی ص ۳۹، مناقب خوارزمی ص ۵۸ سطر ۵، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳

روایت ابی سلیمان

عن ابی سلیمان راعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیلتہ اسری بی الی السماء و قل لی الجلیل جل جلالہ یا محمد من خلفت لی امتک قلت خیر ھا قال اعلی بن ابی طالب قلت نعم یا رب قال یا محمد اطلعت الی اھل الارض اطلاعتہ فاخترتک منھا لشققت لک اسما من اسمائی فا نا الا علی و ھو علی یا محمد انی خلقتک و علیا من سیفح نو رمن و عرفتہ ولا تکما علی اھل السموات و الا رض فمن قبلھا کن عندک من المومنین و من جحدھا کان من الکفرین (اخرجہ الخوارزمی) جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گلہ بان ابی سلیمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ شب معراج پروردگار جل جلالہ نے مجھ سے ارشاد کیا یا محمد تم اپنی امت میں اپنی جگہ کس کو چھوڑ آئے ہو۔ میں نے عرض کیا ان کے بہتر اور برتر کو۔ فرمایا کہ علیؑ بن ابی طالب کو میں نے عرض کیا ہاں اسی کو پروردگار نے فرمایا محمدؐ میں نے زمین والوں کو اچھی طرح سے دیکھ کر تم کو برگزیدہ کیا اور ناموں میں سے ایک نام تمہارے لیے مشتق کیا پس میں محمود ہوں اور آپ محمدؐ ہیں۔ پھر میں نے دوبارہ زمین کے لوگوں کو دیکھا اور علی بن ابی طالب کو انتخاب کیا اور اس کے لیے بھی ایک نام اپنے ناموں سے اپنے ناموں سے مشتق کیا پس میں اعلی ہوں اور وہ علیؑ ہے یا محمد میں نے تم کو اور علیؑ کو اپنے اصلی نور سے خلق کیا ہے اور تم دونوں کی ولایت کو آسمان اور زمین والوں کے سامنے پیش کیا پس جس نے اس کو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومن ٹھہرا۔ اور جس نے اس سے انکار کیا کفار کے گروہ میں سے بن گیا۔

روضۃ الشہداء میں ملا حسین واعظ کاشفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جب جناب امیر تولد ہوئے ابو طالب مہد کے پاس دیکھنے کو تشریف لائے جناب امیر نے ہاتھ بڑھا کر ان کے چہرہ کو خراشیدہ کیا۔ انہوں نے بی بی صاحبہ سے پوچھا تم نے ان کا نام کیا رکھا ہے انہوں نے جواب دیا میں نے ان کا نام اپنے والد کے نام پر اسد رکھا ہے۔ ابو طالب نے کہا ان کا نام ہمارے جد اعلیٰ جامع قبائل عرب قصی کے نام پر زید رکھنا چاہیے۔ اسی اثناء میں سرور دین پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا ہے عرض کیا گیا والدہ نے اسد اور والد نے زید کہا ہے آپ نے ارشاد کیا علی نام رکھنا چاہیے۔ جناب امیر کی والدہ ماجدہ نے عرض کیا بخدا میں نے ایک روز ہاتف سے یہی نام سنا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ جناب امیر کے نام رکھنے کی نسبت جناب ابوطالب اور فاطمہ بنت اسد میں باہم تکرار ہونے لگی۔ آخر کار دونوں فیصلہ کے لیے کعبہ میں گئے جناب فاطمہ بنت اسد نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ شعر کہا۔

بین لنا بحکمک المرضی ماذا تری من اسم ذی الصبح

یعنی اے پروردگار اس لڑکے کے نام کی نسبت جو کچھ کہ تیرے رضا ہو مجھے اس سے آگاہ کر۔ اتنے میں غیب سے ندا آئی۔ فاسمہ من شامخ العلی علی اشتق من العلی یعنی اس کا نام علی ہے۔ علی مشتق ہے العلی سے جو خدائے پاک کے اسماء الحسنی میں سے ہے۔

قیل لما قربت و لادۃ علی حضرا بوہ ابو طالب الکعبۃ و تعلق باستاد ھا۔ ادعوک یا ذو الغسق الدجی و الفلق المنبح ملضی۔ بین لنا عن حکمک المرضی۔ ماذا تری من اسم ذالصبی۔ لھتف بہ ھاتف۔ خاطبتنا بالولد السوے۔ الطیب المھذی المرضی۔ ان اسمہ لی شامخ العلی۔ علی اشتق من العلی (ذکرہ نجم الدین فخر الاسلام ابو بکر بن محمد بن الحسن السمنا المرندی فی مناقب الصحابۃ) روایت ہے کہ جب جناب امیر تولد ہوئے تو ابوطالب نے کعبہ کا پردہ پکڑ کر یہ شعر پڑھا۔ میں تجھے پکارتا ہوں۔ اے صاحب اندھیری رات اور مالک صبح روشن کے ہم سے اپنی رضا کا حکم کر جو نام کہ تو اس لڑکے کا مناسب سمجھے۔ ناگاہ ہاتف نے پکارا۔ تو نے ہم سے اس پاک اور مہذب اور ستودہ لڑکے کی نسبت پوچھا ہے اس کا نام آسمان کی بلندیوں میں علی ہے اور وہ مشتق ہے العلی سے خدائے پاک کی اسماء الحسنی میں سے ہے۔

ارجح المطالب ص ۱۰ سطر آخر' ینابیع المودت ص ۲۷۴' اسد اللہ ص ۱۳ سطر ۱۲

خیرُ اَھلِ الاَرضِ

عن عکرمۃ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ بعبد الرحمان ابن عوف یا عبدالرحمان انکم اصحابی و علی بن ابی طالب اخی و منی و انا من علی فھو باب علمی و وصی و ھو و فاطمۃ و الحسن و الحسین ھم خیر الارض عنصرا و شرفا و کرما عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے عبدالرحمان بن عوف سے فرمایا اے عبدالرحمان تم لوگ میرے اصحاب ہو اور علی بن ابی طالب میرا بھائی ہے۔ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ میرے علم کا دروازہ ہے اور میرا وصی ہے اور وہ فاطمہ اور حسنین ہی ایسے لوگ ہیں جو وجود

عنصری، شرافت اور کرامت میں تمام اہل ارض سے بہتر ہیں۔ (المودۃ القربیٰ ص ۱۱۳ سطر ۶، ینابیع المودت عربی ص ۲۶۳)

خیرُ اَھلِی

ایک طویل حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا اے فاطمہ تم کیوں روتی ہو۔ میں نے تیرے لئے ایسے شخص کو منتخب کیا ہے جو مجھے اپنی تمام اھل سے بہتر نظر آیا ہے۔

لسان العرب جلد ۱۴ ص ۴۰ کالم ۱ سطر ۱۳، طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۲۳، خصائص نسائی ص ۳۲، تاریخ ابن عساکر جلد ۱ ص ۲۳۱، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳ حدیث ۲۵۲۴، النہایہ جلد ۱ ص ۶۳، الشفور الباسمہ ص ۷، ینابیع المودت ص ۱۷۶، نظم درر السمطین ص ۱۵۸

خیرُ اِخوتی

روایت حضرت عائشہ

(۱) عن ام المومنین عائشۃ رضی اللہ تعالی عنھما قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر اخوتی علی و خیر اعمامی حمزۃ و ذکر علی عبادتہ (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار فی کنز العمال) جناب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے تمام بھائیوں میں سے بہتر علی ہیں اور تمام چچوں میں سے بہتر حمزہ ہیں۔ اور علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔

صواعق محرقہ ص ۱۲۴ سطر آخر، الفتح الکبیر جلد ۲ ص ۹۴، سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۲۷، اصابہ جلد ۲ ص ۲۳۴، الشرف المئوبد ص ۱۱۱، ثمرۃ الاوراق جلد ۲ ص ۱۸۷، ارجح المطالب ص ۱۲۱ سطر آخر، ینابیع المودت ص ۲۸۳، بدائع المنن جلد ۵ ص ۵۰۳، الروض الازھر ص ۱۰۰، تیسیر الوصول جلد ۲ ص ۷۴، منتخب کنز العمال ص ۲۰۱، وسیلۃ النجات ص ۱۳۳، مناقب عینی ص ۳۳، تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۱۲۳، اسد الغابہ جلد ۴ ص ۲۵، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۲ حدیث ۲۵۱۱

روایت عبدالرحمان

حضرت عبدالرحمان بن عباس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بھائیوں میں سب سے بہتر علی ہیں۔

اسد الغابہ جلد ۳ ص ۷۴، اصابہ جلد ۲ ص ۲۳۴

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا بھی ایسی ہی روایت بیان فرماتے ہیں۔

منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۰، الفتح الکبیر جلد ۲ ص ۹۶، تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۱۲۳

خَیرُ اِخوانی

ارجح المطالب ص ۵۳۴ سطر آخر، مناقب ابن مغازلی ص ۳۸ سطر ۱، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۰، الفتح الکبیر جلد ۲ ص ۹۶

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ میرے سب بھائیوں میں بہتر علی ہیں اور سب چچوں میں بہتر حمزہ ہیں اور علی کا ذکر عبادت ہے۔

"خیرھم اخا"

ابان بن عیاش سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تم میرے سب سے اچھے بھائی ہو۔ (شرح حدیدی جلد ۱ ص ۳۶۹)

خَیرُ مَن اَترُکُ بَعدِی

عن انس قال بینما انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال الان یدخل سید المسلمین و امیر المومنین و خیر الوصین اذا طلع علی فقال صلی اللہ علیہ وسلم و الی و الی لیجلس بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح العرق من جبھتہ ووجہہ یمسح بہ وجہ علی و یمسح العرق من وجہ علی و یمسح بہ وجھہ فقال لہ علی یا رسول اللہ انزل فی شئی قال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی انت اخی و وزیری و خیر من اخلف بعدی یقضی دینی و تبخز و عدی و تبین لھم ما اختلفوا فیہ من بعدہ وتعلمھم تاویل القرآن ما لم یعلموا و تجاھد ھم علی التاویل کما جاھدتھم علی التنزیل (اخرجہ الدیلمی و ابن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی اسی وقت مسلمانوں کا سردار اور مومنوں کا امیر اور اوصیاء کا بہتر یہاں آئے گا۔ ناگہاں جناب امیر تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار تیرے قربان۔ انس کہتے ہیں کہ جناب امیر حضرت کے سامنے بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چہرہ مبارک اور جبین مبین کا عرق ان کے چہرہ پر اور ان کے چہرے کا عرق اپنے چہرہ اقدس پر ملنے لگے۔ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا میرے حق میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ آپ نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تیرے منزلت مجھ سے ایسی ہے جیسے کہ موسیٰ سے ہارون کی

لیکن نبی میرے بعد نہیں ہونے والا۔ تو میرا بھائی اور وزیر ہے جن کو میں اپنے بعد میں چھوڑ جاؤں گا۔ ان سب سے تو افضل ہے میرے قرض کا ادا کرنے والا اور میرے وعدے کو پورا کرنے والا جن امور میں کہ لوگ میرے بعد اختلاف کریں گے تو اس کو رفع کرنے والا ہے۔ تو ان سے قرآن کے معنی بیان کرے گا۔ اور لوگوں کے ساتھ قرآن کی تاویل پر جہاد کرے گا۔

ارجح المطالب ص ۱۸ سطر ۱۰' تاریخ دمشق جلد ص ۱۱۵' قرۃ العینین ص ۲۳۴' شواہد التنزیل جلد ۱ ص ۴۳ ۳۷' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۴' حدیث ۲۵۷۵' اربعین رازی ص ۴۷ ۴ سطر ۹

روایت حضرت سلمان فارسی

عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخی و وزیری و خیر من اخلفہ بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) سلمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہ تحقیق میرا بھائی اور میرا وزیر جن کو کہ میں اپنے پیچھے چھوڑتا ہوں ان سب سے بہتر علی بن ابی طالب ہے۔

ارجح المطالب ص ۴۵ سطر ۶' تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۱۱۵' شرح حدیدی جلد ۳ ص ۲۵۸' البریقۃ المحمودیہ جلد ۱ ص ۲۱۱' کنز العمال جلد ۴ ص ۱۵۲' حدیث ۲۵۷۰' مناقب خوارزمی ص ۶۲ سطر ۱۹

حضرت علی علیہ السلام خود بھی ایسی ہی روایت بیان فرماتے ہیں۔ (تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۱۱۴)

روایت انس بن مالک

کوکب دری ص ۱۸۵ سطر آخر' تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۱۱۶' محاضرات الادباء جلد ۴ ص ۴۷۸' مناقب خوارزمی ص ۲۷ سطر آخر' میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۳۵۰ سطر آخر' مودت ص ۶۵' شرح مقاصد جلد ۲ ص ۲۱۳' شواہد التنزیل ص ۲۵۔

روایت حضرت ابو سعید خدری

عن ابی سعید الخدری عن سلمان الفارسی قال قلت یا رسول اللہ لکل نبی وصی فمن وصیک فقال ھل تعلم من وصی موسی قلت نعم یوشع بن نون قال فانہ کان اعلمھم قال فان وصی و موضع سری و خیر من اترک بعدی و ینجز عدتی و یقضی دینی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابو بکر ابن مردویہ) و الطبرانی فی الکبیری فی مسند سلمان الفارسی ابو سعید خدری سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے عرض کیا یا رسول اللہ ہر ایک نبی کے لیے وصی ہوتا ہے حضورؐ کا وصی کون ہے فرمایا تو جانتا ہے کہ موسیٰ کا وصی کون تھا میں نے عرض کیا یوشع بن نون۔ حضرت نے فرمایا کیوں۔ میں نے گذارش کیا اس لیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت عرب کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

ارجح المطالب ص۳۶ سطر۲۳، کنز العمال جلد۶ ص۱۵۴، حدیث ۲۵۷۰، میزان الاعتدال جلد۱ ص۶۳۵، ینابیع المودت ص۷۸، مناقب عینی ص۲۰، قرۃ العینین ص۲۳۴، تفریح الاحباب ص۳۲۰، شواہد التنزیل جلد۱ ص۷۶، مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۷۳ سطر آخر، منتخب کنز العمال جلد۵ ص۳۲، مناقب خوارزمی ص۶۷، نظم درر السمطین ص۹۸، مواقف جلد۲ ص۶۱۵

نکات

اس باب کی آیات قرآن اور احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درج ذیل نکات واضح ہوتے ہیں۔

(۱) سورۂ البینہ کی آیت سے واضح ہوا کہ خیر البریہ مومن اور نیک اعمال کرنے والے ہیں۔ تو امت محمدیہ میں اس آیت کے سب سے زیادہ مستحق حضرت علی علیہ السلام ہیں جو کہ نہ صرف مومن ہیں بلکہ امیر المؤمنین ہیں اور ان کے اعمال صالحہ کا حال یہ ہے کہ ان کی ایک ضربت ثقلین کی بندگی سے افضل اور ان کی ساری زندگی عصمت کا آئینہ ہے۔

یہ آیت بھی حضرت علی کی تفضیل پر دلالت کرتی ہے جب آپ خدا کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں تو حضور اکرم جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا آپ خدا کی ساری مخلوق سے افضل ہیں۔

(۲) حضرت جابر کی تفسیر کے بقیہ حصوں کی اپنے اپنے مقام پر تشریح کی جائے گی۔ انشاء اللہ

(۳) یہاں تو صرف حدیث کے آخری جملے کے متعلق صرف اتنا کہنا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے لفظ خیر البریہ اس طرح مشہور ہو گیا تھا کہ آپ جب کبھی تشریف لاتے تو صحابہ کرام فرماتے کہ جو سب خلقت سے بہتر ہیں وہ تشریف لا رہے ہیں۔ تو پھر وہ صحابہ کرام حضرت علی علیہ السلام کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں۔

(۴) حضرت زید بن شراحیل انصاری کا حضرت علی علیہ السلام کی روایت سے زیادہ تفصیل ملتی

ہے کہ خیر البریہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم، حضرت علی علیہ السلام اور ان کے شیعہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور حضرت علی علیہما السلام کے خیر البریہ ہونے میں تو کسی قسم کا شک و شبہ نہ ہے۔ شیعیان علیؑ تو اس حدیث کے مطابق یہ بھی خیر البریہ ہیں، کیونکہ ایمان کی بنیاد آیات قرآن اور اقوال و اعمال معصومین علیہم السلام پر ہے۔ اور ان کے اعمال فرامین و اعمال معصومین علیہم السلام کے مطابق ہیں۔ اور یہ آل محمد علیہم السلام کے صراط مستقیم پر چلتے رہے ہیں۔ لہٰذا یہی خیر البریہ ہیں۔

دوسرے مذاہب کے عقائد درست ہیں نہ اعمال کیونکہ یہ لوگ معصومین علیہم السلام کا در چھوڑ کر غیر معصوم حضرات کے پاس چلے گئے جس کے پاس اقتدار کے سوا کوئی وصف نہ تھا۔ عقائد کا یہ حال کہ کبھی توحید میں شرک اور کبھی نبوت میں شک اور اعمال کا یہ حال کہ اسلام لانے سے پہلے بت پرستی کرتے رہے اور دوسرے مشرکوں کی طرح نہ جانے کیا کرتے رہے اور جب مصلحتوں کے ساتھ اسلام کا اعلان کر بھی دیا تو ایسے اعمال کئے کہ کبھی خدا کو روکنا پڑا اور کبھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو اپنے دربار رحمت سے قوموا عنی کہہ کر نکالنا پڑا اور بوقت وفات کہا کاش ہم یہ کام نہ کرتے وہ کام نہ کرتے۔

حدیث کے باقی اجزاء پر مناسب مقامات پر بحث کی جائے گی۔

حضرت ابن عباس حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو جارود محمد بن علی کی روایات سے بھی ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام خیر البریہ ہیں۔

(۵) حضرت ام ہانی کی روایت سے ثابت ہوا کہ افضل البریہ وہی ہے جو حضرت علیؑ اور اس کی اولاد کو خیر البریہ مانتے ہوں۔ یہ افضل البریہ شیعیان علی کے سوا کوئی اور نہیں ہیں کیونکہ یہی لوگ حضرت علی علیہ السلام اور اس کی اولاد سے معصوم ہستیوں کو خیر البریہ مانتے ہیں۔ دوسرے لوگ تو کبھی چوتھے درجے پر بیٹھاتے ہیں اور کبھی امیر شام سے مقابلہ کراتے ہیں۔

(۶) خیر البشر کے ذیل میں احادیث میں سے حضرت عائشہ کی روایت سے واضح ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام خیر البشر ہیں اور جو اس میں شک کرے گا وہ کافر ہو گا۔

اول تو یہ روایت حضرت عائشہ سے مروی ہے جو حضرت علی علیہ السلام کا نام سننا بھی پسند نہ کرتی تھیں۔

ثانیاً حضرت عائشہ نے ثابت کر دیا کہ تفضیل علیؑ کا جو قائل نہیں ہے وہ کافر ہے لیکن

یہاں الٹی گنگا بہتی ہے کہ لوگ تفضیل علی کے قائل لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صرف کہنے کی بات نہیں بلکہ شک کرنے کی بات کی ہے جس سے اس حدیث کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ کہ خبردار یہ بات اتنی واضح ہے کہ اس بارے میں شک کبھی نہ کرنا۔ لیکن جو نبی کے بارے میں شک کرتے رہے بھلا وہ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں شک کیوں نہ کرتے۔ پھر جن کے مذہب کی بنیاد شک پر ہو وہ توحید و نبوت کے بعد تفضیل علی میں شک کیوں نہ کریں۔ لیکن یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ حضرت عائشہ کے نزدیک ایسا شک کرنا مسلمان کو کافر بنا دیتا ہے۔

(۷) حضرت حذیفہ کی روایت سے واضح ہوا کہ جس نے حضرت علی علیہ السلام کے خیر البشر ہونے کا انکار کیا وہ کافر ہوا اسی طرح دوسرے اصحاب نبیؐ روایات کی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام خیر البشر ہیں اور جو خیر البشر ہے وہ افضل البشر ہے۔ لہٰذا حضرت علی علیہ السلام افضل البشر ہیں۔

(۸) حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت سے واضح ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام امت مصطفیٰ کے تمام مردوں سے افضل ہیں' اور ان مردوں میں حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی شامل ہیں۔ جن سے حضرت علی علیہ السلام افضل ہیں۔

(۹) حضرت جابر کی روایت سے ثابت ہوا کہ جس لواء الحمد کے زیر سایہ یوم محشر مومنین آرام کریں گے اس پر یہ تین کلمے تحریر ہیں۔ **لا الٰہ الا اللہ' محمد رسول اللہ' آل محمد خیر البشر**

(۱۰) اس سے ثابت ہوا کہ خیر البشر آل محمد علیہم السلام ہیں۔

(۱۱) اس سے ثابت ہوا کہ یہ لواء الحمد خلقت ارضی سے دو ہزار سال پہلے خدا نے خلق فرمایا۔ گویا کہ ابھی بشر خلق ہی نہ ہوا تھا کہ آل محمد پہلے سے خیر البشر تھے۔

(۱۲) اس لواء الحمد کے اٹھانے والے حضرت علی ہوں گے۔

(۱۳) اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام امام امت مصطفیٰ ہیں۔ لہٰذا لواء الحمد کے زیر سایہ جگہ انہیں کو ملے گی جو کہ دنیا میں حضرت علی علیہ السلام کو امام اول مانتے ہوں گے۔

(۱۴) حضرت ابن عمر اور حضرت ابو موسیٰ کی روایات سے ثابت ہوا کہ مردوں سے بہتر حضرت علی' جوانوں سے بہتر حسنین اور عورتوں سے بہتر حضرت فاطمہ ہیں۔ لہٰذا کوئی مرد حضرت علی کا'

کوئی جوان حسنین شریفین کا اور کوئی خاتون، خاتون جنت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ حضرات اپنے اپنے طبقات سے افضل ہیں۔

(۱۵) حضرت امام محمد باقر کی روایت سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق تمام لوگوں سے افضل وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ ترمتقی، سب سے زیادہ جنت کے قریب ہونے والا ہے۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ قریبی ہے اور وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

(۱۶) حضرت ابو سعید خدری کی روایت سے واضح ہوا کہ سب لوگوں سے بہتر حضرت حمزہ، حضرت جعفر اور حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ اور واضح ہے کہ حضرت علی علیہ السلام حضرت حمزہ اور حضرت جعفر سے افضل ہیں۔

(۱۷) حضرت ابن مسعود کی روایت سے واضح ہوا کہ جو حضرت علی علیہ السلام کو خیر الناس نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

(۱۸) حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت سے واضح ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام کا خیر الناس ہونا اس وقت مشہور تھا۔ اتنا مشہور کہ نام لئے بغیر صرف خیر الناس کہنے سے صحابہ کرام سمجھ لیتے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام خیر الناس ہیں۔

(۱۹) حضرت ابن عمر کے غلام حضرت نافعؒ کی روایت سے واضح ہوا کہ خیر الناس وہ ہے جس پر وہ حلال ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حلال ہے اور وہ حرام ہے جو رسول پر حرام ہے (صدقہ) اس کسوٹی سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان حضرت علی سے افضل نہیں تھے۔ کیونکہ ان پر صدقہ حلال ہے جو کہ رسول اکرم و حضرت علی علیہما السلام پر حرام ہے۔

روایت کے بقیہ حصوں کا ذکر اپنے اپنے مقام پر ہو گا۔

(۲۰) حضرت عائشہ کی روایت سے واضح ہوا کہ حضرت علی خیر الخلق ہیں اور یہ بھی واضح ہوا کہ عمرو بن عاص نے حضرت عائشہ کو دھوکہ میں رکھا کہ اس نے اس خارجی کو نیل کے کنارے قتل کر دیا ہے۔ ایسے ہی صحابیوں نے دھوکہ دے کر حضرت عائشہ کو جنگ جمل میں گھسیٹ لائے۔ اور جب حواب کے کتے بھونکے تو عشرہ مبشرہ کے حصے دار صحابیوں نے جھوٹ بولا کہ یہ حواب کا مقام نہیں ہے حالانکہ وہ حواب کا مقام تھا۔ صحابہ کرام کے ان دھوکوں کا یاد کر کے نبیؐ

کی زوجہ ساری عمر روتی رہیں لیکن کل ایمان سے جنگ کرنے کے بعد رونا دھونا کس کام کا۔

(۲۱) حضرت سلمان فارسی کی روایت سے واضح ہوا کہ اس امت میں سب سے اچھے وہ ہیں جو سب سے پہلے اسلام لائے اور خود ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

اس روایت سے دو باتیں واضح ہوئیں (ا) یہ کہ اس امت کے افضل حضرت علیؑ ہیں (۲) یہ کہ مسلم اول حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

(۲۲) حضرت حذیفہ نے ایک اور کسوٹی بتلائی کہ سوائے منافق کے کوئی بھی حضرت علیؑ کے خیر الامت ہونے میں شک نہیں کرے گا۔ یعنی جو حضرت علی علیہ السلام کو افضل الامت نہیں مانتا وہ منافق ہے۔

(۲۳) حضرت ابو رافع کی روایت سے مزید واضح ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام امت مصطفیٰؐ میں دنیا و آخرت میں افضل ہیں۔ یعنی یہ افضلیت زندگی تک ہی محدود نہیں۔ آخرت میں بھی اس کا اطلاق ہو گا اور اس امت میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی شامل ہیں۔ لہٰذا حضرت علی علیہ السلام ان سے بھی افضل ہیں۔

(۲۴) رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ میں نے فاطمہؑ کی شادی علیؑ سے اس لئے کی کہ حضرت علی تمام امت سے افضل تھے۔ یہی راز تھا کہ جب حضرت ابوبکر و عمر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے حضرت فاطمہ کا رشتہ مانگا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے انکار کر دیا تھا کیونکہ یہ لوگ خیر الامت نہیں تھے۔

(۲۵) حضرت حسن بکری کی روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے خود وضاحت فرما دی کہ اگر علی کے علاوہ کوئی اور خیر الامت ہوتا تو میں اس کا استثنا ضرور کرتا۔ لہٰذا حضرت علی علیہ السلام خیر الامت ہیں۔

(۲۶) بعض روایات میں ہے کہ حضرت فاطمہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے شکایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہمارے پاس نہ کھانے کو ہے نہ پینے اور ہمارے پاس غم بہت اور بیماریاں زیادہ ہیں۔ روایات کے یہ جملے قابل اعتراض ہیں۔ بھلا جو پکا پکایا کھانا مساکین اسیر اور یتیموں کو دے دیں اور اف تک نہ کریں وہ غربت کی کیوں کر شکایت کریں گے۔

جن کے در سے کبھی کوئی سائل خالی نہ گیا ہو وہ خود تنگدست کیسے ہو گئے ہوں گے اور

اگر تنگدستی کی روایات کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ کیا ضروری ہے کہ ان پریشانیوں کی شکایت بی بی پاک نے اپنے بابا سے بھی کی ہو۔

معصومہ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی ایسی بات کا مطالبہ کرے جو خدا اور اس کے رسول کو ناپسند ہو۔ معصوم کی تو شان ہی یہی ہے کہ وہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے وہ جیتے ہیں تو خدا کی مرضی کے مطابق' وہ پردہ پوش ہوتے ہیں تو خدا کی مرضی کے مطابق' تو پھر شکوہ کس بات کا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے ملکہ عصمت کی طرف یہ باتیں غلط منسوب کی ہیں۔

روایت کے باقی اجزاء کی اپنے اپنے مقام پر تشریح آئے گی۔ انشاء اللہ

(۲۷) حضرت ام سلیمان کی روایت سے واضح ہوا کہ شب معراج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرش معلی پر اعلان فرمایا کہ اے خدائے ذوالجلال میں زمین پر خیر الامت علی کو خلیفہ بنا کر آیا ہوں۔

حضورؐ نے فرش پر بھی اعلان فرمایا اور عرش پر بھی کہ خیر الامت علی بن ابی طالب ہیں۔

(۲۸) خدائے ذوالجلال نے فرمایا کہ میں نے زمین کے تمام لوگوں کو دیکھا اور سب سے علی کو منتخب کیا۔ تو معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک بھی حضرت علی علیہ السلام تمام زمین والوں سے افضل ہیں۔

اسم علی کا ذکر اس سلسلے کی چوتھی جلد میں ہو چکا ہے اور ولایت کا ذکر آئندہ ہوگا۔ انشاء اللہ

(۲۹) حضرت عکرمہ کی روایت سے واضح ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک وجود عنصری' شرافت اور کرامت کے لحاظ سے تمام اہل ارض سے بہتر ہیں۔

(۳۰) تمام دنیا سے اہل بیت افضل ہیں اور اہل بیت سے حضرت علی علیہ السلام افضل ہیں۔

(۳۱) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضور کے نسبی بھائیوں سے حضرت علی علیہ السلام افضل ہیں۔ تو جب حضرت علی علیہ السلام کے بھائی ان کے ہمسر نہیں تو غیر کیسے ہو جائیں گے۔

(۳۲) حضرت انس کی طویل روایت کے آخری جملے سے واضح ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن حضرات کو چھوڑا ان سب سے حضرت علی علیہ السلام افضل ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب ثلاثہ کو بھی چھوڑا۔ لہٰذا حضرت علی علیہ

السلام ان سے بھی افضل ہیں۔

(۳۴) حضرت ابن عباس کی روایت سے واضح ہوا کہ خدا نے زمین میں سے صرف دو لوگوں کو منتخب فرمایا۔ ایک محمد مصطفیٰؐ اور دوسرے علی مرتضیٰؑ ہے۔ لہٰذا تمام زمین والوں سے یہ حضرات افضل ہیں۔

مختار اہل الارض

روایت اول حضرت ابن عباس

عن ابن عباس لما زوج النبی علیاً فاطمۃ قالت یا رسول اللہ زوجتنی من عائل لا مال لہ فقال النبی او ما ترضین ان یکون اطلع علی اھل الارض فاختار منھم رجلین فجعل احدھما اباک و الاخر بعلک

حضرت عبداللہ بن عباس کا کہنا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فاطمہؑ کی شادی کی تو حضرت فاطمہؑ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے میری شادی ایک ایسے شخص سے کردی ہے جو محتاج ہے جس کے پاس مال نہیں ہے۔ تو حضور اکرمؐ نے فرمایا کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ خدائے ذوالجلال نے تمام اہل زمین کو دیکھا اور ان میں سے دو شخصوں کا انتخاب کیا۔ ایک تیرا باپ ہے اور دوسرا تیرا شوہر ہے۔

مختار اھل الارض

مودت القربیٰ ص ۲۷ سطر ۷، تاریخ بغداد جلد ۴ ص ۱۹۶، تذکرۃ الخواص ص ۳۱۸، میزان الاعتدال ص ۲۶۸ جلد ۳ ص ۱۴ سطر ۱۳، مواقف جلد ۲ ص ۶۱۵، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۲ سطر ۵، نزھتہ المجالس جلد ۲ ص ۲۳۶، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۹ سطر ۲، المستدرک جلد ۲ ص ۱۲۹ سطر ۱۱، جمع الجوامع ص ۳۹۱، تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۱۲۹ سطر ۸، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳ حدیث ۲۵۴۳، ص ۹۱ حدیث ۹۲۹۲، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۸۲ سطر آخر، اربعین رازی ص ۴۷۴

سطر۳، صواعق محرقہ ص۱۵۹ سطر۱۹، جامع الاصول جلد۹ ص۱۹۶ سطر۱۲، مناقب ابن مغازلی ص۱۰۱ سطر۱۴، ص۱۰۵، مودت القربیٰ ص۲۷ سطر۷، ینابیع المودت ص۱۳۰

قسم دوئم روایت حضرت ابن عباس

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ اما ترضین انی زوجتک اول المسلمین اسلاما و اعلمھم فانک سیدۃ نساء امتی کما سادت مریم قومھا اما ترضین یا فاطمۃ ان اللہ اطلع علی اھل الارض فاختار منھم رجلین فجعل احدھما اباک و الاخر بعلک

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کیا آپ اس بات پر راضی نہیں کہ میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو سب سے پہلے اسلام لایا اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور تو میری امت کی عورتوں کی سردار ہے۔ جیسے مریم اپنی قوم کی عورتوں کی سردار ہے۔ اور کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ارض میں سے دو اشخاص کا انتخاب کیا ان میں سے ایک تیرا باپ اور دوسرا تیرا شوہر ہے۔ (کنز العمال ص۳۹۱ جلد۶، کوکب دری ص۱۷۰)

روایت دوئم حضرت ابو ہریرہ

عن ابی ہریرہ قال قالت فاطمۃ یا رسول اللہ زوجتنی من علی بن ابی طالب و ھو فقیر لا مال لہ فقال یا فاطمۃ اما ترضین ان اللہ عزوجل اطلع الی اھل الارض فاختار رجلین احد ھما ابوک و الاخر بعلک

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ نے اپنے باپ رسول خدا سے درخواست کی کہ اے میرے ابا آپ نے میری شادی حضرت علی سے کی ہے جو فقیر ہے جس کے پاس مال نہیں۔ تو حضورؐ نے فرمایا اے فاطمہ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ خداوند عالم نے اہل ارض کی طرف دیکھا اور دو شخصوں کو پسند کر لیا ان میں سے ایک تیرا باپ ہے اور دوسرا تیرا شوہر ہے۔ (المستدرک ص۱۲۹ جلد۳ سطر۱۱، تلخیص جلد۳ ص۱۲۹ سطر۲۲)

روایت حضرت علی بن ہلالی

عن علی ابن الهلالی المکی قال دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی شکایته التی قبض فیها فاذا فاطمته عند راسه فبکت حتی ارتفع صوتها فرفع رسول الله صلی الله علیه وسلم طرفه الیها فقال حبیبی فاطمته ما الذی یبکیک فقالت اخشی الضیعته من بعدک فقال حبیبی اما علمت ان الله عزوجل اطلع الی اهل الارض اطلاعته فاختار منها اباک فبعثه بالرسالته ثم اطلع اطلاعته فاختار منها بعلک فاوحی الی انکحک اباه یا فاطمته نحن اهل البیت قد اعطانا الله سبع خصال لم یعط احد قبلنا و لا یعطی احد ابعدنا انا خاتم النبین و اکرمهم علی الله و احب المخلوقین الی الله و انا ابوک ووصی خیر الاوصیاء و احبهم الی الله عزوجل و هو بعلک و شهید نا خیر الشهداء و احبهم الی الله و هو حمزة بن عبدالمطلب و هو عم ابیک و عم بعلک و منا من له جناحان اخضران یطیر فی الجنته مع الملیکته حیث یشاء و هو ابن عم ابیک و اخو بعلک و منا سبطاه هذه الامته و هما ابناک الحسن والحسین و هما سید اشباب اهل الجنته و ابو هما خیر منهما و یا فاطمته والذی بعثنی بالحق ان منهما مهدی هذه الامته اذا صارت الدنیا هرجا و فرجا و تظاهرت الفتن و تقطعت السبل و اغار بعضهم علی بعض فلا کبیر یرحم صغیرا و لا صغیر توقر کبیرا فیبعث الله عند ذلک منهما من یفتح حصون الضلالته و قلوبا غلفا یقوم بالدین فی اخر الزمان کما قمت به فی اول الزمان یملا الدنیا عدلا کما ملئت جورا یا فاطمته لا تحزنی و لا تبکی فان الله عزوجل ارحم بک و اروف علیک منی و ذلک بمکانی منی و موضعک فی قلبی و زوجک هو اشرف اهل بیتی حسبا و اکرمهم منصبا و ارحمهم بالرعیته و اعدلهم بالسویته و ابصر هم بالقضیته و قد سالت ربی عزوجل ان تکون اول من یلحقنی قال علی فلما قبض النبی صلی الله علیه وسلم لم تبق فاطمته الا خمسته و سبعین یوما حتی الحقها الله تعالی به (اخرجه الطبرانی فی الکبیر و ابو نعیم و السیوطی فی عرف الوردی) علی بن الہلالی المکی سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں حضورؐ کے پاس گیا جناب فاطمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں حضرت کی حالت کو دیکھ کر روتے روتے جناب فاطمہ کی گھگی بندھ ہو گئی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آنکھ اٹھا کر ان کی طرف دیکھا اور فرمایا میری پیاری فاطمہؑ تم کیوں روتی ہو۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے بعد ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا میری پیاری کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پروردگار نے اہل زمین کو اچھی طرح سے دیکھ کر ان میں سے تمہارے والد کو انتخاب کیا اور ان کو مبعوث بالرسالت کرکے بھیجا۔ پھر دوبارہ اہل زمین کو دیکھ کر تمہارے شوہر کو منتخب کیا اور مجھے حکم دیا اور میں نے تمہارا نکاح ان سے کیا یا فاطمہؑ ہم اہل بیت کو خدا نے سات ایسی باتیں عطا کی ہیں کہ نہ ہم سے پہلے کسی کو دی گئی ہیں اور نہ ہمارے بعد کسی کو دی جائیں گے۔ میں خاتم النبین اور خدا کے نزدیک سب مخلوق سے محبوب اور مکرم ہوں اور میں تمہارا والد ہوں۔ اور ہمارا وصی سب وصیوں سے بہتر اور خدا کے نزدیک ان سب سے محبوب تر ہے اور وہ تمہارا شوہر ہے۔ اور ہمارا شہید سب شہیدوں سے افضل اور ان سب سے خدا کے نزدیک محبوب تر ہے وہ حمزہ بن عبدالمطلب تمہارے والد ماجد اور تمہارے شوہر کا چچا ہے۔ اور ہم اہل بیت میں سے ایک وہ ہے جس کے دو سبز پر ہیں اور فرشتوں کے ساتھ جہاں چاہتا ہے جنت میں اڑتا پھرتا ہے اور وہ تمہارے والد کا ابن عم اور تمہارے شوہر کا بھائی اور اس امت کے اسباط بھی ہم میں سے ہیں اور وہ دونوں تمہارے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ ہیں جو جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور قسم ہے اس خدا کی جس نے کہ مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے ان کے والدین ان سے بہتر ہیں اور اسی خدا کی قسم ہے جس نے مجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے کہ اس امت کا مہدیؑ بھی ان دونوں سے پیدا ہو گا۔ جبکہ دنیا بھر میں جھگڑے بکھیڑے پیدا اور فتنے نمودار ہو جائیں گے آمدورفت کے راستے رک جائیں گے ایک دوسرے کو لوگ لوٹنے لگیں

گے۔ نہ بڑا چھوٹے پر رحم کھائے گا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرے گا۔ پس ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اس کو برا گیختہ کرے گا اور وہ گمراہی کے تمام مضبوط قلعوں کو فتح کرے گا۔ اور پردہ جہالت میں لپٹے ہوئے دلوں کو کھولے گا۔ جیسے کہ میں نے ابتداء امر میں دین کو قائم کیا ہے اور وہ آخر زمانہ میں اس کو قائم کرے گا۔ جس طرح کہ دنیا ظلم سے بھری ہوئی ہو گی وہ عدل سے بھر دے گا۔ یا فاطمہ تم غم مت کرو مت روؤ۔ خدا تم پر بہت مہربان ہے تمہارا درجہ میرے نزدیک بلند ہے تم نے میرے دل میں جگہ پائی ہے تمہارا شوہر حسب میں میرے سب اہل بیت سے افضل ہے اور اس کا منصب ان سب کے منصب سے مکرم ہے۔ اور وہ رعیت کے ساتھ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اور سب سے زیادہ جھگڑوں کی تہہ کو پہنچنے والا ہے۔ میں نے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ سب سے پہلے تمہیں مجھ سے ... ے گا علی ابن الہلالی ناقل ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہ علیہا السلام پچھتر دن سے زیادہ زندہ نہیں رہیں۔ خدا نے بہت جلدی ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیا۔

ارجح المطالب ص ۴۷۸ سطر ۱۶، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۶۵ سطر ۵، اسد الغابہ جلد ۲ ص ۴۴، ذخائر العقبیٰ ص ۱۳۵، ذیل اللئالی ص ۵۶، المعجم الکبیر ص ۱۳۵، ینابیع المودت ص ۲۲۳، المواقف ص ۸

روایت حضرت ابو ایوب انصاری

عن ابی ایوب الانصاری قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضۃ فاتتہ فاطمۃ تعودہ فلما رات ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الجھد و الضعف استعبرت فبکت حتی سال الدمع علی خدیھا فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا فاطمۃ ان لکرامۃ اللہ ایک زوجتک من اقدمھم سلما و اکثرھم علما و اعظمھم حلما ان اللہ تعالی اطلع علی اھل الارض اطلاعۃ فاختارنی منھم فبعثنی نبیا مرسلا ثم اطلع اطلاعۃ فاختار بعلک فاوحی اللہ الی ان زوجک ایاک و اتخذہ و صیا (اخرجہ الدار قطنی) ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت مریض ہو گئے حضرت فاطمہؑ عیادت کے لیے تشریف لائیں حضرت پر ضعف اور تکلیف کی شدت کو دیکھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ ان کے رخسار مبارک پر قطرات اشک جاری ہو گئے یہ دیکھ کر حضرتؐ نے ارشاد کیا یا فاطمہ تم نہیں جانتی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ اسلام لانے میں وہ سب سے مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔ اور سب سے زیادہ حلیم ہے۔ خدائے تعالیٰ نے زمین کے رہنے والوں کو خوب بھا دیکھ کر مجھے انتخاب کیا ہے اور نبی مرسل بنایا پھر ... دیکھ کر تیرے شوہر کو منتخب کیا اور مجھے وحی بھیجی میں نے اس کے ساتھ تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔

ارجح المطالب ص ۴۹۵ سطر ۱۲، ینابیع المودت ص ۱۲۹، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳، حدیث ۲۵۴۱، مناقب ابن مغازلی ص ۱۰۱، مناقب خوارزمی ص ۶۳ سطر ۲، مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۵۳ سطر ۱۸، جلد ۹ ص ۱۶۶ سطر ۳، ینابیع المودت ص ۶۶ سطر ۱۹، مناقب عینی ص ۳۱، مقتل خوارزمی ص ۶۶، احسن الانتخاب ص ۳۷ سطر ۱۳، صواعق محرقہ ص ۱۶۵ سطر ۹، منتخب کنز العمال ص ۳۱ سطر ۵، ذخائر العقبیٰ ص ۱۳۵

روایت حضرت ابو سعید خدری

عن ابی ہارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت لہ ھل شھدت بدر افقال نعم و فقلت الا تحدثنی بشئی مما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضتہ و نقہ فدخلت علیہ فاطمۃ تعودہ و انا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رات ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتھا العبرۃ حتی الضیعتہ یا رسول اللہ فقال یا فاطمۃ ان اللہ اطلع علی اھل الارض اطاعتہ فاختار منھا اباک ثم اطلع ثانیتہ فاختار منھم بعلک فاوحی الی فانکحتہ بک و اتخذتہ وصیا اما علمت انک بکرامتہ اللہ ایک زوجک اعلمھم علما و اکبر ھم حلما و اقدمھم سلما فضحکت و استبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدھا مزید الخیر کلہ الذی قسمہ اللہ بمحمد و ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لھا یا فاطمۃ لعلی ثمانیتہ اضراس یعنی مناقب ایمانٌ باللہ و رسولہ و حکمتہ و زوجتہ و سبطاہ الحسن و الحسین و امرہ بالمعروف و نھیہ عن المنکر یا فاطمۃ انا اہل البیت اعطینا ست خصال لم یعطھا احد من الاولین و لا یدرکھا احد من الآخرین نبینا نبینا خیر الانبیاء و ھو ابوک و وصینا خیر الا وصیاء و ھو بعلک و شھید نا خیر الشھداء و ھو حمزۃ عم ابیک و منا سبطاہ ھذہ الامتہ و ھما ابناک و منا مھدی الامتہ الذی یصلی خلفہ عیسی ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من ھذا امھدی الامتہ (اخرجہ الدار قطنی) ابو ہارون العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہا کیا بدر کی جنگ میں حاضر تھے کہنے لگے ہاں میں نے ان سے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے جو کچھ تم نے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جواب دیا۔ اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کر نہایت ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لیے تشریف لائیں میں حضرتؐ کے داہنی جانب بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حضرتؐ پر ضعف کا غلبہ دیکھ کر رونے لگیں رونے سے ان کی ہچکی بندھ گئی یہاں تک کہ ان کے رخسار پر آنسو جاری ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ آپ کیوں روتی ہیں عرض کیا کہ میں آپ کے بعد اپنے ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ بہ تحقیق پروردگار نے زمین کے باشندوں کو اچھی طرح دیکھ کر تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا ہے پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر کا انتخاب کیا پھر میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔ آیا تم نہیں جانتی کہ خدائے تعالیٰ نے خاص تمہارے لیے کیا مہربانی کی ہے۔ تیرا خاوند سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلم والا ہے۔ اور اسلام میں سب سے پیش قدم ہے۔ پس جناب فاطمہ مسکرائیں اور خوش ہو گئیں۔ حضرتؐ نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ اس خیر سے حصہ دیں کہ پروردگار نے محمد اور آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حصہ عطا فرمایا ہے۔ پس آپ نے فرمایا یا فاطمہ علی کے آٹھ تیز دانت ہیں یعنی مناقب ہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ اور اس کی دانائی اور اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئیں کہ ہمارے سوا ہم سے پہلے لوگوں کو نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکتے ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب اوصیاء سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے وہ حمزہ ہے جو تیرے باپ کا چچا ہے اور امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور ہم میں سے اس امت کا مہدی بھی ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امام حسینؓ کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدی اس سے ہو گا۔

ارجح المطالب ص ۴۹۴ سطر ۲، کنز العمال جلد ۱۲ ص ۲۰۴، مناقب عینی ص ۳۱، الفصول المهمہ ص ۲۷۷، البیان گنجی شافعی ص ۸۱، صواعق محرقہ ص ۱۴۵ سطر ۱۹، احسن الانتخاب ص ۳۶ سطر ۱۵

روایت حضرت علیؑ

عن علی قال النبیؐ یا علی ان اللہ تعالیٰ اشرف علی الدنیا فاختارنی علی رجال العالمین ثم اطلع الثانیۃ فاختارک علی رجال العالمین ثم اطلع الثالثۃ فاختار الائمۃ من ولدک علی رجال العالمین ثم اطلع الرابعۃ فاختار فاطمۃ علی نساء العالمین

حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا اے علیؑ خداوند تعالیٰ نے دنیا کی طرف توجہ کی مجھے تمام عالم کے مردوں میں سے برگزیدہ کیا۔ پھر دوسری دفعہ ان میں نظر کی اور تجھے تمام جہان کے مردوں سے انتخاب کیا بعد ازاں تیسری دفعہ دیکھا اور تیری اولاد میں سے آئمہ معصومین کو تمام مردان عالم پر فوقیت دی اور پھر چوتھی دیکھا تو فاطمہؑ کو تمام زنان عالم پر ترجیح دی۔ (مودت القربیٰ ص ۷۴ سطر ۸، مقتل خوارزمی ص ۹۶، کوکب دری ص ۱۷۷)

روایت ہفتم

ایک سرکش اونٹ والے کو علیؑ نے دعا لکھ کر دی جس میں یہ جملہ بھی تھا و اہل البیت الذی اخترتھم علی العالمین (کوکب دری ص ۳۲۶)

روایت ہفتم اسماء بنت عمیس

عن اسماء بنت عمیس قال رسول اللہ اما علمت ان اللہ عزوجل اطلع علی اھل الارض فاختار منھم اباک فبعثہ نبیا ثم اطلع الثانیۃ فاختار بعلک فاوحی الی فانکحتہ و اتخذتہ وصیا قالہ لفاطمہ

اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت فاطمہ سے

فرمایا کہ میری بیٹی کیا تجھے اس بات کا علم نہیں کہ اللہ تعالی نے اہل ارض کی طرف دیکھا تو تمام اہل ارض سے تیرے باپ کو چن لیا اور اسے نبی بنا دیا۔ دوسری بار دیکھا تو تیرے شوہر کو چن لیا اور مجھے وحی کہ میں اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں اور اسے وصی بنا دوں۔ (منتخب کنز العمال ص ۳۱ جلد ۵)

روایت ہشتم

عن ابی ذر الغفاری قال سمعت النبی یقول ان اللہ تعالی اطلع الارض اطلاعتہ من عرشہ بلا کیف و لا زوال فاختار نی و جعلنی سید الاولین و الاخرین من النبین و المرسلین و اعطانی مالم یعط لا حد و هو الرکن و المقام و الحوض و الزمزم و المشعر الا علی و الجمرات العظام یمینہ الصفا و یسارہ المروۃ و اعطانی اللہ مالم یعط احدا من النبین و الملائکتہ المقربین قلنا و ما ذا یا رسول اللہ قال اعطانی علیا" و اعطاہ اللہ العذراء البتول ترجع کل لیلتہ بکرا و لم یعط ذالک من النبین و الحسن و الحسین و لم یعط احد مثلھا و اعطاہ صھرا مثلی و لیس لا حد مثل و اعطاہ الحوض و جعل الیہ قسمہ الجنتہ و النار و لم یعط ذالک الاالملائکتہ و جعل شیعتہ فی الجنت و اعطاہ اخا" و لیس لا حد اخ مثل ایھا الناس من اراد ان یطفی غضب اللہ و ان یقبل اللہ عملہ فلینظر الی علی فان النظر الیہ یزید فی الایمان و ان حبہ یذیب السیأت کما تذیب النار الوصاص (عبارت کوکب ص ۱۹۰)

حضرت ابو ذر غفاری سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے اپنے عرش سے زمین کی طرف بلا کیف و بے زوال غور سے نگاہ کی اور مجھے برگزیدہ کیا۔ اور اگلے و پچھلے پیغمبروں اور رسولوں کا سردار اور بزرگ بنایا اور مجھے وہ چیزیں عطا فرمائیں جو جملہ اہل عوالم میں سے کسی کو عطا نہیں فرمائیں اور وہ رکن مقام ابراہیمؑ حوض کوثر چاہ زمزم شعر اور بڑے مینار جس کے دائیں طرف صفا اور بائیں طرف مروہ ہے اور مجھے ایک وہ چیز عطا فرمائی ہے جو پیغمبروں اور مقرب فرشتوں میں سے کسی کو بھی عطا نہیں فرمائی ہم نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کیا چیز ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے علیؑ عطا فرمایا ہے اور اسے فاطمہؑ دوشیزہ دی ہے اور عورتوں کی ماہواری کی عادت ہے وہ اس سے بری ہے اور ہر رات کو دوشیزگی اور کنوارپن کی طرف رجوع کرتی ہے۔ اور ایسی زوجہ کسی پیغمبر کو نہیں ملی اور اسے دو فرزند حسنینؑ عطا ہوئے ہیں۔ کہ ایسے دو فرزند کسی پیغمبر کو

عطا نہیں ہوئے اور اسے مجھ جیسا خسر دیا ہے اور مجھ جیسا خسر اور کسی کو نہیں ملا اور اسے حوض کوثر عطا فرمایا ہے اور بہشت و دوزخ کی تقسیم اس کے حوالے کی ہے اور یہ مرتبہ فرشتوں کو بھی عطا نہیں ہوا۔ اور اس کے شیعوں کو بہشت عطا فرمایا ہے اور اسے مجھ جیسا بھائی دیا ہے۔ اور کسی کا بھائی مجھ جیسا نہیں ہے۔ جو کوئی چاہے کہ خدا کے غضب کی آگ بجھائے اور خداوند عالم اس کے اعمال و افعال کو قبول کرے اسے چاہیے کہ علی کی طرف دیکھے کیونکہ اس کی طرف دیکھنا ایمان ہے اور اس کی دوستی گناہوں اور بدیوں کو اس طرح پگھلا دیتی ہے جس طرح آگ سیسے کو گلا دیتی ہے۔ (کوکب دری ص ۱۹۰' مودت القربیٰ ص ۷۲ سطر ۱۳)

روایت عبداللہ بن عامر

ینابیع المودت ص ۲۶۹ سطر ۸

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ سے فرمایا۔ اے فاطمہ تم اس بات پر راضی نہیں کہ اللہ عزوجل نے اہل زمین پر نگاہ انتخاب ڈالی تو تیرے باپ اور تیرے شوہر کو منتخب کیا۔

خیر الاوصیاء

حضرت علی بن ہلالی اور حضرت ابو ایوب انصاری کی روایات پہلے تحریر کر دی گئی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا اے فاطمہ **ان وصی خیر الاوصیاء** کہ تحقیق ہمارا وصی سب وصیوں سے بہتر ہے۔

مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۵۳' جلد ۱۹ ص ۱۶۵ سطر ۵' اسد الغابہ جلد ۴ ص ۴۲' صواعق محرقہ ص ۱۶۵ سطر ۱۹' ذخائر العقبیٰ ص ۱۳۵' ذیل اللئالی ص ۵۶' المعجم الکبیر ص ۱۳۵' ینابیع المودت ص ۲۲۳

خیر الوصیین

عن انس قال کان رسول اللہ صلی علیہ وسلم فی بیت ام حبیبۃ بنت ابی سفیان یا ام حبیبۃ اعتزلینی فانا علی حاجتہ ثم دعا بوضوء فاحسن الوضوء ثم قال ان اول من یدخل ھذا الباب امیر المومنین و سید العرب خیر الوصیین و اولی الناس بالناس قال انس فجعلت اقول اللھم اجعلہ رجلا من الانصار فاذا ہوا علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے گھر میں رونق افروز تھے۔ ام حبیبہ سے ارشاد کیا اے ام حبیبہ تم ہم سے تھوڑی دیر کے لیے علیحدہ ہو جاؤ۔ کیونکہ ہمیں ایک ضروری امر درپیش ہے۔ پھر آپ نے خوب طرح سے وضو کیا اور فرمایا جو شخص کہ سب سے اول اس دروازہ سے گھسے گا مومنوں کا امیر اور عرب کا سردار اور تمام اوصیاء سے بہتر اور سب لوگوں سے برتر ہوگا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنے دل میں فرمانے لگا الٰہی وہ شخص جس کے لیے حضرت نے یہ کچھ فرمایا ہے وہ انصار میں سے ہو۔ ناگہاں جناب امیر علیہ السلام دروازے سے گھس آئے۔

ارجح المطالب ص۱۸ سطر۱ شرح وصایا ص۱۷۶ نزھتہ المجالس جلد۲ ص۲۰۸ مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۳۱ سطر آخر منتخب کنز العمال جلد۵ ص۴۷ حلیتہ الاولیاء جلد۱ ص۶۳ کنز العمال جلد۴ ص۴۰۰ حدیث ۶۰۸۵

انت خیر الوارثین

عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ علی بن ابی طالب علیہ و علی ابائہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم خندق اللھم انک اخذت منی عبیدۃ بن الحارث یوم بدر و حمزۃ بن عبد المطلب یوم احد و ھذا علی لا تذرنی فردا و انت خیر الوارثین (اخرجہ الخوارزمی) جناب علی ابن الحسین جناب حسین سے اور وہ اپنے والد ماجد جناب امیر علیہ و علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خندق کے روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پروردگار سے التجا کی کہ اے میرے پروردگار تو نے بدر کے روز عبیدہ بن الحارث کو مجھ سے لے لیا اور احد کے روز حمزہ ابن عبدالمطلب کو لیا اب یہ علی باقی رہ گیا ہے پس تو مجھے اب اکیلا مت چھوڑ۔ تو سب وارثوں میں سے بہتر ہے۔

ارجح المطالب ص۳۹ سطر۱۸ مناقب خوارزمی ص۸۳ مقتل خوارزمی ص۵۰ شرح حدیدی جلد۴ ص۳۴۴ سیرت حلبیہ جلد۲ ص۳۱۹

خیر من طلعت علیہ الشمس

عن ابی الاسود الدؤلی سمعت ابا بکرؓ یقول ایھا الناس علیکم بعلی بن ابی طالب فانی سمعت رسول اللہ یقول علی خیر من طلعت علیہ الشمس و غربت بعدی ابو الاسود دؤلی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو تم پر علیؑ کی اطاعت واجب ہے۔ کیونکہ میں نے خود رسول اکرمؐ سے سنا ہے کہ میرے بعد علیؑ ان تمام لوگوں سے اچھا ہے جن پر

سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ (لسان المیزان جلد ۶ ص ۸۷ سطر ۷)
کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۱ حدیث ۵۹۵۷ پر اسی مضمون کی روایت موجود ہے۔

اَبُوھُمَا خَیرٌ مِّنھُمَا

روایت اول مالک

عن مالک بن الحسین ابن مالک بن حویرث عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ الحسن و الحسین سید اشباب اھل الجنت و ابو ھما خیر منھما

مالک بن حسین وہ ابن مالک بن حویرث سے وہ اپنے باپ سے اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے۔

تاریخ الجرجان ص ۳۵۳' مجمع الزوائد ص ۱۸۳ جلد ۹ سطر ۱۵' الجامع الصغیر ص ۵۱۸' اصابہ ص ۴۸۰ جلد ۳

روایت دوم قرۃ بن ایاس

عن قرۃ بن ایاس قال۔ قال رسول اللہ الحسن و الحسین سید اشباب اھل الجنت و ابو ھما خیر منھما

قرۃ بن ایاس سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا حضرت حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار ہیں اور ان دونوں کا باپ ان دونوں سے اچھا ہے۔

المعجم الکبیر ص ۱۲۹' مجمع الزوائد ص ۱۸۳ جلد ۹' الجامع الصغیر ص ۵۱۸ جلد ۱
حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے الفتح الکبیر ص ۸۰ اور تہذیب التہذیب کی جلد ۲ ص ۲۹۷ سطر ۱۰ پر تحریر ہے۔

روایت حضرت عبداللہ

المستدرک جلد ۳ ص ۱۶۷، الجامع الصغیر جلد ا ص ۵۱۸، تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۱۶۷ پر تحریر ہے۔

روایت حضرت ابن عمر

سنن ابن ماجہ جلد ا ص ۵۶، کفایتہ الطالب ص ۱۹۸، تاریخ دمشق جلد ۶ ص ۲۰۶، المستدرک جلد ۳ ص ۱۶۷، تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۱۶۷، ذخائر العقبیٰ ص ۱۲۹ الجامع الصغیر جلد ا ص ۵۱۸، راموز الاحادیث ص ۲۰۲، ذخائر المواریث جلد ۲ ص ۱۳۱ پر تحریر ہے۔

روایت نمبر ۶ علیؑ

عن علی قال قال رسول اللہ الحسن و الحسین سید اشباب اھل الجنتہ و ابو ھما خیر منھما حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا حسنؑ و حسینؑ جوانان اھل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔

روایت حضرت علیؑ

تاریخ بغداد جلد ا ص ۱۴۰، صواعق محرقہ ص ۱۸۹، الفتح الکبیر جلد ا ص ۱۹، تاریخ دمشق جلد ۷ ص ۳۶۵ پر تحریر ہے۔

حضرت انس بن مالک کی روایت منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۱۰۷ پر تحریر ہے۔

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت بریدہ کی روایت البدایہ و النھایہ کی جلد ۸ کے ص ۳۵ پر تحریر ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت الروض الازھر کے ص ۱۰۴ پر تحریر ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی مرفوع حدیث مناقب خوارزمی ص ۳۴، الفاضل

ص ۱۰۳' القول الفصل جلد ا ص ۱۲' عقد الفرید جلد ۲ ص ۱۹۴' اسنی المطالب ص ۹۲' الفرق المفترقہ ص ۱۲' طبقات معتزلہ ص ۱۲' تاریخ ابو الفدا جلد ا ص ۱۸۳' الفرق المفترقہ ص ۱۲ پر تحریر ہے۔

خیرنا بعد النبیؐ

عن الباقر قال ابانا عنی و علی افضلنا و اولنا و خیرنا بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت و من عندہ علم الکتاب سے ہمیں مراد لیا ہے اور علی علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم سے افضل، اولیٰ اور بہتر ہیں۔ (ینابیع المودت ص ۸۴ سطر ۹)

افضل خلائق

حضرت علی رسول اکرمؐ سے سنتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا اے اللہ کے بندو آدمؑ نے اپنی صلب میں ایک نور کو شعلے مارتا ہوا دیکھا جب اللہ تعالیٰ نے دامن عرش سے ہماری شکلیں حضرت آدم کی پشت میں منتقل کیں۔ حضرت آدم نے نور کو دیکھا اور ان شکلوں کی شناخت نہ کر سکے۔ آدم نے کہا اے میرے رب یہ کیا نور ہیں۔ فرمایا شکلوں کے نور ہیں۔ میں نے عرش کی بہترین حصے سے منتقل کرکے ان کو تیری پشت کے اندر ودیعت کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہیں سجدہ کریں۔ تم ان صورتوں کے لئے بطور ظرف کے ہو۔ آدمؑ نے سوال کیا اے میرے پالنے والے ان صورتوں کو مجھ سے بیان فرما دے۔ اللہ نے فرمایا اے آدم دامن عرش کی طرف دیکھ۔ آدم نے دیکھا ہمارے نور کی صورتیں دامن عرش پر قائم ہو گئی۔ عرش پر ہماری نورانی شکلیں چھپ گئیں۔ آدم نے عرض کیا اے میرے پالنے والے یہ کیا صورتیں ہیں۔ اللہ نے کہا اے آدمؑ یہ وہ صورتیں ہیں جو میری تمام مخلوق اور میری تمام خلقت سے افضل ہیں۔ یہ محمدؐ ہیں میں اپنے افعال میں محمود ہوں۔ میں نے اس کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ یہ علی ہیں میں علی عظیم ہوں۔ میں نے اپنے نام سے اس کے نام کو مشتق کیا ہے۔ یہ فاطمہ ہیں میں فاطر السموات والارض ہوں آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا

ہوں۔ فیصلہ کے دن اپنے دشمنوں کو اپنی رحمت سے روک دوں گا۔ میں اپنے دوستوں کو ان لوگوں سے دور رکھوں گا جو ان سے بیزاری کرتے ہیں اور ان پر عیب لگاتے ہیں۔ میں نے اپنے نام سے آپ کے نام کو مشتق کیا ہے یہ حسن ہیں یہ حسین ہیں۔ میں محسن اور نیکی کرنے والا ہوں۔ اور مجھ سے احسان صادر ہوتا ہے۔ میں نے ان دونوں کے نام کو اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ یہ میری مخلوق کے بہترین لوگ ہیں۔ اور میری خلقت کے بزرگ افراد ہیں۔ ان حضرات کی وجہ سے میں لوگوں کو پکڑوں گا اور انہیں کی وجہ سے میں لوگوں کو ہر چیز عنایت کروں گا۔ انہیں لوگوں کی وجہ سے عذاب دوں گا اور انہیں کی وجہ سے لوگوں کا ثواب دوں گا۔ اے آدم اگر تمہیں کوئی معیبت لاحق ہو جائے تو انہیں کے ذریعہ میرا وسیلہ تلاش کرنا۔ ان کو اپنی شفاعت کرنے والا میں نے اپنی ذات پر قسم کھا رکھی ہے کہ جو شخص ان کے طفیل میرے پاس امید لے کر آئے گا میں اس کو کبھی نا امید نہیں کروں گا۔ ان کی وجہ سے میں کسی سائل کو خالی واپس نہ کروں گا۔ یہی سبب تھا کہ جب آدمؑ سے ترک اولیٰ صادر ہوا تھا۔ تو انہیں کے ذریعے آدمؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اور اللہ نے آدمؑ کی توبہ قبول کر کے آپ سے درگذر کیا تھا۔
(ینابیع المودۃ ص ۱۵۳ سطر ۱۴، کوکب دری ص ۱۹۳، مودۃ القربیٰ ص ۱۴۲ سطر آخر)

نکات

(۱) حضرت علی علیہ السلام کی روایت سے واضح ہوا کہ خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو خمسہ مطہرین کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ یہ میری مخلوق کے بہترین لوگ ہیں۔ ظاہر ہے کہ اصحاب ثلاثہ مخلوق خدا ہیں اور مخلوق خدا سے خمسہ مطہرین افضل ہیں۔ لہٰذا اصحاب ثلاثہ سے حضرت علی علیہ السلام افضل ہیں۔

(۲) اس حدیث کے بقیہ جملوں کے متعلق تحقیقی نکات مناقب حضرت علی علیہ السلام کے سلسلے کی دوسری جلد وسیلہ انبیاء میں تحریر کر دیے گئے ہیں۔

(۳) حضرت امام باقر علیہ السلام کی روایت سے واضح ہوا کہ حضرت علی علیہ السلام افضل امت محمد مصطفیٰ ہیں۔

عن الباقر قال ابانا عنی و علی افضلنا و اولنا و خیرنا بعد النبی

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت (من عندہ علم الکتاب) سے ہمیں لیا ہے اور علی رسول اکرم کے بعد ہم سے افضل، اولیٰ اور بہتر ہیں۔ (ینابیع المودت عربی ص ۸۴، اردو ص ۱۶۲)

اَفضَلُ الاَنَام

کوکب دری ص ۲۶۸ سطر ۳

زہرۃ الریاض اور احسن الکبار میں میثم تمار سے مروی ہے کہ ایک روز میں شہر کوفہ میں جناب امیر کی خدمت میں حاضر تھا۔ اور اصحاب کبار کی بھی ایک جماعت موجود تھی۔ یکایک ایک شخص قبائے خز پہنے اور زرد عمامہ سر پر باندھے اور ایک تلوار زیب کمر کیے آیا۔ اور بولا تم میں کونسا شخص ہے جس نے اپنی عمر میں میدان جنگ سے کبھی فرار نہیں کیا اور کمال اور ناموری میں سب سے فائق ہے۔ اور اس کی ولادت بیت اللہ میں ہوئی ہے۔ اور اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ میں درجہ اعلیٰ کو پہنچا ہوا ہے۔ اور تمام غزوات میں محمد مصطفیٰ کا ناصر و مددگار رہا ہے۔ اور عمرو عنتر کو قتل کیا ہے۔ اور در خیبر کو ایک حملے میں اکھاڑا ہے۔ امیر المومنین کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اے سعید بن الفضل بن الربیع وہ شخص میں ہوں۔ پوچھ لو جو کچھ پوچھنا چاہے۔ میں ہوں غم زدوں اور یتیموں کا ملجا و ماویٰ۔ اور اسیروں اور خستہ دلوں کا مرہم۔ میں ہوں وہ شخص کہ مجھ پر بلا ہائے عظیم وارد ہوں۔ اور بموجب حکم آیہ مجیدہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ (خدا صابروں کو دوست رکھتا ہے) میں ان بلاؤں پر صبر کروں۔ میں ہوں وہ شخص جس کے اوصاف توریت، انجیل، زبور اور فرقان میں مرقوم ہیں۔ میں ہوں قٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ میں ہوں صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْم اعرابی نے کہا۔ ہم کو ایسا معلوم ہوا ہے کہ تو رسول خدا کا وصی اور اولیاء اللہ کا پیشوا ہے۔ اور سید المرسلینؐ کے بعد زمین اور آسمان کی حکومت تیرے واسطے ہے۔ فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ سوال کر۔ جو کچھ تیرا جی چاہے۔ اعرابی نے کہا۔ میں ساٹھ ہزار مردوں کی طرف سے جن کو عقیمہ کہتے ہیں۔ ایلچی بن کر آیا ہوں۔ اور ایک مردہ لایا ہوں۔ جس کے قاتل میں اختلاف ہے۔ اگر آپ اس کو زندہ کردیں تو ہم کو تحقیقی طور پر معلوم ہو جائے کہ رسول خدا کے وصی اور اپنے دعوے میں بے ریا ہو۔ ابن میثم بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین نے مجھ سے فرمایا کہ ایک

اونٹ پر سوار ہو کر کوفہ کی گلی کوچوں میں منادی کر دے کہ جو کوئی ان کرامات کا جو حق تعالیٰ نے علی بن ابی طالب کو عطا فرمائی ہیں، مشاہدہ کرنا چاہے کل نجف میں جا کر حاضر ہو۔ میں نے حسب الارشاد تمام کوفے میں منادی کر دی۔ دوسرے روز صبح کی نماز سے فارغ ہو کر جنگل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اہل کوفہ آپ کی رکاب میں تھے۔ جب مقام مقررہ پر پہنچے۔ تو فرمایا اس اعرابی اور جنازے کو حاضر کرو۔ جب وہاں لا کر جنازے کا سر کھولا تو دیکھا کہ ایک جوان ہے۔ جو تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا ہے۔ سر کہیں ہے اور پاؤں کہیں۔ فرمایا اے اعرابی۔ اس کو قتل ہوئے کتنے دن گزرے ہیں۔ اس نے عرض کی۔ اکتالیس روز ہو چکے ہیں۔ فرمایا۔ اس کے خون کا طالب کون ہے۔ عرض کی قوم کے پچاس آدمی اس کے خون کے طالب ہیں۔ فرمایا۔ اس کو اس کے چچا نے قتل کیا ہے جس کا نام حریث بن حسان ہے۔ اس نے اپنی لڑکی اس سے بیاہی تھی۔ اس نے اس کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نکاح کر لیا تھا۔ اس وجہ سے قتل کیا گیا۔ اعرابی نے عرض کی۔ یا امیر المومنین! واقعہ قرابت کی صورت تو یہی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔ لیکن میں اس پر راضی نہ ہونگا۔ جب تک آپ اس کو زندہ نہ کر دیں گے۔ اس وقت آپ نے اہل کوفہ کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ اے اہل کوفہ بنی اسرائیل کی گائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم الانبیاء کے وصی سے بڑھ کر معظم اور مکرم نہیں ہے۔ کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت نے اس گائے کا ایک عضو اس مقتول پر لگایا۔ جس کو قتل ہوئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا۔ میں بھی اپنا ایک عضو اس مردے پر لگاتا ہوں۔ جو اس چیز سے جس کو بنی اسرائیل نے اس مقتول پر لگایا تھا۔ معزز اور مکرم ہے۔ یہ فرما کر اپنا دایاں پاؤں اس مقتول پر لگایا۔ قُم بِاِذنِ اللّٰہ یا مدرکہ بن حنظلہ بن عیشان اے مدرکہ بن حنظلہ بن عیشان اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ وہ جوان زندہ ہو گیا اور پکارا **لبیک لبیک یا حجتہ اللہ فی الایام و المنصور بالفضل فی الانام بعد رسول اللہ علیہ السلام** (حاضر ہوں حاضر ہوں۔ اے زمانہ کی حجت، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام مخلوقات میں افضل و اعلیٰ) امیر المومنین نے فرمایا۔ تجھ کو کس نے قتل کیا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ میرے چچا حریث بن حسان نے۔ جب لوگوں نے یہ عجیب و غریب واقعہ دیکھا۔ تو باآواز بلند امیر المومنین کی مدح و ثنا کرنے لگے۔ بعد ازاں حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اے اعرابی اور اے جوان اب تم جاؤ اور اپنی قوم کو اس چشم دید واقعہ کی خبر دو۔ انہوں نے عرض کی۔ یا امیر المومنین! ہم نے خدا سے عہد کیا

ہے کہ جناب کی خدمت سے جدا نہ ہوں گے۔ دونوں شخص خدمت اقدس میں رہے اور کسب فیوضات کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

مولف عرض کرتا ہے۔ وہ دونوں شخص امیرالمومنین کی خدمت میں سرفراز اور ممتاز رہے۔ اور بزبان نیاز اور بر لسان ایجاز اخلاص کا اعتقاد کا اظہار کرتے رہے۔ جیسا کہ ذیل کی غزل بے بدل میں اس کی تصویر دکھائی گئی ہے۔ جو قدوۃ المحققین شاہ طیب قدس سرہ (جو والدہ کی طرف سے چوتھی پشت میں اس فقیر کے جد ہوتے ہیں) کی تصنیف ہے۔

غزل

یا علی حب تست ردل ما — غیر ازیں نیست ہیچ حاصل ما

حق تعالی چو خلق ما میکرد — تخم مہر تو کاشت دردل ما

جاوداں خاک آستانہ تست — مسکن و مستقر و منزل ما

دست از دامنت رہا نہ کنیم — حل گرو زغیر مشکل ما

گرچہ ما نا فقیم یا حیدر — لطف تو کامل و مکمل ما

است طیب زنسل دُلِّ علی — کے بود ہر خبیث قاتل ما

اَفضَلُ اَبُوهُمَا

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا میرے پاس ابھی ابھی جبرئیل آئے ہیں اور انہوں نے مجھے بشارت دی ہے کہ بے شک حسنینؑ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان دونوں کے باپ ان سے افضل ہیں۔

تاریخ بغداد جلد ۱۰ ص ۲۴۰، المعجم الکبیر ص ۱۲۹، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۸۳، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۱۰۷، ذخائر العقبیٰ ص ۱۲۹

اَفضَلُھُم یَقِیناً

ینابیع المودت ص۱۰۵ سطر آخر

مناقب میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں زیادہ صلح جو زیادہ علم والا، زیادہ صحیح دین والا، زیادہ یقین والا، مکمل صبر والا، زیادہ سخی اور زیادہ بہادر دل والے علی ہیں اور وہ میری امت میں امام ہیں۔

اَفضَلُ النَّاسِ سَابِقَتَہٗ

ہاشم بن عتبہ نے کہا اے امیر المومنین آپ رحم کے لحاظ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زیادہ قریبی اور سب سے پہلے اسلام کا اعلان کرنے میں افضل ہیں۔ (کتاب الصفین ص۱۲۵، جمھرۃ الخطب جلد۱ ص۱۵۱)

عدی بن حاتم نے ایک دفعہ معاویہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم تمہیں اس عظیم ہستی کی طرف دعوت دیتے ہیں جو کہ سبقت در اسلام میں افضل اور آثار کے لحاظ سے اسلام میں احسن ہیں۔

کتاب الصفین ص۲۲۱، تاریخ طبری جلد۶ ص۲، شرح حدیدی جلد۱ ص۳۴۴، تاریخ کامل جلد۳ ص۱۲۴۔

اَفضَلُ الاَصدِقَاءِ

عن ابن عباس و ابی لیلی قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثتہ حبیب النجار مومن الیاسین الذی قال یا قوم اتبعو المرسلین و حزقیل مومن ال فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ و علی بن ابی طالب ہو افضلھم (اخرجہ النجاری عن ابن عباس و احمد عن ابی لیلی) ابن عباس اور ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے صدیق تین ہیں۔ اول حبیب النجار الیاسین (یعنی جناب عیسیٰ علیہ السلام کے حواریں) پر ایمان لانے والے جس نے کہ یہ کہا تھا اے میرے قوم کے لوگو نبیوں کے متابعت کرو۔ اور فرعون کے گروہ سے ایمان لانے والا حزقیل جس نے یہ کہا تھا کہ اے لوگو تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا پالنے والا خدا ہے۔ اور علی بن ابی طالب کہ ان سے افضل ہے۔

ارجح المطالب ص ۲۴ سطر ۱۰ ' تفسیر کبیر جلد ۲۷ ص ۵۷ سطر ۱۰ ' ذخائر العقبٰی ص ۵۶ سطر ۱۵ ' صواعق محرقہ ص ۱۲۵ سطر ۵ ' مشارق الانوار ص ۱۱۰ ' السیف الیمانی ص ۴۹ ' اتحاف زبیدی ص ۱۵۶ ' مناقب عینی ص ۱۶ ' روضتہ الندیہ ص ۴ ' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۳ سطر آخر ' مناقب خوارزمی ص ۲۱۹ سطر ۱۲ ' درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۲ سطر ۱۸ ' کفایتہ الطالب ص ۴۷ ' شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۲۲۳ ' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۲ ' حدیث ۲۵۱۹ ' تاریخ خمیس جلد ۲ ص ۲۸۵ ' شمس التواریخ جلد ۴ ص ۶۹۷ سطر آخر ' تذکرہ الخواص ص ۳۱ ' جمع الجوامع ص ۱۵۲ ' ینابیع المودت ص ۱۰۱ ' شرح حدیدی جلد ۲ ص ۴۵۱ ' الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۴۹ سطر ۸ ' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۱ سطر ۱ ' الفتح الکبیر ص ۲۰۲

اَفضَلُ رِجَالِ العَالَمِین

کوکب دری ص ۱۸۲ سطر آخر

جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ میرے زمانہ میں جملہ عوالم کے مردوں سے بہتر افضل علی ہیں۔ اور اولین و آخرین کی عورتوں سے جملہ عوالم کی عورتوں میں سے بہتر اور افضل فاطمہ ہیں۔

اَفضَلُ الوَصِیّین

کوکب دری ص ۱۹۳ سطر ۱۸ ' مقتل خوارزمی ص ۹۶ ' ینابیع المودت ص ۷۹ سطر ۱۷

عمر ابن خطاب سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ سلمان کا ہم سے گزر ہوا وہ کسی بیمار کی عیادت کو جا رہے تھے اور ہم ایک حلقہ میں بیٹھے تھے اور ہم میں ایک شخص موجود تھا۔ اس نے کہا اگر تم چاہو تو میں تم کو ایک ایسے شخص کا پتہ بتا دوں جو امت کے پیغمبر کے بعد اس امت میں سب سے بہتر ہے اور ان دو مردوں عمر اور ابوبکر سے افضل ہے۔ پس سلمان نے اٹھ کر کہا خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو میں اس شخص کی خبر دوں جو نبی کے بعد اس امت میں سب سے بہتر اور عمر و ابوبکر سے افضل ہے۔ بعد ازاں چل دیے۔ پس کسی شخص نے ان سے کہا اے عبداللہ تم نے کیا کہا اور کہاں سے کہا۔ جواب دیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ جناب سکرات موت میں مبتلا تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول

اللہ کیا آپ نے کسی کو اپنا وصی مقرر فرمایا ہے۔ فرمایا۔ سلمان کیا تجھ کو معلوم ہے کہ انبیاء کے وصی کون کون ہیں؟ میں نے عرض کی خدا اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا آدم نے شیث کو اپنا وصی بنایا۔ اور شیث ان سب سے بہتر تھا جو آدمؑ کے بعد اس کی اولاد سے باقی

اَفضَلُ المَدِینَہ

الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۰۹ سطر ۲، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۶ سطر ۲ پر تحریر ہے۔

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم یہ بیان کرتے تھے کہ تمام اہل مدینہ سے حضرت علی علیہ السلام افضل ہیں۔

اَقدَمُ النَّاسِ سِلماً" روایت معقل بن یسار

عن معقل بن يسار وضئت النبي صلى الله عليه وسلم ذات يوم فقال هل لك في فاطمة تعودها فقلت نعم فقام متوكئا علي حتى دخلنا عليهما فقال كيف تجدينك قالت و الله اشتد حزني و اشتد فاقتي فقال اما ترضين اني زوجتك اقدم امتي سلما و اكثرهم علما و اعظمهم حلما (اخرجه احمد في المناقب) معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرایا آپ نے مجھے ارشاد کیا تیرا ارادہ ہے کہ ہم فاطمہ کی عیادت کے لیے چلیں میں نے عرض کیا بہتر ہے۔ حضرت مجھ پر تکیہ لگا کر اٹھے اور جناب فاطمہ کے پاس گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاطمہ تمہاری یہ کیا حالت ہے۔ عرض کیا واللہ مجھ پر غم کا غلبہ ہے اور فاقوں نے ستایا ہے حضرتؐ نے ارشاد کیا۔ کیا تم راضی نہ ہوتے ہو کہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے کہ میری تمام امت میں اسلام لانے میں مقدم ہے اور سب سے زیادہ علم اور سب سے زیادہ حلم والا ہے۔

ارجح المطالب ص ۴۹۶ سطر ۱۲، تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۲۳۲، شرح حدیدی جلد ۳ ص ۲۵۷، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۱، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳، حدیث ۲۵۴۲، اتحاف زبیدی جلد ۸ ص ۲۲۷، فتح الملک العلی ص ۳۸، مسند حنبل جلد ۵ ص ۲۶، العثمانیہ للجاحظ ص ۲۸۹، ذخائر العقبیٰ ص ۷۸، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۳، نظم درر السمطین ص ۱۸۸، استیعاب جلد ۳ ص ۳۶، المرقات جلد ۵ ص ۵۶۹، سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۲۵۸، سیرت دحلانیہ جلد ۱ ص ۱۸۸، مناقب خوارزمی ص ۵۸ سطر ۵، اسد الغابہ ص ۵۲ جلد ۵، تاریخ ذہبی جلد ۲ ص ۱۹۵، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۱، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۸، احسن الانتخاب ص ۳۸ سطر ۵

روایت انس بن مالک

عن انس قال لمازوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ امرھم ان یجھز و ھا فجعل لھا سریر اوو سادۃ من ادم حشوھا لیف و قال زنی ابنتی الی علی و امرہ ان لا یجعل علیھا حتی اتیھا فجاء ت مع ام ایمن حتی قعدت فی جانب البیت فلما صلی العشاء اقبل برکوۃ فیھا ماء فتل فیھما فقال لفاطمۃ تقدمی فتقدمت و نضح بین ثدیھا و علی راسھا و قال اللھم انی اعیذک و ذریتھا من الشیطان الرجیم ثم قال ھا ادبری فادبرت فصب بین کتفیھا و قال اللھم انی اعیذ بک و ذریتھا من الشیطان الرجیم ثم قال تقدم یا علی و صب علی راسہ و بین حلییہ ثم قال اللھم انی اعیذ بک و ذریتہ من الشیطان الرجیم ثم قال ادبر فادبر فصبہ بین کتفیہ و قال اللھم انی اعیذ بک و ذریتہ من الشیطن الرجیم فقال لعلی ادخل باھلک بسم اللہ الرحمن الرحیم فبکت فاطمۃ فقال ما یبکیک و قد زوجتک اقدمھم سلما و احسنھم خلقا فخرج و غلق علیھما الباب بیدہ (اخرجہ احمد و ابو حاتم و النسائی و ابو البخیر الحاکمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا عقد کر دیا لوگوں کو ان کے جہیز کی تیاری کا حکم دیا ان کے لیے ایک تخت اور ایک بچھونا چمڑے کا لیف خرما سے بھرا ہوا بنایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میری بیٹی کو علی کے لیے زینت دو اور جناب علی کو کہلا بھیجا کہ جب جناب فاطمہ پہنچیں تو تعجیل نہ کرے۔ پس جناب سیدہ ام ایمن کے ساتھ جناب علی کے گھر میں تشریف لے گئیں اور گھر میں ایک طرف بیٹھ گئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک لوٹا لے کر تشریف لائے اور اس میں اپنا لعاب دہن مبارک سے ڈالا اور جناب فاطمہ سے کہا آگے آؤ وہ آگے گئیں حضرت نے ان کی چھاتی پر سر مبارک پر اس پانی کی چھینٹے دیے اور دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر ان سے کہا لوٹو وہ لوٹیں اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دے کر دعا کی اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر جناب علی سے کہا یا علی آگے آؤ وہ آگے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چھاتی اور سر اقدس پر اس پانی کے چھینٹے دیے اور دعا کی اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر ان سے کہا لوٹو وہ لوٹے اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان میں پانی کے چھینٹے دے کر فرمایا اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر جناب علی سے کہا اب آپ اپنے اہل کے پاس تشریف لے جائیں ساتھ نام اللہ مہربان اور رحم کرنے والے کے پس جناب فاطمہ رونے لگیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا فاطمہ تم کیوں روتی ہو میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے اور سب سے اچھے خلق والا ہے۔ یہ فرما کر آنحضرتؐ باہر تشریف لے آئے اور اپنے ہاتھ سے ان کا دروازہ بند کر دیا۔

اَفضلُ النّاسِ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ ایک روز جناب رسالت مآبؐ نے مہاجرین و انصار کے روبرو حضرت علیؑ سے متوجہ ہو کر فرمایا: اے علی! اگر ایک شخص خدا کی اتنی عبادت کرے جتنا کہ اس کا حق ہو پھر تمہارے اور تمہارے اہل بیت کے تمام لوگوں سے افضل ہونے

میں شک کرے تو وہ جہنم میں جائے گا۔

مودت القربیٰ ص ۶۵' کوکب دری ص ۱۸۳'

روایت حضرت امام محمد باقر

افضل رجال العالمین

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مردوں سے افضل میرے زمانے میں علیؑ ہیں اور تمام عالم کی زنان اولین و آخرین سے بہتر فاطمہؑ ہیں۔

مودت القربیٰ ص ۶۵' ینابیع المودت ص ۲۵۳' کوکب دری ص ۱۸۲' قضات قرطبہ ص ۲۵۸ جلد ۳

افضلتهم حالته

افضل عشیرتہ

حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جب کسی نبی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نبی کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں میں افضل ترین فرد کے متعلق وصیت کرے۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم اپنے چچا زاد بھائی علیؑ کے متعلق وصیت کرو۔ میں نے اس بات کو گزشتہ کتب سماویہ میں لکھ دیا ہے اور میں نے ان کتب میں تحریر کر دیا ہے کہ علیؑ تمہارے وصی ہیں۔ میں نے اس بات کا مخلوق سے اپنے انبیاء اور رسولوں سے میثاق لیا ہے۔ اے محمدؐ میں نے ان تمام لوگوں سے اپنی ربوبیت' تمہاری نبوت اور علیؑ کی ولایت اور وصایت کا میثاق و عہد لیا ہے۔

ینابیع المودت ص ۶۸ سطر ۲

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت و من عنده علم

الکتاب سے ہمیں مراد لیا ہے اور حضرت علی علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم سے افضل، اولیٰ اور بہتر ہے۔

ینابیع المودت ص ۸۴ سطر ۹

اَفضَلُ الاَوصِیاء

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چاہے کہ رحمت خدا میں شام کرے اور رحمت خدا میں صبح کرے (یعنی صبح و شام رحمت خدا اس کے شامل حال رہے) پس اس امر کی بابت اس کے دل میں کسی طرح کا شک ہرگز داخل نہ ہو۔ کہ ذریت طاہرہ سب ذریتوں سے افضل ہے۔ اور میرا وصی تمام اوصیاء سے بہتر اور برتر ہے۔

مودت القربیٰ ص ۲۹ سطر ۷

اَفضَلُھُم حِلماً

اَفضَلُھا جِھاداً

حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کو ایک خط میں واضح کیا کہ امور امت کا میں سب سے زیادہ حق دار میں ہوں۔ کیونکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ قریبی ہوں۔ کتاب خدا کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ دین کا سب سے زیادہ فقیہ ہوں۔ سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں اور جہاد کے لحاظ سے سب سے افضل ہوں۔

کتاب الصفین ص ۱۴۸

روایت بریدہ

عن بریدة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قم بنا یابریدة نعود فاطمة ان نخلنا علیہا ابصرت ابلہا سحت عینا ھا قاما یبکیک یا بنتی قالت قلة الطعم و کثرة الھم و شدة السقم قال لھا اما و اللہ ما عنداللہ خیر مما ترغبین الیہ یا فاطمة اما ترضین انی زوجتک خیر امتی مھم سلما و اکثر ھم علما و افضلھم حلما و اللہ ان ابنتک سیدا شباب اھل الجنة (اخرجہ الخوارزمی) بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خواجہ ہردو سرا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ارشاد فرمانے لگے اے بریدہ اٹھو ہمارے ساتھ چل کہ جناب سیدہ علیہا السلام کی بیمار پرسی کریں جب ہم ان کے پاس گئے اور انہوں نے ہم کو دیکھا تو بے اختیار رونے لگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی تم کو کس بات نے رلایا ہے عرض

رنے لگیں کھانے کے نہ ہونے نے اور غم کی کثرت نے اور بیماریوں کی شدت نے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد یا واللہ جو خدا کے پاس ہے کیا وہ بہتر نہیں اس چیز سے کہ جس کی تم یا فاطمہ رغبت کرتی ہو۔ تم راضی نہیں ہوتیں کہ ہم نے تم کو ایسے شخص کی زوجہ بنایا ہے جو میری تمام امت سے بہتر ہے اور اسلام لانے میں ان سب سے مقدم ہے اور ان سب سے زیادہ عالم ہے اور ازروئے حلم سے افضل ہے واللہ بے شک تیرے دونوں بیٹے جوانان جنت کے سردار ہیں۔

ارجح المطالب ص ۱۳۵ سطر آخر' تاریخ دمشق ص ۲۴۲' فتح الملک العلی ص ۳۹' مناقب خوارزمی ص ۵۸ سطر ۵' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳' احسن الانتخاب ص ۳۷ سطر آخر

روایت عبداللہ بن مسعود

شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۵۶۷

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تم سب میں سب سے پہلے علی نے اسلام کا اعلان کیا۔ تم سب میں وافر ایمان والے ہیں۔ تم سب میں زیادہ علم والے' تم سب میں حلم کی طرف راجح اور اللہ کی ذات کے بارے میں تم سب میں سخت علی ہیں۔ انہیں میں نے خود علم کی تعلیم کی۔ انہیں میں نے اپنے راز سپرد کئے۔ یہ علی میرے اہل ہیں۔ میرے خلیفہ اور میری امت میں میرے امین ہیں۔ بے شک علی کو میرے بارے میں آزمایا گیا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **فستبصرون یبصرون بایکم المفتون** (شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۲۶۷)

حضرت عائشہ کی روایت تاریخ دمشق کی جلد ۱ ص ۲۴۴ پر ہے۔

اسماء بنت عمیس کی روایت تاریخ دمشق کی جلد ۱ ص ۲۴۵' استیعاب کے ص ۴۶۰ پر ہے۔

ابو اسحاق کی روایت کنز العمال جلد ۱۲ ص ۲۰۵' المصنف صعفانی جلد ۵ ص ۴۹۰' اسد الغابہ جلد ۵ ص ۵۲' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۱ سطر آخر' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۸ پر ہے۔

سدی کی روایت العثمانیہ کے ص ۲۹۰ اور شرح حدیدی کی جلد ۳ ص ۲۵۷ پر ہے۔

ابن عباس' ابو سعید خدری اور ابو ایوب انصاری کی روایات پہلے باب مختار اھل الارض میں تحریر کی جا چکی ہیں۔

ابو سعید خدری کی روایت باب مختار اھل الارض میں گذر چکی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب کی روایت آئندہ خصائص ثلاثہ میں آئے گی۔

روایت حضرت علیؑ مقاتل بن سلیمان

ینابیع المودت ص ۱۳۸ سطر ۱۱، مناقب خوارزمی ص ۲۳۹ سطر ۱۰ پر ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ تم کو مجھ سے وہی مرتبہ حاصل ہے جو حضرت شیثؑ کو حضرت آدمؑ سے حاصل تھا اور سام کو حضرت نوحؑ سے، اسحاقؑ کو ابراہیمؑ سے، اور ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے اور حضرت شمعونؑ کو حضرت عیسیٰؑ سے حاصل تھا۔ اے علیؑ تم میرے وصی ہو۔ تم میرے وارث ہو، تم سب لوگوں میں صلح میں بڑھے ہوئے ہو۔ علم کے لحاظ سے زیادہ ہو۔ صبر کے لحاظ سے سب سے زیادہ صبر کرنے والے ہو۔ دل کے زیادہ بہادر ہو۔ ہاتھ کے لحاظ سے زیادہ سخی ہو۔ تم میری امت کے امام ہو۔ تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔ تیری محبت کی وجہ سے نیک لوگ بدکار لوگوں سے جدا ہوتے ہیں۔ اور تمہاری محبت مومنین، منافقین اور کفار کے درمیان تمیز کا باعث ہے۔

"اقدمهم ایمانا"

ینابیع المودت ص ۲۴۵ سطر ۵ پر ہے۔

مالک اشتر نے شامیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کا کہ جس نے ہمارے درمیان اپنے نبی کے ابن عم کو موجود کر دیا۔ جس نے سب لوگوں سے ایمان لانے میں سبقت کی اور اسلام قبول کرنے میں پہل کی۔ آپ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں پر مسلط کر دیا ہے۔ میری طرف دیکھو اور میری پیروی کرو۔ ان (شامیوں) کے قدموں جا پہنچو۔

پھر جناب اشتر نے شامیوں پر حملہ کر دیا۔ آپ نے ان سے سخت لڑائی کی۔ راوی کا بیان ہے کہ شامیوں کے ایک آدمی نے نکل کر آواز دی۔ اے ابو الحسنؑ اے علی میرے سامنے

تشریف لایئے۔ حضرت علی اس کے سامنے آئے اور اس شخص نے عرض کیا اے علی آپ کو اسلام لانے اور ہجرت کرنے میں سبقت کا درجہ حاصل ہے۔ آپ واپس عراق نہیں تشریف لے جاتے اور ہم لوگ واپس شام کی طرف چلے جاتے ہیں تاکہ جنگ و قتال ٹھنڈا ہو جائے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا میرے لئے جنگ کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے اور میں جنگ کے چھوڑنے کو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی رو سے جس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا تھا' کفر خیال کرتا ہوں۔ جو اپنے اولیاء سے اس بات پر راضی نہیں کہ صفحہ زمین پر ایک قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی رہے۔

روایت عبداللہ بن عیاش

بیان الامراء میں ہے۔ عبداللہ ابن ربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے اندر علم کی پوری پختگی اور مضبوطی تھی اور آپ تمام عشرہ مبشرہ میں تقدم تقدم اسلام اور دامادی رسول خدا اور متعہ فی السنت اور جرأت جنگ اور سخاوت فی المال کی وجہ سے افضل ہیں۔

اکثرُ الاُمّتِ عِلما"

پہلے باب اقدم الناس سلما" میں حضرت معقل بن یسار' حضرت انس بن مالک بن جریدہ' حضرت عائشہ' حضرت اسماء بنت عمیس' حضرت ابو اسحاق' حضرت سدی' حضرت ابو ایوب انصاری' حضرت ابو سعید خدری اور حضرت عمر بن خطاب کی روایات مع حوالہ جات گزر چکی ہیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا کہ میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو تمام صحابہ میں زیادہ علم والے تھے۔

اکثرُھُم حِلما"

ارجح المطالب ص ۹۹۴ پر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ وہ تمام لوگوں میں زیادہ حلم والے ہیں۔

اَوفرُھم حِلماً

حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے علی تم تمام صحابہ میں مصیبتوں پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے ہو۔ (ینابیع المودت ص ۴۸ مناقب خوارزمی ص ۲۳۹ سطر ۱۰)

اَشجعُھم قَلباً

حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے علی تم تمام صحابہ میں مضبوط اور بہادر دل والے ہو۔ (مناقب خوارزمی ص ۲۳۹ ینابیع المودت ص ۱۳۸)

اَسخاھُم کَفّاً

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا اے علی تم ہاتھ کے لحاظ سے سب سے زیادہ سخی ہو یعنی کھلے ہاتھ والے ہو۔ (مناقب خوارزمی ص ۲۳۹ سطر ۱۰، ینابیع المودت ص ۱۳۸)

اَعظمُ النَّاسِ حِلماً

حضرت ابو ایوب انصاری کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے متعلق فرمایا کہ وہ حلم کے لحاظ سے عظیم ہیں۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳، حدیث ۲۵۴۱، مناقب ابن مغازلی ص ۱۰۱، مناقب خوارزمی ص ۶۳ سطر ۲، صواعق محرقہ ص ۱۶۵ سطر ۱۹

اعظمُ عِندَ اللّٰہِ مَرتَبَۃً

عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی تخصم الناس بسبع و لا یحاجک احد من قریش انت اولھم ایمانا باللہ و اوفاھم بعھد اللہ اقومھم بامر اللہ و اقسمھم بالسویۃ و اعدلھم فی الرعیۃ و ابصر ھم بالقضیۃ و اعظمھم عند اللہ (اخرجہ الحاکمی و الدیلمی) معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ جناب علی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سات باتوں میں لوگوں سے جھگڑو گے اور قریش سے کوئی ایک تجھ سے نہیں مخاصمت کر سکے گا تم ان میں سے اللہ پر پہلے ایمان لانے والے ہو۔ اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے حکم کے ساتھ قیام کرنے والے ہو۔ اور ان سب سے زیادہ پوری تقسیم کرنے والے ہو۔ اور ان سب سے رعیت کے ساتھ زیادہ عدل کرنے والے ہو اور ان سب سے زیادہ فیصلہ کو جاننے والے ہو اور تم ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والے ہو۔

ارجح المطالب ص ۱۵۱ سطر ۱۸' حلیتہ الاولیاء جلد ا ص ۶۵ سطر آخر' مناقب خوارزمی ص ۶۱ سطر ۱۵' ص ۹۸ سطر آخر' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۸ سطر ۱۳' ذخائر العقبیٰ ص ۸۳ سطر ۱۹' لسان المیزان جلد ۲ ص ۱۹ سطر ۱۳' مقاصد حسنہ ص ۴۷' تاریخ دمشق جلد ا ص ۱۱۷' اہل البیت ابو علم ص ۲۲۹' ینابیع المودت ص ۱۷۵ سطر ۹' فضائل چہار یار ص ۱۱۶ سطر ۱۱' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶' حدیث ۲۶۱۳' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۴ سطر ۲' مناقب ابن مغازلی ص ۱۰۲ سطر ۶' ص ۲۹۵ سطر ۳

روایت حضرت جابر

(ا) عن جابر بن عبداللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اتاکم اخی ثم التفت الی الکعبۃ فضربھا بیدہ ثم قال و الذی نفسی بیدہ انا و ھذا و شیعتہ ھم الفائزون یوم القیامۃ ثم قال انہ اولکم ایمانا معی و اوفاکم بعھد اللہ و اقومکم با مر اللہ و اعدلکم فی الرعیۃ و اعظمکم عند اللہ لویۃ و اقسمکم بالسویۃ قال و نزلت ھذہ الایۃ ان الذین امنو و عملو الصالحات اولئک ھم خیر البریہ قال فکان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقبل علی قالوا قد جاء خیر البریہ (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب و ابن عساکر و السیوطی فی الدر المنثور) جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے حضرت نے ہم سے ارشاد کیا تمہارے پاس میرا بھائی آ رہا ہے پھر آپ نے کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر اس پر ہاتھ مارا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں اور یہ اور اس کے شیعہ قیامت کے روز بس یہی لوگ جنت تک پہنچنے والے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ بہ تحقیق یہ تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے۔ اور تم سب سے زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والا ہے۔ اور خدا کے حکم پر تم سب سے زیادہ رعیت کے حق میں عدل کرنے والا ہے۔ اور تم سب سے اللہ کے نزدیک زیادتی والا ہے۔ اور تم سب سے زیادہ پورا تقسیم کرنے والا ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی کہ بے شک جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب خلقت سے بہتر ہیں۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر جبکہ جناب امیر تشریف لاتے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہتے کہ جو سب خلقت سے بہتر ہیں وہ تشریف لا رہے ہیں۔

ارجح المطالب ص۸۱ سطر۹، فتح البیان جلد۱۰ ص۳۲۳، مناقب خوارزمی ص۹۸ سطر آخر، فتح القدیر ص۴۶۴ جلد۵، درمنثور جلد۶ ص۳۷۹، کفایۃ الطالب ص۱۱۸، شواہد التنزیل جلد۲ ص۳۶۱ ینابیع المودت ص۵۱ سطر۱۶، انتھاء الافہام ص۱۷، احسن الانتخاب ص۳۴ سطر۱۹

روایت حضرت عمر بن خطاب

عن عمر بن الخطاب قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک اول المومنین معی ایمانا و اعلمھم بایات اللہ واوفاھم بعھد اللہ بالرعیۃ و اقسمھم بالسویۃ و اعظمھم عند اللہ منزلۃ (اخرجہ احمد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تم سب مومنوں سے پہلے میرے ساتھ ایمان لانے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کی آیتوں کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے رعیت کے ساتھ زیادہ مہربانی کرنے والے ہو اور ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہو۔

ارجح المطالب ص۱۳۹ سطر۲۱، کنز العمال جلد۶ ص۳۹۳ حدیث ۶۰۱۵، النقض علی العثمانیہ جلد۱ ص۲۹۲، تاریخ دمشق جلد۱ ص۱۱۷، شرح حدیدی جلد۳ ص۲۵۸

اَعظَمُھُم منزِلَۃً

عن الشعبی قال بینما ابوبکر جالس اذ طلع علی فلما راٰہ قال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابتہ و افضلھم منزلۃ و افضلھم حالۃ و اعظمھم عنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینظر الی ھذا الطالع و اشار الی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن السمان و الدار قطنی) شعبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے۔ جب انہوں نے جناب علی کو دیکھا تو کہنے لگے جو شخص کہ خوش ہوتا ہو کہ ایسے آدمی کو ۔ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قرابت والے اور سب سے بڑے منزلت والے اور سب افضل حالت والے اور سب لوگوں سے بڑے رتبہ والے کو دیکھنا چاہتا ہو تو اس آنے والے کو دیکھے اور جناب علی بن ابی طالب کی طرف اشارہ کیا۔

ارجح المطالب ص۳۰۳، مناقب خوارزمی ص۹۷، کنز العمال جلد۶ ص۳۹۳ حدیث ۶۰۱۲، ینابیع المودت ص۲۴۷، وسیلۃ النجات ص۱۳۴، نظم درر السمطین ص۱۲۹، کوکب دری ص۲۶۰، صواعق محرقہ ص۱۷۷ سطر۲۶، منتخب کنز العمال جلد۵ ص۴۴ سطر۱

اَعظَمُھُم عَنَّا عِندَ رَسُولِ اللّٰہِ

شعبی کی مذکورہ روایت میں یہ جملہ موجود ہے۔

اَعظَمُ الرِّجَالِ

باب افضل البشر میں حضرت شعبی کی روایت میں یہ جملہ موجود ہے۔

اَعظَمُ المُسلِمِینَ حِلماً

حضرت نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ میں نے تمہاری شادی ایسے مرد سے کی ہے جو کہ حلم کے میدان میں سب سے عظیم ہے۔ (ینابیع المودت ص ۱۶۵ سطر ۲)

اَعظَمُهُم حِلماً

حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ میں نے تیری شادی ایسی عظیم ہستی سے کی ہے جو کہ تمام صحابہ میں حلم کے لحاظ سے عظیم ہے۔

ینابیع المودت ص ۱۲۹، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳، حدیث ۲۵۴۱، مناقب ابن مغازلی ص ۱۰۱، مناقب خوارزمی ص ۶۳ سطر ۲، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۲۶ سطر ۳، مقتل خوارزمی ص ۶۶، صواعق محرقہ ص ۱۶۵ سطر ۱۹، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۱، ذخائر العقبیٰ ص ۱۲۵

اَعظَمُ النَّاسِ حُبّاً

عن الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب اعلم الناس باللہ و اعظم الناس حبا و تعظیما لا ھل لا الہ الا اللہ (اخرجہ ابو نعیم فی فضائل الصحابہ) جناب حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ خواجہ ہر دو سرا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ علی بن ابی طالب تمام لوگوں سے خدا کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہیں اور سب لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے زیادہ تعظیم اور محبت کے لائق ہیں۔

ارجح المطالب ص ۱۳۲ سطر ۱۷، کنز العمال جلد ۶ ص ۲۱۲، مناقب عینی ص ۶۰

اَعظَمُ النَّاسِ حُبّاً

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تم تمام لوگوں سے خدا کو زیادہ جاننے والے ہو اور سب لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں میں زیادہ تعظیم و محبت کے لائق ہو۔

مناقب عینی ص ۶۰، کنز العمل جلد ۲ ص ۲۰۲

اَحسَنُهُم خُلقاً

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ سے فرمایا کہ میں نے تمہاری شادی اس سے کی ہے جو اخلاق کے لحاظ سے سب سے اچھا ہے۔ (الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۸۲)

اَعدَلُ النَّاسِ فِي الرَّعِيَّةِ

حضرت معاذ بن جبل اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری نے الگ الگ روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تمام صحابہ میں رعیت کے ساتھ عدل کرنے والے علی ہیں۔

حلیتہ الاولیاء جلد۱ ص ۶۵، مناقب خوارزمی ص ۶۶، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۸، ذخائر العقبیٰ ص ۵۹، لسان المیزان جلد ۲ ص ۱۹ سطر ۱۳

اَقسَمُهُم بِالسَّوِيَّةِ

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر اور حضرت معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ پوری تقسیم کرنے والے حضرت علی ہیں۔

ینابیع المودت ص ۱۷۵ سطر ۶' اہل بیت ابو علم ص ۲۲۹' تاریخ دمشق جلد ا ص ۱۱۷' مقاصد حسنہ ص ۷۲' لسان المیزان جلد ۲ ص ۱۹ سطر ۱۳' ذخائر العقبٰی ص ۵۹' الریاض النضرۃ جلد ۲ ص ۱۹۸'
حلیتہ الاولیاء جلد ا ص ۶۵

اَطْرَحُ نَفْسَهُ فِي مُتْلَف

عن ابن عباس و قد سالہ رجل اکان علی یباشر القتال بنفسہ یوم صفین فقال ما رایت رجلا اطرح لنفسہ فی متلفت من علی و لقد کنت اراہ یخرج حاسر الراس بیدہ عمامتہ و بیدہ السیف (الریاض النضرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کیا جناب امیر حرب صفین میں بذات خود بھی لڑتے تھے ابن عباس کہنے لگے میں نے ان کی مانند کسی کو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں ان کو دیکھا کرتا تھا کہ لڑائی میں ننگے سر نکلا کرتے تھے ایک ہاتھ میں عمامہ ہوا کرتا تھا ایک ہاتھ میں شمشیر۔

جناب امیر کی تلوار کی کاٹ کی نسبت صاحب حیوۃ الحیوان نقلا درۃ الغواص میں لکھتا ہے و کانت ضربات علی ابکارا ذا اعتلا قدو اذا اعترض قط یعنی جناب امیر کی ضربیں ایک بار ہی پورا کاٹ ڈالنے والی تھیں اگر سر پر پڑتی تھیں تو نیچے تک تسمہ لگا باقی نہ چھوڑتی تھیں اور اگر کروٹ پر پڑتی تھیں تو دوسرے کروٹ تک صاف کاٹ جاتی تھیں۔

ارجح المطالب ص ۲۲۹ سطر ۱۷ پر تحریر ہے۔

اَقْوَمُهُم بِاَمْرِ اللّٰہِ

حضرت معاذ بن جبل حضرت جابر بن عبداللہ انصاری اور حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام صحابہ کرام میں خدا کے حکم کے ساتھ قیام کرنے والے علیؑ ہیں۔

لسان المیزان جلد ۲ ص ۱۹ سطر ۱۳' المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۶' استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۰' کنز العمال جلد ۲ ص ۱۵۶' حدیث ۲۴۰۹' حلیتہ الاولیاء جلد ا ص ۶۵' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۸

اَقْضٰی اُمَّتِی

عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اقضی امتی علی بن ابی طالب (المصابیح) انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری امت میں زیادہ قضا والا علی بن ابی طالب ہے۔

ارجح المطالب ص ۱۵۱ سطر ۴' ینابیع المودت ص ۱۷۵ سطر ۶' کوکب دری ص ۱۵۸' مناقب میتو ص ۳۹' الریاض النفوس جلد ۱ ص ۱۲۱' مقاصد حسنہ ص ۷۲' ذخائر العقبیٰ ص ۸۳ سطر ۱۶' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۸ سطر ۸' مظاہر حق جلد ۴ ص ۶۹۵ سطر ۱۹' منصب امامت ص ۹۳ سطر ۳' المعجعہ الصغیر ص ۱۱۵ سطر ۵' صواعق محرقہ ص ۷۹ سطر ۱۰' الشرف المئوبد ص ۱۱۳ سطر ' اربعین رازی ص ۲۴۴ سطر ۱۰' مفتاح کنوز السنتہ ص ۳۳ سطر ۱۹' شرح حدیدی ص ۶ سطر ۲۵ جلد ۱

روایت حضرت ابو سعید خدری

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقضی بعدی علی بن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا تھے میرے بعد میری امت میں علی بن ابی طالب زیادہ قضا والا ہے۔

ارجح المطالب ص ۱۵۱ سطر ۷' مناقب خوارزمی ص ۴۱ سطر ۱۲' کوکب دری ص ۱۵۸ سطر ۱۹

اَقضَی النَّاسِ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ سب لوگوں سے زیادہ صحیح فیصلے کرنے والے علی ہیں۔ (المستصطفیٰ ص ۱۴۷)

اَقضَاکُم عَلِیٌّ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ تم میں سب سے زیادہ صحیح فیصلے کرنے والے علیؑ ہیں۔

المحاضرات جلد ۴ ص ۴۷۹' تاریخ خمیس جلد ۱ ص ۲۳' شرح حدیدی جلد ۱ ص ۶ سطر ۲۵' مرات الجنان جلد ۱ ص ۱۱۰' احسن التفاسیر ص ۱۲۷' مدارج النبوت ص ۵۰۲' الجواہر المضیہ جلد ۲ ص ۵۲۴' مناقب عینی ص ۱۶' الشرف المئوبد ص ۱۱۲ سطر ۴' تاریخ ابن وردی جلد ۱ ص ۲۲۲' التبصرہ ص ۱۶۱' استیعاب جلد ۳ ص ۳۸' مواقف جلد ۳ ص ۲۷۶' مطالب السئول ص ۲۳' تمیز الطیب ص ۲۵' کفایت الشنقیطی ص ۴۶' صواعق محرقہ ص ۱۲۳ سطر ۴' شرح مقاصد حسنہ ص ۲۱۹' المستقصی

ص ۷۳۲، وسیلتہ النجات ص ۹۲، المقاصد الحسنہ ص ۷۲، اربعین رازی ص ۴۶۶ سطر ۱۰، الفصول المہمہ ص ۱۷ سطر ۹، حبیب السیر جلد ۲ جزا ص ۹ سطر ۱۸، معارج النبوت جلد ۴ ص ۳۱۹ سطر ۲۲، نور الابصار ص ۷۰ سطر ۱۳، اسعاف الراغبین ص ۱۲۴ سطر ۱۲، صواعق محرقہ ص ۱۲۳ سطر ۴

اَقضاهُم عَلِیٌّ

حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ان سب میں بڑا قاضی علی ہے۔

منصب امامت ص ۹۳ سطر ۳، صواعق ص ۷۹ سطر ۱۴، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۶۱ حدیث ۲۷۱۱، مصابیح السنہ ص ۲۰۳، بطاوس الفقراء ص ۱۲۰، فتح الباری جلد ۸ ص ۱۳۶، اللمع ص ۱۲۰، استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۴، مشکوٰۃ ص ۵۶۶ سطر ۱۹، الدرر المنتشرہ ص ۷۱ سطر ۴، مطالب السئول ص ۷۵ سطر آخر

اَقضٰی اَهلِ المَدِینَۃ

قال عبداللہ بن مسعود: اقضی اهل المدینۃ علی بن ابی طالب

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ تمام مدینے والوں میں سب سے زیادہ صحیح فیصلے کرنے والے علی ہیں۔

اخبار القضاۃ ص ۸۹ جلد ا، المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۵ سطر ا، سطر ۶، استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۴ سطر ۲ آخر، اسد الغابہ جلد ۴ ص ۲۲، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۸ سطر ۱۵، تاریخ ذہبی جلد ا ص ۱۹۹، تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۵ سطر ا، تاریخ الخلفاء ص ۱۲۰ سطر ۱۴، تمیز الطیب ص ۳۱، صواعق محرقہ ص ۱۲۷ سطر ا، الشذرات الذہبیہ ص ۵۰، اسنی المطالب ص ۴۷، ینابیع المودت ص ۱۲۸، اسعاف الراغبین ص ۱۲۸، ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۲۸۶ سطر ا، فتح الملک العلی ص ۳۵، مناقب خوارزمی ص ۵۰، فتح الباری جلد ۸ ص ۱۳۶، بغیتہ الوعات ص ۴۷، عمدۃ القاری جلد ۱۶ ص ۲۱۵ سطر ۱۵، اسد الغابہ جلد ۴ ص ۲۲ سطر ۱۹، طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۳۸ سطر آخر، طبقات الفقہاء

ص ۱۰ سطر ۷' نور الابصار ص ۷۲ سطر ۳'

حضرت ابو ہریرہ کی روایت اخبار القضات کے ص ۹۰ پر ہے۔

مقاصد الطالب ص ۱۱ پر تحریر ہے۔

اکابر صحابہ نے اعتراف کیا ہے۔ حکمت' فرائض اور مشکل مسائل حل کرنے اور صحیح فیصلہ کرنے میں کوئی حضرت علیؑ کا ثانی نہیں۔

اَقْضَانَا عَلِیٌّ

حضرت عمر نے کہا کہ ہم میں سب سے بڑے قاضی علیؑ ہیں۔

صحیح بخاری جلد ۳ ص ۲۶ سطر ۲' اخبار القضات جلد ۱ ص ۸۰' المستدرک جلد ۳ ص ۳۰۵ سطر ۷' تلخیص المستدرک سطر ۲۵' مفتاح کنوز السنہ جلد ۲ ص ۱۶ سطر ۲' تاریخ الخلفاء ص ۱۲۰ سطر ۱۳' فتح الباری جلد ۷ ص ۲۰ سطر ۳۸' حلیتہ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۵ سطر ۲۳' استیعاب جلد ۲ ص ۲۴ سطر ۱۷' طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۳۹ سطر ۵' ذخائر العقبیٰ ص ۸۳ سطر ۱۷۔

طبقات الفقہاء ص ۹ سطر آخر' تفریح الاحباب ص ۳۵۰ سطر ۱۳' صواعق محرقہ ص ۲۶ سطر آخر' البدایہ و النہایہ جلد ۷ ص ۳۳۹ سطر ۱۹' شرح قسطلانی جلد ۷ ص ۱۱ سطر ۱' ازالتہ الخفاء جلد ۲ ص ۲۶۸ سطر ۱۲' مظاہر حق جلد ۴ ص ۷۰۶ سطر ۷' مشکوٰۃ ص ۵۶۶ سطر ۱۹' الریاض النضرہ ص ۱۹۸ سطر ۹' ارجح المطالب ص ۱۵۵ سطر ۶' حلیتہ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۵' الابانہ ص ۵۷' تاریخ ابن عساکر جلد ۲ ص ۶۴۱' مناقب خوارزمی ص ۴۷ سطر ۲۸۱' طبقات مالکیہ جلد ۲ ص ۱۷' سیر اعلام النبلاء جلد ۱ ص ۲۸۱' تاریخ ذہبی جلد ۲ ص ۳۸' تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۳۸' تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۳۷ سطر ۱۶' کنوز الحقائق ص ۹۸' ذخائر المواریث جلد ۱ ص ۱۰' مقاصد حسنہ ص ۴۲' الروض الازہر ص ۳۶۵' فتح الملک العلی ص ۳۵' محاضرۃ الاوائل ص ۶۲' اسنی المطالب ص ۱۴' البدایہ جلد ۷ ص ۳۵۹' مطالب السئول ص ۳۰

اَعلَمُ اُمّتی

عن سلمان فارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم امتی بعدے علی بن ابی طالب (اخرجہ الدیلمی)

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں میرے بعد سب سے زیادہ علم والا علی بن ابی طالب ہے۔

ارجح المطالب ص۳۲ سطر۷' فرائد السمطین ص۸۲' کنز العمال ص۲۳۶ جلد۶ حدیث ۲۵۹۵' منتخب کنز العمال ص۳۳ جلد۵' ینابیع المودت عربی ص۵۷ سطر۲۱' مودۃ القربیٰ ص۵۱ سطر۱۷' فتح الملک العلیٰ ص۳۱' مناقب عینی حنفی ص۱۴' کفایتہ الطالب ص۱۹۰' کنوز الحقائق ص۱۹' مناقب خوارزمی ص۴۰ جلد۲' مقتل خوارزمی ص۴۳ جلد۱

اَعلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّتِ

استیعاب ص۴۶۲ جلد۲' المناقب خوارزمی ص۴۶ سطر آخر' ذخائر العقبیٰ ص۷۸' صواعق محرقہ ص۱۲۷ سطر۵' الریاض النضرہ ص۱۹۳ جلد۳' نظم درر السمطین ص۱۳۳' تاریخ الخلفاء ص۶۶' اسعاف الراغبین' محاضرۃ الاوائل ص۹۲' فتح الملک العلیٰ ص۳۹' ارجح المطالب ص۱۵۴ سطر۶' کفایتہ الطالب ص۱۹۰' ینابیع المودت ص۱۷۴ سطر۱۲

اَعلَمُ مَن بَقِیَ السُّنَّتِہِ

حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ سنت کے باقی کو حضرت علیؑ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔
(صواعق محرقہ ص۱۲۷ سطر۵)

اَعلَمُ القَضَایَا

عن ابی امامہ قال قال رسول اللہ اعلم امتی بالقضایا بعدی علی بن ابی طالب ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا میرے بعد میری تمام امت میں سے قضایا کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے علی بن ابی طالبؑ ہیں۔
کفایت الطالب ص۱۹۰' حلیتہ الاولیاء ص۶۶' کنز العمال ص۱۵۶ جلد۶

اَعلَمُ الفَرائِضِ

عن عبداللہ بن مسعود قال اعلم اهل المدینة بالفرائض علی بن ابی طالب

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے لوگوں میں علی بن ابی طالب سب سے زیادہ علم فرائض جاننے والے ہیں۔

تاریخ الخلفاء ص ٦٦' ینابیع المودت ص ٣٨٦' اسعاف الراغبین' الریاض النضرہ ص ١٩٤ جلد ٢

اَعلَمُ الاَصحاب

عن عبدالملک بن ابی سلیمان قال قلت لعطاء اکان فی اصحاب محمد اعلم من علی بن ابی طالب قال و اللہ ما اعلم (استیعاب) عبدالملک بن ابی سلیمان کہتا ہے کہ میں نے عطا سے پوچھا کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے اصحاب میں کیا کوئی شخص علی بن ابی طالب سے زیادہ علم والا تھا عطا نے جواب دیا خدا کی قسم میں نہیں جانتا۔

ارجح المطالب ص ١٣٣ سطر ٤' الکنی و الاسماء ص ١٩٧ جلد ١' فتح الملک العلی ص ٢٤٠

اَعلَمُهُم عِلماً

داؤد بن المسیب قال ما کان احد بعد رسول اللہ اعلم من علی ابن ابی طالب داؤد بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اکرم کے بعد حضرت علیؑ سے کوئی بڑا عالم نہ تھا۔

الکنی والاسماء ص ١٩٧ جلد ١' فتح الملک العلی ص ٤٠

اَعلَمُ بِمَا بَینَ اللَّوحَین

شعبی کہتے ہیں کہ دو لوحوں کے درمیان تمام چیزوں کا علم اور جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر نازل ہوا ان سب کا علم جتنا حضرت علیؑ کے پاس ہے کسی صحابی کے پاس نہیں۔ (نظم درر السمطین ص ١٢٨)

اَعلَمُ النَّاسِ بِاللّٰہِ

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کی حضرت علی سے شادی کی تو میری ماں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ وہ فاطمہ کو علی کے لئے دلہن بنائے۔ جب نماز عشاء ہو چکی تو حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور پانی منگوا کر اس پر کچھ پڑھا اور علی سے کہا کہ اس میں سے جلد کچھ پی لو اور پھر وضو کر لو۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ کی طرف تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ بے شک میں نے تیری شادی اس شخص سے کی ہے جس نے ان سب سے بہت پہلے اسلام لانے کا اعلان کیا' ان سب سے زیادہ حلم والا ہے' ان سب سے اچھے اخلاق والا ہے اور وحی خدا کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے اور خدا کی ذات کو سب سے زیادہ جاننے اور پہچاننے والا ہے۔ (نظم درر السمطین ص ۱۸۷)

أعلمنا بربنا

عبداللہ بن جحل نے اپنے خطبے میں فرمایا: اے علی! تم سب سے زیادہ ہمارے رب کو جانتے ہو' سب سے زیادہ ہماری نبی کے قریبی ہو' اور ہمارے دین میں سب سے زیادہ اچھے ہو۔

(جمهرة الخطب جلد ۱ ص ۲۰۳' فتح الباری جلد ۸ ص ۱۳۶)

روایت حضرت علی

الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب اعلم الناس باللہ و اعظم الناس حبا و تعظیما لا ھل لا الہ الا اللہ (اخرجہ ابو نعیم فی فضائل الصحابہ) جناب حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ خواجہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ علی بن ابی طالب تمام لوگوں سے خدا کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہیں اور سب لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے زیادہ تعظیم اور محبت کے لائق ہیں۔

ارجح المطالب ص ۱۳۲ سطر ۱۷' کنز العمال ص ۱۵۶ جلد ۶' مناقب عینی ص ۲۰

أعلمهم بما أنزل الله

عن انس عن النبی قال اعلمھم بما انزل اللہ علی بن ابی طالب

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل ہوا اسے ان سب سے زیادہ علی جانتے ہیں۔ (مناقب سیدنا علی ص ۱۶)

أعلمُ المُؤمِنينَ عِلماً

عن عائشة قالت حدثتنی فاطمة بنت محمد ان النبی قال لها ازو جتک اعلم المومنین علما و اقدمهم سلما و افضلهم حلما

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ مجھے حضرت فاطمہ بنت محمدؐ نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ سے فرمایا۔ اے میری بیٹی میں نے تیری شادی ایسے مرد سے کی ہے جو علم کے لحاظ سے تمام مومنوں سے زیادہ عالم ہے اور اسلام لانے میں پہل رکھتا ہے اور حلم کے لحاظ سے سب سے افضل ہے۔ (تاریخ دمشق ص ۲۴۴ جلد ۱)

أعلمُ الكِتابِ وَالسُّنّة

عدی بن حاتم نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا کہ بے شک حضرت علی علیہ السلام کو تم پر حضرت علی کو ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے تمہیں حاصل نہیں۔ بہتر ہے تم تسلیم کر لو ورنہ تم اس پر جھگڑا کرو۔

اگر تم کتاب خدا و سنت رسولؐ کے علم کی بات کرتے ہو تو جتنا وہ ان دونوں کو جانتا ہے تم میں کوئی بھی نہیں جانتا۔ اور اگر تم اسلام کی بات کرتے ہو تو وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی اور اسلام کی بنیاد ہے۔ (الامامت و السیاست جلد ۱ ص ۱۰۳، جمهرة الخطب جلد ۱ ص ۲۰۳)

أعلمُ النّاسِ كِباراً

حضرت الزہراء نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام بچپنے میں سب سے زیادہ حلیم تھے اور

بڑھاپے میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ (کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۴ ٔ حدیث ۶۰۵۰)

أعلمُ القضيّة

ینابیع المودت ص ۲۱۱ ٔ مناقب عینی ص ۲۱۶ ٔ کنز العمال جلد ۱۲ ص ۲۱۴ ٔ منال الطالب ص ۱۳۷ ٔ حلیتہ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۶

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ اے علی آپ کو سات ایسے خصائص حاصل ہیں جن میں آپ سے کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ (۱) آپ خدا پر سب سے پہلے ایمان لائے (۲) آپ اللہ کے عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے ہیں (۳) آپ خدا کے امر پر سب سے زیادہ قائم رہتے ہیں (۴) آپ سب سے زیادہ رعیت پر مہربان ہیں (۵) آپ سب سے زیادہ تقسیم میں انصاف کرنے والے ہیں (۶) آپ سب سے زیادہ قضایا کو جاننے والے ہیں (۷) اور اللہ کے نزدیک آپ کی سب سے زیادہ منزلت ہے۔

ابصرهم بالقضية

معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی سات باتوں میں قریش تیرا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تم ان سے پہلے اللہ کے ساتھ ایمان لائے ٔ اللہ کے عہد کو سب سے زیادہ پورا کیا ٔ اور امر خدا پر زیادہ قائم رہتے ہیں۔ ان سے زیادہ ٹھیک تقسیم کرتے ہو ٔ ان سے رعیت سے زیادہ انصاف کرنے والے ہو ٔ مقدمہ میں زیادہ سوجھ بوجھ رکھتے ہو۔ اور اللہ کے نزدیک ان سے تمہاری منزلت زیادہ ہے۔

أعلمُ النّاسِ بِأيّامِ اللهِ

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ ایام خدا کو حضرت علی علیہ السلام جاننے والے تھے۔

ارجح المطالب ص۱۳۹ سطر۱۸' کنز العمال جلد۶ ص۳۹۳' النقض علی العثمانیہ جلد۱ ص۲۹۲' تاریخ دمشق جلد۱ ص۱۱۷' شرح حدیدی جلد۳ ص۲۵۸

اَعلَمُهُم بِاٰیَاتِ اللّٰہِ

ارجح المطالب ص۱۳۹ سطر۲۱

عن عمر بن الخطاب قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک اول المومنین معی ایمانا و اعلمهم بآیات اللہ واوفا هم بعهد اللہ وارعینهم و اقسمهم بالسویۃ و اعظمهم عند اللہ منزلتہ (اخرجہ احمد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے تحقیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب علی سے فرماتے تھے کہ تم سب مومنوں سے پہلے میرے ساتھ ایمان لانے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کی آیتوں کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے رعیت کے ساتھ زیادہ مہربانی کرنے والے ہو اور ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہو۔

اَعلَمُ النَّاسِ عِلماً

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے علی ہیں۔ (ارجح المطالب ص۲۹)

اَشعَرُ الثَّلَاثَۃِ

علامہ جلال الدین السیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں اخرج الشعبی قال کان ابوبکر یقول الشعر و کان عمر یقول الشعر و کان عثمان یقول الشعر و کان علی اشعر یعنی شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ شعر کہا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شعر کہتے تھے اور جناب حضرت علی علیہ السلام سب سے زیادہ شعر کہنے والے تھے۔ چنانچہ جناب کا دیوان بدیع مشہور خاص و عام ہے۔

ارجح المطالب ص۱۷۳ سطر۷

اَفرَضُ اَهلِ المَدِینَۃِ

قال الفرض اهل المدینه و اقضانا علی کہا کہ مدینہ میں میراث کے مسائل حضرت علی سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ اور ہم سب سے بڑے قاضی ہیں۔ (الریاض النضرہ ص۱۹۸ جلد۲)

اقرء الاصحاب

و عن ابی عبدالرحمن اسلمی قال ما رائینا احدا قرا من علی صلینا خلفه فقرا برز خافا سقط حرفا فرجع فقراء ثم عاد الی مقابه فسر اهل اللغة البرزخ ههنا بانه کان بین الموضع الذی یقرا فیه و بین الموضع الذی کان اسقط منه الحرف و رجع الیه قران کثر قال و البرزخ بین الشک و الیقین و البرزخ ما بین الشیئین (استیعاب) قاری ابو عبدالرحمن السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سب قراء کے استاد مانے گئے ہیں کہتے ہیں کہ ہم نے جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی قاری نہیں دیکھا ہم نے ان کے پیچھے ایک دفعہ نماز پڑھی ان کو متشابہ پڑ گیا اور ایک حرف چھوڑ گئے۔ جب قرآن شریف پڑھتے پڑھتے دور نکل گئے تو وہاں سے پھر اس متشابہ پر لوٹے اور اس کو پڑھا اور پھر اپنے مقام پر لوٹ گئے اور سلسلہ قرات کا نہ ٹوٹا۔ اہل لغت نے برزخ کے معنی میں لکھا ہے کہ یہاں برزخ سے یہ مراد ہے کہ وہ جو مقام کہ پڑھ رہے تھے اور اس مقام سے کہ جہاں ان کو حرف کے ساقط ہونے کا متشابہ پڑا تھا اور انہوں نے رجوع کیا تھا قرآن شریف کا ایک بڑا حصہ تھا اور برزخ شک اور یقین کے درمیان کو کہا جاتا ہے کیونکہ برزخ دراصل دو شے کے درمیان کے معنوں میں آیا ہے۔

ارجح المطالب ص ۱۴۴ سطر۸' استیعاب ص ۳۲۴' غایتہ النہایہ ص ۵۶۴ جلد۱' الریاض النضرہ ص ۱۹۴ جلد۲' فتوحات اسلامیہ ص ۳۳۷ جلد۲

اَقوىٰ قولاً فِي الفَرَائِضِ

استیعاب ص ۴۶۲ جلد۲' ارجح المطالب ص ۱۱۷ سطر۲

اَفقهُ فِي دِينِ اللّٰهِ

ہشام بن عتبہ نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کے دین کو سب سے زیادہ سمجھنے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

کتاب الصفین ص ۴۰۳' تاریخ طبری جلد ۶ ص ۲۴' تاریخ کامل جلد ۳ ص ۱۳۵

حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ بن ابی سفیان کو ایک خط میں تحریر فرمایا۔

کہ امت کے اس حق کا مجھ سے زیادہ کوئی حق دار نہیں تھا اور نہ ہے کیونکہ میں سب سے زیادہ رسول اکرمؐ کا قریبی ہوں۔ میں سب سے زیادہ کتاب خدا کو جاننے والا ہوں۔ میں سب سے

زیادہ دینِ خدا کو سمجھنے والا ہوں، میں سب سے پہلے اسلام کا اعلان کرنے والا ہوں، اور میں سب سے زیادہ جہاد کرنے والا ہوں۔ (کتاب الصفین ص ۱۶۸)

اَحَبُّ الرِّجَال

جناب امیر کا محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا

(۱) عن جمیع بن عمیر التیمی قال دخلت مع عمتی علی ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا تعالی فسألت ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت من النسائی فاطمۃ و من الرجال زوجھا (اخرجہ الترمذی) جمیع بن عمیر التیمی کہتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا میں نے ان سے پوچھا لوگوں میں سے کون زیادہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا کہنے لگیں عورتوں میں سے فاطمہ اور مردوں میں ان کا شوہر۔

(۲) عن عروۃ قال قلت لعائشۃ رضی اللہ عنہا من کان احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت علی فقلت ای شئی کان سبب خروجک علیہ قالت لم تزوج ابوک امک قلت ذلک من قدر اللہ قالت و کان ذلک من قدر اللہ (اخرجہ المتقی فی کنز العمال) عروہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ سب لوگوں سے کون حضرت کا پیارا تھا فرمایا علیؑ میں نے کہا پھر ان پر آپ کی چڑھائی کا سبب کیا تھا فرمانے لگیں تیرے باپ نے تیری ماں سے کیوں شادی کی تھی میں نے کہا خدا کی تقدیر یہی تھی۔ کہنے لگیں وہ بھی خدا کی تقدیر تھی۔

(۳) عن مجمع قال دخلت مع امی علی ام المومنین عائشۃ رضی اللہ عنہا عن سیرھا یوم الجمل فقالت کان قدرا من اللہ و سألتھا عن علی قالت سألت عن احب الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اخرجہ الطبرانی فی الریاض النضرہ) مجمع رضی اللہ عنہ ناقل ہے کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا اور جنگ جمل کی وجہ پوچھی فرمانے لگیں یہ خدا کی تقدیر تھی۔ پھر میں نے جناب امیرؑ کی نسبت پوچھا فرمانے لگیں تو نے ایسے شخص کی نسبت پوچھا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا۔

(۴) عن النعمان بن بشیر قال استاذن ابوبکر رضی اللہ عنہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمع صوت عائشۃ رضی اللہ عنہا عالیا و ھی تقول واللہ لقد علمت ان علیا احب الیک من ابی فاھوی ابوبکر رضی اللہ عنہ لیلطمھا و قال یا بنت فلانۃ اراک ترفعین صوتک علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامسک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خرج ابوبکر رضی اللہ عنہ مغضبا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف رایتنی انقذتک من الرجل ثم استاذن ابوبکر رضی اللہ عنہ بعد ذلک و قد اطلع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عائشۃ فقال ادخلانی فی السلم کما ادخلتما فی الحرب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد فعلنا (اخرجہ النسائی فی الخصائص) نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو چلاتے ہوئے سنا کہ حضرت سے کہہ رہی تھیں کہ خدا کی قسم ہے میں جانتی ہوں میرے باپ سے آپ کو علیؑ زیادہ عزیز ہیں۔ حضرت ابوبکر نے بڑھ کر قصد کیا کہ ان کو طمانچہ لگائیں اور کہنے

لگے اے فلانے کی بیٹی حضرت پر چلاتی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کو پکڑا لیا ابوبکر خفا ہو کر باہر نکل گئے۔ حضرتؐ نے ام المومنین عائشہ سے فرمایا کیوں ہم نے اس آدمی سے تجھے کیسا بچایا۔ پھر اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ تے حاضر ہو کر اجازت مانگی اور حضرت کی ام المومنینؓ سے صلح ہو چکی تھی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب آپ مجھ کو صلح میں بھی شامل کریں جس طرح سے کہ میں آپ کے جھگڑے میں دخیل ہوا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہم نے آپ کو بھی صلح میں شامل کر لیا ہے۔

(۲) عن بریدہ قال کان احب نسائی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمتہ و من الرجال علی (اخرجہ الترمذی) ترمذی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب عورتوں سے جناب فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیاری تھیں اور سب مردوں سے جناب علی۔

ارجح المطالب ص۶۲۵ سطر۱۸' المستدرک نیشاپوری ص۱۸۷ سطر۱۶' نظم درر السمطین ص۱۷۷' مشکوٰۃ ص۵۷۰ جلد۲' تاریخ آل محمدؐ ص۱۵۲' اعلام النبلاء ص۱۲۱۷ جلد۳' المختار ص۵۶' جمع الفوائد ص۲۳۳ جلد۲' وسیلتہ المال ص۷۸' البدایتہ ص۳۵۴ جلد۷' اشعتہ اللمعات ص۶۹۱ جلد۴' تفریح الاحباب ص۲۱۳' مناقب علی حیدر آبادی ص۴۲' وسیلتہ النجاۃ ص۱۱' انوار محمدیہ ص۴۳۶' ینابیع المودت ص۱۳۲ سطر۱۵' جامع ترمذی' خصائص نسائی ص۲۹' العقد الفرید ص۱۹۴ جلد۲' ص۲۷۵ جلد۲' استیعاب ص۷۵۱ جلد۲' تاریخ بغداد ص۴۳۰ جلد۱۱' المختصر ص۳۵۴ جلد۲' مناقب خوارزمی ص۴۷' ارجح المطالب ص۶۲۵' اسد الغابہ ص۵۲۲ جلد۵' جامع الاصول ص۸۱ جلد۱۰' ذخائر العقبٰی ص۱۳۵' الریاض النضرہ ص۱۶۱ جلد۲' تاریخ اسلام ذہبی ص۱۹۸ جلد۲' لسان المیزان ص۱۵۴ جلد۵ سطر آخر' المستطرف ص۲۷ جلد۱' تیسیر الوصول ص۱۵۹' صواعق المحرقہ ص۱۲۱' ذخائر المواریث ص۱۹۸ جلد۴' اتحاف ص۹' اسعاف الراغبین ص۱۶۹' کنز العمال ص۴۰۰ جلد۶' میزان الاعتدال ص۴۸۲ جلد۱۰' مناقب خوارزمی ص۳۷ سطر آخر

روایت حضرت بریدہ

عن بریدہ قال کان احب النساء الی رسول اللہ فاطمہ و من الرجال علی

بریدہ سے روایت ہے کہ سب عورتوں سے آنحضرت کو فاطمہؑ پیاری تھی۔ اور سب مردوں میں سے حضرت علیؑ۔

تہذیب التہذیب ص۴۴۳' ذخائر المواریث ص۱۱۱ جلد۱' وسیلتہ المال ص۷۸' تحفتہ

الاشراف ص۸۶ جلد۲، مودۃ القربیٰ ص۹۶، ینابیع المودت عربی ص۱۳۲ سطر۱۲، خصائص نسائی ص۲۹، تاریخ اسلام ذہبی ص۹۵ جلد۲، نظم درر السمطین ص۱۰۰، اتحاف ص۹، المنتخب الصحیحین ص۲۱۹، وسیلتہ النجاۃ ص۱۱۱، جامع الاصول ص۸۲ جلد۱۰، استیعاب ص۷۵۱، ذخائر العقبیٰ ص۳۵

روایت معاذیہ غفاریہ

ینابیع المودت ص۱۳۲ سطر آخر، اسد الغابہ ص۵۴۷ جلد۵، الریاض النضرہ ص۱۶۱، ذخائر العقبیٰ، الاصابہ ص۳۸۹ جلد۴ سطر آخر

روایت حضرت اسامہ

اسامہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی علیہ السلام حضرت جعفر اور حضرت زید بن حارثہ ایک مقام پر جمع تھے۔ حضرت جعفر نے کہا میں تم سب میں زیادہ محبوب رسول ہوں۔ زید نے کہا اور حضرت علی نے کہا نہیں میں ہوں۔ ان سب نے کہا لڑنے جھگڑنے کی بات نہیں۔ ہم سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس جاتے ہیں اور وہ خود فیصلہ فرما دیں گے۔ چنانچہ یہ تینوں حضرات در رسول پر تشریف لے گئے۔ اذن دخول مانگا۔ اندر تشریف لے گئے اور درخواست کی کہ یا حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے۔ فرمایا حضرت فاطمہ۔ ان حضرات نے کہا مردوں میں کون۔ فرمایا علی بن ابی طالب۔ (منتخب کنز العمال جلد۵ ص۱۲۹، مناقب خوارزمی ص۳۶ سطر۱)

اَحَبُّ القَوم

عن اسامتہ بن زید عن ابیہ قال اجتمع علی و جعفر و زید بن حارثہ فقال جعفر انا احبکم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال علی انا احبکم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قال زید انا احبکم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فانطلقو ابنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنسالہ قال و استاذنوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انا عندہ قال اخرج فانظر من ھئولاء فخرجت ثم جئت فقلت ھذا جعفر و علی و زید بن حارثہ یستاذنون قال ائذن لھم فدخلوا فقالوا یا رسول جئناک نسالک من احب الناس الیک قال فاطمتہ قالوا انما نسالک عن الرجال قال اما انت یا جعفر فیشبہ خلقک خلقی و خلقک خلقی و اما انت یا زید من شجرتی و اما انت علی فختنی و ابو ولدی و احب القوم الی (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) اسامہ بن زید اپنے والد ماجد سے رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ ایک مقام پر

جناب علی اور زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور علی علیہ السلام مجتمع تھے۔ جعفر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تم سب سے حضرت کو پیارا ہوں زید بن حارثہ کہنے لگے تم سب سے حضرت کو پیارا ہوں۔ علی علیہ السلام کہنے لگے میں زیادہ عزیز ہوں۔ تاہم یہ مشورہ ٹھہرا کہ چلو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں۔ دروازہ پر آ کر اذن طلب کیا میں اس وقت حاضر خدمت تھا مجھ سے ارشاد ہوا باہر دیکھو کہ کون لوگ ہیں۔ میں نے عرض کیا جعفر اور زید اور علی ہیں۔ اجازت چاہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا آنے دو جب وہ حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کون زیادہ پیارا ہے۔ فرمایا فاطمہ انہوں نے عرض کیا ہم عورتوں کی نسبت نہیں پوچھتے بلکہ مردوں کی نسبت عرض کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے جعفر تیرا خلق اور خلقت میری مشابہ ہے اور اے زید تو میرے شجرہ میں سے ہے اور اے علی تو میرا داماد اور میرے بچوں کا باپ اور سب سے زیادہ مجھے پیارا ہے۔

ارجح المطالب ص ۶۲۸، مناقب خوارزمی ص ۳۸، منتخب کنز العمال ص ۱۲۹ جلد ۵ ص ۱۲۵

اَحَبُّ النَّاسِ

ینابیع المودت ص ۲۲۸ سطر ۵، مناقب خوارزمی ص ۲۹ سطر آخر

معاویہ ابن ثعلبہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ابو ذر کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ مسجد مدینہ میں تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ مجھے اس شخص کے متعلق مطلع فرمایئے جو آپ کے نزدیک زیادہ پیارا ہو۔ وہ رسول اللہ کے نزدیک زیادہ پیارا ہو گا۔ فرمایا کعبہ کے رب کی قسم وہ بزرگ ہیں۔ آپ نے علی ابن ابی طالب کی اشارہ کیا۔

روایت حضرت عائشہ

حضرت عائشہ کے پاس حضرت علی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم کی میں اس سے زیادہ کسی کو محبوب نہیں دیکھا۔

ذخائر العقبیٰ ص ۶۲، مناقب محبی ص ۷۴، مناقب خوارزمی ص ۷ سطر ۳ آخر

اَحَبُّهُمْ اِلَى اللّٰهِ

علی بن ہلالی نے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کے متعلق فرمایا کہ علی خدا کی ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب خدا ہے۔

ارجح المطالب ص ۷۸ ۴٬ ینابیع المودت ص ۱۵۸ سطر ۱۰٬ مجمع الزوائد ص ۱۶۵ جلد ۹ سطر ۵

اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیہِ

دمیری حیات الحیوان جلد ا ص ۵۴ پر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سب سے زیادہ محبوب رسول خدا تھے۔

روایت دوئم

ریاض النضرہ ص ۱۸۲ جلد ۲٬ منتخب کنز العمال ص ۳۱ جلد ۵٬ مجمع الزوائد ص ۲۱۰ جلد ۹٬ ینابیع المودت ص ۱۶۲ سطر آخر٬ الفائق ص ۲۶۸ جلد ا٬ الفتح المبین ص ۱۵۶ جلد ا٬ تاریخ دمشق جلد ا ص ۲۴۵٬ کنز العمال ص ۲۰۴ جلد ۱۲

روایت حضرت عکرمہ

ارجح المطالب ص ۴۲۸ سطر ۸ پر تحریر ہے۔

عن عکرمتہ لما زوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فاطمتہ قال لہا امرت ان لا انکحک بما حب اھلی الی (اخرجہ عبدالرزاق فی جامعہ) عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے حضرت فاطمہ علیہا السلام کا نکاح کیا تو ان سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا تھا میرا نکاح اس سے کروں جو سب میرے اہل سے مجھے محبوب ہے۔

اَحَبُّ اَھلِی

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ میں نے تمہاری شادی اس شخص سے کی ہے جو میری اہل میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

تاریخ دمشق جلد ا ص ۲۵۰٬ الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۸۲

یہی روایت حضرت اسماء بنت عمیس سے بھی مروی ہے۔

روایت اسامہ بن زید

عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے کہ مجھے اسامہ بن زید نے خبر دی کہ ایک دن حضرت عباس و حضرت علی حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پاس آئے' اذن دخول مانگا' اجازت ملی اور پوچھا یا رسول خدا آپ کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے۔ تو آپ نے فرمایا فاطمہ' انہوں نے کہا مردوں میں سے فرمایا علیؑ۔

ترمذی ص ۵۴۵ جلد ۷' مشکوٰۃ ص ۵۷۲ جلد ۲' مقتل خوارزمی ص ۵۶' ذخائر العقبیٰ ص ۳۵' کنز العمال ص ۹۳ جلد ۱۳' الفتح الکبیر ص ۲۴۹ جلد ۱' علم الکتاب ص ۲۵۴' منتخب کنز العمال ص ۹۷ جلد ۵' اشرف المئوبد ص ۵۳' جالیۃ الکدر ص ۱۹۵' شواہد التنزیل ص ۵۶ جلد ۱' تنبیہ الغافلین ص ۲۲

مناقب ابن مغازلی میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ مجھے اپنے بھائیوں میں سب سے محبوب ترین شخص علی ہے۔

اَحَبُّ اِلَیهِ مِن ذُرِّیَّتِہٖ

رشفۃ الصادی ص ۵۰ پر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو اپنی ذریت میں محبوب ترین حضرت علی تھے۔

اَحَبُّ اِلَیَّ مِن اَن اَقدَمَھَا

قال ابوبکر بن عیاش لو اتانی ابوبکر و عمر و علی لبدات بحاجتہ علی قبلھما لقرابتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لان اخر من السماء احب الی من ان اقدمھما علیہ (صواعق محرقہ) ابوبکر عیاش کہتے ہیں کہ اگر میرے پاس ابوبکر اور عمر اور علی تشریف لائیں تو میں حضرت علی کی ضرورت کو پہلے پورا کروں گا ان دونوں صاحبوں کی ضرورت پر بوجہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے آسمان سے زمین پر گرنا میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ میں ان دونوں صاحبوں کی ضرورت کو جناب امیر کی ضرورت پر مقدم سمجھوں۔

ارجح المطالب ص ۳۰۴ سطر ۴

...بی اَعَزُّ مِنھَا

عن ابی ہریرہ قال قال علی یا رسول اللہ ایما احب الیک انا ام فاطمتہ قال فاطمتہ احب الی منک و انت اعز علی منھا و کانی بک و انت علی حوض تذود عنہ الناس و ان علیہ لا باریق بمثل عدد نجوم السماء و انت و الحسن و الحسین و فاطمتہ و عقیل و جعفرا اخوانا علی سرر متقابلین (اخرجہ ابن مردویہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم دونوں میں سے کون حضورؐ کو زیادہ پیارا ہے۔ میں یا فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا فاطمہ تم سے زیادہ پیاری ہیں اور تم ان سے زیادہ عزیز ہو میں اور تم حوض پر اکٹھے ہوں گے تم لوگوں کو اس سے ہٹاؤ گے اور اس پر آسمان کے ستارے کی تعداد کے موافق پیالے ہوں گے اور تو اور حسن اور حسین اور فاطمہ اور عقیل اور جعفر بھائی برابر کے تختوں پر آمنے سامنے ہوں گے۔

ارجح المطالب ص۸۸ سطر۶' مجمع الزوائد ص۲۰۲ جلد۹ سطر۹' نزھتہ المجالس ص۲۲۶ جلد۶' الصواعق المحرقہ ص۱۹۱ جلد۴' منتخب کنز العمال ص۹۷ جلد۵' کنوز الحقائق ص۱۰۳' مشارق الانوار ص۱۰۹' اسعاف الراغبین' اشرف المؤید ص۵۳' کنز العمال ص۲۱۹ جلد۶' ذخائر العقبیٰ ص۲۹' جامع الصغیر ص۱۹' نظم درر السمطین ص۱۳۹' البدایہ ص۳۴۱ جلد۷

روایت دوئم علیؑ

قال علی فی حدیث: قلت: یا رسول اللہ ھی احب الیک

قال: ھی احب منک و انت اعز علیؑ

آپ نے فرمایا وہ آپ سے پیاری ہیں اور آپ ان سے پیارے ہیں۔

خصائص نسائی ص۳۷' الفائق ص۳۶۹ جلد۱' اسد الغابہ ص۵۲۲' التذکرہ ص۳۲۶' کفایتہ الطالب ص۱۷۳' ذخائر العقبیٰ ص۲۹' نظم درر السمطین ص۱۸۳' البدایہ ص۳۴۱ جلد۷' کشف الغمہ ص۷۵ جلد۲' منتخب کنز العمال ص۹۷ جلد۵' المحاسن المجتمعہ ص۱۸۹' کنز العمال ص۲۱۹ جلد۶

حضرت ابو ہریرہ سے بھی اسی مضمون کی روایت ہے۔ (مجمع الزوائد ص۱۷۳ جلد۹ سطر۷' ص۲۰۲ سطر۱۰' مقتل الحسین ص۶۸

حضرت ابن عباس سے بھی اسی مضمون کی روایت ہے۔

منتخب کنز العمال ص۳۵ جلد۵' کنز العمال ص۱۵۹ جلد۶' مجمع الزوائد ص۲۰۲ جلد۹' کنوز الحقائق ص۲۰۱

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری

اور فاطمہ کی شادی کے موقع پر یہ حدیث فرمائی۔
منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۹' ذخائر العقبیٰ ص ۴۹' نظم درر السمطین ص ۱۸۳' البدایہ جلد ۷ ص ۳۴۱' التذکرہ ص ۳۶۱' الفائق جلد ۱ ص ۲۶۹' ینابیع المودت ص ۱۶۲ سطر آخر' کنز العمال جلد ۶ ص ۲۹۳ حدیث ۲۰۲۶

اَکْرَمُ النَّاسِ

ارجح المطالب ص ۲۱۷ سطر ۱۸ پر تحریر ہے۔

عن ابی اسحاق السبیعی قال سالت اکثر من اربعین رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کان اکرم الناس علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا علی بن ابی طالب (اخرجہ الفضائل) ابو اسحاق السبیعی سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابیوں سے زیادہ کو پوچھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کون بزرگ زیادہ تر صاحب کرم تھا سب نے یہی کہا کہ جناب علی بن ابی طالب سب سے زیادہ صاحب کرم تھے۔

اَکْرَمُ الْخَلْقِ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کی ایک طویل روایت میں اس بات کا ذکر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا علی انت اکرم الخلق اے علیؑ تم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ صاحب کرم ہو۔ (مناقب خوارزمی ص ۷۶' انتھاء الافہام ص ۲۰۸' مناقب ابن مغازلی ص ۷۲۳)

اَکْرَمُھُمْ

حضرت معاذہ غفاریہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ علیؑ تمام صحابہ میں قابل عزت ہیں۔

اسد الغابہ جلد ۵ ص ۴۵۷، الریاض النضرہ ص ۱۶۱ جلد ۲، ذخائر العقبیٰ ص ۶۲، اصابہ جلد ۴ ص ۳۸۹، ینابیع المودت ص ۶۸ سطر ۱۱

اَکرَمُهُم مَنصَباً

علی بن ہلالی سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے بارے میں فرمایا کہ علیؑ منصب کے لحاظ سے سب صحابہ میں مکرم ہیں۔

ارجح المطالب ص ۴۷۸، ینابیع المودت ص ۱۵۸ سطر ۱۰، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۶۵ سطر ۵

اَکرَمُ اَهلِ السَّمٰوَاتِ وَالاَرضِ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کی طویل روایت میں یہ بھی جملہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **یا علی ان اکرم اهل السماوات و الارض** کہ تمام زمین و آسمان والوں میں سے زیادہ صاحب کرم تم ہو۔

مناقب خوارزمی ص ۷۶، ینابیع المودت ص ۵۲ سطر ۱۲، مناقب ابن مغازلی ص ۲۳۷، انتھاء الالھام ص ۲۰۸

اَکرَمُ رِجَالِنَا

کوکب دری ص ۲۵۸ سطر ۷

مودات میں جمیع ابن عمیر سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین سے پوچھا کہ امیر المومنین علیؑ کی منزلت سید المرسلین کے نزدیک کس درجے پر تھی۔ فرمایا **اکرم رجالنا علی** رسول اللہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک تمام مردوں سے زیادہ اکرم و عظیم تھے۔

اَنزَعُ البَطِین

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اللہ قد غفر لک و لذریتک و لو لدک و لا هلک و لشیعتک و لمحبی شیعتک فابشر و انک الا نزع البطین (اخرجہ الدیلمی فی فردوس الاخبار) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ یا علی بہ تحقیق خدا تعالیٰ نے تجھے اور تیری ذریت اور تیرے اہل اور تیرے شیعوں کو اور تیرے شیعوں کے دوستوں کو بخش دیا ہے پس تو خوش ہو کہ تو انزع اور بطین ہے۔

ارجح المطالب ص ۶۵۸ سطر ۱۶' کنوز الحقائق ص ۲۰۲' رشفۃ الصادی ص ۸۱' ینابیع المودت ص ۲۲۴ سطر ۱۸' کوکب دری ص ۱۷۳' مناقب خوارزمی ص ۲۳۴' ینابیع المودت ص ۳۷ سطر ۷

اَولَی النَّاسِ

عن وھب بن حمزۃ قال قدم بریدۃ من الیمن و کان خرج مع ابن ابی طالب فرای منہ جفوۃ فاخذ یذکر علیا و ینقص من حقہ فبلغ ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ لا تقل ھذا فھو اولی الناس بکم بعدی (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر و ابن مندہ و ابو نعیم و ابن مردویہ و ابن الاثیر فی اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ و السیوطی فی جمع الجوامع و المتقی فی کنز العمال) وہب بن حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بریدہ رضی اللہ عنہ جناب امیر علیہ السلام کی معیت میں یمن کو گئے ہوئے تھے۔ وہاں جناب امیر سے ان کی شکر رنجی ہو گئی۔ جب وہ واپس آئے تو جناب امیر کی شکایت کرنے لگے۔ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گئی حضرتؐ نے ان سے ارشاد کیا یہ بات مت کہو میرے بعد تم سب سے اولیٰ ہے۔

ارجح المطالب ص ۶۸۱ سطر آخر' کنز العمال جلد ۱۲' ص ۲۰۱' اسد الغابہ جلد ۵ ص ۹۴' ینابیع المودت ص ۵۴' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۹ سطر ۴

حضرت علی نے معاویہ کو ایک خط میں تحریر فرمایا کہ میں امت کے معاملے کا سب سے پرانا حق دار ہوں۔ (کتاب الصفین ص ۱۶۸)

روایت حضرت انس بن مالک

عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیت ام حبیبۃ بنت ابی سفیان یا ام حبیبۃ اعتزلینی فانا علی حاجتہ ثمہ دعا بوضوء فاحسن الوضوء ثم قال ان اول من یدخل ھذا الباب امیر المومنین و سید العرب خیر الوصیین و اولی الناس بالناس قال انس فجعلت اقول اللھم اجعلہ رجلا من الا نصار فاذا ہوا علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابو بکر بن مردویہ) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے گھر میں

رونق افروز تھے۔ ام حبیبہ سے ارشاد کیا اے ام حبیبہ تم ہم سے تھوڑی دیر کے لیے علیحدہ ہو جاؤ۔ کیونکہ ہمیں ایک ضروری امر در پیش ہے۔ پھر آپ نے خوب طرح سے وضو کیا اور فرمایا جو شخص کہ سب سے اول اس دروازہ سے گھسے گا مومنوں کا امیر اور عرب کا سردار اور تمام اوصیاء سے بہتر اور سب لوگوں سے برتر ہوگا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اپنے دل میں فرمانے لگا الٰہی وہ شخص جس کے لیے حضرت نے یہ کچھ فرمایا ہے وہ انصار میں سے ہو۔ ناگہاں جناب امیر علیہ السلام دروازے سے گھس آئے۔

ارجح المطالب ص۱۸ سطر۱

اَفْرَسُ النَّاسِ

ارجح المطالب ص۲۳۶ سطر۱

لما قدم عدی بن حاتم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حادثہ فقال یا رسول اللہ ان فینا اشعر الناس و اسخی الناس و افرس الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اشعر الناس فامرء القیس بن حجر و اما اسخی الناس فحاتم بن سعد یعنی اباہ و اما افرس الناس فعمرو بن معدی کرب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ لیس کما قلت یا عدی اما اشعر الناس فالخنساء بنت عمرو و اما اسخی الناس فمحمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم یعنی بنفسہ و اما افرس الناس فعلی بن ابی طالب (خزانتہ الادب) یعنی جب عدی بن حاتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور میں شرف یاب ہوا اور باتیں کرنے لگا کہنے لگا یا رسول اللہ ہم لوگوں میں ایک بڑا شاعر اور ایک بڑا سخی اور ایک بڑا شاہسوار گذرا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے نام بیان کرو وہ بولا کہ ہمارا اشعر الناس امرالقیس بن حجر ہے اور بڑا سخی حاتم بن سعد یعنی اس کا باپ ہے اور بڑا شہسوار عمرو بن معدی کرب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جیسے کہ تو کہتا ہے اس طرح سے نہیں اشعر الناس خنساء عرب عمرو کی بیٹی ہے اور اسخی الناس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور بڑا شہسوار علیؑ بن ابی طالب ہیں۔

قتیبہ لکھتا ہے کہ جب صفین کا جھگڑا بہت بڑھ گیا تو حضرت علیؑ نے معاویہ کو اپنی مبارزت کے لیے طلب کیا تاکہ دونوں میں سے ایک کے قتل کی وجہ سے مسلمان آرام پا جائیں۔ عمرو بن عاص نے کہا فقد انصف علیؑ۔ علیؑ نے انصاف کیا معاویہ نے کہا اتا مرنی بمبارزۃ ابی الحسن و انت تعلم انہ الشجاع المطرق اراک طمعت فی امارت الشام بعدی یعنی تو مجھے ابو حسنؑ کے ساتھ مبارزت کرنے کے لیے کہتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ رگڑنے والا بہادر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تو میرے بعد شام کا امیر ہونا چاہتا ہے۔

اَشْرَفُ اَهْلِ بَیْتِ حَسَبًا

حضرت علی بن ہلال سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسب کے لحاظ سے اہل بیت میں سب سے مشرف علیؑ ہیں۔

ارجح المطالب ص۷۸-۴، ینابیع المودت ص۱۵۸ سطر۱۰، مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۵۸ سطر۱۰

اَرحَمُهُم بِالرَّعِيَّتِه

مذکورہ روایت میں ہے کہ رعیت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے علیؑ ہیں۔

حوالہ جات مذکورہ روایت

اَرْاَفُهُم بِالرَّعِيَّتِ

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم سب سے زیادہ رعیت پر مہربان ہو۔

ارجح المطالب ص۳۸۹ سطر۴' کنز العمال جلد۶ ص۳۹۳' النقض علی العثمانیہ جلد۱ ص۲۹۲' تاریخ دمشق جلد۱ ص۱۱۷' شرح حدیدی جلد۳ ص۲۵۸

اٰخِرُ النَّاسِ عَهدا''

ارجح المطالب ص۳۹۱ سطر۷' اصابہ جلد۱ ص۳۸۹' ذیل اللئالی ص۵۹' تاریخ دمشق جلد۱ ص۸۲' احسن الانتخاب ص۱۳۴ سطر ۲ آخر' مناقب عینی ص۳۱' اعلام النساء جلد۳ ص۳۹۸' لسان المیزان جلد۶ ص۱۲۷ سطر۴

اَقرَبُ النَّاسِ عَهدا''

عن ام المومنین ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت و الذی یحلف بہ انہ کان علی اقرب الناس عھدا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت عدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ یقول جاء علی مرارا و اظنہ بعثہ لحاجتہ فجاء بعد فظننت ان لہ حاجتہ فخرجنا من البیت فقعد اعند الباب فکنت من ادنا ھم الی الباب فاکب علیہ علی فجعل یسارہ و یناجیہ ثم قبض من یوم ذلک صلی اللہ علیہ وسلم فکان من اقرب الناس بہ عھدا (اخرجہ احمد) ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ جناب علی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے قریب العہد ہیں۔ جناب ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ہم حضرت کی بیماری میں حضرت کی عیادت کے لیے

جایا کرتی تھیں حضرتؐ نے کئی بار فرمایا علی آئے ہیں حضرت کا خیال تھا کہ حضرتؑ ان کو کسی ضرورت کے لیے بھیجا ہوا تھا وہ اب آ گئے ہیں ہم نے خیال کیا کہ حضرت کو ان سے کوئی ضروری بات فرمانا ہے۔ ہم حجرے سے نکل کر باہر بیٹھ گئیں میں ان سب میں سے دروازہ کے قریب تھی پس علی حضرت پر جھک گئے اور سرگوشی کرنے لگے پھر حضرت اسی روز رحلت فرما گئے۔ پس وہ سب لوگوں سے حضرتؐ کے ساتھ قریب العہد تھے۔

ارجح المطالب ص۵۳۸ سطر آخر' تذکرۃ الخواص ص۴۷' مسند احمد بن حنبل جلد۶ ص۳۰۰' المستدرک جلد۳ ص۱۳۸ سطر۱۵' تلخیص المستدرک صفحہ مذکورہ سطر آخر' ذخائر العقبیٰ ص۷۲' کنز العمال جلد۶ ص۴۰۰' حدیث ۶۰۹۶' مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۱۲ سطر۱۷' الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۸۰' خصائص نسائی ص۴۰' وسیلۃ النجات ص۱۱۰

اَقْرَبُ النَّاسِ رِحمًا

ہاشم بن عتبہ نے کہا اے امیر المومنین آپ رحم کے لحاظ سے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیادہ قریبی ہو۔

کتاب الصفین ص۱۲۵' جمہرت الخطب جلد۱ ص۱۵۱

اَقْرَبُ النَّاسِ اِلَی الْجَنَّۃِ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ جنت کے قریب ہونے والے علیؑ ہیں۔ (مودت القربیٰ ص۳۸)

اَقْرَبُ الْخَلْق

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اے علیؑ تم تمام مخلوق میں مجھ سے سب سے زیادہ قریبی ہو۔ (مناقب عینی ص۴۹' ارجح المطالب ص۵۳۰)

اقرب الناس قرابۃ

روایت شعبی

ارجح المطالب ص ۴۰۳ سطر ۲۲' مناقب خوارزمی ص ۹۸ سطر آخر' نظم درر السمطین ص ۱۲۹'
کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۳' حدیث ۶۰۱۲
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت پہلے گذر چکی ہے جس میں یہ الفاظ موجود ہیں۔
اقربھا من الجنت' اقربھا منی' اقرب الی من علی بن ابی طالب (مودت القربیٰ ص ۳۸)

اَتقَی النَّاسِ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ متقی علی ہیں۔ (مودت القربیٰ ص ۳۸)

اَسخاھُم کَفًّا

ینابیع المودت ص ۱۳۸ سطر ۱۱' مناقب خوارزمی ص ۲۳۹ سطر ۱۰
حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تم کو مجھ سے وہی مرتبہ ہے جو حضرت شیثؑ کو حضرت آدمؑ سے حاصل تھا اور سامؑ کو حضرت نوحؑ سے' اور اسحاقؑ کو حضرت ابراہیمؑ سے اور ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے اور شمعون کو حضرت عیسیٰؑ سے حاصل تھا۔ اے علی تم میرے وصی ہو۔ تم میرے وارث ہو۔ تم سب لوگوں میں صلح میں زیادہ بڑھے ہوئے ہو۔ علم کے لحاظ سے زیادہ ہو۔ صبر کے لحاظ سے سب سے زیادہ صبر والے ہو' دل کے زیادہ بہادر ہو' ہاتھ کے لحاظ سے زیادہ سخی ہو' تم میری امت کے امام ہو' تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو' تیری محبت کی وجہ سے نیک لوگ بد کار لوگوں سے جدا ہوتے ہیں اور تمہاری محبت مومنین' منافقین اور کفار کے درمیان تمیز کا باعث ہے۔

اَشجَعَهُم قَلباً

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تم دل کے لحاظ سے سب سے زیادہ بہادر ہو۔ (مناقب خوارزمی ص۲۳۹ سطر۱۰، ینابیع المودت ص۷۱ سطر۱۱)

اَجوَدُهُم بِنهُ مَنزِلَتَهُ

عن الشعبی قال بینما ابوبکر جالس اذ طلع علی فلما راہ قال من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس قرابتہ و اعظمھم منزلہ و افضلھم حالتہ و اعظمھم عنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلینظر الی ھذا الطالع و اشار الی علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن السمان و الدار قطنی) شعبی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے۔ جب انہوں نے جناب علی کو دیکھا تو کہنے لگے جو شخص کہ خوش ہوتا ہو کہ ایسے آدمی کو کہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قرابت والے اور سب سے بڑے منزلت والے اور سب افضل حالت والے اور سب لوگوں سے بڑے رتبہ والے کو دیکھنا چاہتا ہو تو اس آنے والے کو دیکھے اور جناب علی بن ابی طالب کی طرف اشارہ کیا۔

ارجح المطالب ص۳۰۳ سطر۲۲، مناقب خوارزمی ص۹۷، نظم درر السمطین ص۱۲۹، کنز العمال ص۳۹۳

اَزهَدُ النَّاسِ

عن قبیصتہ قال ما رایت ازھد الناس من علی بن ابی طالب (مجمع الا حباب لمناقب الا صحاب) قبیصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جناب امیر علیہ السلام سے زیادہ کوئی شخص لوگوں میں زاہد نہیں دیکھا۔

ارجح المطالب ص۵۲ سطر۱، مناقب خوارزمی ص۷۱ سطر۵

قول عمر بن عبد العزیز

عن حسن بن صالح قال تذاکروا الزھاد عند عمرو بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ فقال عمرو ازھد الناس فی الدنیا علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن عساکر و ابن اثیر فی تاریخھما) حسن بن صالح کہتے ہیں کہ لوگ عمرو بن عبدالعزیز کے پاس زاہدوں کا تذکرہ کر رہے تھے وہ کہنے لگے دنیا کے لوگوں میں علی بن ابی طالبؑ سب سے زیادہ زاہد تھے۔

ارجح المطالب ص ۱۷۸ سطر ۱۹

روایت ابن شهاب

عن ابن شهاب قال کان عمرو بن عبدالعزیز یقول ما علمنا احدا من هذه الامته بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم ان هذا من علی بن ابی طالب ما وضع لبنته علی لبنته و لا قصبته علی قصبته (أخرجه احمد) ابن شہاب زہری نقل کرتے ہیں کہ عمرو بن عبدالعزیز کہا کرتے تھے ہم اس امت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی بن ابی طالب سے زائد کسی شخص کو زاہد نہیں پاتے کہ انہوں نے نہ کبھی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ بانس پر بانس دھرا۔

ارجح المطالب ص ۱۸۰ سطر ۱۶

اَسخَی النَّاسِ

قال الشعبی و قد ذکر علیه السلام کان اسخی الناس علی الخلق الذی یحبله الله السخا و الجود ما قال لا لسائل قط وانه کان یستی بیده لنخل قوم من یهود المدینته حتی مجلت یداه و یتصدق بالاجرة و لیسد علی بطنه حجرا (مطالب السئول) شعبی رحمتہ اللہ علیہ جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کا ذکر کرتے ہیں اور سخاوت اور جود کو محبوب رکھتے تھے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کے لیے اپنی زبان مبارک سے لا یعنی نہیں کہا تھا اور اپنے ہاتھ سے مدینہ کے یہودیوں کے نخلستان کو سیراب کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے اور اجرت کے پیسے خیرات کرتے اور اپنی پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھ لیتے تھے۔

ارجح المطالب ص ۲۱۵ سطر آخر

اَحسَنُهُم خُلقاً

ارجح المطالب ص ۳۲۲ سطر ۵

عن انس قال لمزوج النبی صلی الله علیه وسلم لفاطمته امرهم ان یجهز و ها فجعل لها سریر اوو سادة من ادم حشوها لیف و قال زنی ابنتی الی علی و امره ان لا یعجل علیها حتی اتیها فجاءت مع لم ایمن حتی قعدت فی جانب البیت فلما صلی العشاء البل برکوة فیها ماء فقل فیهما فقال لفاطمته تقدمی فتقدمت و نضح بین ثدیها و علی راسها و قال اللهم انی اعیذبک و ذریتها من الشیطان الرجیم ثم قال ها ادبری فلا برت نصب بین کتفیها و قال اللهم انی اعیذ بک و ذریتها من الشیطان الرجیم ثم قال تقدم یا علی و صب علی راسه و بین جدیه ثم قال اللهم انی اعیذ بک و ذریته من الشیطان الرجیم ثم قال ادبر فلا برفصبه بین کتفیه و قال اللهم انی اعیذبک و ذریته من الشیطن الرجیم فقال لعلی اذ خل باهلک بسم الله الرحمن الرحیم فبکت فاطمته فقال ما یبکیک و قد زوجتک الد مهم سلما و احسنهم

خلقا فخرج و علق علیهما الباب بیده (اخرجه احمد و ابو حاتم و النسائی و ابو الخیر الحاکمی) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کا عقد کر دیا لوگوں کو ان کے جہیز کی تیاری کا حکم دیا ان کے لیے ایک تخت اور ایک بچھونا چمڑے کا لیف خرما سے بھرا ہوا بنایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میری بیٹی کو علی کے لیے زینت دو اور جناب علی کو کہلا بھیجا کہ جب جناب فاطمہ پہنچیں تو تعجیل نہ کرے۔ پس جناب سیدہ ام ایمن کے ساتھ جناب علی کے گھر میں تشریف لے گئیں اور گھر میں ایک طرف بیٹھ گئیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے فارغ ہوئے تو پانی کا ایک لوٹا لے کر تشریف لائے اور اس میں اپنا لعاب دہن مبارک سے ڈالا اور جناب فاطمہ سے کہا آگے آؤ وہ آگے گئیں حضرت نے ان کی چھاتی پر سر مبارک پر اس پانی کی چھینٹے دیے اور دعا کی کہ اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر ان سے کہا لوٹو وہ لوٹیں اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دے کر دعا کی اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر جناب علی سے کہا یا علی آگے آؤ وہ آگے گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چھاتی اور سر اقدس پر اس پانی کے چھینٹے دیے اور دعا کی اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر ان سے کہا لوٹو وہ لوٹے اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان میں پانی کے چھینٹے دے کر فرمایا اے پروردگار میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے لیے اور اس کی ذریت کے لیے شیطان رجیم سے پھر جناب علی سے کہا اب آپ اپنے اہل کے پاس تشریف لے جائیں ساتھ نام اللہ مہربان اور رحم کرنے والے کے پس جناب فاطمہ رونے لگیں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا فاطمہ تم کیوں روتی ہو میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے اور سب سے اچھے خلق والا ہے۔ یہ فرما کر آنحضرتؐ باہر تشریف لے آئے اور اپنے ہاتھ سے ان کا دروازہ بند کر دیا۔

اَرْجَحُکُمْ حِلْماً

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب میں سب سے زیادہ حلم والے علیؑ ہیں۔ (شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۲۹۷)

اِنَّ عَلِیًّا اَحَقُّ بِالنَّبِیِّ مِنْ جِبْرَائِیْلِ

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل کے مقابلے میں علیؑ کا مجھ پر زیادہ حق ہے۔

مناقب خوارزمی ص ۸۳ سطر ۱۶، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۱۹، ذخائر العقبیٰ ص ۹۴

بشیر بن منحصن کی روایت کتاب الصفین کے ص ۲۱۰ پر ہے۔

ابو اسحاق ثعلبی کی روایت شرح حدیدی کی جلد ۲ کے صفحہ ۴۵۱ پر ہے۔

حضرت سلمان فارسی کی روایت شرح حدیدی کے ص ۵۹۱ پر ہے۔

حضرت حذیفہ کی روایت ذخائر العقبیٰ کے ص۹۵ پر ہے۔

اَشَدُّنَا بِہٖ لُزُوقًا

عن ابی اسحاق قال سالت قثم ابن عباس کیف ورث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو نکم قال لانہ کان اولنا بہ لحوقا و اشدنا بہ لزوقا (اخرجہ الحاکم) ابن اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے قثم عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم لوگوں کے سوا علی کیونکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث قرار دیئے گئے ہیں قثم نے جواب دیا اس لیے کہ وہ ہم سے پہلے جناب رسول خدا سے ملے اور ہم سے زیادہ حضرت کی ملاقات میں رہے۔

ارجح المطالب ص۳۶ سطر۱۳' خصائص نسائی ص۲۸' الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۶۸' منتخب کنز العمال جلد۵ ص۴۲' کنز العمال جلد۶ ص۴۰۰' حدیث ۶۰۸۶' المستدرک جلد۳ ص۱۲۵ سطر۱۷' تلخیصہ صفحہ مذکورہ سطر آخر

اَشَدُّکُمْ فِی اللّٰہِ غَضَبًا

حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بارے میں تم تمام لوگوں سے زیادہ سخت علیؑ ہیں۔ (شواہد التنزیل جلد۲ ص۲۱۷)

صدیق اکبر روایت حضرت علیؑ

علی قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فی القیمتہ غیر نا اربعتہ فقام رجل من الانصار فقال فداک ابی و امی من ھم یا رسول اللہ انا علی البراق و اخی صالح علی ناقتہ اللہ التی عقرت و عمی حمزۃ علی ناقتہ تعضباء و اخی علی علی ناقتہ من نوق الجنتہ بیدہ لواء الحمد ینادی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فیقول الآدمیون ما ھذا الا ملکا مقربا او نبیاء مرسلا ان حامل العرش فیجیبھم ملک من بطنان العرش یا معشر الآدمیین لیس ھذا ملکا مقربا و لا نبیا مرسلا و لا حامل عرش ھذا الصدیق الاکبر علی ابن ابی طالب (اخرجہ ابو جعفر العقیلی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے ارشاد کیا کہ قیامت میں ہم چار شخصوں کے سوا پانچواں شخص سوار نہ ہوگا۔ انصار میں سے ایک شخص نے اٹھ کر عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں وہ چار شخص کون ہیں حضرت نے فرمایا ایک تو میں ہوں کہ براق پر سوار ہوں گا اور میرا بھائی صالحؑ بھی اس ناقہ اللہ پر سوار ہوگا جس کے پاؤں کاٹے گئے تھے۔ اور میرا چچا حمزہؑ ناقہ غضباء پر سوار ہوگا اور بھائی علیؑ جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوگا اور ان کے ہاتھ میں لوائے الحمد ہوگا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پکارتا ہو تمام آدمی کہیں گے یہ کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا حامل عرش ہے عرش کے اندر سے ایک فرشتہ جواب دے گا اے لوگو نہ یہ مقرب فرشتہ ہے اور نہ نبی مرسل اور نہ حامل عرش یہ صدیق اکبر علی ابن ابی طالبؑ ہے۔

ارجح المطالب ص ۲۵ سطر ۴' مودت القربیٰ ص ۳۲' مناقب عینی ص ۵۶' شمس التواریخ جلد ۴ ص ۶۹ سطر آخر

روایت انس بن مالک

عن انس بن مالک قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قد رایتہ فی النوم یا انس ما حملک علی ان لا تودی ما سمعت منی فی علی حتی ادرکتک العقوبتہ و لو لا استغفار علی لک ما شممت رائحتہ الجنتہ ابدا و لکن ابشر فی بقیتہ عمرک ان اولیاء علی و محبیہم السابقون الاولون الی الجنتہ و ہم جیران اللہ و اولیاء اللہ حمزۃ و جعفر و الحسن و الحسین و اما علی فہو الصدیق الاکبر لا یخشی یوم القیامتہ من احد (اخرجہ الخوارزمی) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے ارشاد کیا اے انس تجھے کس بات نے برا نگیختہ کیا ہے کہ تو نے جو مجھ سے علی کی نسبت سنا لوگوں کو نہیں سنایا تاوقتیکہ تجھے عذاب الٰہی پہنچے اگر علی تیرے لیے مغفرت نہ کرتے تو کبھی جنت کی بو نہ سونگھتا۔ لیکن اب اپنی باقی عمر میں لوگوں کو بشارت بیان کرتا رہ۔ کہ علی کے محب سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی ہمسائگی میں رہیں گے۔ اور خدا کے ولی حمزہ اور جعفر اور حسن اور حسین ہیں علی تو صدیق اکبر ہیں جو شخص کہ ان سے محبت رکھے گا وہ قیامت کے روز نہیں خائف ہو گا۔

ارجح المطالب ص ۶۵۳ سطر ۱۹' کوکب دری ص ۲۷۷' منقبت ص ۱۶۴' مناقب خوارزمی ص ۴۲

روایت متعدد صحابہ

صحابہ کرام نے روایت کیا ہے کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج مجھ سے خدائے ذوالمنن نے پوچھا اے محمد تم اپنی امت کے لئے کسے خلیفہ بنا کر آئے ہو۔ میں نے کہا میرا اللہ خود بہتر جانتا ہے۔ اللہ نے مجھے فرمایا اے محمدؐ میں نے تجھے اپنی رسالت کے لئے منتخب کیا اور تمہیں اپنے نفس کے لئے مختار کیا۔ تم میرے نبی ہو اور میری تمام مخلوق میں سب سے افضل ہو۔

تمہارے بعد صدیق اکبر' طاہر اور مطہر وہ ہے جسے میں نے تمہاری طینت سے خلق کیا ہے اور اسے میں نے تمہارا وزیر بنایا ہے۔ اور تمہارے ان نواسوں کا باپ بنایا ہے جو کہ دونوں سردار' شہید' طاہر اور مطہر اور جوانان جنت کے سردار ہیں۔

اس کی زوجہ تمام عالمین کی عورتوں سے افضل ہے۔ اے محمد تم ایک درخت ہو، علی اس کی ٹہنیاں ہیں اور فاطمہ اس کے ورق اور حسنینؑ اس کے پتے ہیں۔ میں نے حسنین کو اعلیٰ ترین طینت سے خلق کیا ہے۔ میں نے تمہارے شیعوں کو تم سے خلق کیا۔

میں نے پوچھا اے اللہ صدیق اکبر کون ہے۔ اللہ نے کہا تیرا بھائی۔ (شمس الاخبار ص ۴۳)

روایت زید بن حارثہ

مودت القربیٰ ص ۹۲ سطر ۲، ینابیع المودت ص ۲۵۸، کوکب دری ص ۱۹۴ سطر ۶

عن زید بن حارثہ مولیٰ رسول اللہ قال لما کان اللیلتہ التی اخذ فیھا رسول اللہ علی الانصار بیعۃ الاولیٰ فقال اخذت علیکم بما اخذ اللہ النبیین من قبلی ان تحفظونی و تمنعونی عما تمنعوا انفسکم و تمنعوا علی ابن ابی طالب عما تمنعون انفسکم عنہ و تحفظونہ فانہ الصدیق الاکبر یزید اللہ دینکم بہ و ان اللہ اعطی موسیٰ العصاؑ و ابراہیم برد النار و عیسیٰ الکمات التی کان یحیی بھا الموتیٰ و اعطانی ھذا و اشار الی علی و لکل نبی اٰیتہ و ھذا اٰیتہ ربی و الائمتہ الطاہرین من ولدہ اٰیات ربی لن تخلو الارض من اھل الایمان ما ابقی اللہ احدا" من ذریتہ و علیھم تقوم القیامتہ اور زید بن حارث غلام رسول خدا سے روایت ہے کہ جس رات آنحضرتؐ نے انصار سے پہلی بیعت لی تو فرمایا کہ میں نے تم سے اس عہد پر بیعت لی ہے جس عہد پر کہ پہلے پیغمبروں سے اللہ تعالیٰ نے بیعت لی تھی۔ کہ جن چیزوں سے تم اپنے نفسوں کی حفاظت اور نگہداشت کرو۔ ان سے میری بھی حفاظت اور نگہداشت کرنا۔ اور جن چیزوں سے تم اپنے نفسوں کی حفاظت اور نگہداشت کرو ان سے علی ابن ابی طالبؑ کی حفاظت اور پاسداری کرنا۔ کیونکہ وہ صدیق اکبر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سبب تمہارے دین کو زیادہ کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزہ عصا عطا فرمایا۔ اور ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو ٹھنڈا کیا۔ اور عیسیٰؑ کو وہ کلمات عطا فرمائے جن کے ذریعہ سے وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اور مجھ کو یہ یعنی علیؑ عطا فرمایا۔ اور علی علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور ہر پیغمبر کے واسطے ایک نشانی (خدا کی طرف سے) ہوتی ہے۔ اور یہ (یعنی علیؑ) میرے پروردگار کی نشانی ہے۔ اور آئمہ طاہرین علیھم السلام جو اس کی اولاد سے ہوں گے۔ میرے پروردگار کی نشانیاں ہیں۔

روایت یاسر غلام امام رضاؑ

ینابیع المودت ص ۲۶۲ سطر ۹

یاسر نوکر امام رضا علیہ السلام سے آپ اپنے باپ سے وہ اپنے آباء سے وہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا۔ اے علی۔ تم اللہ کی حجت ہو' تم اللہ کا دروازہ ہو' تم اللہ کی طرف راستہ ہو' تم نباء عظیم بڑی خبر ہو' تم سیدھا راستہ ہو' تم مثل اعلیٰ ہو' تم امام المسلمین ہو' امیر المومنین ہو' خیر الوصین ہو' اور سید الصدیقین ہو' اے علیؑ تم فاروق اعظم ہو۔ تم صدیق اکبر ہو' تیرا گروہ میرا گروہ ہے' میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے' اور تیرے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔

یحییٰ بن سعید امام علی رضاؑ سے آپ اپنے باپ سے وہ حضرات علی بن ابی طالبؑ سلام اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ساتھ ایک راستے پر چل رہا تھا۔ اسی دوران میں ایک لمبا شیخ ملا گھنی داڑھی والا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر سلام اور آپ کو مرحبا کہا' پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہا اے چوتھے خلیفہ تم پر سلام ہو' اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں' اس نے کہا یا رسول اللہ کیا ایسا ہونے والا نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر آپ چلنے لگے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس شیخ کی بات کا کیا مطلب ہے اور آپ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے' فرمایا تم ان سے ہو اور اللہ تعالیٰ کا حمد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہا اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیفَۃً اور کہا یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیفَۃً فِی الْاَرْضِ اور جب موسیٰؑ کی حکایت کرتے ہوئے کہا جب کہ ہارونؑ کے لئے کہا تھا اخلفنی فی قومی و اصلح یہ اس وقت کی بات ہے جب موسیٰؑ نے ہارونؑ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا و اذان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر (اے علیؑ) تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے مبلغ تھے' تم میرے وصی ہو اور تم کو مجھ سے وہ منزل حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ تم سے شیخ نے اس طرح کہا جس طرح میں نے کہا' میں نے عرض کیا یہ کون صاحب تھے۔ فرمایا وہ ہمارے بھائی حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور میں ان کو جانتا ہوں۔

روایت جماعت صحابہ

حضرت ابوذر غفاری، حضرت سلمان فارسی اور حضرت مقداد سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی حق کے ساتھ ہے۔ اور حق علی کے ساتھ ہے۔ جدھر علی جائے گا ادھر ادھر حق جائے گا۔ وہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا، وہ قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کرے گا، اور علی صدیق اکبر ہے، یہ فاروق ہے یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ یہ علی میرا وصی، میرا وزیر اور میری امت میں میرے بعد میرے خلیفہ ہوں گے اور یہ میری سنت پر قتال کرے گا۔

ان سے ایک شخص نے کہا کہ لوگ تو حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر اور حضرت عمر کو فاروق کہتے ہیں۔ صحابہ کرام کی اس جماعت نے کہا کہ لوگ جاہل ہیں۔ نہ تو یہ خلافت رسول کو جانتے ہیں اور نہ حق علی کو۔ خدا کی قسم بے شک حضرت علی ہی صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں۔ بے شک یہ خلیفہ رسول اور امیر المومنین ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا تھا کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کو امیر المومنین کہہ کر سلام کریں۔ چنانچہ ہم اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کو امیر المومنین کہتے ہیں۔ (بحر المناقب ص ۹۹)

روایت حضرت سلمان فارسی

عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ھذا اول من امن بی و ھذا اول من یصافحنی یوم القیمۃ ھذا صدیق الاکبر و ھذا فاروق الاعظم یفرق بین الحق و الباطل و ھذا یعسوب المومنین و المال یعسوب المنافقین اخرجہ الدیلمی) و الطبرانی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر کی نسبت فرماتے تھے یہ وہ شخص ہے جو مجھ پر سب سے پہلے ایمان لایا ہے۔ اور یہ وہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے ملے گا اور یہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور مومنوں کا یعسوب (یعنی امیر ہے) اور مال منافقوں کا امیر ہوتا ہے۔

ارجح المطالب ص ۲۵ سطر آخر، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۲ سطر ۳، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۳، قرت العینین ص ۲۳۴، تعلیقات سیوطی ص ۲۰۱، کفایتہ الطالب ص ۷۹، حضرت علیؑ ص ۳۸ سطر ۵، احسن الانتخاب ص ۳۳ سطر ۱۳، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶ حدیث ۲۶۰۸

شمس التواریخ جلد ۴ ص ۶۹۷ سطر آخر پر تحریر ہے کہ آنحضرتؐ نے آپ کو صدیق اکبر فرمایا تھا۔

روایت حضرت عباد بن عبداللہ

عن عبادہ بن عبداللہ قال علی انا عبداللہ و اخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و انا صدیق الاکبر لا یقولہا ذالک غیری الا کاذب صلیت قبل الناس سبع سنین (اخرجہ احمد فی المناقب و النسائی فی الخصائص و الحاکم فی المستدرک و حافظ ابو زید عثمان ابن ابی شیبۃ فی سننہ و ابن عاصم فی السنتہ و حافظ ابو نعیم فی الحلیتہ و العقیلی)
عباد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جناب امیر فرماتے تھے میں خدا کا بندہ ہوں اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بھائی ہوں اور میں صدیق اکبر ہوں یہ بات میرے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا مگر جھوٹ بولنے والا میں نے سات برس سب سے پہلے نماز پڑھی۔

ارجح المطالب ص ۲۳ سطر آخر، فیض القدیر جلد ا ص ۵۷، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۱۰۷، جلد ۲ ص ۳۹۴، قرۃ العینین جلد ۱۵ ص ۱۴۰، وسیلتہ النجات ص ۱۳۳، خصائص نسائی ص ۳، شریف التواریخ ص ۱۰۴ جلد ا سطر ۷، حلیتہ الاولیاء، التذکرہ خواص الامتہ ص ۲۷

جمع الفوائد جلد ۲ ص ۳۶۸ حدیث ۷۸۰۶، رفع العجاجہ جلد ا ص ۱۸ سطر ا، کنز العمال جلد ۲ ص ۲۹۴، حدیث ۶۰۲۶، ینابیع المودت ص ۴۹ سطر ۱۷، شریف التواریخ ص ۴۰۱ سطر ۷، ذخائر العقبیٰ ص ۲۱۳، البدایتہ جلد ۳ ص ۲۶، جلد ۷ ص ۳۳۵، التعقیبات سیوطی جلد ۲ ص ۵۶، نزھتہ المجالس ص ۲۰۵، التاریخ الکامل لابن اثیر جلد ۲ ص ۲۲، الجمع الجوامع ص ۳۹۴، فرائد السمطین باب ۴۹، جمع الفوائد جلد ۲ ص ۳۶۸، مطالب السئول ص ۱۹، عقد الفرید جلد ۲ ص ۲۷۵، الطبقات للشعرانی جلد ۲ ص ۵۵، التاریخ للطبری جلد ۲ ص ۲۱۳، میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۱۲ سطر ۱۲ ص ۱۱ سطر ۹، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۹، تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۱۱۱ سطر آخر، الریاض النضرہ ص ۲۱۳، الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۶۰، المستدرک جلد ۳ ص ۱۱۲ سطر ا، سنن لابن ماجہ جلد ا ص ۵۷، المناقب للعینی ص ۲۷، سیرت النبی لابن کثیر جلد ا ص ۴۳۱، شرح ابن ابی الحدید معتزلی جلد ۳ ص ۲۵۷، الدرۃ الخریدۃ (ابن عبدالواحد) جلد ا ص ۸۲۔

روایت معاذہ عدویہ

عن معاذۃ عن العدویتہ قالت سمعت علیا یقول علی المنبر منبر البصرۃ انا صدیق الاکبر امنت قبل ان یومن ابو بکر و اسلمت قبل ان یسلم ابو بکر (نقلہ ابن قتیبتہ فی المعارف) معاذۃ العدویہ کہتے ہیں میں نے بصرہ کے منبر پر جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں صدیق اکبر ہوں قبل اس کے کہ ابوبکر صدیق ایمان لاتے میں ایمان لایا ہوں اور ابوبکر کے اسلام لانے سے پہلے اسلام لایا ہوں۔

ارجح المطالب ص ۲۴ سطر ۱۴، میزان الاعتدال جلد ا ص ۴۱۷ سطر ۱۵، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۰، المعارف ص ۵۶، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۵، ۱۵۷، شرح قوشجی ص ۳۸۹، قوتی

المستحسن ص۱۹' شرح ابن ابی الحدید جلد ۳ ص۲۵۷' احسن الانتخاب ص ۳۲ سطر ۱۴' کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۵' حدیث ۶۱۳۴' جمع الجوامع ص ۴۰۵' ذخائر العقبیٰ ص ۵۹' ینابیع المودت ص ۱۶۷ سطر ۲۲' القول المستحسن ص ۱۹' شرح قوشجی ص ۳۸۹

روایت معاذۃ عدویہ

عن معاذة العدو یة قالت سمعت علیا علی المنبر منبر البصیرة یقول انا صدیق الاکبر (الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ لمحب الطبری) معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ میں نے بصرہ کے منبر پر جناب امیر کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں صدیق اکبر ہوں۔

ارجح المطالب ص ۲۳ سطر ۱۲' العثمانیہ ص ۲۹۰' مناقب عینی ص ۲۷' ذخائر العقبیٰ ص ۵۹' الکنٰی و الاسماء جلد ۲ ص ۸۱' البدایہ جلد ۷ ص ۳۳۳' جمع الجوامع ص ۴۰۵' کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۵' حدیث ۶۱۳۴' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۰' میزان الاعتدال جلد ا ص ۴۱۷ سطر ۱۵' المعارف ص ۵۶' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۵' شرح حدیدی جلد ۳ ص ۲۵۷' القول المستحسن ص ۱۹' شرح قوشجی ص ۳۸۹' ینابیع المودت ص ۱۶۷ سطر ۲۲

روایت ابی لیلیٰ الغفاریہ

ینابیع المودت ص ۱۳۲ سطر ۱۴' استیعاب جلد ۴ ص ۱۶۹' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵' حدیث ۲۵۸۴' تاریخ خمیس ص ۳۹۶' صواعق محرقہ ص ۱۲۵ حاشیہ ۲' کفایت الطالب ص ۷۹' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۳ ۳' روضہ ندیہ ص ۴' نزل الابرار ص ۳۱' مناهج الفاضلین ص ۳۱۹' میزان الاعتدال جلد ا ص ۸۸ سطر ۱۸' مناقب خوارزمی ص ۶۲' تاریخ دمشق جلد ۳ ص ۱۲۲

روایت حضرت ابوذر

عن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لعلی انت صدیق الاکبر و الفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق و الباطل (الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ لمحب الطبری) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جناب امیرؑ سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ تم حق اور باطل میں فرق کرو گے

ارجح المطالب ص۲۵ سطر۱۷' استیعاب جلد۴ ص۱۶۹' البیان و التعریف جلد۲ ص۱۰' نزھۃ المجالس ص۲۰۵' قرۃ العینین ص۲۳۴' تاریخ دمشق جلد۱ ص۸۴' ینابیع المودت ص۵۱ سطر۷' روضہ ندیہ ص۴' شرح حدیدی جلد۳ ص۲۵۷' مجمع الزوائد جلد۶ ص۱۰۲ سطر۳' تاریخ خمیس ص۳۰۶' فرائد السمطین ص۱۲۱' مناقب عینی ص۲۸' راموز الاحادیث ص۳۰۴' الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۵۵' اسد الغابہ جلد۵ ص۲۸۷' منتخب کنز العمال جلد۵ ص۴۳' احسن الانتخاب ص۳۳ سطر۱۷

روایت حضرت ابو رافع

ینابیع المودت ص۱۰۲ سطر۵' تاریخ دمشق جلد۱ ص۷۶' شرح حدیدی جلد۳ ص۲۵۷' نزھتہ المجالس جلد۲ ص۲۰۵' المواقف ص۲۷۴ جلد۳' ینابیع المودت ص۵۱ سطر۷' النقض علی العثمانیہ ص۲۹۰

روایت حضرت حسنؑ

حضرت حسنؑ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ میرے بعد سید العرب حضرت علیؑ کو بلا لاؤ۔ جب حضرت علیؑ آئے تو آپ نے انصار کی طرف بھیجا اور فرمایا اے گروہ انصار کیا میں تمہیں ایسے مرد کے متعلق نہ بتا دوں کہ جس کا تمسک کرو گے تو اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ تو تمام نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا یہ علیؑ ہے تم اس سے میری محبت کی وجہ سے محبت رکھو اور تم اس کی عزت میری عزت کی وجہ سے کرو۔ اور جو کچھ میں نے تم سے کہا یہ سب کچھ جبرئیل اللہ کی طرف سے لائے اور اس کی تبلیغ کا مجھے حکم دیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پھر ابو برزہ سے فرمایا کہ بے شک رب العالمین نے علیؑ کے بارے میں مجھ سے عہد لیا ہے کہ علیؑ ہدایت کے علم' ایمان کے منار' اولین و آخرین کے امام اور جس نے بھی میری اطاعت کی اس کے لئے نور ہیں۔

اے ابو برزہ علیؑ قیامت کے دن میرے امین اور صاحب علم ہوں گے اور اس کے پاس

میرے رب کی حمایت کے خزانوں کی کنجیاں ہوں گی۔ (نزہتہ المجالس جلد ۲ ص ۴۵۸ سطر ۱)

روایت عبداللہ بن عباس

عن ابی عباس فی قولہ تعالی من یطع اللہ و الرسول فا و لئک مع الذین انعم اللہ علیہم قال علی یا رسول اللہ نبی تقدو علی ان نزورک فی الجنتہ قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم امتہ فنزلت ھذاہ الایتہ او لئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال ان اللہ تعالی قد انزل بیان ما سئلت فجعلک رفیق لا نک اول من اسلم و انت صدیق الاکبر (تفسیر ابن العجام) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے (جن لوگوں نے خدا اور خدا کے رسولؐ کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ ان کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت اتاری ہے) روایت کرتے ہیں کہ جناب امیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آیا ہم حضور کو جنت میں بھی دیکھ سکیں گے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا رہا ہے وہ اس پر سب سے پہلے اسلام لاتا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی (کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے اور یہ لوگ ان کے اچھے رفیق ہوں گے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا علی خدا تعالی نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے مجھ پر اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

ارجح المطالب ص ۴۴ سطر آخر' احسن الانتخاب ص ۳۵ سطر آخر' تفسیر ابن الحجام ص ۲۳'
حضرت علی ص ۳۳۵ سطر ۱۸

روایت دوئم

کوکب دری ص ۲۱۴ سطر آخر

روایت چہارم

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا کہ آپ حضرت علی سے فرما رہے تھے کہ اے علی تم صدیق اکبر اور وہ فاروق ہو جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتا ہے۔ (نزہتہ المجالس ص ۴۵ سطر ۱۲)

روایت پنجم

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔ عنقریب فتنہ اٹھے گا جو اس زمانے کو پائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ دو چیزوں کو پکڑے۔ ایک کتاب خدا اور دوسرے علیؑ ہیں۔
میں نے خود رسول اکرمؐ سے سنا وہ علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرما رہے تھے۔ دیکھو یہ وہ علیؑ ہیں جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے۔ یہ سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ یہ علیؑ اس امت کے فاروق ہیں۔ جو کہ حق و باطل کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ یہ علیؑ مومنوں کے یعسوب ہیں اور مال ظالموں کا یعسوب ہے۔ اور یہ علی صدیق اکبر ہیں۔ اور یہ وہ دروازہ ہیں جس کے اندر آیا جاتا ہے اور یہ میرے بعد خلیفہ ہیں۔
تاریخ دمشق جلدا ص ۷۷، وسیلۃ النجات ص ۲۲۹ سطر ۳، لسان المیزان جلد ۳ ص ۲۸۳ سطر ۴، شمس الاخبار ص ۳۵، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۵، میزان الاعتدال جلدا ص ۳۱۶ سطر ۶

فاروق اعظم

روایت یاسر خادم امام رضاؑ

یاسر نوکر امام رضا علیہ السلام سے آپ اپنے باپ سے وہ اپنے آباء سے وہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ۔ تم اللہ کی حجت ہو، تم اللہ کا دروازہ ہو، تم اللہ کی طرف راستہ ہو، تم نباء عظیم بڑی خبر ہو، تم سیدھا راستہ ہو، تم مثل اعلیٰ ہو، تم امام المسلمین ہو، امیرالمومنین ہو، خیر الوصین ہو، اور سید الصدیقین ہو، اے علیؑ تم فاروق اعظم ہو۔ تم صدیق اکبر ہو، تیرا گروہ میرا گروہ ہے میرا گروہ اللہ کا گروہ ہے، اور تیرے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔
یحییٰ بن سعید امام علی رضاؑ سے آپ اپنے باپ سے وہ حضرات علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ایک راستے پر چل رہا تھا۔ اسی دوران میں ایک لمبا شیخ ملا، گھنی داڑھی والا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سلام اور آپ کو مرحبا کہا، پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہا اے چوتھے خلیفہ تم پر سلام ہو، اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں، اس نے کہا یا رسول اللہ کیا ایسا ہونے والا نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر آپ چلنے لگے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس شیخ کی بات کا کیا مطلب ہے اور آپ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے، فرمایا تم ان سے ہو اور اللہ تعالیٰ کا حمد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہا اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَة اور کہا يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ اور جب موسیٰ کی حکایت کرتے ہوئے کہا جب کہ ہارون کے لئے کہا تھا اخلفنی فی قومی و اصلح یہ اس وقت کی بات ہے جب موسیٰ نے ہارون کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا و اذان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر (اے علی) تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے مبلغ تھے' تم میرے وصی ہو اور تم کو مجھ سے وہ منزل حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ تم سے شیخ نے اس طرح کہا جس طرح میں نے کہا' میں نے عرض کیا یہ کون صاحب تھے۔ فرمایا وہ ہمارے بھائی حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور میں ان کو جانتا ہوں۔

عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ھذا اول من امن بی و ھذا اول من یصافحنی یوم القیمۃ و ھذا صدیق الاکبر و ھذا فاروق الاعظم یفرق بین الحق و الباطل و ھذا یعسوب المو منین و المال یعسوب المنافقین (اخرجہ الدیلمی) و الطبرانی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کی نسبت فرماتے تھے یہ وہ شخص ہے جو مجھ پر سب سے پہلے ایمان لایا ہے۔ اور یہ وہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے ملے گا اور یہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور مومنوں کا یعسوب (یعنی امیر ہے) اور مال منافقوں کا امیر ہوتا ہے۔

ارجح المطالب ص ۲۵ سطر آخر' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۲ سطر ۳' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۳' قرۃ العینین ص ۲۳۴' تعلیقات سیوطی ص ۱۰۴' کفایۃ الطالب ص ۷۹' حضرت علی ص ۳۸ سطر ۵' احسن الانتخاب ص ۳۳ سطر ۱۳' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶' حدیث ۲۶۰۸ شمس التواریخ جلد ۴ ص ۶۹۷ سطر آخر پر تحریر ہے کہ آنحضرتؐ نے آپ کو صدیق اکبر فرمایا تھا۔

روایت جماعت صحابہ

حضرت ابو ذر غفاری' حضرت سلمان فارسی اور حضرت مقداد سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ حق کے ساتھ ہے۔ اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ جدھر علی جائے گا ادھر ادھر حق جائے گا۔ وہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا' وہ قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کرے گا' اور علیؑ صدیق اکبر ہے' یہ فاروق ہے یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ یہ علیؑ میرا وصی' میرا وزیر اور میری امت میں میرے بعد میرے خلیفہ ہوں گے اور یہ میری سنت پر قتال کرے گا۔

ان سے ایک شخص نے کہا کہ لوگ تو حضرت ابوبکر کو صدیق اکبر اور حضرت عمر کو فاروق کہتے ہیں۔ صحابہ کرام کی اس جماعت نے کہا کہ لوگ جاہل ہیں۔ نہ تو یہ خلافت رسول کو جانتے ہیں اور نہ حق علی کو۔ خدا کی قسم بے شک حضرت علیؑ ہی صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں۔ بے شک یہ خلیفہ رسول اور امیر المومنین ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ہمیں حکم فرمایا تھا کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کو امیر المومنین کہہ کر سلام کریں۔ چنانچہ ہم اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کو امیر المومنین کہتے ہیں۔ (بحر المناقب ص ۹۹)

روایت عبداللہ بن عباس

ارجح المطالب ص ۲۴ سطر آخر، احسن الانتخاب ص ۳۵ سطر آخر، تفسیر ابن الجام ص ۲۳، حضرت علی ص ۳۳۵ سطر ۱۸

عن ابی عباس فی قولہ تعالیٰ من یطع اللہ و الرسول فا و لئک مع الذین انعم اللہ علیھم قال علی یا رسول اللہ ھل نقدر علی ان تزورک فی الجنتہ قال یا علی ان لکل نبی رفیقا اول من اسلم امتہ فنزلت ھذہ الایتہ اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا فقال ان اللہ تعالیٰ قد انزل بیان ما سئلت فجعلک رفیق لانک اول من اسلم و انت صدیق الاکبر (تفسیر ابن الجحام) ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں جس کا ترجمہ یہ ہے (جن لوگوں نے خدا اور خدا کے رسولؐ کی اطاعت کی ہے پس وہ لوگ ان کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت اتاری ہے) روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آیا ہم حضورؐ کو جنت میں بھی دیکھ سکیں گے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا رہا ہے وہ اس پر سب سے پہلے اسلام لاتا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی (کہ وہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنی نعمت نازل کی ہے یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے اور یہ لوگ ان کے اچھے رفیق ہوں گے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا علیؑ خدا تعالیٰ نے تیرے سوال کا بیان نازل فرمایا ہے اور تجھے میرا رفیق بنایا ہے۔ کیونکہ تو سب سے پہلے مجھ پر اسلام لایا ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

ص ۱۹، شرح قوشنجی ص ۳۸۹، ینابیع المودت ص ۱۹۷ سطر ۲۲

روایت ابی لیلیٰ الغفاریہ

عن ابی لیلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون من بعدی فتنہ فاذا کان ذالک فالزموا علیا فانہ الفاروق بیان الحق و الباطل (اخرجہ الخوارزمی والدیلمی) و ابن عبد البرفی الاستیعاب ابو لیلیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے عنقریب میری امت میں فتنہ برپا ہو گا جب ایسا ہو تو تم ملازمت علیؑ کی اختیار کرو بہ تحقیق وہ حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

ینابیع المودت ص ۱۳۲ سطر ۱۴' استیعاب جلد ۴ ص ۱۶۹' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵' حدیث ۲۵۸۲' تاریخ خمیس ص ۳۰۶' صواعق محرقہ ص ۱۲۵ حاشیہ ۲' کفایت الطالب ص ۷۹' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۱۳' روضہ ندیہ ص ۴' نزل الابرار ص ۳۱' مناھج الفاضلین ص ۳۱۹' میزان الاعتدال جلد ا ص ۸۸ سطر ۱۸' مناقب خوارزمی ص ۶۲' تاریخ دمشق جلد ۳ ص ۱۲۲

روایت حضرت سلمان فارسی

عن سلمان الفارسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ھذا اول من امن بی و ھذا اول من یصافحنی یوم القیمۃ و ھذا صدیق الاکبر و ھذا فاروق الاعظم یفرق بین الحق و الباطل و ھذا یعسوب المومنین و المال یعسوب المنافقین (اخرجہ الدیلمی) و الطبرانی سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر کی نسبت فرماتے تھے یہ وہ شخص ہے جو مجھ پر سب سے پہلے ایمان لایا ہے۔ اور یہ وہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت کے روز مجھ سے ملے گا اور یہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور مومنوں کا یعسوب (یعنی امیر ہے) اور مال منافقوں کا امیر ہوتا ہے۔

ارجح المطالب ص ۲۵ سطر آخر' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۲ سطر ۳' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۳' قرت العینین ص ۲۳۴' تعلیقات سیوطی ص ۴۰۱' کفایتہ الطالب ص ۷۹' حضرت علی ص ۳۸ سطر ۵' احسن الانتخاب ص ۳۳ سطر ۱۳' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶' حدیث ۲۶۰۸

شمس التواریخ جلد ۴ ص ۶۹۷ سطر آخر پر تحریر ہے کہ آنحضرتؐ نے آپ کو صدیق اکبر فرمایا تھا

روایت حضرت ابوذر

عن ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت صدیق الاکبر و الفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق و الباطل (الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ لمحب الطبری) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جناب امیر سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ تم حق اور باطل میں فرق کرو گے۔

ارجح المطالب ص ۲۵ سطر ۱۷' استیعاب جلد ۴ ص ۱۶۹' البیان و التعریف جلد ۲ ص ۱۱۰' نزھتہ المجالس ص ۲۰۵' قرۃ العینین ص ۲۳۴' تاریخ دمشق جلد ا ص ۸۴' ینابیع المودت ص ۵۱ سطر ۷' روضہ ندیہ ص ۴' شرح حدیدی جلد ۳ ص ۲۵۷' مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۱۰۲ سطر ۳' تاریخ خمیس ص ۳۰۶' فرائد السمطین ص ۱۲۱' مناقب یمنی ص ۲۸' راموز الاحادیث ص ۳۰۴' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۵' اسد الغابہ جلد ۵ ص ۲۸۷' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۳' احسن الانتخاب ص ۳۳ سطر ۱۷

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں فاروق اعظم ہوں۔ میرے بعد جھوٹے کے سوا کوئی یہ دعویٰ نہ کرے گا۔ (مناقب عینی ص ۲۷)

معاذہ سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے۔ (شرح حدیدی جلد ۳ ص ۲۵۷)

شریف التواریخ جلد ۱ ص ۲۱۰ سطر ۱۰ پر تحریر ہے کہ فاروق اعظم حضرت علی کا خطاب تھا۔ (شرح حدیدی جلد ۱ ص ۲۵۷)

روایت ابی لیلیٰ

(۳) عن ابی لیلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیکون من بعدی فتنۃ فاذا کان ذالک فالزموا علیا فانہ الفاروق بین الحق و الباطل (اخرجہ الخوارزمی والدیلمی) و ابن عبد البر فی الاستیعاب ابو لیلیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب میری امت میں فتنہ برپا ہو گا جب ایسا ہو تو تم ملازمت علی کی اختیار کرو بہ تحقیق وہ حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔

ارجح المطالب ص ۳۶ سطر ۲، تاریخ ابن عساکر ص ۱۲۲، ینابیع المودت ص ۳۶۸ سطر ۹، میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۸۸، کنز العمال جلد ۱۲ ص ۲۱۰، کوکب دری ص ۱۶۸ سطر ۲، مودت القربیٰ ص ۵۶، مناقب عینی ص ۲۶، مناقب خوارزمی ص ۵۷ سطر ۶

آپ کا لقب

آیات محکمات ص ۲۵

خطاب

فاروق اعظم آپ کا خطاب تھا۔ (شرف التواریخ ص ۲۳۸ سطر ۱۰)

اَسبقُ السّابقین

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اسلام میں سبقت کرنے والے تین شخص ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت کرنے والے حضرت یوشعؑ، حضرت عیسیٰؑ کی طرف

صاحب یٰسین اور حضرت محمدؐ کی طرف سبقت کرنے والے حضرت علیؑ ہیں۔
سیرت ابن ہشام جلد ۱ ص ۲۶۷' مناقب خوارزمی ص ۳۲' ذخائر العقبیٰ ص ۵۸' تفسیر ابن کثیر جلد ۹ ص ۳۶۷' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۳' تفسیر درمنثور جلد ۶ ص ۱۵۴' فتح البیان جلد ۹ ص ۲۵ سطر ۱۸' صواعق محرقہ ص ۱۲۴ سطر ۷' میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۲۵۱ سطر ۱۱

اَخشَنُ فِی ذَاتِ اللّٰہِ

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال اشتکی الناس علیا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا فقال لا تشکوا علیا فواللہ الاخیشن فی ذات اللہ عزوجل (اخرجہ احمد و الحاکم و الضیا و الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند آدمی جناب علی علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھ کر خطبہ میں بیان فرمایا حضرت علیؑ کی شکایت مت کرو واللہ وہ خدا کی ذات میں نہایت سخت ہے۔
(تنبیہہ) الا خیشن تصغیر اخشن افعل التفضیل من خشن لخشونتہ و فی الاساس فلان خشن فی دینہ اذا کان متشددا فیہ و المعنی انہ شدید التصلب و التشدد فی امور الدینہ و التصغیر ھنا للتعظیم) اخیشن اخشن کی تصغیر ہے جو باب خشن خشونت کی افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ اساس البلاغہ میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں فلاں شخص اپنے دین میں خشونت والا ہے۔ یہ بات اس وقت کہی جاتی ہے جبکہ وہ دین میں نہایت تشدد والا ہو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ امور دین میں نہایت سخت اور مضبوط ہے۔ اور وہ تصغیر کا صیغہ اس مقام میں تعظیم کے لیے مستعمل ہوا ہے۔
ارجح المطالب ص ۵۹۳ سطر ۱۸' مجمع الزوائد ص ۱۲۹ سطر ۶' مقاصد الطالب ص ۱۱' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۶' نظم درر السمطین ص ۱۱۸' تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۴ سطر آخر' البدایہ جلد ۵ ص ۲۰۹' جلد ۷ ص ۳۴۵ سطر ۷' تفریح الاحباب ص ۳۵۳' ازالۃ الخفاء جلد ۲ ص ۴۴۹' الصواعق المحرقہ ص ۱۲۴ سطر ۱۵' فرائد السمطین ص ۴۰' حالات و مقالات صحابہ ص ۷۷' تاریخ الخلفاء' کنوز الحقائق جلد ۲ ص ۱۵۶ سطر ۲۳' تاریخ الاسلام الذہبی ص ۱۹۶' لسان العرب جلد ۱۳ ص ۱۴۰' حلیتہ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۸' المناقب عینی ص ۶۰' کنز العمال جلد ۱۲ ص ۲۱۷' تاریخ دمشق ص ۳۸۶

اَخشَنُ فِی ذَاتِ اللّٰہ

عن ابی سعید خدری قال اشتکی الناس علیا فقام رسول اللہ خطیبا فقال لا تشکو علیا فو اللہ انہ لاخشن فی ذات اللہ
ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے حضرت علیؑ کی شکایت کی تو رسول اکرمؐ کھڑے

ہو گئے اور فرمانے لگے کہ تم لوگ علی کی شکایت نہ کرو خدا کی قسم وہ خدا کی ذات میں بہت سخت ہے۔ (وسیلتہ النجات ص۹۵' البدایہ جلد ۵ ص ۱۰۴' المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۴' الریاض جلد ۲ ص ۲۲۵' ذخائر العقبیٰ' تاریخ الاسلام ذہبی ص ۱۹۶ جلد ۲' نظم درر السمطین ص ۱۱۸' ینابیع المودت ص ۱۷ سطر ۵)

روایت ابو سعید خدری

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال اشتکی الناس علیا فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا فقال لا تشکوا علیا فواللہ الاخیشن فی ذات اللہ عزوجل (اخرجہ احمد و الحاکم و الضیا و الدیلمی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند آدمی جناب علی علیہ السلام کی شکایت کرنے لگے آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے اٹھ کر خطبہ میں بیان فرمایا حضرت علی کی شکایت مت کرو واللہ وہ خدا کی ذات میں نہایت سخت ہے۔

(تنبیہہ) الا خیشن تصغیر اخشن افعل التفضیل من خشن لخشونتہ و فی الا ساس فلان خشن فی دینہ اذا کان متشددا فیہ و المعنی انہ شدید التصلب و التشدد فی امور الدینہ و التصغیر ھنا للتعظیم) اخیشن اخشن کی تصغیر ہے جو بات خشن خشونت کی افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ اساس البلاغہ میں علامہ زمخشری لکھتے ہیں فلاں شخص اپنے دین میں خشونت والا ہے۔ یہ بات اس وقت کہی جاتی ہے جبکہ وہ دین میں نہایت تشدد والا ہو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ امور دین میں نہایت سخت اور مضبوط ہے۔ اور یہ تصغیر کا صیغہ اس مقام میں تعظیم کے لیے مستعمل ہوا ہے۔

ارجح المطالب ص ۵۹۳ سطر ۱۸' وسیلتہ النجات ص ۹۵' مسند حنبل جلد ۳ ص ۸۶' المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۴' ذخائر العقبیٰ ص ۹۹' نظم درر السمطین ص ۱۱۸' ینابیع المودت ص ۱۷۹ سطر ۵' تاریخ ذہبی جلد ۲ ص ۱۹۶' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۲۵' تاریخ طبری جلد ۲ ص ۴۰۲' البدایہ جلد ۵ ص ۱۰۴

روایت یزید بن طلحہ

عن یزید بن طلحتہ ابن یزید بن رکانتہ قال لما اقبل علی من الیمن لیلقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمکتہ تعجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و استخلف علی جندہ الذین معہ رجلا من اصحابہ فعمد ذلک الرجل فکسی کل رجل من القوم حلتہ من البز الذی کان مع علی فلما دنی جیشہ خرج لیلقیھا ھم فاذا علیھم الحلل قال ویلک ما ھذا قال کسوت القوم لیتحملوا بہ اذا قدموا فی الناس قال ویلک انتزع قبل ان تنتھی بہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فانتزع الحلل من الناس فردھا فی البز قال و اظھر الجیش شکواہ بما صنع بھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایھا الناس لا تشکوا علیا فواللہ انہ لاخشن فی ذات اللہ و فی سبیل اللہ (سیرۃ ابن اسحاق) یزید بن طلحہ بن یزید بن رکانہ سے مروی ہے کہ جب جناب امیرؑ یمن سے فوج کے ساتھ واپس ہو کر مکہ میں حضرت کے حضور میں آ رہے تھے تو جناب امیرؑ نے فوج میں سے ایک شخص کو افسر مقرر فرما کر آپ پہلے سے حضرت کے حضور میں تشریف لے گئے جناب امیرؑ کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص نے جناب امیرؑ کے توشہ خانہ میں سے فوج کے ہر

ایک آدمی کو کپڑے نکال دیے جب فوج مکہ کے قریب پہنچی جناب امیران کے ملنے کو تشریف لائے لوگوں کو توشہ خانہ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھ کر اس سے پوچھا ان لوگوں نے یہ کپڑے کہاں سے پہنے ہیں اس نے کہا میں نے فوج کو کپڑے اس لیے پہنائے ہیں کہ مکہ میں لوگوں سے عزت کے ساتھ ملے جناب امیر نے کہا افسوس ہے حضرت کے حضور میں پہنچنے سے پہلے ان لوگوں سے کپڑے واپس کر کے اس شخص نے ویسا ہی کیا اور سب لوگوں سے کپڑے چھین کر توشہ خانہ میں واپس کر دیے فوج کے لوگوں نے حضرت کے سامنے اس بات کی شکایت بیان کی۔ حضرتؐ نے فرمایا اے لوگو علی کا شکوہ مت کرو وہ خدا کی ذات میں اور خدا کے راہ میں بہت سخت ہے۔

ارجح المطالب ص ۵۹۳ سطر ۲

اَخشَی النَّاسِ

ابو سعید خدری کا فرمان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ **لا تشکوا علیا فو اللہ انہ لا خشی الناس فی ذات اللہ او فی سبیل اللہ**

علیؑ کا شکوہ نہ کرو خدا کی قسم وہ ذات خدا اور اس کی راہ میں بہت ڈرنے والا ہے۔

مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۲۹ سطر ۶، کوکب دری ص ۱۶۰، قرۃ العینین ص ۱۴۲ سطر ۱۲

اَوَّلُ مَن یَّرانِی

حضرت ابو لیلیٰ غفاریہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے علیؑ دیکھے گا۔

استیعاب جلد ۴ ص ۱۶۹، اسد الغابہ جلد ۵ ص ۲۸۷، کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۵ ص ۲۵۸۲،
مناقب خوارزمی ص ۹۲، ینابیع المودت ص ۶۸ سطر ۶

اَوَّلُ النَّاسِ بِی لِقَیاً

لیلیٰ غفاریہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے مجھ سے ملاقات علیؑ کرے گا۔

لسان المیزان جلد ۶ ص ۱۲۷ سطر ۴، اعلام النساء جلد ۳ ص ۳۶۸، تاریخ دمشق جلد ۱ ص ۸۲،

اصابہ جلد ۴ ص ۳۸۹

اَوَّلُ ہَاشِمِیٍّ تَوَلَّدَ مِنْ ہَاشِمِیِّیْنِ

الروضہ ندیہ ص ۱۳ پر ہے۔ علامہ شیخ مصطفیٰ رشدی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ پہلے ہاشمی ہیں جن کے ماں باپ دونوں ہاشمی تھے۔

الفصول المہمہ ص ۱۲، نزھتہ المجالس جلد ۲ ص ۲۰۴، مشکل کشا ص ۷۷ سطر ۹

اَوَّلُ لُحُوْقاً

عن ابی اسحاق قال سالت قیم ابن عباس کیف ورث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونکم قال لانہ کان اولنا بہ لحوقا و اشدنا بہ لزوقا (اخرجہ الحاکم) ابن اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے قثم عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم لوگوں کے مقابل کیونکر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث قرار دیے گئے ہیں قثم نے جواب دیا اس لیے کہ وہ ہم سے پہلے جناب رسول خدا سے ملے اور ہم سے زیادہ حضرت کی ملاقات میں رہے۔

ارجح المطالب ص ۳۶ سطر ۱۳، خصائص نسائی ص ۲۸، الریاض النضرہ ص ۱۶۸، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۴۲، کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۰، حدیث ۶۰۸۴، المستدرک جلد ۵ ص ۱۲۵ سطر ۱۷، تلخیص صفحہ مذکورہ سطر آخر

اَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ

ارجح المطالب ص ۶۵۸، مناقب خوارزمی ص ۹۵، مناقب مجمی ص ۳۰

حضرت جابر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ سب سے پہلے جنت میں حضرت علی داخل ہوں گے۔

روایت ابو رافع

عن ابی رافع قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت و شیعتک تردون علی الحوض رواء مرویین مبیضۃ وجوھم و ان اعداء ک یردون علی ظما مقمحین (اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر فی مسانید ابی رافع ابراہیم) ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیرؑ سے ارشاد کیا تو اور تیرے

بیعہ حوض سے سیراب ہوں گے پورا سیراب ہونا تمہارے چہرے نورانی سفید ہوں گے اور تمہارے دشمن پیاس سے سر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

ارجح المطالب ص ۶۵۹ سطر ۱۱' معجم کبیر ص ۵۲' کفایتہ الطالب ص ۱۸۴' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۹۴' نور الابصار ص ۱۴۴' مقتل خوارزمی ص ۱۰۸' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۷۴

روایت حضرت علیؑ

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول من یدخل الجنتہ انا و انت و فاطمتہ و الحسن و الحسین قلت فمحبونا قال من وراء کم (اخرجہ ابن سعد و الحکم) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اول جنت میں میں داخل ہوں گا پھر یا علی تم اور پھر فاطمہ اور حسن اور حسین میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے محب آپ نے فرمایا تمہارے پیچھے۔

ارجح المطالب ص ۳۹۰ سطر ۹' المستدرک جلد ۳ ص ۱۵۱' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۹۴' القول الفصل جلد ۲ ص ۳۰' الشرف المئوید ص ۸۵' مشارق الانوار ص ۹۱' ذخائر العقبیٰ ص ۱۲۳

عن علی قال شکوت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احد الناس فقال لی اما ترضی ان تکون رابع اربعتہ اول من یدخل الجنتہ انا و انت و الحسن و الحسین و ازواجنا عن ایماننا (اخرجہ الثعلبی و احمد فی المناقب) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک آدمی کی شکایت کی کہ آپ نے مجھے فرمایا کہ تو نہیں راضی ہوتا کہ ان چاروں میں سے تو چوتھا ہو جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے وہ میں اور تو اور حسن اور حسین علیہما السلام اور ہماری بیبیاں ہمارے سیدھے ہاتھ ہوں گی۔

ارجح المطالب ص ۳۱۷ سطر ۱۲' الکشاف جلد ۳ ص ۲۳' اسعاف الراغبین ص ۱۴۴' رفع اللبس و الشبہات ص ۵۳' کنز العمال جلد ۶ ص ۲۱۳' مناقب خوارزمی ص ۲۲۷ سطر ۵

روایت ابن عمر

عن بن عمر قال بینا انا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و جمیع المھاجرین و الانصار الا من کان فی السریتہ اذا قبل علی یمشی و ھو متعقب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اغضبہ لقد اغضبنی فلما جلس قال مالک یا علی قال اذانی بنو اعمک قال یا علی اما ترضی ان تکون رابع اربعتہ اول من یدخل الجنتہ انا و انت و الحسن و الحسین و ذراریتنا و اشیاعنا عن ایماننا و شمائلنا (اخرجہ احمد فی المناقب و ابو سعید عبدالملک فی شرف النبوۃ) عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک وقعہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور تمام مہاجر اور انصار بھی موجود تھے مگر وہ لوگ کہ لشکر میں تھے کہ ناگہاں جناب علی بن ابی طالب پیادہ تشریف لائے اور وہ پیچھے رہ گئے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اس کو خفا کیا مجھے خفا کیا۔ جب جناب علیؑ بیٹھ گئے آپ نے فرمایا اے علی تجھے کیا ہوا ہے انہوں نے عرض کیا حضورؐ کے بنی عم نے مجھے ستایا ہے حضرت نے فرمایا تو راضی نہیں کہ تو

چوتھا شخص ان چاروں کا ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں اور تو اور حسن اور حسین اور ہماری اولاد اور دوست اور ہمارے داہنے بائیں ہوں گے۔

ارجح المطالب ص۴۱۸ سطر۲

اَوَّلُ مَن یَقرَعُ بَابَ الجَنَّتِ

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی ان اول من یقرع باب الجنتہ فتدخل فیھا بغیر حساب (اخرجہ الامام علی بن موسی الرضا التحیتہ و الشافعی مسند اہل البیت) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے تھے کہ یا علی تو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا اور بغیر حساب کے اس میں داخل ہوگا۔

ارجح المطالب ص۸۱۹ سطر۲، ذخائر العقبیٰ ص۶۱، الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۶۰، نزھتہ المجالس جلد۲ ص۲۰۵، مناقب غنی ص۵۹

اَوَّلُ مَن یُکسٰی

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یکسی یوم القیامتہ ابراہیم لخلتہ ثم انا لصفوتی ثم علی (اخرجہ الدیلمی) ابن عباس رضی اللہ عنہ ناقل ہیں کہ جناب سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو باعث ان کے خلیل ہونے کے لباس پہنایا جائے گا پھر مجھے میری برگزیدگی کی وجہ سے پھر علی کو۔

ارجح المطالب ص۸۲۲ سطر آخر، ینابیع المودت ص۲۴۷ سطر۱۸، مناقب خوارزمی ص۲۳۴، محاضرۃ الاوائل ص۸۷، الانس الجلیل ص۵۱، مجمع بحار الانوار جلد۲ ص۶۳

روایت حضرت عبداللہ بن عباس

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یکسنی من حلل الجنتہ ابراہیم لخلتہ من اللہ عزوجل ثم محمد لانہ صفوۃ اللہ ثم علی یزف بینھما الی الجنان ثم قراء یوم لا یخزی اللہ النبی و الذین امنو معہ (اخرجہ ابن مردویہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب سے اول جناب ابراہیم علیہ السلام باعث خلیل اللہ ہونے کے جنت کے لباس میں ملبوس ہوں گے پھر جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکہ وہ برگزیدہ درگاہ الٰہی ہیں پھر علیؑ اور اور وہ ان دونوں کے درمیان جنت میں ٹہلتے ہوں گے۔ پھر حضرت نے اس آیت کو پڑھا۔

ارجح المطالب ص ۹۰ سطر ۱۳

اَوَّلَ یَطّلعُ عَلَیکُم

ینابیع المودت ص ۱۳۲ سطر ۶

طلحہ بن زید امام جعفر صادقؑ سے آپ اپنے آبا طاہرین سے یہ حضرات حضرت امیر المومنین علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کسی نبی کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ اس نبی کو اس بات کا حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں میں افضل ترین فرد کے متعلق وصیت کرے۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم اپنے چچا زاد بھائی علیؑ کے متعلق وصیت کرو میں نے اس بات کو گذشتہ کتب (سماویہ) میں لکھ دیا ہے اور میں نے ان کتب میں تحریر کر دیا ہے کہ علیؑ تمہارے وصی ہیں۔ میں نے اس بات کا مخلوق سے اپنے انبیاء اور رسولوں سے میثاق لیا ہے۔ اے محمدؐ میں نے ان تمام لوگوں سے اپنی ربوبیت، تمہاری نبوت اور علی بن ابی طالبؑ کی ولایت اور وصایت کا میثاق و عہد لیا ہے۔

اَوَّلَ مَن یُدعٰی بِہٖ یَومَ القِیامَت

ارجح المطالب ص ۸۲۳ سطر ۱۸، تاریخ دمشق جلد ا ص ۱۰۹، ینابیع المودت ص ۱۱۷ سطر ۷

روایت مخدوج بن زید ہلالی

عن مخدوج بن زاهد الذهلی ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لعلی اما علمت یا علی انه اول من یدعی به یوم القیمة بی فاقوم عن یمین العرش فی ظله فاکسی حلة خضراء من حلل الجنة ثم یدعا بالنبیین بعضهم علی اثر بعض لیقومون سما طین علی یمین العرش فتکسون حللا خضراء من حلل الجنة الا و انی اخبرک یا علی ان امتی اول الامم یحاسبون یوم القیامة ثم ابشر اول من یدعا بک لقرابتک منی فیدفع الیک لوائی و هو لواء الحمد تسیر به بین السماطین ادم و جمیع خلق الله یستظلون بظل لوائی یوم القیامة و طول مسیرة الف سنة سنانه یاقوتة حمراء و قضیب بیضاء زجه دره خضراء له ثلاث ذوائب من نور ذوابة فی المشرق و ذوابة فی المغرب و الثالثة فی وسط الدنیا مکتوب علیه ثلاثة اسطر الاول بسم الله الرحمن الرحیم و الثانی الحمد لله رب العلمین الثالث لا اله الا الله محمد رسول الله کل سطر الف سنة و عرض مسیرة الف سنة فتسیر باللواء و الحسن عن یمینک و الحسین عن یسارک حتی

تقف بین یدی و بین ابراہیم فی ظلل العرش ثم تکسی حلتہ من حلل الجنتہ ثم ینادی منادی نعم الاب ابوک ابراہیم و نعم لاخ اخوک علی (اخرجہ احمد فی المناقب) و فی روایتہ نقلہ الملاقی سیرتہ قیل یا رسول اللہ علی ان یحمل لواء الحمد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف لا یستطیع ذلک قد اعطی خصالا لا شتی صبرا کصبری و حسنا کحسن یوسف و قوۃ جبرئیل مخدوج بن زید الذھلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علیؑ تم نہیں جانتے کہ قیامت میں سب سے اول مجھ کو بلایا جائے گا اور میں عرش کے سایہ میں داہنی طرف کھڑا ہوں گا اور مجھے جنت کا سبز حلہ پہنایا جائے گا پھر دوسرے نبی ایک کے بعد دوسرا بلایا جائے گا پھر دوسرے نبی کے بعد دوسرا بلایا جائے گا اور وہ دو صفوں میں عرش کی داہنی طرف کھڑے ہوں گے اور ان کو بھی جنت کے سبز لباس پہنائے جائیں گے۔ اور یا علی میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ قیامت کے روز سب امتوں سے پہلے میری امت کا حساب ہو گا۔ پھر بشارت دیتا ہوں کہ سب سے پہلے تم بباعث میری قرابت کے بلائے جاؤ گے اور میں تم کو اپنا لواء الحمد دوں گا تم اس کو اٹھا کر دونوں صفوں کے درمیان میں سیر کرتے ہو گے۔ اور قیامت کے روز آدم اور تمام خلق اللہ میرے علم کے سایہ میں ہو گی اس کے سیرکی جگہ کا طول ہزار برس کی راہ ہو گا اس کی بھال سرخ یاقوت کی ہو گی اور قبضہ سفید چاندی کا ہو گا۔ اور سبز موتیوں کا ہو گا اس کے تین پیسو دں ہے ایک مشرق میں اور ایک مغرب اور ایک دنیا کے وسط میں۔ اس پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گی پہلی میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور دوسری میں الحمد للہ رب العالمین اور تیسری میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہو گا۔ ہر سطر ہزار سالہ راہ کے طول میں ہو گی۔ تم اس علم کو اٹھائے ہوئے سیر کرو گے حسن تمہارے داہنے طرف ہوں گے اور حسین تمہارے بائیں طرف ہوں گے یہاں تک کہ تم میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان میں آکر کھڑے ہو جاؤ گے۔ پھر تم کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا اور پکارنے والا پکارے گا واہ کیا باپ ہے تیرا ابراہیم اور وہ کیا بھائی ہے تیرا علی۔

اور ملا نے اپنی سیرت میں اس حدیث کو امام احمد بن حنبل سے اس طرح پر روایت کیا ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ لواء الحمد کو کیونکر اٹھا سکیں گے فرمایا ان کو متفرق باتیں عطا ہوئی ہیں میرے صبر جیسا صبر اور یوسف کے حسن جیسا حسن اور جبرئیل کی قوت جیسی قوت۔

ینابیع المودت ص ۹۵ سطر ۱۳، مناقب خوارزمی ص ۸۳، تذکرۃ الخواص ص ۲۳، ذخائر العقبیٰ ص ۷۵، الرقائق ص ۳۰۳، مناقب عینی ص ۵۴، ذیل اللئالی ص ۶۰، الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۰۱، شرح حدیدی جلد ۲ ص ۴۵۰، مقتل خوارزمی ص ۴۸

عبداللہ بن احمد نے اپنے زوائد المسند میں مخدوج بن زائد ہذلی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت علیؑ سے فرمایا تم میرے بھائی ہو۔ تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔ تمہیں میرا لواء الحمد دیا جائے گا۔ اے علیؑ تمہیں خوشخبری ہو (روز قیامت) سب سے پہلے میں اور آپ بلائے جائیں گے۔ جب مجھے کپڑے پہنائے جائیں گے اس وقت تمہیں کپڑے پہنائے جائیں گے۔ جب مجھے بلایا جائے گا اس وقت تمہیں بلایا جائے گا۔ جب

مجھے زندہ کیا جائے گا اس وقت تمہیں زندہ کیا جائے گا۔ حسن اور حسین تمہارے ساتھ ہوں گے۔ حتیٰ کہ تم حضرت ابراہیم اور میرے درمیان عرش کے سایہ میں قیام فرما ہو گے۔ پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا۔ تمہارا اچھا باپ ابراہیم ہے۔ تمہارا اچھا بھائی علی ہیں۔

اَوَّلُ مَن یَرِدُ عَلَیَّ الحَوض

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من یرد علی الحوض اھل بیتی (اخرجہ الدیلمی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حوض پر سب سے اول میرے اہل بیت وارد ہوں گے۔

ارجح المطالب ص ۸۱۸ سطر ۵، صواعق محرقہ ص ۲۳۵ سطر ۱۹، احیاء المیت ص ۵۸ سطر آخر، الفتاوی الحدیثیہ ص ۱۸، ینابیع المودت ص ۲۲۳ سطر ۱۳، تفسیر آیہ المودت ص ۵۰، آل محمد ص ۱۸۵، الاوائل ص ۶۴، کنز العمال جلد ۶ ص ۲۱۷، حدیث ۳۷۹۹، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۹۳، الاستجلاب ص ۴۰۰

روایت سلمان فارسی

عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ھذا اول من امن بی و ھذا اول من یصافحنی یوم القیامۃ علی الحوض (اخرجہ الطبرانی و الدیلمی) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کے لیے فرمایا کہ یہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور سب سے پہلے مجھ سے حوض پر قیامت کے روز مصافحہ کرے گا۔

سلمان فارسی کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ پر اس امت میں سب سے پہلے وارد ہونے والا سب سے پہلے اسلام لانے والا علیؑ ہے۔ (مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۲ سطر ۱۳)

جناب سلمان سے روایت رسول اکرمؐ فرماتے ہیں کہ تم سب سے پہلے حوض پر وارد ہونے والا تم سب سے پہلے اسلام لانے والا علیؑ ہے۔ (کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۰ حدیث ۶۵۸۹، منتد دمشق ص ۳۱ ۴۲ سطر ۷، مناقب ص ۱۵ سطر ۹)

تاریخ بغداد جلد ۲ ص ۸۱ سطر ۱۰، تہذیب الاسلام و اللغات جلد ۱ ص ۳۴۵ سطر ۳، تلخیص المستدرک جلد ۱ ص ۳۶ سطر ۱، منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۳ سطر آخر، ازالۃ الخفا جلد ۳ ص ۲۶۳ سطر ۲، اربعین ص ۴۹ سطر آخر، المشوع الروی ص ۶۳ سطر ۱۰، سیرت النبی جلد ۱ ص ۲۰۱

سطر۳' ابن عساکر جلد۱ ص۷۱ سطر۵' ذخائر العقبیٰ ص۵۸ سطر۱۹' شرح نہج البلاغہ جلد۳ ص۲۶۲ سطر۱۳ جلد۱ ص۳۷۹ سطر۲' استیعاب جلد۲ ص۴۵۷' النقض علی العثمانیہ ص۲۹۱ سطر۲۰' اسد الغابہ جلد۴ ص۱۷ سطر۲' حلی الایام ص۳۹' کنز العمال جلد۱۵ ص۱۲۶' خیر البشر ص۲۱ سطر۱۶' شذرات ذہبیہ ص۴۸ سطر۱۹' نظم درر السمطین ص۸۲' کنوز الحقائق ص۴۲' مفتاح النجاۃ ص۲۱' المختار ص۳۱' تعلیمات تدریب الراوی ص۲۱۰' شرح تقریب جلد۱ ص۸۵' مواہب لدنیہ جلد۱ ص۴۵' مودۃ القربیٰ ص۶۵ سطر۱۴' ینابیع المودۃ ص۵۰ سطر۱۰' مناقب میر تقوی ص۲۲۹ سطر۲۰' ص۱۵۵ سطر۱۴' ارجح المطالب ص۴۸۸ سطر۴' ص۸۱۸ سطر۸' احسن الانتخاب ص۳۳ سطر۸' علی ابن ابی طالب ص۳۷ سطر آخر' علی اور ان کی خلافت ص۲۸ سطر۹' اسد اللہ ص۷۶ سطر۱۸' ہادی کونین ص۱۵۷ سطر آخر' سیرت حلبیہ جلد۱ ص۲۵۵ سطر۲۶

اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعُ اُمَّتِیْ

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول من اشفع امتی یوم القیمۃ اہل بیتی ثم الا قرب من القریش ثم الانصار ثم من امن بی من الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم و من اشفع لہ اولا ہو الفضل (اخرجہ الدیلمی) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے اول جس کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہیں۔ پھر قریش میں سے قریبی رشتہ دار پھر انصار پھر یمن والے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں پھر تمام عرب کے باشندے پھر عجمی اور جس کی میں پہلے شفاعت کروں گا وہی افضل ہو گا۔

ارجح المطالب ص۴۱۷ سطر۶' صواعق محرقہ ص۱۸۴' اسعاف الراغبین ص۱۲۳' الشرف المؤبد ص۳۸' القول الفصل جلد۲ ص۴۰' ینابیع المودت ص۲۲۳ سطر۱۹' احیاء المیت ص۵۶ سطر آخر' مودت القربیٰ ص۳۱ سطر۴' جواہر البحار جلد۴ ص۳۱۵' کشف الغمہ ص۲۶۰' مسالک الحنفاء ص۱۴

اَوَّلُ النَّاسِ شَافِعًا

مودت القربیٰ ص۲۸ سطر آخر

فریتی ثم محبوبنا یدخلون الجنۃ بغیر حساب لا یسئلون عن ذنبہم بعد المعرفۃ و المحبۃ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میں سب سے پہلے اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ پھر علیؑ پھر میری اولاد علیہم

السلام پھر ہمارے محب۔ وہ بے حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ہماری معرفت اور محبت کے بعد ان سے ان کے گناہوں کی پرسش نہ ہوگی۔

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ

روایت حضرت زید بن ارقم

عن زید بن ارقم قال اول من اسلم علی

حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام نے اسلام کا اعلان فرمایا۔

جامع ص ۵۳۵ سطر ۲۴' عارضتہ الاحوذی جلد ۱۳ ص ۱۷۷ سطر ۲۰' خصائص ص ۲ سطر ۱۰' سعد الشموس و الاقمار ص ۲۰۹ سطر ۲' جامع الاصول جلد ۹ ص ۴۶۸' حدیث ۶۴۷۴' تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۳۶ سطر ۱' حیاۃ الحیوان جلد ۱ ص ۵۵ سطر ۲' مسند جلد ۴ ص ۳۷۱ سطر ۲' جلد ۴ ص ۳۶۸ سطر ۲۲' سیرۃ نبویہ جلد ۱ ص ۴۳۱ سطر ۱۴' خصائص ص ۲ سطر ۱۰' المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۶ سطر ۱۹' تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۶ سطر آخر' ازالتہ الخفا جلد ۳ ص ۲۶۳ سطر ۳' ترجمہ حضرت علی جلد ۱ ص ۶۴ سطر ۹' جلد ۱ ص ۶۶ سطر ۵' جلد ۱ ص ۶۶ سطر آخر' جلد ۱ ص ۶۷ سطر ۷' ذخائر العقبیٰ ص ۵۸ سطر ۱۲' ذخائر المواریث ص ۲۱۳ جلد ۱ سطر ۲۰' طبقات الکبریٰ جلد ۳ ص ۱۲ سطر آخر' السیو الکبیر جلد ۱ ص ۱۳۵' اسد الغابہ جلد ۴ ص ۱۷ سطر ۱۵' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۷' انباہ الرواۃ جلد ۱ ص ۱۱ سطر ۶' ینابیع المودۃ ص ۲۰۲ سطر ۱۳' جمع الفوائد جلد ۲ ص ۳۶۶' حدیث ۸۶۸۱' بیان الامراء ص ۱۹۶ سطر ۹' کوکب دری ص ۲۳۱ سطر ۱۵' تاریخ کامل جلد ۲ ص ۳۷ سطر ۹' البدایہ جلد ۳ ص ۲۶ سطر ۱۱' جلد ۳ ص ۲۷ سطر ۲۵' جلد ۷ ص ۳۳۵ سطر ۹' خلافت و امامت ص ۱۵۸ سطر ۸' شذرات الذہبیہ ص ۷۸ سطر ۱۷' تفسیر جلد ۸ ص ۲۴۶ سطر ۲' تاریخ اسلام جلد ۱ ص ۲۲۸ سطر ۸' طبقات جلد ۳ ص ۲۰۵ سطر ۱۹' تاریخ طبری اردو جلد اول حصہ ۳' ص ۶۹ سطر ۱۵' شرح مواہب لدنیہ ص ۲۴۲ جلد ۱ ص ۵' براہین قاطعہ ص ۲۰۸ سطر ۸' النقض علی العثمانیہ ص ۲۹۱ سطر ۱۶' الاستیعاب جلد ۲ ص ۱۰۹۰ سطر ۴' الصواعق المحرقہ ص ۱۲۰ سطر ۲' وسیلتہ النجات ص ۷۰ سطر ۴' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۷ سطر ۱۹' مناقب

ص ۲۰ سطر آخر' کنز العمال جلد ۶ ص ۴۰۰ حدیث ۶۰۸۸' تحفتہ الاحوذی ص ۹۳ سطر ۱۵ جلد ۱۰' اسد اللہ ص ۹۰ سطر ۴' ارجح المطالب ص ۴۸۸ سطر آخر' شرح نہج البلاغہ جلد ۱ ص ۲۷۶ سطر ۲۵' جلد ۳ ص ۲۶۲ سطر ۱۱' الفصول المہمہ ص ۱۵ سطر ۱۰' تہذیب الاسماء و اللغات جلد ۱ ص ۳۴۵ سطر ۲' خیر البشر ص ۲۱ سطر ۲۲

حدیث حضرت علی علیہ السلام

عن علی علیہ السلام قال قال انا اول من اسلم

حضرت علی علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا کہ میں نے سب سے پہلے اسلام لانے کا دعویٰ کیا۔

مناقب ابن مغازلی ص ۱۴ سطر آخر' تاریخ بغداد جلد ۴ ص ۲۳۳ سطر ۱۵' مسند ص ۲۴۷ سطر ۱۴' مسند امام اعظم ص ۳۲۰ سطر ۴' ابن شیبہ کتاب المصنف جلد ۵ ص ۴۸۶ سطر ۱۳' ابن عساکر ترجمہ حضرت علی جلد ۱ ص ۴۷ سطر ۶' شرح حدیدی جلد ۳ ص ۲۲۶ سطر ۱' خلافت و امامت ص ۱۵۹ سطر ۱۷' العثمانیہ ص ۲۹۰ سطر ۲' مناقب خوارزمی' ابو المؤید ص ۲۱ سطر ۳' البدایہ جلد ۷ ص ۳۳۹ سطر ۳' ص ۳۴۴ سطر ۲' ینابیع المودۃ ص ۵۱ سطر ۴' ارجح المطالب ص ۴۸۸ سطر آخر' جامع ترمذی ص ۵۳۵ سطر ۱۹' اسد اللہ ص ۹۰ سطر ۷' روضتہ الصفا ص ۲۷۷ سطر ۲' ابو الفداء المختصر جلد ۱ ص ۱۱۶' استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۲' نزھتہ المجالس ص ۴۵۴ سطر ۲۲' ذخائر العقبیٰ ص ۵۸ سطر ۱۲' محاضرۃ الاوائل ص ۳۱' ہادی کونین ص ۱۵۷ سطر آخر' علی اور ان کی خلافت ص ۲۸ سطر آخر' طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۱۳۳ سطر ۱۱' قول المستحسن ص ۱۹' سنن کبریٰ ص ۱۲' تاریخ طبری جلد ۲ ص ۲۱۲' میزان الاعتدال ص ۲۱۲' سیرت علی ص ۲ سطر آخر' تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۳۶ سطر ۱۷' خیر البشر ص ۲۳ سطر ۶

روایت حضرت ابن عباس بذریعہ عمرو بن میمون

عن ابن عباس قال: اول من اسلم مع رسول اللہ بعد خدیجۃ علی بن ابی طالب

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر حضرت علی اسلام لائے۔

البدایہ جلد ۷ ص ۳۳۴ سطر ۲' جامع ترمذی ص ۵۳۵ سطر ۱۹' اسد الغابہ جلد ۴ ص ۱۷ سطر ۲۱' شرح نہج البلاغہ جلد ا ص ۳۷۶' مجمع الزوائد ص ۱۰۳' جلد ۹ سطر ۱۳' منہاج السنہ جلد ۳ ص ۸ سطر ۲۲' خصائص نسائی ص ۲۷ سطر ۱۵' المعتصر جلد ۳ ص ۳۴۲ سطر ۱۴' تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۳۶ سطر ۷' ازالتہ الخفا جلد ۳ ص ۲۰۰ سطر ۱۲' مسند جلد ا ص ۳۳۰ سطر ۹' المستدرک جلد ۳ ص ۱۳۳ سطر ۶' ابن عساکر ترجمہ حضرت علی جلد ا ص ۶۴ سطر ۵' نزل الابرار ص ۱۰ سطر ۱۶' ذخائر العقبیٰ ص ۸۶ سطر ۸' استیعاب جلد ۲ ص ۴۵۷' مناقب ص ۲۲ سطر ۸' الاوائل ص ۹۱' محاضرۃ الاوائل ص ۱۳۱' انتاء الافہام ص ۶۹' محمد سرور دو عالم ص ۲۲۸ سطر ۵' روضتہ الصفا جلد ۲ ص ۲۷۷' ہادی کونین ص ۱۵۷ سطر آخر' نزہتہ المجالس ص ۴۵۵ سطر ۳' تاریخ ص ۱۱۶ سطر ۱' تاریخ جلد ۲ ص ۲۱۵' علی اور ان کی خلافت ص ۲۸ سطر آخر' شرح مواہب لدنیہ جلد ا ص ۲۴۲ سطر ۵' شمس التواریخ جلد ۴ ص ۲۱۸ سطر ۴' شذرات الذہبیہ ص ۷۸ سطر ۱۷' براہین قاطعہ ص ۲۰۸ سطر ۸' ارجح المطالب ص ۴۹۱' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۷ سطر ۲۰' الفصول المہمہ ص ۱۵ سطر ۱۰' احمد بن حنبل مناقب جلد ۲ ص ۲۴۰' اصابہ جلد ۲ ص ۵۰۲' القول الفصل ص ۳۰' مناقب عشرہ ص ۲۷' مراۃ المومنین ص ۸۵' کفایتہ الطالب ص ۱۱۵' فتح الباری جلد ۷ ص ۱۲' ارشاد الساری جلد ۶ ص ۱۲' ارجح المطالب ص ۸۵۱ سطر ۶' ینابیع المودۃ ص ۵۸۱ سطر ۱' ینابیع المودۃ ص ۲۹ سطر ۶' تاریخ دمشق ترجمہ امام علی جلد ا ص ۶۳ سطر ۱۱' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۱۹ سطر ۲۰' تہذیب الاسماء و اللغات جلد ا ص ۳۴۵ سطر ۲' اسد اللہ ص ۹۰ سطر ۷' وسیلتہ النجات ص ۷۰ سطر ۴' الصواعق المحرقہ ص ۱۲۰ سطر ۲' خیر البشر ص ۲۱ سطر ۲۲' خصائص نسائی ص ۸ سطر آخر

روایت حضرت ابن عباس بذریعہ مقسم

عن مقسم عن ابن عباس قال: علی اول من اسلم

مقسم سے روایت ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام اسلام لائے۔

عبدالرزاق المصنف جلد ۵ ص ۳۲۵ سطر ۳' شرح نہج البلاغہ جلد ا ص ۳۶۷ سطر ۱۷' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۲ سطر ۱۲' ابن عساکر جلد ا ص ۳۸ سطر ۱' ذخائر العقبیٰ ص ۵۸ سطر ۱۳' المستدرک جلد ۳ ص ۴۶۵' اسد الغابہ جلد ۴ ص ۱۷ سطر ۱۱' تاریخ اسلام جلد ۲ ص ۱۹۳ سطر ۵' خلافت و امامت ۱۵۸ سطر ۱۱' انتہاء الافہام ص ۶۹' استیعاب جلد ۲ ص ۴۵۷' ینابیع المودۃ ص ۲۰۲ سطر ۱۳

روایت مالک بن حویرث

مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۰۰ سطر ا' تاریخ دمشق ترجمہ حضرت علیؑ جلد ا ص ۶۵ سطر ا

اَوَّلُ الرِّجَالِ اِسلَامًا

عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مردوں میں سے حضرت علی اسلام لائے۔ اس کے بعد تین مردوں کا گروہ اسلام لایا۔ یعنی حضرت ابوذر' حضرت بریدہ اور ابوذر کے چچا زاد بھائی۔

اسد الغابہ جلد ۴ ص ۱۸ سطر ۱۳' مجمع الزوائد ص ۲۲۰ جلد ۹ سطر ۳' شذرات الذھبیہ ص ۴۸ سطر آخر' کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۸' حدیث ۶۰۶۰' تہذیب التہذیب جلد ا ص ۳۴۵ سطر ۳' تہذیب الاسماء و اللغات جلد ا ص ۳۴۵ سطر ۳' خیر البشر ص ۲۳ سطر ۱۰

روایت یعلیٰ بن مرہ

تاریخ دمشق جلد ا ص ۸۰ سطر ۱۲

روایت حضرت ابو رافع

مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۲۰ سطر ۵' تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۳۶ سطر ۳' شرح حدیدی جلد ا ص ۳۷۶ سطر ۱۳' الاستیعاب جلد ۲ ص ۲۹ سطر ۲۹' خیر البشر ص ۳۲ سطر ۱۰

اَوَّلُ المُسلِمِینَ اِیمَانًا

جناب عبداللہ بن خباب فرماتے ہیں کہ سب مسلمانوں میں سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے حضرت علیؑ ہیں۔

الامامتہ و السیاستہ جلد۱ ص۱۴۶، مشکل کشا ص۱۹۷ سطر۲، مواہب لدنیہ ص۴۵ جلد۱، خلافت و امامت عینی ص۱۵۸ سطر۱۲، اسد الغابہ جلد۴ ص۱۸ سطر۱۴، تہذیب الاسماء و اللغات جلد۱ ص۳۴۵ سطر۱، استیعاب جلد۳ ص۲۷ سطر۲، شرح مواہب لدنیہ جلد۱ ص۲۴۲ سطر۵، اسد اللہ ص۱۰۹ سطر آخر، شمس التواریخ جلد۴ ص۲۱۸ سطر۴

روایت حضرت خالد بن قثم

خصائص نسائی ص۲۸ المستدرک جلد۳ ص۱۲۵ سطر۱۸، الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۶۸، منتخب کنز العمال جلد۵ ص۴۲، تلخیص المستدرک جلد۳ ص۱۲۵ سطر۲۷

روایت حضرت جنید بن عبد الرحمان



تاریخ دمشق جلد۳ ص۴۰۷

اَوَّلُ النَّاسِ اِسلَاماً

عن لیلی الغفاریتہ قالت کنت امراة اخرج مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اداوی الجرحی فلما کان یوم الجمل اقبلت مع علی فلما فرغ دخلت علی زینب عشیتہ فقلت حدثینی هل سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی هذا الرجل شیئا قالت نعم دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو و عائشتہ علی فراش و علیهما قطیفتہ قالت فاقعی علی کسجلتہ الا عرابی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان هذا اول الناس ایمانا و اول الناس لقاء بی و آخر الناس بی عهدا عند الموت (المواقیت لابی عمر الزاهدی) لیلیٰ غفاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں ایک عورت تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غزوات میں جایا کرتی تھی اور زخمیوں کے علاج کیا کرتی تھی جب جمل کا دن ہوا تو میں بھی جناب علیؑ کے ساتھ جنگ کو نکلی آپ جب اس جھگڑے سے فارغ ہوئے تو میں رات کو زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئی میں نے ان سے کہا جو کچھ کہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے حق میں سنا ہو مجھ سے بیان کرو۔ کہنے لگیں میں ایک روز جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں گئی دیکھا کہ حضرت اور بی بی عائشہ ایک بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور دونوں پر ایک کھیس پڑا ہوا ہے مجھ پر ابھی جلسہ اعرابی کی برابر دیر گذری ہو گی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہ تحقیق یہ شخص (یعنی علی) ایمان لانے کی وجہ سے سب لوگوں سے اول ہے۔ اور سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے ملنے والا ہے۔ اور میری موت کے وقت سب سے آخر مجھ سے بات کرنے والا ہے۔

ارجح المطالب ص۴۹۱ سطر۱۲' الاصابہ جلد۴ ص۳۸۹' اعلام النساء جلد۳ ص۱۳۹۸ سطر۱۵' لسان المیزان جلد۶ ص۱۲۷ سطر۱۰' ذیل اللئالی ص۵۹' ابن عساکر ترجمہ حضرت علی جلد۱ ص۸۲' احسن الانتخاب ص۳۴ سطر آخر' مناقب عینی ص۳۱' اللئالی المصنوعہ ص۱۸۷ سطر۷' ارجح المطالب ص۴۹۱ سطر۱۲' ینابیع المودت ص۸۲ سطر آخر' ابن عساکر ترجمہ حضرت علی جلد۱ ص۸۰

روایت محمد بن کعب قرظی

(سئل محمد کعب القرظی عن اول من اسلم علی او ابوبکر قال سبحان اللہ علی او لهما اسلاما و انما شبہ علی الناس لان علیا اخفی اسلامہ من ابی طالب) یعنی محمد بن کعب القرظی سے کسی نے سوال کیا کہ اول علی اسلام لائے ہیں یا ابوبکر انہوں نے جواب دیا سبحان اللہ دونوں میں سے علیؑ پہلے اسلام لائے ہیں لیکن لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ کیونکہ جناب علی نے ابو طالب کے خوف سے اپنا اسلام ظاہر نہیں کیا تھا۔

ارجح المطالب ص۴۹۷ سطر آخر' شرح نہج البلاغہ جلد۱ ص۳۷۶ سطر۴' دلائل النبوۃ ص۴۱۶ سطر۹' تہذیب الاسماء و اللغات جلد۱ ص۳۴۵ سطر۳' سیرت نبویہ جلد۱ ص۴۳۱ سطر۷' ابن عساکر ترجمہ حضرت علی جلد۱ ص۸۱ سطر۸' ص۸۲ سطر۷' تاریخ اسلام ذہبی جلد۱ ص۷۸ سطر۱۵' استیعاب جلد۳ ص۲۹ سطر۳۱' نظم درر السمطین ص۸۳' امتاع الاسماع جلد۱ ص۱۷ سطر۱۱' البدایہ و النہایہ جلد۳ ص۲۶ سطر۴' خیر البشر ص۲۱ سطر۲۳' اسد الغابہ جلد۴ ص۲۳' اسد الغابہ جلد۴ ص۱۸ سطر۱۷' الذکر الحسین ص۲۰۱ سطر آخر جلد۱' شذرات الذہبیہ ص۴۸ سطر۱۹' محمد سرور دو عالم ص۲۲۸ سطر۱۸' شمس التواریخ ص۱۴ جلد۴ سطر۱' ارجح المطالب ص۴۹۷ سطر آخر' مشکل کشاء جلد۱ ص۲۱۴ سطر۱۰' تاریخ اسلام جلد۱ ص۲۲۹ سطر۱

روایت حضرت حسن بن زید

سیر العلام النبلاء جلد۱ ص۱۵۷' کنز العمال جلد۱۲ ص۲۰۵

روایت حضرت حسن بصری

ابو الحلال الحسن بن عبداللہ ص۶۵' عقد الفرید جلد۲ ص سطر۲۱' مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۰۲ سطر آخر' البدایہ و النہایہ جلد۷ ص۲۲۲' انتباہ الافہام ص۹۹' شذرات الذہبیہ ص۷۹ سطر۱'

تہذیب الاسماء و اللغات جلد۱ ص۳۴۵ سطر۱' شرح نہج البلاغہ جلد۳ ص۲۶۰

روایت ابن اسحاق

یقول
کان ابن اسحاق اول ذکر اسلم علی ثم زید بن حارثۃ ثم ابوبکر

ابوبکر اسحاق کہا کرتے تھے کہ سب سے پہلے مرد جو اسلام لائے وہ حضرت علیؑ تھے ان کے بعد زید بن حارثہ اور ان کے بعد حضرت ابوبکر۔

تاریخ کامل جلد۲ ص۳۷ سطر۱۸' تہذیب التہذیب جلد۷ ص۳۳۶ سطر۷' تلقیح فهوم اہل الاثر ص۵۳ سطر۸' البدء و التاریخ جلد۴ ص۱۴۵ سطر۱۲' المشروع الروی ص۹۳ سطر۱۷' بر حاشیہ مناقب کاشی ص۳۲' استیعاب جلد۲ ص۴۵۷' شرح نہج البلاغہ ص۲۹ سطر۲۶' الاکتفاء جلد۱ ص۳۳۸' البدایہ و النہایہ جلد۳ ص۲۶' مشکل کشا جلد۱ ص۱۹۷ سطر۱۰' ارجح المطالب ص۴۹۶ سطر آخر' انباہ الرواۃ ص۱۱ سطر۷ جلد۱

روایت حضرت سعد بن وقاص

المستدرک جلد۳ ص۴۹۹' علی بن ابی طالب ص سطر۲' استیعاب جلد۳ ص۲۷ سطر۲۷' اسد الغابہ جلد۴ ص۱۸ سطر۱۴' شرح مواہب لدنیہ جلد۱ ص۲۴۲ سطر۵' شذرات ذہبیہ ص۷۹ سطر۱' تفسیر جلد۸ ص۲۳۶ سطر۲۰' تہذیب الاسماء و اللغات جلد۱ ص۳۴۵ سطر۴' تعلیقات علی تدریب الراوی ص۲۰۱' اسد اللہ ص۱۰۹ سطر آخر' ارجح المطالب ص۴۹۷ سطر۱۳' شمس التواریخ جلد۲ ص۷۱۸ سطر۴' مشکل کشا جلد۱ ص۱۹۷ سطر۲' تقریب تہذیب جلد۱ ص۸۵' مواہب لدنیہ جلد۱ ص۴۵

روایت ابراہیم نخعی

تفسیر قرطبی جلد۸ ص۲۳۶ سطر۲۰

روایت حضرت قتادہ

شرح حدیدی جلد۱ ص۳۷۶ سطر۱۲' استیعاب جلد۳ ص۲۹ سطر۲۶' تہذیب التہذیب جلد۷ ص۳۳۶ سطر۶' خلافت و امامت ص۱۵۸ سطر۱۲' ارجح المطالب ص۴۹۷ سطر۱۷' مواہب لدنیہ جلد۱ ص۴۵' شرح مواہب لدنیہ جلد۱ ص۲۴۲

روایت حضرت جابر بن عبداللہ انصاری

شرح مواہب لدنیہ جلد۱ ص۲۴۲ سطر۵' تہذیب الاسماء و اللغات جلد۱ ص۳۴۵ سطر۱' شرح نہج البلاغہ جلد۳ ص۲۶۲ سطر۱' النقض علی العثمانیہ ص۲۹۱ سطر۱۶' اسد الغابہ جلد۴ ص۱۸ سطر۱۴' الفصول المہمہ ص۱۱۵ سطر۶' خلافت و امامت ص۱۵۸ سطر۹' شذرات الذہبیہ ص۷۹ سطر۱' اعلام النبوۃ ص۲۲۰ سطر۱۸' استیعاب جلد۳ ص۲۷ سطر۲۷' شمس التواریخ جلد۴ ص۷۱۸ سطر۴' ارجح المطالب ص۴۹۷ سطر۱۳' اسد اللہ ص۱۰۹ سطر آخر' مشکل کشا جلد۱ ص۸۷ سطر۲

روایت حضرت مقداد بن اسود

استیعاب جلد۳ ص۲۷ سطر۲' اسد الغابہ جلد۴ ص۱۸ سطر۱۴' شذرات الذہبیہ ص۷۹ سطر۱' تفسیر جلد۸ ص۲۳۶ سطر۲۰' تہذیب الاسماء و اللغات جلد۱ ص۳۴۵ سطر۱' اسد اللہ ص۱۰۹ سطر آخر' ارجح المطالب ص۴۹۷ سطر۱۳' شمس التواریخ جلد۴ ص۷۱۸ سطر۴' مشکل کشا جلد۱ ص۱۹۷ سطر۲' تقریب التہذیب جلد۱ ص۸۵' مواہب لدنیہ لدا ص۴۵

روایت حضرت انس بن مالک

النقض علی العثمانیہ ص۲۹۱' صواعق محرقہ ص۱۲۰ سطر۲' اسعاف الراغبین ص۱۱۶ سطر۳۳'

تہذیب الاسماء و اللغات جلدا ص ۳۵۴ سطرا' شرح نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۲۶۲ سطرا' ارجح المطالب ص ۴۹۷ سطر ۹' شمس التواریخ جلد ۴ ص ۱۸/۷ سطر ۴' بیان الامراء ص ۱۶۶ سطر ۴' براہین قاطعہ ص ۲۰۸ سطر ۸

روایت حضرت ابو سعید خدری

شرح مواہب لدنیہ جلد ۱ ص ۲۴۳ سطر ۵' تہذیب الاسماء و اللغات جلدا ص ۳۴۵ سطرا' شرح نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۲۶۲ سطرا' استیعاب جلد ۲ ص ۲۷ سطر ۲۷' خلافت و امامت ص ۱۵۸ سطر ۹' اسد الغابہ جلد ۱۴ ص ۱۸ سطر ۱۴' اسد اللہ ص ۱۰۹ سطر آخر' شرح نہج البلاغہ ص ۴۹۷ سطر ۱۳' مشکل کشاء ص ۱۹۷ جلد ۱ سطر ۲' شرح تقریب جلد ۱ ص ۵۸' مواہب لدنیہ جلد ۱ ص ۴۵

روایت حضرت ابن مسعود

خلافت و امامت ص ۱۵۸ سطر ۱۳

روایت حضرت ابو موسیٰ اشعری

خلافت و امامت ص ۱۵۸ سطر ۳

حضرت عمار بن یاسر

ارجح المطالب ص ۴۹۷ سطر ۱۳

روایت حضرت ابن شہاب

شرح نہج البلاغہ جلد ا ص ۳۶۷ سطر ۱۲، شذرات الذہبیہ ص ۷۸ سطر ۱۷، استیعاب جلد ۳ ص ۲۹ سطر ۲۶، ارجح المطالب ص ۴۹۷ سطر ۱۷، مواہب لدنیہ جلد ا ص ۴۵، شرح مواہب لدنیہ جلد ا ص ۲۴۲

روایت حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل

شرح نہج البلاغہ جلد ا ص ۳۶۷ سطر ۱۲، استیعاب جلد ۳ ص ۲۹ سطر ۲۶

روایت حضرت حبان

شذرات الذہبیہ ص ۷۹ سطر ا

روایت حضرت زید بن اسلم

اعلام النبوۃ ص ۲۲۰ سطر ۱۸

روایت حضرت محمد بن منکدر

تاریخ طبری جلد ۲ ص ۳۱۲ سطر ا، الفصول المہمہ ص ۱۵ سطر ۹، سیرت نبویہ جلد ا ص ۴۳۰ سطر آخر، البدایہ و النہایہ جلد ۳ ص ۶۵ سطر آخر، ارجح المطالب ص ۴۹۶ سطر ۲۱، احسن الانتخاب ص ۴۰ سطر ۴، کامل جلد ۲ ص ۲۲

روایت حضرت ربیعہ بن عبدالرحمن

الفصول المہمہ ص ۱۵ سطر ۶، سیرت نبویہ جلد ا ص ۵۳۰ سطر آخر، البدایہ و النہایہ جلد ۳

ص ۶۵ سطر آخر' تاریخ جلد ۲ ص ۳۱۲ سطرا' ارجح المطالب ص ۴۹۶ سطر ۲۱' احسن الانتخاب ص ۴۰ سطر ۴' کامل جلد ۲' ص ۲۲

روایت حضرت حازمؓ

البدایہ و النہایہ جلد ۳ ص ۶۵ سطر آخر' تاریخ اسلام جلدا ص ۲۲۸ سطر ۱۵' سیرت نبویہ جلدا ص ۴۴۰ سطر آخر' تاریخ جلد ۲ ص ۳۱۲ سطرا' کامل جلد ۲ ص ۲۲' احسن الانتخاب ص ۴۰ سطر ۴' ارجح المطالب ص ۴۹۶ سطر ۲۱

روایت حضرت حذیفہ بن ثابت

شمس التواریخ جلد ۴ ص ۷۱۸ سطر ۴' شرح تقریب جلدا ص ۸۵' شرح مواہب لدنیہ جلدا ص ۲۴۲' ارجح المطالب ص ۴۹۷ سطر ۱۳

روایت حضرت ابو عمرہ

کتاب الصفین ص ۲۱۰

روایت حضرت عمرو بن حمقؓ

کتاب الصفین ص ۱۱۵' جمہرۃ الخطب جلدا ص ۱۴۹

روایت حضرت مجاہد

تاریخ اسلام جلدا ص ۲۲۸ سطر ۱۷

روایت حضرت ابن شہاب

مشکل کشاؑ جلد ا ص ۱۹۷ سطر ۸

روایت کلبی

سیرت نبویہ جلد ا ص ۴۳۰ سطر آخر' تاریخ اسلام جلد ا ص ۲۲۸ سطر ۱۵' البدایہ جلد ۳ ص ۶۵ سطر آخر' تاریخ جلد ۲ ص ۳۱۲ سطر ا' ارجح المطالب ص ۴۹۶ سطر ۲۱' احسن الانتخاب ص ۴۰ سطر ۴' کامل جلد ۲ ص ۲۲ ۔

روایت حضرت عمر

علی اور ان کی خلافت ص ۲۸ سطر ۱۶

روایت حضرت ابو ایوب انصاری

شرح مواہب لدنیہ جلد ا ص ۲۴۲' شرح تقریب جلد ا ص ۸۵

روایت حضرت علیؑ

کتاب الصفین ص ۱۶۸' المحاسن و المساوی جلد ا ص ۳۶' تاریخ برحاشیہ تاریخ کامل جلد ا ص ۲۱۸' کتاب الصفین ص ۱۰۰

روایت امام حسنؑ

شرح نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۲۶۲ سطر ۲۷

جماعت اصحاب

صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی جماعت نے تسلیم کیا ہے کہ سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر حضرت علی اسلام لائے۔

اسد الغابہ جلد ۴ ص ۱۸ سطر ۱۴' اسعاف الراغبین ص ۱۱۶ سطر ۲۳' تاریخ الخلفاء ص ۱۱۷ سطر ۲۱' شرح نہج البلاغۃ جلد ۱ ص ۳۷۶ سطر ۱۲' سطر ۱۳' سطر ۱۴' شذرات الذہبیہ ص ۷۸ سطر ۱۷' الفصول المہمہ ص ۱۵ سطر ۶' تفسیر جلد ۸ ص ۲۳۶ سطر ۲' تہذیب الاسماء و اللغات جلد ۱ ص ۳۴۵ سطر ۱' اعلام النبوۃ ص ۲۲۰ سطر ۱۸' سیرت نبویہ جلد ۱ ص ۴۳۰ سطر آخر' وسیلۃ النجات ص ۷۰ سطر ۳' حاشیہ ص ۱۷ سطر آخر' شرح نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۲۶۲ سطر ۱۱' تعلیقات تدریب الراوی ص ۴۱۰' النقض علی العثمانیہ ص ۲۹۱ سطر ۱۶' استیعاب جلد ۳ ص ۲۷ سطر ۲۷' جلد ۳ ص ۲۹ سطر ۲۶' اسد الغابہ جلد ۳ ص ۲۴۲' تفسیر الجامع الاحکام القرآن جلد ۸ ص ۲۳۶' عیون الاثر جلد ۱ ص ۹۳' اصابہ جلد ۲ ص ۳۴۹' تجہیز الجیش ص ۳۰۶' انتباء الانام ص ۷۶' خیر البشر ص ۴ سطر ۱۸' احسن الانتخاب ص ۳۴ سطر آخر لکھنؤ' محمد سرور دو عالم ص ۲۲۸ سطر ۱۵' تاریخ کامل جلد ۲ ص ۱۵۷ سطر ۱۰' الذکر الحسین جلد ۱ ص ۲۰۳ سطر ۱۵' البدایہ جلد ۳ ص ۶۵ سطر آخر' شرح مواہب لدنیہ جلد ۱ ص ۲۴۲ سطر ۵' صواعق محرقہ ص ۴۰۱ سطر ۶' تاریخ الرسل و الملوک جلد ۲ ص ۳۱۲ سطر ۱' اسد اللہ ص ۱۰۹ سطر آخر' ارجح المطالب ص ۴۹۶ سطر ۲۱' ص ۴۹۷ سطر ۹' ۱۳' ۱۷' شمس التواریخ جلد ۴ ص ۱۸۷ سطر ۴' تاریخ الخلفاء ص ۱۶۶ سطر ۱۹' صواعق محرقہ ص ۲۰۸ سطر ۸' خلافت و امامت ص ۱۵۸ سطر آخر' تاریخ اسلام جلد ۱ ص ۲۲۸ سطر ۱۵' مشکل کشاء جلد ۱ ص ۱۹۷ سطر ۲' احسن الانتخاب ص ۴۰ سطر ۴' مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۳۷ سطر ۱۳' مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۸۵ سطر ۱۷' تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۳۶ سطر ۱' مولائے کائنات ص ۲۱ سطر ۶' خیر البشر ص ۴ سطر ۱۸' استیعاب ص ۲۳ سطر ۱۰

اَوَّلُهَا اِسْلَامًا"

(۱) عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول الناس من ھذہ الامۃ ورودا علی الحوض اولھا اسلاما علی بن ابی طالب (اخرجہ ابن عبدالبر فی الاستیعاب) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب ختم المرسلین علیہ الصلوۃ سے سنا ہے کہ اس امت کا حوض پر پہلے وارد ہونے والا اس امت کا سب سے پہلے ایمان لانے والا علی بن ابی طالبؑ ہے۔

ارجح المطالب ص۴۸۸ سطر۴' مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۰۲ سطر۱۳' کنز العمال جلد۶ ص۴۰۰ حدیث ۶۰۸۹' مناقب ص۱۵ سطر۹' مسند دمشق ص۴۲۱ سطر۷' تاریخ بغداد جلد۲ ص۸۱ سطر۱۰' تہذیب الاسماء و اللغات جلد۱ ص۳۴۵ سطر۳' المستدرک جلد۳ ص۱۳۶ سطر۱۲' تلخیص المستدرک جلد۱ ص۱۳۶ سطر۸' منتخب کنز العمال جلد۵ ص۳۳ سطر آخر' ازالتہ الخفا جلد۲ ص۲۶۳ سطر۲' اربعین ص۴۶۹ سطر آخر' المشوع الروی ص۶۳ سطر۱۰' سیرت زینی جلد۱ ص۲۰۱ سطر۳' ابن عساکر ترجمہ حضرت علی جلد۱ ص۱۷ سطر۵' ص۷۲ سطر۱۲' ص۴۷ سطر۵' ذخائر العقبیٰ ص۵۸ سطر۱۹' شرح نہج البلاغہ جلد۳ ص۲۶۲ سطر۱۳' استیعاب جلد۲ ص۴۵۷' النقض علی العثمانیہ ص۲۹۱ سطر۲۰' اسد الغابہ جلد۴ ص۱۷ سطر۲' علی الایام ص۳۹' کنز العمال جلد۱۵ ص۱۳۶' خیر البشر ص۲۱ سطر۱۶' شذرات ذہبیہ ص۴۸ سطر۱۹' نظم درر السمطین ص۸۲' کنوز الحقائق ص۴۲' مفتاح النجاہ ص۲۱' المختار ص۲' مناقب ص۳۱' مناقب عشرہ' تعلیقات تدریب الراوی ص۴۰۱' شرح تقریب جلد۱ ص۸۵' مواہب لدنیہ جلد۱ ص۴۵' مودۃ القربیٰ ص۶۵ سطر۱۴' ینابیع المودۃ ص۵۰ سطر۱۰' مناقب مرتضوی ص۲۲۹ سطر۲۰' ص۱۵۵ سطر۱۴' ارجح المطالب ص۴۸۸ سطر۴' ص۸۱۸ سطر۷' ص۴۸۸ سطر۹' احسن الانتخاب ص۳۳ سطر۸' علی بن ابی طالب ص۳۷ سطر آخر' علی اور ان کی خلافت ص۲۸ سطر۹' اسد اللہ ص۷۶ سطر۱۸' ہادی کونین ص۱۵۷ سطر آخر' سیرت حلبیہ جلد۱ ص۲۵۵ سطر۲۶' شرح نہج البلاغہ جلد۱ ص۲۷۶' استیعاب جلد۱ ص۳۷۶ سطر۵' محاضرۃ الاوائل ص۵۴' علی الایام ص۳۹' مولائے کائنات ص۲۱ سطر۱' الطبقات المالکیہ ص۱۷' الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۵۷ سطر آخر' ص۱۵۸ سطر۲' مناقب ص۱۲ سطر۱۶

"اَوَّلُ الْقَوْمِ اِسْلَامًا"

ینابیع المودت ص۵۳ سطر۲۱ طبع بمبئی

"اَوَّلُ النَّاسِ اِسْلَامًا"

اصابہ جلد۴ ص۲۸۹' لسان المیزان جلد۶ ص۱۲۷ سطر۴' تاریخ دمشق ترجمۃ الامام علی جلد۱ ص۸۲ سطر۱۴

اَوَّلُ صَحَابَتِیْ سُلْماً

حضرت ابو اسحاق کہتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت شادی حضرت فاطمہؑ سے فرمایا کہ اے میری بیٹی حضرت علیؑ میرے تمام صحابیوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔

کنز العمال جلد ۱۲ ص ۲۰۵ حدیث ۱۱۶۷ اتحاف صنعانی' عبد الرزاق المصنف جلد ۵ ص ۴۹۰ سطر ا' شواہد التنزیل ص ۴۰ جلد ۲' تاریخ دمشق جلد ا ص ۲۴۳' فتح الملک العلیٰ ص ۳۸' اسد الغابہ جلد ۵ ص ۵۲' مجمع الزوائد ص ۱۰۱ جلد ۹ سطر آخر' استیعاب ص ۴۶۰

اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اِسْلَاماً

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۳ حدیث ۲۵۴۳' جلد ۶ ص ۳۹۱' حدیث ۵۹۹۴' مناقب عشرہ ص ۲۱ رسالۃ الحلبی ص ۶۲' مناقب مرتضوی ص ۲۷۰ سطر ۱۲

اَوَّلُ الْمُوْمِنِیْنَ عَلِیٌّ اِیْمَاناً

عن عمر بن الخطاب قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک اول المومنین معی ایماناً و اعلمہم بایات اللہ اوفاہم بعہد اللہ بالرعیتہ و اقسمہم بالسویتہ و اعظمہم عند اللہ منزلتہ (اخرجہ احمد) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ تم سب مومنوں سے پہلے میرے ساتھ ایمان لانے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کی آیتوں کے ساتھ زیادہ تر علم رکھنے والے ہو اور تم ان سب سے خدا کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے رعیت کے ساتھ زیادہ مہربانی کرنے والے ہو اور ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہو۔

ارجح المطالب ص ۱۳۹ سطر ۱۸' ابن عساکر ترجمۃ الامام علی جلد ا ص ۱۱۷ سطر ۱۰' جلد ۳ ص ۳۳۱ کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۵' حدیث ۶۰۲۹' ۶۰۳۲' ۶۰۱۵' جلد ۱۵ ص ۱۰۹' مناقب الفاضلین ص ۱۸۰' وسیلۃ النال ص ۱۰۹' ینابیع المودۃ ص ۲۰۲ سطر ۱۵' مناقب عشرہ ص ۱۱' مناقب ص ۱۹ سطر ۱۵' مولائے کائنات ص ۲۱ سطر ۱۳' احسن الانتخاب ص ۳۳ سطر آخر' ص ۳۴ سطر ۱۰' ارجح المطالب ص ۴۹۰ سطر ا'

ص۵۵۶ سطر۲۲، ص۱۳۹ سطر۱۸، المشبوع الروی ص ۶۳ سطر۸، فردوس الاخبار، باب الیاء، نزل السائرین، اربعین، الریاض النضرہ جلد ۲ ص۱۵۷ سطر۱۶، ذخائر العقبیٰ ص۵۸ سطر۱۳، النقض علی العثمانیہ ص۲۹۱ سطر آخر

اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِیْ

(عن) ابی ذر الغفاری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی انت اول من امن بی و صدق و انت صدیق لاکبر (اخرجہ الحاکم نقل من الریاض النضرہ) ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ علیؑ کو فرما رہے تھے تو وہ شخص ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے اور تو صدیق اکبر ہے۔

ارجح المطالب ص ۲۳ سطر۱۵، تعلیقات تدریب الراوی ص۱۰۴، مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۰۲ سطر۳، لسان المیزان جلد۲ ص ۴۱۳ سطر آخر، البیان و التعریف جلد ۲ ص۱۱۰، الاربعین ص۴۹، النقض علی العثمانیہ ص۲۹۰ سطر۹، فرائد السمطین ص۱۲۱، مفتاح النجا ص۲۱، انتھاء الافہام ص۴۷، بحر المناقب ص۹۹، میزان الاعتدال جلد۱ ص۳۶۱ سطر۶، جلد ۲ ص ۳۵ سطر۹، العثمانیہ ص۲۷۸، ذخائر العقبیٰ ص۵۸ سطر۱۶، نظم درر السمطین ص۸۱، شرح مواہب لدنیہ جلد۱ ص۲۴۲، شرح نہج البلاغہ جلد۳ ص۲۵۶، جلد ۳ ص۲۵۷، کنز العمال جلد۶ ص۱۵۶ حدیث ۲۶۰۸، ینابیع المودت ص ۸۲ سطر۲۴، ص۱۲۹ سطر۱۷، مناقب عشرہ ص۶، وسیلۃ المال ص۱۰۹، مناقب ص۲۰۸، قرۃ العینین ص۲۳۴، تاریخ دمشق ترجمہ الامام علی جلد۱ ص۷۷ سطر۷، ص۷۸ سطر۸، استیعاب جلد۴ ص۱۶۹، کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۴ حدیث ۶۰۲۶، ص۴۰۵ حدیث ۶۱۳۴، ص ۴۰۲ حدیث ۶۱۱۵، احسن الانتخاب ص ۳۲ سطر۱۳۔۱۷، حضرت علی ص ۳۸ سطر۵، کفایۃ الطالب ص۷۹، نزہۃ المجالس ص۲۰۵ جلد۲، مواقف ص۲۷۶ جلد۳، کنز العمال جلد۱۲ ص۲۱۳، حدیث ۱۳۳۰، علی اور ان کی خلافت ص ۲۸ سطر۹،۱۱، شرح مواہب لدنیہ ص۲۴۲ جلد۱ سطر۷، ارجح المطالب ص ۲۳ سطر۱۵، ص ۲۳ سطر۲۰، ص۲۵ سطر آخر، فیض القدیر جلد۴ ص۳۵۸ سطر آخر، میزان الاعتدال جلد۲ ص ۲۵ سطر۹، تفسیر عزیزی پارہ ۲ ص۲۵۸ سطر۱۱، ابن عساکر ترجمہ علی بن ابی طالب جلد۱ ص۸۴، جلد۱ ص ۷۶ سطر۴، شرح نہج البلاغہ جلد۱ ص۳۷۶ سطر۹، جلد ۳ ص ۲۹۳ سطر۱، تہذیب التہذیب جلد۷ ص۳۳۶ سطر۷، المستدرک جلد۳ ص ۱۳۳ سطر۱، الاستیعاب جلد۲ ص۴۵۷، ابن عساکر ترجمہ

علی بن ابی طالب جلد۱ ص۶۳ سطر۱۱' شرح نہج البلاغہ جلد۱ ص۳۷۶ سطر۱۳' تہذیب التہذیب جلد۷ ص۳۳۶ سطر۷' البدء و التاریخ جلد۴ ص۱۴۵ سطر۱۲' استیعاب جلد۲ ص۴۵۷' شرح نہج البلاغہ جلد۱ ص۳۷۶ سطر۱۲' الاکتفاء جلد۱ ص۳۳۸' البدایہ و النہایہ جلد۳ ص۲۶' انباہ الرواۃ جلد۱ ص۱۱' مشکل کشاؑ جلد۱ ص۱۹۷ سطر۱۰' ارجح المطالب ص۴۹۴ سطر آخر' المستدرک جلد۳ ص۴۹۹' المعارف ص۵۶' ابن عساکر ترجمہ علی بن ابی طالب ص۱۴۰ سطر۱۲' ابن عساکر ترجمہ علی بن ابی طالب ص۶۳ سطر۱' شرح نہج البلاغہ جلد۳ ص۲۶۰ سطر۲۳' سیرت نبویہ جلد۱ ص۴۳۱ سطر۱' کتاب الاکتفاء ص۳۳۸ سطر آخر' ابن عساکر ترجمہ علی بن ابی طالب جلد۱ ص۱۴۰ سطر۱۲' کنز العمال جلد۱۲ ص۲۱۴ حدیث ۱۲۳۰' منتخب کنز العمال جلد۵ ص۳۳ سطر آخر' ترجمہ علی بن ابی طالب جلد۱ ص۶۳ سطر۸' جلد۱ ص۴۷ سطر۱۱' جلد۱ ص۷۶ سطر۱۴' ازالتہ الخفا جلد۳ ص۳۰۵ سطر۲۱' الروضتہ الندیہ ص۱۳' حضرت علی ص۳۴ سطر۴' اسوۂ علی ص۲۵ سطر۹' المرتضیٰ ص۲ سطر۴' سنن کبریٰ ص۲۰۶ سطر۶' فرائد السمطین جلد۱ ص۳۹ سطر۱۶' جلد۱ ص۱۴۰ سطر۵' منتخب کنز العمال جلد۵ ص۳۳ سطر آخر' منہاج السنہ ص۱۲۰ سطر۸' فرائد السمطین جلد۱ ص۱۴۰ سطر۱۰' استیعاب جلد۲ ص۴۵۷' تہذیب التہذیب جلد۷ ص۳۳۶ سطر۷' استیعاب جلد۳ ص۳۲ سطر۳۰' احسن الانتخاب ص۳۳ سطر آخر' کتاب الصفین ص۱۰۰' شرح نہج البلاغہ جلد۲ ص۱۰۱' شرح ابن ابی الحدید جلد۳ ص۲۶۰' الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۵۷ سطر۲۶' الاوائل ص۶۴' سنن کبریٰ جلد۶ ص۲۰۶' مجمع الزوائد ص۲۴۰ جلد۶ سطر۳' ارجح المطالب ص۴۹۱ سطر آخر' طلوع اسلام حصہ۴ ص۷ سطر آخر' تاریخ اسلام ص۹۰ سطر۷' مظہری جلد۴ ص۲۵۸ سطر آخر' ازالتہ الخفا جلد۳ ص۳۰۵ سطر۲۱' مجمع الزوائد جلد۹ ص۱۰۲ سطر۷' ص۱۰۲ سطر آخر' خیر البشر ص۲۱ سطر۱۲

اَوَّلُهُم اِيمَانًا بِاللّٰهِ

عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لعلی تخصم الناس بسبع و لا یحاجک احد من قریش انت اولهم ایمانا بالله و اوفاهم بعهد الله اقومهم بامر الله و اقسمهم بالسویۃ و اعدلهم فی الرعیۃ و ابصرهم بالقضیۃ و اعظمهم عند الله (اخرجہ الحاکمی و الدیلمی) معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ جناب علیؑ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سات باتوں میں لوگوں سے جھگڑو گے اور قریش سے کوئی ایک تجھ سے نہیں مخاصمت کر سکے گا تم ان میں سے اللہ پر پہلے ایمان لانے والے ہو۔ اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے عہد کو زیادہ تر پورا کرنے والے ہو اور ان سب سے خدا تعالیٰ کے حکم کے ساتھ قیام کرنے والے ہو۔ اور ان سب سے زیادہ پوری تقسیم کرنے والے ہو۔ اور ان سب سے رعیت کے ساتھ زیادہ عدل کرنے والے ہو اور ان سب سے زیادہ فیصلہ کو جاننے والے ہو اور تم ان سب سے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبہ والے ہو۔

عبارت ارجح المطالب ص ۱۵۱ سطر آخر' حلیتہ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۵' مناقب خوارزمی ص ۲۶' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۸' لسان المیزان جلد ۲ ص ۱۹ سطر ۱۳' مفتاح النجاہ ص ۲۲' راموز الاحادیث ص ۴۹۸' فرائد السمطین جلد ۱ ص ۲۲۳ سطر ۱۴' لوامع العقول ص ۲۴۵ سطر ۴' منتخب کنز العمال جلد ۵ ص ۳۴ سطر ۲' منہاج السنہ جلد ۴ ص ۱۲۰ سطر ۱۱' کنز العمال جلد ۱۲ ص ۲۱۴ حدیث ۱۲۳۴' ابن عساکر ترجمہ علی جلد ۱ ص ۱۷ سطر ۴' ذخائر العقبیٰ ص ۸۳ سطر ۱۷' کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶ حدیث ۲۶۱۲' روائح المصطفی ص ۱۱' استیعاب جلد ۲ ص ۴۷۰' القول المستحسن ص ۲۲۹' مستدرک جلد ۳ ص ۱۳۶' مقاصد حسنہ ص ۷۲' اہل بیت ص ۲۱۶' ینابیع المودت ص ۱۷۵ سطر ۶' ارجح المطالب ص ۱۵۱ سطر آخر' ص ۴۸۹ سطر ۱۵' فضائل چہار یار ص ۱۱۹ سطر ۱۱

"اَوَّلُ الْمُوْمِنِیْنَ بِاللّٰہِ اِیْمَانا"

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ تم تمام مومنوں سے پہلے اللہ پر ایمان لائے۔

کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶' حدیث ۲۶۱۳' جلد ۱۲ ص ۲۱۴' حدیث ۱۲۳۵' مناقب علی ص ۲۸' منال الطالب ص ۱۴۷' اسنی المطالب ص ۱۴' کفایتہ الطالب ص ۱۳۹' مطالب السئول ص ۳۴' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۹۸' احسن الانتخاب ص ۳۴ سطر ۴' اہل بیت ص ۲۱۶' حلیتہ الاولیاء جلد ۱ ص ۶۶ سطر ۳

"اَوَّلُ النَّاسِ اِیْمَانا"

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انک اول المسلمین اسلاما و اول المومنین معی ایمانا و اعلمهم بایات اللہ و اوفاهم بعهد اللہ و ارءفهم بالرعیتہ و اقسمهم بالسویتہ و اعظمهم عند اللہ منزلۃ (اخرجه احمد) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ تم اسلام لانے میں سب مسلمانوں سے پیش قدم اور مجھ پر ایمان لانے کی وجہ سے سب سے مقدم ہو اور تم ان سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے ہو اور رعیت پر ان سب سے زیادہ مہربان ہو اور ان سب سے برابر پورا تقسیم کرنے والے اور ان سب سے خدا کے نزدیک بڑی منزلت والے ہو۔

عن ابی سعید و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لک یا علی سبع خصال لا یحاجک فیهن احد یوم القیامتہ انت اول المومنین باللہ ایمانا و اوفاهم بعهد اللہ و ارءفهم بالرعیتہ و اقسمهم بالسویتہ

و اعلمھم بالقضیتہ و اعظمھم منزلتہ عند اللہ یوم القیمتہ (اخرجہ الدیلمی عن ابی سعید الخدری و الحاکم عن معاذ بن جبل) دیلمی فردوس الاخبار میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حکم مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے یا علیؑ تجھ میں سات خصلتیں ایسی ہیں کہ قیامت کے روز ان میں کوئی تجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تو خدا پر ایمان لانے میں سب مومنوں سے پہلا ہے۔ اور خدا کے عہد کو پورا کرنے میں ان سے برتر۔ اور رعیت پر مہربانی کرنے میں ان سب سے مہربان اور برابر بانٹنے میں ان سب سے پورا تقسیم کرنے والا اور ان سب سے جھگڑوں کے فیصل کرنے میں زیادہ علم والا۔ اور قیامت کے روز خدا کے پاس سب سے اونچے مرتبے والا ہے۔

ارجح المطالب ص۴۹۱ سطر۱۲، تاریخ دمشق ترجمہ الامام علی جلد۱ ص۸۰ سطر آخر، ینابیع المودت ص۸۲ سطر آخر، اسد الغابہ جلد۵ ص۵۴۳، اصابہ جلد۲ ص۳۸۹، شرح نہج البلاغہ جلد۲ ص۱۰۱

اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا

عن جابر عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت اول المسلمین اسلاما و انت اول المومنین ایمانا (اخرجہ ابن مردویہ) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے علیؑ تو سب مسلمانوں سے اسلام لانے کی رو سے اور سب مومنوں سے ایمان لانے کی رو سے مقدم ہے۔

ارجح المطالب ص۵۱ سطر۶، ینابیع المودت ص۱۵۱ سطر۱۶، ارجح المطالب ص۸۱ سطر۹، شواہد التنزیل جلد۲ ص۳۶۱، فتح البیان جلد۱۰ ص۳۱۶ سطر۱۰، فتح القدیر جلد۵ ص۴۶۴، درمنثور جلد۶ ص۳۷۹ سطر۱۲، احسن الانتخاب ص۳۴ سطر۱۹، فرائد السمطین جلد۱ ص۱۵۶ سطر۵، کنز العمال جلد۱۲ ص۲۱۴ حدیث ۱۲۳۵، ابن عساکر ترجمہ علی بن ابی طالب جلد۱ ص۷۷ سطر۶، ارجح المطالب ص۵۱ سطر۶

اَوَّلُ ذِکْرٍ اٰمَنَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

عن ابی ہارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت لہ ھل شہدت بدر الفقال نعم و فقلت الا تحدثنی بشئی مما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضتہ و نقہ قد خلت علیہ فاطمتہ تعودہ و انا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رات ما برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتھا العبرۃ حتی الضیعتہ یا رسول اللہ فقال یا فاطمتہ ان اللہ اطلع علی اھل الارض اطاعتہ فاختار منھا اباک ثم اطلع ثانیتہ فاختار منھم بعلک فاوحی الی فانکحتہ بک و اتخذتہ و صیا اما علمت انک

بکرامتہ اللہ ایک زوجک اعلمہم علما و اکبر ھم حلما و اقدمہم سلما فضحکت و استبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدھا مزید الخیر کلہ الذی قسمہ اللہ بمحمد و ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا یا فاطمۃ لعلی ثمانیتہ اضراس یعنی مناقب ایمان باللہ و رسولہ و حکمتہ و زوجتہ و سبطاہ الحسن و الحسین و امرہ بالمعروف و نہیہ عن المنکر یا فاطمۃ انا اہل البیت اعطینا ست خصال لم یعطہا احد من الاولین و لا یدرکہا احد من الاخرین غیرنا نبینا خیر الانبیاء و ھو ابوک و وصینا خیر الاوصیاء و ھو بعلک و شہیدنا خیر الشہداء و ھو حمزۃ عم ابیک و منا سبطاہ ھذہ الامتہ و ھما ابناک و منا مہدی الامتہ الذی یصلی خلفہ عیسی ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من ھذا امہدی الامتہ (اخرجہ الدار قطنی) ابو ہارون العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہا کیا بدر کی جنگ میں حاضر تھے کہنے لگے ہاں میں نے ان سے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے جو کہ کچھ تم نے علیؑ کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جواب دیا۔ اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہو کر نہایت ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عیادت کے لیے تشریف لائیں میں حضرتؐ کے داہنی جانب بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حضرتؐ پر ضعف کا غلبہ دیکھ کر رونے لگیں رونے سے ان کی ہچکی بندھ گئی یہاں تک کہ ان کے رخسار پر آنسو جاری ہوگئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہؑ آپ کیوں روتی ہیں عرض کیا کہ میں آپ کے بعد اپنے ضائع ہونے سے ڈرتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ بہ تحقیق پروردگار نے زمین کے باشندوں کو اچھی طرح دیکھ کر تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا ہے پھر دوبارہ دیکھ کر تیرے شوہر کا انتخاب کیا پھر میری طرف وحی بھیجی اور میں نے تیرا نکاح کر کے اسے اپنا وصی بنایا۔ آیا تم نہیں جانتی کہ خدائے تعالیٰ نے خاص تمہارے لیے کیا مہربانی کی ہے۔ تیرا خاوند سب سے زیادہ علم والا ہے اور سب سے زیادہ حلم والا ہے۔ اور اسلام میں سب سے پیش قدم ہے۔ پس جنابؑ فاطمہؑ مسکرائیں اور خوش ہو گئیں حضرتؐ نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ اس خیر سے حصہ دیں کہ پروردگار نے محمدؐ اور آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خاص عطا فرمایا ہے۔ پس آپ نے فرمایا یا فاطمہؑ علیؑ کے آٹھ تیز دانت ہیں یعنی مناقب ہیں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا۔ اور اس کی دانائی اور اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئیں کہ ہمارے سوا ہم سے پہلے لوگوں کو نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکتے ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب اوصیاء سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے وہ حمزہ ہے جو تیرے باپ کا چچا ہے اور امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور ہم میں سے اس امت کا مہدیؑ بھی ہے جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ نماز پڑھیں گے۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امام حسینؑ کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدی اس سے ہو گا۔

ارجح المطالب ص ۴۹۴ سطر آخر' تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۳۷ سطر ۷' شرح نہج البلاغہ جلد ۱ ص ۳۷۶ سطر ۱۳' استیعاب جلد ۳ ص ۲۹ سطر ۲۹' استیعاب جلد ۳ ص ۲۹ سطر ۲۶' الاکتفاء جلد ۱ ص ۳۳۸' ارجح المطالب ص ۴۹۶ سطر آخر' سیرت نبویہ برحاشیہ مناقب کاشی ص ۳۲' البداء و التاریخ جلد ۴ ص ۷۴ سطر ۱۲' کتاب الصفین ص ۱۱۵' کتاب الصفین ص ۱۰۰' مناقب خوارزمی ص ۷۱ سطر ۱' کامل جلد ۲ ص ۳۲' البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۶' احسن الانتخاب ص ۳۵ سطر ۶' سیرت نبویہ جلد ۱ ص ۲۴۵' تاریخ دمشق ترجمہ الامام علی جلد ۱ ص ۱۴۰ سطر ۱۲' سیرت نبویہ جلد ۱ ص ۲۴۵'

شرح نہج البلاغہ جلد۱ ص۲۷۷ سطر۱۴، مناقب ص۳۰، اسد اللہ ص۹۲ سطر۶، محمد سرور دو عالم ص۲۲۳ سطر۸، ارجح المطالب ص۴۹۶ سطر آخر، الروضتہ الندیہ ص۱۳، الروضتہ الندیہ ص۱۳، حضرت علی ص۳۴ سطر۴، اسوۂ علی ص۲۵ سطر۹، المرتضیٰ ص۲ سطر۲، سنن کبریٰ جلد۶ ص۲۰۶، ارجح المطالب ص۴۹۰ سطر آخر، استیعاب جلد۳ ص۳۲ سطر۳۰، احسن الانتخاب ص۲۳ سطر آخر، کتاب الصفین ص۱۰۰، شرح نہج البلاغہ جلد۱ ص۳۷۵ سطر۳۰، اربعین ص۴۷۰ سطر۳، ابن عساکر ترجمہ علی جلد۱ ص۱۴ سطر۱۱، نہایت الارب جلد۱۶ ص۱۸۰ سطر۱

اَنتَ اَوَّلُ المُؤمِنِینَ اِیمَانا"

عن العباس بن عبدالمطلب قال سمعت عمر بن الخطاب و هو یقول کفوا عن ذکر علی بن ابی فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلاث خصال وددت لو ان لی واحدۃ منھن کل واحدۃ منھن احب الی مما طلعت علیہ الشمس کنت انا و ابوبکر و ابو عبیدۃ بن الجراح و نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی کتف علی فقال یا علی انت اول المسلمین اسلاما و انت اول المومنین ایمانا و انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کذب یا علی من زعم انہ یحبنی و یبغضک (اخرجہ الطبری و ابن السمان)

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ جناب علی کی غیبت کرنے سے باز رہو میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ علی میں تین خصلتیں ہیں (اگر ان تینوں میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک ان سب چیزوں سے بہتر تھی کہ جس پر آفتاب کا پرتو پڑتا ہے) میں اور ابوبکر اور ابو عبیدہ بن الجراح چند اصحاب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے علیؑ تو اسلام لانے میں سب

ارجح المطالب ص۴۹۰ سطر۱، کنز العمال جلد۶ ص۳۹۳ حدیث ۶۰۱۵، ۶۰۳۴، کنز العمال جلد۱۵ ص۱۰۹، ابن عساکر ترجمہ علی بن ابی طالب جلد۱ ص۱۱۷ سطر۱۰، جلد۳ ص۲۳۱، ینابیع المودت ص۲۰۲ سطر۱۵، مناقب عشرہ ص۱۱، مناقب ص۱۹ سطر۱۵، ذخائر العقبیٰ ص۵۸، مولائے کائنات ص۲۱ سطر۱۳، احسن الانتخاب ص۲۳ سطر آخر، ص۳۴ سطر۲۰، ارجح المطالب ص۴۹۰ سطر، ص۵۵۶ سطر۲۴، ص۱۳۹ سطر۱۸، المشروع الروی ص۹۳ سطر۸، الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۵۷ سطر۱۸، ذخائر العقبیٰ ص۵۸ سطر۱۳، خیر البشر ص۲۲ سطر۲

اَوَّلُ مَن رَکَعَ

عن مجاھد عن ابن عباس قال نزلت ھذہ الایۃ و اقیموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و ارکعوا مع الراکعین فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و علی خاصۃ و ھما اول من صلی و رکع (اخرجہ الطبرانی فی الخصائص وفقیہ بن المغازلی فی

المناقب و حافظ ابو نعیم فی الحلیتہ) مجاہد رحمتہ اللہ علیہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ کہ (قائم کرو تم نماز کو اور دو تم زکوۃ اور جھکو تم جھکنے والوں کے ساتھ) خاص کر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب علی کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ انہیں دونوں صاحبوں نے پہلے نماز پڑھی ہے۔

ارجح المطالب ص ۵۰۴ سطر ۱۴' مناقب خوارزمی ص ۱۸۹' تذکرۃ الخواص ص ۸' اسد اللہ ص ۵۰ سطر آخر

اَوَّلُ مَنْ شَهِدَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ علی وہ شخص ہے کہ جس نے میرے ساتھ سب سے پہلے اللہ کو اکیلا کہا۔ المنتقی ص ۲۶۲ سطر ۴' فرائد السمطین ص ۲۴۱ جلد ۱' تاریخ دمشق جلد ۳ ص ۸۹ سطر ۴' ینابیع المودت ص ۶۲ سطر آخر

اَوَّلُ بَایَعَہٗ

حضرت اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیعت کی۔ سیرت نبویہ کازرونی ص ۳۲

اَوَّلُ مَنْ ، اَنَابَ وَ اَجَابَ

کتاب الصفین ص ۱۳۲' علی بن ابی ابو النصر ص ۲۳' سطر ۸' مروج الذہب جلد ۲ ص ۵۹

اَوَّلُ مَنْ صَدَّقَنِی

عن الشعبی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی ھذا اول من آمن بی و صدقنی و صلی

شعبی نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا

کہ یہ مجھ پر سب سے پہلے ایمان لایا۔ اس نے سب سے پہلے میری تصدیق کی اور سب سے پہلے میرے ساتھ نماز پڑھی۔

العثمانیہ ص۲۷۸' ذخائر العقبٰی ص۵۸ سطر۱۶' الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۵۸ سطر۲۰' اثبات الوصیۃ ص۱۳۵ سطر۸' تاریخ بغداد جلد۱ ص۴۳۱ سطر۱' ابن عساکر ترجمہ علی جلد۱ ص۲۰ سطر۲' وقعہ صفین ص۱۰۰ سطر۵' نہایت الارب جلد۱۶ ص۱۸۰ سطر۱' ینابیع المودت ص۶۲ سطر آخر' شرح نہج البلاغہ جلد۳ ص۲۵۶' مناقب خوارزمی ص۵۸' ابن عساکر ترجمہ علی جلد۱ ص۶۳ سطر۸' المحاسن و المساوی جلد۱ ص۳۶' تاریخ برحاشیہ کامل جلد۱ ص۲۱۸' تقریب سیرت ابن ہشام ص۸۶ سطر۱۰' خیر البشر ص۲۱ سطر۱۲

اَوَّلُ مَنْ صَلّٰی

عن زید بن ارقم قال اول من صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی (اخرجہ النسائی) زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے سب سے پہلے حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔

ارجح المطالب ص۴۰۵ سطر آخر' فردوس الاخبار ص۴۰ جلد۱' فرائد السمطین جلد۱ ص۲۴۵ سطر۱۳' منتخب کنز العمال جلد۵ ص۳۳ سطر آخر' کنوز الحقائق ص۵۱' مسند ص۳۶۰ سطر۴' مناقب ص۱۸۹' الاستیعاب جلد۳ ص۲۸ سطر۳۰' البدایہ و النہایہ جلد۷ ص۲۶' جلد۳ ص۲۶' جامع ترمذی ص۵۳۵ سطر۲۰' جامع الاصول جلد۹ ص۴۶۸' حدیث ۶۴۷۳' ذخائر العقبٰی ص۵۹ سطر۴' الریاض النضرہ جلد۲ ص۱۵۸ سطر۸' شرح نہج البلاغہ جلد۳ ص۲۵۶' ینابیع المودت ص۵۱ سطر۱۵' کنز العمال جلد۶ ص۱۵۶ حدیث ۲۶۱۰' تاریخ کامل جلد۲ ص۲۲' محمد سرور عالم ص۲۲۸ سطر۵' نظم درر السمطین ص۱۸۷ و ص۱۳۳' المختار ص۴' شرح وصایا ابو حنیفہ ص۱۷۵' مرآۃ المومنین ص۲۸' شمس التواریخ جلد۴ ص۷۵۹ سطر آخر' ارجح المطالب ص۷۴۰ سطر آخر' ص۸۵۳ سطر۱۲' مناقب مرتضوی ص۲۳۱ سطر۱۴' سطر۱۶' اسد اللہ ص۹۱ سطر۱' شرح نہج البلاغہ سطر۱' شرح نہج البلاغہ جلد۱ ص۳۷۵ سطر۲۴' تحفۃ الاحوذی جلد۴ ص۳۳۲ سطر۱۵' کتاب الصفین ص۳۵' شرح نہج البلاغہ جلد۱ ص۵۰۴' جمہرۃ الخطب جلد۱ ص۱۷۵' المحاسن و المساوی جلد۱ ص۳۰' کنز العمال جلد۱۲ ص۲۱۴ حدیث ۱۲۳۲' تذکرۃ الخواص ص۱۷ طر۱۳' تذکرۃ الخواص ص۴۲ سطر آخر' سعد الشموس و الاقمار ص۲۰۹ سطر۲' سنن کبریٰ جلد۶ ص۲۰۶ سطر۱۳' تفسیر پارہ نمبر۲ ص۲۵۸ سطر۱۱' حیاۃ الحیوان جلد۱ ص۵۵ سطر۲' مسند جلد۱ ص۳۷۳ سطر۲۶' المستدرک جلد۳ ص۱۱۱ سطر۱' تلخیص

المستدرک جلد ۳ ص ۱۱۱ سطر ۵' سیرت نبویہ جلد ا ص ۴۳۱ سطر ۱۱' ازالتہ الخفاء جلد ۳ ص ۲۶۱' زعماء اسلام ص ۵۵ سطر ۲' تاریخ اسلام جلد ا ص ۲۲۸ سطر ۵' المنتقیٰ ص ۴۹۲ سطر ۱۵' منہاج السنہ جلد ۳ ص ۱۴ سطر ۲' وسیلتہ النجات ص ۱۱۳ سطر ۱۱' وسیلتہ النجات ص ۱۰۷ سطر ۱۰' ابن عساکر ترجمہ علی جلد ا ص ۶۱ سطر ۲' ذخائر العقبیٰ ص ۸۶ سطر ۷' ص ۵۹ سطر ۴' ص ۵۹ سطر ۴' شرح نہج البلاغہ جلد ۳ ص ۲۶۰ سطر ۱۶' جمهرة الخطب العرب جلد ا ص ۱۷۵ سطر ۸' استیعاب جلد ۳ ص ۲۷ سطر ۳۱' خطیب ابو المئوید مناقب ص ۲۱ سطر آخر' کفایت الطالب ص ۱۹۳' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۰۲ و ص ۱۱۸' ذخائر العقبیٰ ص ۸۶ سطر ۷' ص ۵۹ سطر ۴' تاریخ طبری جلد ا حصہ ۲ ص ۶۹ سطر ۱۲' خیر البشر ص ۲۴ سطر ۶' شمع رسالت کے پروانے ص ۷۸ سطر آخر

روایت زید بن ارقم

مسند ص ۹۳ سطر ۲۵' مناقب احمد بن حنبل ص ۵۰' انساب الاشراف ص ۱۱۲' سنن کبریٰ جلد ۶ ص ۲۰۶' استیعاب جلد ۳ ص ۴۵۹' ینابیع المودت ص ۵۰ سطر ۴' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۳ سطر ۱۹' مناقب ص ۱۴ سطر ۱۰' شرح نہج البلاغہ جلد ا ص ۳۷۶ سطر ۲۵' سنن کبریٰ جلد ۶ ص ۲۰۶ سطر ۱۳' فرائد السمطین ص ۳۶۳ جلد ا' اعلام النبوۃ ص ۲۲۰ سطر ۱۸' خصائص نسائی ص ۱۱ سطر ۹' ص ۱۲ سطر ۷' احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۳۶۸ سطر ۲۷' ص ۳۷۰ سطر ۲۹' خصائص نسائی ص ۲ سطر ۳' ص ۲ سطر آخر' تاریخ دمشق ترجمہ الامام علی جلد ا ص ۶۶ سطر ۱۳' ص ۶۷ سطر ۱۰' ص ۶۷ سطر آخر' جلد ا ص ۹۸ سطر ۲' جلد ا ص ۶۸ سطر ۸' تقریب سیرت ابن ہشام ص ۸۶ سطر ۱۰' اثبات الوصیتہ ص ۱۱۴ سطر ۲۱' ص ۱۳۵ سطر ۸' تاریخ طبری جلد ا حصہ ۳ ص ۶۹ سطر ۱۴' خیر البشر ص ۲۴ سطر ۶'

روایت حضرت علی

طبقات کبریٰ جلد ۳ ص ۱۳ سطر ۱۱' طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۰۶ سطر ۴' مسند احمد جلد ا ص ۱۴۱' استیعاب جلد ۲ ص ۳۱ سطر آخر' المعارف ص ۵۶' اسد الغابہ جلد ۴ ص ۱۷ سطر ۲۳' الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۸ سطر ۱۷' مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۳ سطر ۱۷' تہذیب التہذیب جلد ۷ ص ۳۳۷ سطر ۱۸' البدایہ و النہایہ جلد ۷ ص ۳۳۴ سطر ۲۱' انتہاء الافہام ص ۶۹' مفتاح النجا ص ۲۱' سعد الشموس و الاقمار ص ۲۸' مشکل کشا جلد ا ص ۱۹۹ سطر ۶' مسند احمد بن حنبل جلد ا ص ۲۰۰ سطر ۴' خصائص نسائی ص ۱۱ سطر ۴' سنن کبریٰ جلد ۶ ص ۲۰۶ سطر ۱۷' مسند امام اعظم ص ۲۷۴ سطر ۱۹' سیرت

نبویہ جلد۱ ص ۴۳۴ سطر۱ 'خصائص نسائی ص ۲ سطر ۳' ابن عساکر ترجمہ علی از تاریخ دمشق جلد۱ ص ۴۷ سطر ۱' الاربعین ص ۴۷۰ سطر۲' ترجمہ الامام علی جلد ۳ ص ۸۹ سطر ۵' شرح نہج البلاغہ جلد۱ ص ۲۷۶ سطر ۲۰' کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۵' حدیث ۶۰۳۳' الکوکب الدری' شرح ترمذی جلد ۲ ص سطر ۳' خیر البشر ص ۶۳ سطر ۶

حکم بن عینیتہ

الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۵۸ سطر ۱۳' ذخائر العقبیٰ ص ۵۹ سطر ۸' شرح مواہب لدنیہ جلد۱ ص ۲۴۲' شذرات الذہب جلد ۱ ص ۳۰۸

سعد بن ابی وقاص

المستدرک جلد ۳ ص ۴۹۹

روایت عفان بن مسلم

طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۱۳ سطر ۲' اردو ترجمہ جلد ۳ ص ۲۰۵ سطر ۲۱

حضرت مجاہد

طبقات ابن سعد کبریٰ ص ۲۱ جلد ۳' اردو ترجمہ طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۰۵ سطر ۲۲

ہاشم بن عینیتہ

کتاب الصفین ص ۴۰۳' تاریخ الامم و الملوک جلد ۶ ص ۲۴' کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۱۳۵

حضرت علی انبیاء سے افضل ہیں

روایت اول　　انس بن مالک

عن انس بن مالک قال کنا فی بعض بحجرات مکہ نتذاکر علیاً فدخل رسول اللہ فقال ایھا الناس من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ و الی نوح فی فھمہ و الی ابراہیم فی حلمہ و الی موسٰی فی شدتہ و الی عیسٰی فی زھادتہ و الی محمد و بھائہ و الی جبرئیل و امانتہ و الی الکواکب الدری و الشمس و الضحٰی و القمر المضئی فلیتطاول و لینظر الی ھذہ الرجل و اشار الی علی بن ابی طالب

انس سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم مکے کے ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے تھے اور علی کا ذکر کر رہے تھے کہ اتنے میں جناب رسول خدا تشریف لائے اور فرمایا کہ اے لوگو جو شخص چاہتا ہے کہ آدم کو اس کے علم میں، نوح کو اس کے فہم میں، ابراہیم کو اس کے حلم میں، موسیٰ کو ان کی شدت میں، عیسیٰ کو ان کے زہد میں، محمد کو اور ان کے صفات عالیہ کو جرائیل کو اور ان کی امانت کے درخشندہ ستارے کو آفتاب تابندہ اور قمر روشن کو دیکھے تو وہ گردن اٹھا کر اس شخص کو دیکھے اور آپ نے حضرت علی کی طرف اشارہ فرمایا۔

مناقب علی مغازلی ص ۲۱۲ سطر ۴، تاریخ دمشق ص ۲۲۵ جلد ۲، مقتل الحسین، خوارزمی ص ۴۳، ریاض النضرہ ص ۲۱۷ جلد ۲، شرح حدیدی ص ۴۴۹ جلد ۲، ینابیع المودت ص ۱۲۱، البدایہ و النہایہ ص ۳۵۶، مناقب خوارزمی ص ۴۹، ذیل اللئال ص ۵۴

روایت دوئم　　ابو الحمراء

عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ و الی نوح فی فھمہ و الی ابراہیم فی حلمہ و الی یحیٰی بن زکریا فی زھدہ و الی موسٰی بن عمران فی بطشہ فلینظر الی علی بن ابی طالب

حضرت ابو الحمراء سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدم کو، فہم میں حضرت نوح کو، حلم میں جناب ابراہیم کو، زہد میں جناب یحییٰ ابن زکریا کو، حملے میں حضرت موسیٰ بن عمران کو دیکھنا چاہے تو وہ علی بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

شواہد التنزیل ص ۷۸ جلد ا، مناقب خوارزمی، مقتل خوارزمی ص ۴۳، الریاض النضرہ ص ۲۱۷ جلد ۲، ینابیع المودت ص ۹۹ سطر ۱۱، کوکب دری ص ۱۵۹ سطر ۱۴، المواقف ص ۲۷۶ جلد ۳، شرح عینیہ ص ۲۷، شرح مقاصد ص ۲۹۹ جلد ۲، نزھتہ المجالس ص ۲۴۰ ص ۲، ذخائر العقبیٰ ص ۹۳

عن ابن عباس قال بینما رسول اللہ جالس فی جماعت من اصحابہ اذ اقبل علی فلما بصر بہ رسول اللہ قال من اراد منکم ان ینظر الی اٰدم فی علمہ و الی نوح فی حکمتہ و الی ابراہیم فی حلمہ فلینظر الی علی بن ابی طالب ثم قال۔ قلت تشبیھتہ لعلی با اٰدم فی علمہ لان اللہ تعالٰی علّم اٰدم صفتہ کل شئی کما قال عزوجل وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا فما من شئی ولا حادثتہ الا و عند علی فیھا علم و لہ فی استنباط معنا ھافھم

و شبہہ بنوح فی حکمتہ و فی روایتہ فی حکمہ و کانہ اصح لان علیا" کان شدید ا علی الکافرین ۔ رؤفا بالمومنین کما وصفہ اٰدم فی القراٰن بقوم وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ و اخبراللہ عزوجل شد تہ نوح علی الکافرین بقولہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّارًا

و شبہہ فی الحلم بابراہیم خلیل الرحمان کما و صفہ عزوجل بقولہ اِنَّ اِبْرَاہِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ فکان متخلقا" با خلاق الانبیاء متصفا لصفات الاصفیاء (کفایت الطالب ص ۴۵)

روایت سوم حضرت جابر

عن جابر قال قال رسول اللہ من اراد ان ینظر الی اسرافیل فی ھیبتہ و الی میکائیل فی رتبتہ و الی جبرائیل فی جلالتہ و الی اٰدم فی علمہ و الی نوح و فی خشیتہ و الی ابراہیم فی خلقہ و الی یعقوب فی حزنہ و الی یوسف فی جمالہ و الی موسیٰ فی مناجاتہ و شجاعتہ و ایوب فی صبرہ و الی یحیٰی فی زھدہ و الی عیسٰی فی عباد تہ و الی یونس فی ورعہ و الی محمد فی کمال حسبہ و خلقہ فلینظر الی علی فان فیہ تسعین خصلتہ من خصال الانبیاء

جمعھا اللالغیرہ و لم یجمع فی احد غیرہ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا ہے جو کوئی اسرائیل کو اس کی مصیبت میں میکائیل کو اس کے رتبے میں اور جبرائیل کو اس کی خلافت میں' آدم کو اس کے علم میں' نوحؑ کو اس کے خدا سے خوف کرنے میں' ابراہیم کو خلیل خدا ہونے میں' یعقوبؑ کو حزن و ملال میں' موسیٰؑ کو اس کی مناجات پروردگار میں' ایوب کو صبر کرنے میں' یحییٰؑ کو اس کے زہد میں' عیسیٰؑ کو اس کی عبادت میں' یونسؑ کو اس کی پرہیز گاری میں' محمدؐ کو اس کے کمال حسب و خلق میں دیکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ علی بن ابی طالب کی طرف نظر کرے۔ کیونکہ اس میں پیغمبروں کی نوے خصلتیں پائی جاتی ہیں جو کہ اللہ نے ان میں جمع کی ہیں اور اس کے سوا اور کسی میں ان کو جمع نہیں کیا۔ (ینابیع المودت ص۲۵۵' کوکب دری ص۱۵۹ سطر آخر' مودت القربیٰ ص۶)

روایت چہارم ابن عباس

عن ابن عباس ان رسول اللہ قال من اراد ان ینظر الی ادم فی علمہ و الی ابراہیم فی حلمہ و الی نوح فی حکمہ و الی یوسف فی جمالہ فلینظر الی علی بن ابی طالب

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص علم میں حضرت آدمؑ کو اور حلم میں حضرت ابراہیمؑ کو حکم میں حضرت نوحؑ کو اور جمال میں حضرت یوسف کو دیکھنا چاہئے وہ علی بن ابی طالبؑ کو دیکھ لے۔

ارجح المطالب ص۵۶۸ سطر۹' لسان المیزان ص۲۴ جلد۶ سطر۱۱' ذخائر العقبیٰ ص۹۴' فتح الملک العلی ص۳۴' الریاض النضرہ ص۲۱۸ جلد۲' آئمتہ الھدیٰ ص۳۷

روایت ششم حضرت ابو ہریرہ

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ و ھو فی محفل من اصحابہ ان تنظروا الی ادم فی علمہ و نوح فی فہمہ و ابراہیم فی خلقہ و موسیٰ فی مناجاتہ و عیسیٰ فی سنتہ و محمد فی

بلیه و حلمه فلنظروا الی هذا المقبل فتطاول الناس فاذا هو علی بن ابی طالب

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے جبکہ آپ صحابہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اگر تم آدم کو اس کے کمال علم میں، نوح کو کمال فہم میں، ابراہیم کو ان کے کمال خلق میں، موسیٰ کو ان کی صفت کلیم اللہ میں، عیسیٰ کو ان کے طریق عبادت میں، محمدؐ کو ان کے کمال طریقت و حلم میں دیکھنا چاہتے ہو تو اس آنے والے کو دیکھو، لوگوں نے جو گردن اٹھا کر دیکھا تو علی بن ابی طالب تھے۔ (مناقب عینی ص ۵۰)

روایت ہفتم — حضرت حارث

عن الحارث الا عور صاحب رایته علی قال بلغنا ان النبی صلی الله علیه وسلم کان فی جمع من اصحابه فقال اریکم ادم فی علمه و نوحا فی فهمه و ابراهیم فی حکمته فلم یکن ما سرع من ان طلع علی فقال ابوبکر رضی الله عنه یا رسول الله اقست رجلا بثلثه من الرجل بخ بخ لهذا الرجل من هو یا رسول الله قال النبی صلی الله علیه وسلم الا تعرفه یا ابابکر قال الله و رسوله اعلم قال ابو الحسن علی بن ابی طالب قال ابوبکر بخ بخ لک یا اباالحسن (اخرجه ابوبکر بن مردویه) حارث الاعور جناب امیر علیہ السلام کے علم دار ناقل ہیں کہ ہم کو خبر لگی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی جماعت میں رونق افروز تھے کہ ارشاد فرمایا میں تمہیں ایسا شخص دکھاؤں کہ اپنے علم میں وہ جناب آدم اور فہم میں جناب نوح اور حکمت میں جناب ابراہیم ہے۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ جناب علی علیہ السلام تشریف لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور نے ایسا آدمی بیان فرمایا ہے کہ فضائل میں تینوں نبیوں کے مساوی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ وہ کون ہے۔ حضرت نے فرمایا اے ابوبکر کیا تم اس کو نہیں جانتے حضرت ابوبکر نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ فرمایا وہ ابو الحسن علی بن ابی طالب ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے شاباش اے ابوالحسن تیرا مثل کہاں ہے۔

(تنبیہ) اس حدیث کی ذیل میں فخر الاسلام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں **هذا الحدیث یدل علی ان علیا کان مساویا لهو لاء الانبیاء فی هذا الصفات و لا شک ان هو لاء الانبیاء کانوا افضل من سائر الصحابه و المساوی للافضل افضل لوجب ان یکون علی افضل منهم (اربعین فی اصول الدین)** یعنی یہ حدیث دال ہے کہ جناب علی ان صفات میں انبیائے کرام علیہم السلام کے مساوی تھے اور کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا کہ یہ انبیاء تمام صحابہ کرام اور مساوی للافضل افضل ہوا کرتا ہے اس لیے جناب بھی ان سے افضل ٹھہرے۔

ارجح المطالب ص ۵۶۸ سطر ۱۳، مناقب خوارزمی ص ۴۵ جلد ۳

روایت مرفوع

ابی طالب فی طھارت

رسول اکرم نے فرمایا کہ جو حضرت یحییٰ بن زکریا کو اپنی طہارت میں دیکھنا پسند کرے پس اسے چاہیئے کہ وہ علی بن ابی طالب کو ان کی طہارت میں دیکھ لے۔ (کنز العمال ص۱۶۱ جلد۹، تاریخ دمشق ص۲۵۱ جلد۲)

روایت نمبر ۱۴

شکایت بریدہ کے جواب میں حضورؐ نے فرمایا ان علیا منی و انا منہ خلق من طینتی و خلقت من طینتہ ابراہیم و انا افضل من ابراہیم

تحقیق علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ حضرت علیؑ میری طینت سے اور میں ابراہیم کی طینت سے خلق کیا گیا ہوں اور میں ابراہیم سے افضل ہوں۔ (صواعق محرقہ ص۱۷۳ سطر۶)

انبیاء کی تمام فضیلتیں آل محمدؐ میں ہیں

عن جعفر صادق قال قال امیر المومنین الا ان العلم الزی ھبط بہ ادم من السماء الی الارض و جمیع ما فضلت بہ النبیون الی خاتم النبین فی عترۃ خاتم النبین

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ امیر المومنین نے ارشاد فرمایا خبردار وہ تمام علم جسے حضرت آدمؑ آسمان سے زمین پر لائے تھے وہ تمام فضیلتیں جو خاتم النبیین تک انبیاء میں موجود تھیں یہ تمام چیزیں خاتم النبیںؐ کی اولاد میں موجود ہیں۔ (ینابیع المودت ص۱۶۲ عربی ص۸۴ سطر۱۰)

مناظرہ حرہ حجاج

اس موقع پر ہم اس مناظرہ کی بھی نقل ہدیہ نظرین کرتے ہیں جو حرہ بنت حلیمہ سعدیہ او حجاج بن یوسف ثقفی سے دربارۂ افضلیت حضرات خلفاء ثلثہ اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام ہوا تھا اور وہ یہ ہے۔

صدوق علیہ الرحمہ ایک جماعت ثقات سے نقل کرتے ہیں کہ جب حرہ بنت حلیمہ سعدیہ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس آئیں اور اس کے سامنے بیٹھیں تو حجاج نے کہا اے حرہ تیری نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ تو علیؑ کو ابوبکر و عمر و عثمان پر فضیلت دیتی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ کہتا ہے میں تو فضیلت دیتی ہوں علیؑ کو آدمؑ و نوحؑ و لوطؑ و ابراہیمؑ و موسیٰؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ عیسیٰؑ بن مریمؑ پر حجاج نے کہا کہ تجھ پر وائے ہو' میں تجھ سے صحابہ پر فضیلت دینے کی وجہ سے باز پرس کرتا ہوں۔ تو ان پر آٹھ انبیاء کو اور زیادہ کرتی ہے۔ اگر تو نے اپنی حجت نہ بیان کی تو میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ حرہ نے کہا کہ میں نے انہیں ان انبیاء پر فضیلت نہیں دی بلکہ خدا نے قرآن میں ان پر فضیلت دی ہے خداوند عالم آدم کے حق میں فرماتا ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ پس آدم نے خدا کے خلاف کیا اور نقصان اٹھایا اور علیؑ کے حق میں فرماتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ان کی کوشش و سعی قابل شکریہ ہے۔ حجاج نے کہا اَحسَنتِ مگر نوحؑ اور لوطؑ پر کس طرح فضیلت دیتی ہے جیسا کہ فرماتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کفار کے لئے زوجہ نوحؑ و لوطؑ کی مثال بیان کرتا ہے کہ جو ہمارے دو نیک بندوں کی ماتحت تھیں اور انہوں نے ان سے خیانت کی اور علی ابن ابی طالبؑ کی زوجہ فاطمہ زہرا ہیں جن کی رضامندی سے خدا رضامند اور غضب سے خدا غضبناک ہوتا ہے۔ حجاج نے کہا اَحسَنتِ۔ اب ابو الانبیاء ابراہیم پر کس طرح فضیلت دیتی ہو۔ اس نے کہا ان کے بارے میں ارشاد خدائے تعالیٰ ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ ابراہیم نے کہا اے پروردگار مجھے دکھا دے تو کیونکر مردہ کو زندہ کرتا ہے۔ ارشاد ہوا کیا تو ایمان نہیں لایا۔ عرض کیا کہ ہاں ایمان تو لایا ہوں لیکن اطمینان قلب چاہتا ہوں۔ اور امیرالمومنین کا یہ ارشاد ہے جس میں کسی مسلمان نے اختلاف نہیں کیا کہ اگر پردے اٹھا دیئے جائیں پھر بھی میرے یقین میں زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ کلمہ وہ ہے کہ ان سے پہلے کسی نے کہا نہ ان کے بعد حجاج نے کہا۔ اَحسَنتِ۔ مگر موسیٰؑ کلیم اللہ پر کس طرح فضیلت دیتی ہو۔ اس نے کہا خداوند عالم موسیٰؑ کے بارے میں بیان کرتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ اپنے شہر سے خوف کھا کر نکلے تھے۔ اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے تھے اور دعا کرتے تھے کہ خداوندا مجھے ظالمین سے نجات دے اور علی بن ابی طالب رسول اللہ کے فرش پر سوئے اور خدا نے ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی جس کا حاصل یہ ہے۔ لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو خدا کی خوشنودی کے لئے بیچتا ہے۔ حجاج نے کہا اَحسَنتِ یا حرہ اب داؤد پر کس طرح

فضیلت دیتی ہو اس نے کہا خدا نے فضیلت دی ہے جیسا کہ فرماتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اے داؤدؑ ہم نے تجھے زمین پر خلیفہ مقرر کیا ہے۔ لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کر اور اپنی خواہش کی پیروی نہ کر۔ حجاج نے کہا ان کا فیصلہ کیا تھا۔ حرہ نے جواب دیا کہ دو شخص تھے۔ ایک کے پاس انگوروں کا باغ تھا اور دوسرے کے پاس بکریاں' رات کو بکریاں آکر انگور کی بیلیں کھا گئیں۔ یہ دونوں داؤد کے پاس فیصلہ کے لئے آئے۔ انہوں نے کہا کہ بکریاں بیچ کر ان کی قیمت انگوروں پر خرچ کی جائیں تاکہ وہ اپنی پہلی حالت پر آجائیں۔ اس وقت ان کے بیٹے سلیمان نے کہا اے پدر بزرگوار بلکہ ان کے دودھ اور اون کی قیمت خرچ کی جائے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے سلیمان کو اس فیصلہ کو سمجھا دیا۔ اور مولانا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تم لوگ پوچھو مجھ سے عرش کے اوپر کی چیزیں سوال کرو مجھ سے زمین کے نیچے کی چیزوں کا سوال کرو۔ عرش و کرسی کا اور حضرت علی کے بارے میں حضور اکرم نے یوم فتح خیبر فرمایا کہ اے صحابیو تم سے افضل واعلم علی بن ابی طالب ہے۔ حجاج نے کہا اَحسَنتِ یا حرہ۔ اب بتاؤ کہ حضرت سلیمان سے حضرت علی کیونکر افضل ہیں۔ حضرت حرہ نے کہا واضح کہ حضرت سلیمان نے خدا سے حکومت مانگی جبکہ حضرت علی نے دنیا کو تین طلاقیں دیں۔ حجاج نے کہا اَحسَنتِ یا حرہ۔ اب بتاؤ حضرت عیسٰی سے کیسے افضل' جواب دیا۔ حضرت عیسٰی کی پیدائش خدا کے گھر میں نہ ہوئی جبکہ حضرت علی علیہ السلام خدا کے گھر میں تشریف لائے۔ (آیات محکمات ص ۳۴)

رسول اکرمؐ کا قرآن سے استدلال

کوکب دری ص ۲۴۲ سطر ۲۱

ہدایتہ السعدا میں امام جعفر صادق رضوان اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز سرور انبیاء محمد مصطفٰیؐ مسجد مدینہ میں ایک جماعت صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ شاہ اولیا علیؑ مرتضٰی وہاں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ آدمؑ کو اس کی صفوت کے ساتھ' اور نوحؑ کو اس کی برکت کے ساتھ' اور سلیمانؑ کو اس کی مملکت سلطنت کے ساتھ' اور ابراہیمؑ کو اس کی خلت کے ساتھ' اور ایوبؑ کو اس کے صبر کے ساتھ' اور یوسفؑ

کو اس کے حسن کے ساتھ، اور داؤدؑ کو اس کی خلافت کے ساتھ، اور موسیٰؑ کو اس کی مناجات کے ساتھ، اور عیسیٰؑ کو اس کے زہد کے ساتھ اور محمدؐ کو اس کی اطاعت کے ساتھ دیکھے اس کو چاہئے کہ وہ میرے بھائی علی کو دیکھ لے۔ حق تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں علیؑ کو بارہ پیغمبروں کے ساتھ برابر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت آدمؑ کے لئے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ (اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو برگزیدہ کیا) اور علیؑ کے باب میں فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا (پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا۔ جن کو ہم نے اپنے بندوں سے برگزیدہ کیا ہے) اور نوحؑ کے لئے ارشاد فرمایا اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا (وہ شکر گزار بندہ تھا) اور علیؑ کے بارے میں فرمایا اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا (اور ہم نے اس کو راہ خدا کی طرف ہدایت کی۔ یا شکر گزار ہو جائے۔ یا کفران نعمت اختیار کرے۔ اور سلیمانؑ کے لئے فرمایا وَ اٰتَيْنٰهُ مُلْكًا عَظِيْمًا (اور ہم نے اس کو ملک عظیم دیا) اور علیؑ کے باب میں ارشاد فرمایا اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا (جب تو دیکھے گا تو وہاں نعمت الہیٰ اور ملک کبیر دیکھے گا) اور ابراہیمؑ کے واسطے فرمایا۔ وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰىٓ (وہ ابراہیمؑ جس نے وعدہ کو وفا کیا) اور علیؑ کے لئے ارشاد کیا۔ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا (وہ نذر کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے خوف کرتے ہیں جس کی برائی ظاہر اور فاش ہے) اور اسمٰعیلؑ کے لئے فرمایا فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ (جب وہ دونوں رضامند ہوئے اور ابراہیمؑ نے اسمٰعیل کی پیشانی کے بل لٹایا) اور علی کے واسطے ارشاد فرمایا وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (اور آدمیوں میں سے بعض وہ ہیں جو اپنے نفس کو خدا کی خوشی حاصل کرنے کے لئے فروخت کرتے ہیں) اور ایوبؑ کے لئے فرمایا اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ (ہم نے اس کو صابر پایا۔ اور وہ اچھا بندہ ہے۔ کیونکہ وہ ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا ہے) اور علی کے بارے میں فرمایا وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِيْرًا (اور ان کو صبر کرنے کی وجہ سے جنت اور حریر بدلے میں عطا فرمایا) اور موسیٰؑ کے لئے فرمایا اِنَّهٗ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا (کیونکہ وہ رسول اور نبی تھا) اور علی کے لئے ارشاد فرمایا اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا (بے شک نیک بندے اس سے پئیں گے جس میں کافور ملا ہوا ہے۔) اور ادریسؑ کے لئے فرمایا وَ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (اور ہم نے اس کو مکان علیٰ اور بلند پر بلند کیا) اور علیؑ کے باب میں فرمایا وَ سُنْدُسٌ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ وَّ حُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَ سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (اور سندس سبز اور استبرق کے لباس ملیں

گے اور چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار ان کو شراب طہور سے سیراب کرے گا۔) اور عیسیٰؑ کے لئے فرمایا اَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ (خدا نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کی وصیت فرمائی ہے۔)

غیر نبی کی نبی پر فضیلت

ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی ایک ایسے رنگین مقام پر تشریف لے گئے جو حضرت ابوبکر سے بھی بلند تر تھا۔

پھر آپ نے اپنے بیان کے خلاف شکوک و شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا علماء کرام نے اس کا ایک حل بھی تجویز کیا ہے۔ کہ جزئیات میں ایک جزئی میں غیر نبی کو اگر نبی پر افضلیت لازم آ جائے تو کچھ حرج نہیں۔ مکتوب ۱۹۲

اور پھر اس مکتوب شریف کے آخر میں فرمایا

تو جب غیر نبی کو نبی پر جزئی فضیلت جائز ہے تو غیر پر بطریق اولیٰ فضیلت جزئی ثابت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ہمارے اس کلام میں بالکل کوئی اشکال نہیں۔ (مشکل کشا جلد ۱ ص ۲۸۷)

کمال امت جو انبیاء کو نہ ملا

سوال

وہ کون سا کمال ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی امت سے وابستہ ہے اور وہ انبیاء علیہم السلام کو باوجود نبی ہونے کے حاصل نہ ہوا۔

جواب:

وہ کمال حقیقتہ الحقائق سے وصول اور اتحاد ہے جو کہ تبعیت اور وراثت سے وابستہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے کمال فضل پر موقوف ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی امت میں

بعض الخواص کا حصہ ہے اور جب تک امت میں سے نہ ہو اس دولت تک نہیں پہنچ سکتا اور توسط کا حجاب نہیں اٹھ سکتا۔ جو کہ اتحاد کے وسیلے سے میسر ہوتا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا ہے کُنتُم خَیرُ اُمّتہٍ (مکتوبات حصہ دوم دفتر سوم ص ۱۴۸ مکتوب ۱۲۲)
کوکب دری ص ۳۶۴ سطر ۱۴

نیز مصابیح القلوب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز مشرکان عرب میں سے تین شخصوں نے آ کر کہا۔ اے محمدؐ تو دعویٰ کرتا ہے کہ میں ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سے افضل ہوں۔ حالانکہ ابراہیمؑ خلیل اللہ تھے۔ اور موسیٰؑ کلیم اللہ اور عیسیٰؑ روح اللہ۔ اور تو نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر ابراہیمؑ خلیل اللہ تھے۔ تو میں حبیب اللہ ہوں۔ اور حبیب خلیل سے بہتر ہوتا ہے۔ اور اگر موسیٰؑ نے کوہ طور پر حق تعالیٰ سے کلام کیا۔ تو میں نے شب معراج عرش اعظم پر حق تعالیٰ سے باتیں کیں۔ اور شریعت طریقت اور حقیقت کے اسرار سے نوے ہزار باتیں سیکھیں۔ بعد ازاں ہاتھ پر ہاتھ مار کر زبان معجز بیان سے فرمایا۔ یا علیؑ میری خبر لو۔ امیر المومنین فوراً حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت بشاشت اور کمال سرور سے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پوچھا اے بھائی تم کہاں تھے۔ عرض کی فلاں نخلستان میں۔ فرمایا۔ میرا پیراہن پہن کر ان تین شخصوں کے ہمراہ یوسف بن کعبہ کی قبر پر جاؤ۔ دعا کرو۔ تاکہ تمہاری دعا کی برکت سے حق تعالیٰ اس کو زندہ کرے۔ امیر المومنین جناب سید المرسلین کا پیراہن زیب تن فرما کر ان تینوں شخصوں کے ہمراہ باہر تشریف لے گئے۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں بھی آنحضرتؐ کی اجازت سے وہاں گئی۔ دیکھا کہ امیر المومنین ابن کعب کی ٹوٹی پھوٹی قبر پر جا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اے قبر والے! اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ۔ قبر حرکت میں آ کر پھٹ گئی۔ اور اس میں سے ایک بوڑھے نے اٹھ کر کہا السلام علیک یا وصی خیر المرسلین امیر نے فرمایا تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں یوسف بن کعب صاحب الاخدود ہوں۔ تین سو سال ہوئے کہ میں نے دنیا سے رحلت کی ہے۔ اس وقت ایک آواز میرے کان میں آئی۔ کہ کوئی شخص کہتا ہے۔ اے یوسف! خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کے لئے اٹھ' وہ مشرک ایک دوسرے کو دیکھ کر کہنے لگے۔ ایسا نہ ہو کہ قریش کو معلوم ہو جائے کہ ہماری خواہش کے سبب محمدؐ سے ایسا معجزہ ظاہر ہوا ہے۔ پھر کہا۔ یا علی اس شخص سے کہہ دیجئے کہ اپنے مقام پر واپس چلا جائے۔ امیر نے فرمایا اے یوسف سو رہو۔ کہ قیامت قریب ہے۔ وہ قبر میں چلا گیا اور قبر خود بخود برابر ہو گئی۔

حضور اکرمؐ اور علی بائیس مقامات میں شریک ہیں

اہلسنت کے مشہور عالم زین الفتیٰ اصمعی فرماتے ہیں کہ رسول خدا اور علی بائیس مقامات میں شریک ہیں۔

(۱) خلقت و طینت میں
(۲) اخوت میں
(۳) عمر و مدت زندگی میں
(۴) بارش کے لئے دعا کرنے میں
(۵) اسم عبودیت میں
(۶) عفو و مغفرت میں
(۷) اذن واعیہ میں
(۸) عصمت میں
(۹) اطاعت میں
(۱۰) ایذا میں
(۱۱) محبت میں
(۱۲) بغض میں
(۱۳) مفارقت میں
(۱۴) سب و شتم میں
(۱۵) سردار میں
(۱۶) اولویت میں
(۱۷) مولا اور ولی میں
(۱۸) حامل لوا ہونے میں
(۱۹) سابق فی کل الامور ہونے میں
(۲۰) صاحب کے لفظ سے مخاطب ہونے میں
(۲۱) شجرہ واحدہ ہونے میں
(۲۲) دونوں کا نام وصی کے ذریعے لکھا گیا

حضور اکرمؐ اور اہل بیت پانچ مقامات میں شریک ہیں

ان اللہ تعالیٰ جعل اھل بیت نبیہ مطابقا لہ فی اشیاء کثیرۃ عد فخر النبین رازی منھا خمسۃ اشیاء احدھا فی السلام قال السلام علیک ایھا النبی و رحمتہ اللہ و برکاتہ و قال لا ھل بیتہ سلام علی آل یسین۔ و الثانیۃ فی الصلوٰۃ عن النبی و علی الآل کما فی التشھد و غیرہ حیث لا تکون للصلوٰۃ علیہ الصلوٰۃ البترا و الثالثہ فی الطھارت قال اللہ عزوجل طٰہٰ ای یا طاہر ما انزلنا علیک القران لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشی و قال لا ھل بیت نبیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا و الرابعۃ تحریم الصدقتہ قال لا تحل الصدقۃ لمحمد و لا لآل محمد و الخامسۃ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و قال لاھل بیتہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ

اللہ تعالیٰ نے نبی کے ساتھ اس کے اہل بیت کو بہت سی چیزوں میں شریک کیا ہے۔

امام فخر الدین رازی نے ان کو شمار کیا ہے۔

(۱) اسلام میں شریک کیا ہے۔ شجاعہ کے متعلق کہا ہے اے نبی تم پر سلام۔ اللہ کی رحمت اور اللہ کی برکتیں نازل ہوں اور اہل بیت کے متعلق ارشاد فرمایا۔ سلام ہو یٰسین کی آل پر۔ (یٰسین سے مراد رسول اللہ ہیں)

(۲) جس طرح تشہد میں رسول اللہ پر درود بھیجنا ضروری ہے اسی طرح آپ کی آل پر درود بھیجنا ضروری ہے۔ تاکہ درود ادھورا نہ ہو۔

(۳) آل محمد رسول اللہ کے ساتھ طہارت میں بھی شریک ہیں۔ رسول اللہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشی اے طاہر ہم نے قرآن اس لئے تم پر نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف میں پڑجاؤ۔ بلکہ یہ قرآن ڈرنے والوں کے لئے ایک نصیحت ہے۔ (طٰہٰ سے مراد محمد ہیں) اہل بیت کے لئے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا

(۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے محمد ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری متابعت کرو۔ تب تمہیں اللہ دوست رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اہل بیت کے متعلق فرمایا۔ محمد ان سے کہہ دو کہ میں اجر رسالت صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے قربیٰ سے محبت کرو۔ (ینابیع المودۃ اردو ص ۷۲ عربی ص ۳۵ سطر ۲۰)

نعم خصائص

(۶) عن العباس بن عبدالمطلب قال سمعت عمر بن الخطاب و ھو یقول کفوا عن ذکر علی بن ابی طالب فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی علی ثلاث خصال وددت لو ان لی واحدۃ منھن کل واحدۃ منھن احب الی مما طلعت علیہ الشمس کنت انا و ابوبکر و ابو عبیدۃ بن الجراح و نفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی کتف علی فقال یا علی انت اول المسلمین اسلاما و انت اول المومنین ایمانا و انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی کذب یا علی من زعم انہ یحبنی و یبغضک (اخرجہ الطبری و ابن السمان)

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ جناب علیؑ کی غیبت کرنے سے باز رہو میں نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علیؑ میں تین خصلتیں ہیں (اگر ان تینوں میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک ان سب چیزوں سے بہتر تھی کہ جس پر

آفتاب کا پرتو پڑتا ہے) میں اور ابوبکر اور ابو عبیدہ بن الجراح چند اصحاب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے علی تو اسلام لانے میں سب مسلمانوں کا پیش قدم اور ایمان لانے میں سب مومنوں کا پیش رو اور تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسے کہ ہارون کا موسیٰ سے۔ وہ بالکل جھوٹا ہے جو یہ زعم کرتا ہو کہ مجھے دوست رکھتا ہے اور تجھ سے عداوت رکھے۔

عن سہل بن صالح عن ابیہ عمر بن الخطاب قال لقد اوتی علی بن ابی طالب ثلثا لان اکون اوتیہا احب من ان اعطی حمرا النعم جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد و الرایتہ یوم خیبر و الثالثہ زوجہ ابنتہ (اخرجہ احمد) سہل بن صالح اپنے والد سے ناقل ہیں کہ جناب عمر بن الخطابؓ کہتے تھے کہ جناب علی علیہ السلام کو ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ اگر وہ مجھے دی جاتیں تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ کے ملنے سے بہتر تھیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائگی مسجد میں۔ خیبر کے روز علم کا دیا جانا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیٹی سے ان کا نکاح کرنا۔

ارجح المطالب ص ۱۰۱ سطر آخر' مناقب خوارزمی ص ۲۳۸ سطر ۱۴

روایت حضرت ابی ہریرہ

عن ابی ہریرۃ ان عمر بن الخطاب قال لقد اعطی علی ثلاث خصال لان یکون لی واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم فسئل ما ھی قال زوجہ ابنتہ فاطمتہ و سکناہ فی المسجد یحل لہ ما لا یحل لی و الرایتہ یوم خیبر (اخرجہ بن السمان) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہنے لگے جناب علی علیہ السلام کو

ارجح المطالب ص ۵۳۳ سطر آخر' المستدرک حاکم ص ۱۲۵ جلد ۳ سطر ۱۴' مجمع الزوائد ص ۱۲۰ جلد ۹ سطر آخر' تاریخ الخلفاء ص ۶۲' ازالتہ الخلفاء ص ۲۸۹ جلد ۲' وسیلتہ النجات ص ۱۰۶' کنز العمال ص ۳۹۳ جلد ۶' منتخب کنز العمال ص ۳۹ جلد ۵' المعتصر من المختصر ص ۲۳۳ جلد ۲' المناقب ص ۳۲۱' خوارزمی' ریاض النضرہ ص ۱۹۲ جلد ۲' نظم درر السمطین ص ۱۲۹' البدایہ و النہایہ ص ۳۴۱ جلد ۷' مرآۃ المومنین ص ۸۶' جواہر البحار ص ۳۳۹ جلد ۱' اسنی المطالب ص ۱۲' خصائص الکبریٰ جلد ۲ ص ۲۴۳' صواعق محرقہ ص ۱۲۷ سطر ۱۳' اسد اللہ ص ۹۲ سطر ۱۰

روایت حضرت ابن عمر

عن ابن عمر قال کنا نقول خیر الناس ابوبکر ثم عمر و لقد اعطی علی بن ابی طالب ثلاث خصال لان یکون لی واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ و ولدت لہ و سد الا بواب الا بابہ فی المسجد اعطاہ الرایتہ یوم خیبر (اخرجہ احمد) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ سب لوگوں سے بہتر ابوبکر اور عمر ہیں اور جناب علی کو ایسی تین باتیں دی گئی کہ اگر ان میں سے مجھے ایک بھی حاصل ہوتی تو میرے نزدیک

سرخ پشم والے اونٹ سے زیادہ محبوب تھی۔ حضرت کی بیٹی کا زوج ہونا اور ان سے اولاد کا ہونا اور مسجد سے ان کے دروازے کے سوا سب کے دروازوں کا بند ہونا اور خیبر کے روز علمدار ہونا۔

ارجح المطالب ص ۵۱۵ سطر ۵، مسند احمد بن حنبل ص ۲۶ جلد ۲، اخبار اصفہان ص ۲۸۰ جلد ۲، ذخائر العقبیٰ ص ۷۶، الریاض النضرہ ص ۱۹۲ جلد ۲، البدایہ ص ۳۴۱ جلد ۷، مجمع الزوائد ص ۱۲۰ جلد ۹ سطر ۱۹، تاریخ المدینہ ص ۳۳۷ جلد ا، تاریخ الخلفاء ص ۶۶، الحاوی للفتاویٰ ص ۱۴ جلد ۲، منتخب کنز العمال ص ۳۹ جلد ۵، المناقب خوارزمی ص ۱۸۷، مطالب السئول ص ۳۱، اضواء علی السنت المحمدیہ ص ۲۰۴، فرائد السمطین باب ۲۱، فتح الباری جلد ۷ ص ۱۲، القول المسدد ص ۲۰، کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۱، حدیث ۵۹۹۶، نزل الابرار ص ۳۵، تفسیر نیشاپوری جلد ۲۸ ص ۱۹ سطر ۵

روایت حضرت علیؑ

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علی اعطیت ثلاث خصال فقلت فداک ابی و امی ما اعطیت قال اعطیت صحرا" مثلی و زوجۃ مثل فاطمہ و اعطیت و لدین مثل الحسن و الحسین صلوات اللہ اجمعین

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا اے علی تمہیں تین خصائل عطا کی گئی ہیں۔ میں نے درخواست کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کون سی ہیں تو جناب نے ارشاد فرمایا تمہیں مجھ جیسا سسر دیا گیا ہے اور فاطمہ جیسی بیوی دی گئی ہے۔ اور حسنین جیسے بیٹے دیئے گئے ہیں۔

مقتل الحسین خوارزمی ص ۱۰۹، نظم درر السمطین ص ۱۱۳، مناقب خوارزمی ص ۲۰۹ جلد ۱۳، کوکب دری ص ۱۵۹

روایت حضرت ابو الحمراء

ارجح المطالب ص ۸۵۳، مقتل الحسین خوارزمی ص ۱۰۹، نظم درر السمطین سطر ۲ ص ۱۱۳

عن ابی الحمراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی اتیت ثلثا لم یوتہن احد و لا انا۔ اوتیت صہرا مثلی و لم اوت انا مثلی و تیت روجتہ صدیقتہ مثل ابنتی و لم اوت مثلہا زوجتہ و اوتیت الحسن و الحسین من صلبک ولم اوت من صلبی مثلہما کما و لکنکم منی و انا منکم (اخرجہ ابو سعد فی شرف النبوۃ و الدیلمی فی فردوس الاخبار و الامام علی الرضا فی مسندہ) ابو الحمرا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے فرمایا کہ تجھے ایسی تین باتیں دی گئی ہیں کہ کسی ایک کو نہیں دی گئیں اور مجھے بھی نہیں دی گئیں۔ تجھے مجھ جیسا خسر دیا گیا اور مجھے مجھ سا خسر نہیں دیا گیا۔ تجھے میری بیٹی جیسی صدیقہ زوجہ ملی ہے اور مجھے ویسی زوجہ نہیں ملی۔ اور حسنؑ اور حسینؑ جیسے بیٹے تیری پشت سے تجھے دیے گئے ہیں کہ میری پشت سے مجھے ویسے نہیں دیے گئے۔ لیکن تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں۔

روایت سعد بن ابی وقاص

ارجح المطالب ص ۵۴۵ سطر آخر' مسند حنبل ص ۱۸۵ جلد ۱' صحیح مسلم ص ۱۱۹ جلد ۲' جامع ترمذی ص ۵۳۴ جلد ۱۹' خصائص نسائی ص ۳۲' مستدرک حاکم ص ۱۰۸ جلد ۳ سطر ۱۸' مناقب خوارزمی ص ۵۹' جامع الاصول ص ۴۶۹ جلد ۹' اسد الغابہ ص ۲۵ جلد ۴' تذکرہ ص ۲۲۰' ریاض النضرہ ص ۱۸۸ جلد ۲' تلخیص مستدرک ص ۱۰۸ جلد ۳ سطر ۲۳' نظم درر السمطین ص ۱۰۷' مرآۃ الجنان ص ۱۰۹ جلد ۱' الاصابہ ص ۵۰۳ جلد ۲' البدایہ ص ۳۳۹ جلد ۷' فتح الباری ص ۶۰ جلد ۷' منتخب کنز العمال ص ۵۴ جلد ۵' سعد الشموس ص ۲۰۹' القول الفصل ص ۲۱۶' ینابیع المودۃ ص ۴۵۹' حیات الصحابہ ص ۷۷۲ جلد ۲' بدائع المنن ص ۵۰۳ جلد ۲' جمع الفوائد ۳۲۲' ذخائر العقبی ص ۱۰۰' المستطرف ص ۱۲۷ جلد ۱' الفصول المہمہ ص ۱۱۱' الکواکب الدریہ ص ۴۴ جلد ۱' اخبار الاول ۳۷' الاتحاف ص ۷' الشرف المئوبد ص ۵۹ نور الابصار ص ۱۰۰' الطبقات المالکیہ ص ۷۲ جلد ۲' ینابیع المودت ص ۳۴۶' نزل الابرار ص ۱۵

روایت دوم

(۱) عن سعد بن مالک قال خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب غزوۃ تبوک فقال یا رسول اللہ تخلفنی فی النساء و الصبیان فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلتہ ہارون من موسی الا انہ لا نبوۃ بعدی (اخرجہ احمد فی المسند و البخاری و مسلم و الترمذی و ابو داؤد و الطیالسی فی مسندہ و النسائی فی الخصائص و ابن عرفتہ و محمد بن سعد کاتب الواقدی فی طبقات الکبیر و ابو نعیم فی فضائل الصحابتہ و الطبرانی فی المعجم الصغیر و البغوی فی مصابیح السنتہ و ابن المغازلی فی المناقب و ابن الاثیر الجزری فی جامع الاصول و النووی فی تہذیب الاسماء) سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک

میں جناب امیر کو اپنے پیچھے چھوڑنا چاہا جناب امیرؑ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑنا چاہتے ہیں حضرتؐ نے ارشاد کیا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے لیکن نبوت میرے بعد نہیں ہے۔

(۲) عن سعد بن ابی وقاص ان معاویۃ امرہ فقال لہ ما یمنعک ان تسب ابا تراب فقال اما ذکرت ثلثا قالھن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلن اسبہ لان یکون لی واحدۃ منھن احب الی من حمراء النعم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفہ فی بعض مغازیہ فقال لہ علی یا رسول اللہ خلفتنی مع ا[illegible]ء و الصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی و سمعتہ یقول خیبر لا عطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ و رسولہ فتطا ولنا فقال دعوا علیا فاتی بہ ارمد فبصق فی عینیہ و دفع الرایۃ الیہ ففتح اللہ علیہ ولما نزلت ھذہ الآیۃ ندع ابنائنا و ابنائکم و نسائنا و نسائکم و انفسنا و انفسکم فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا و حسنا و حسینا فقال اللھم ھٰؤلاء اھل بیتی (اخرجہ احمد و مسلم و الترمذی و النسائی) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ سے روایت ہے کہ معاویہؓ نے ان سے کہا کہ آپ ابوتراب پر سب کیوں نہیں کرتے۔ سعد نے کہا کیا میں نے تم سے ان تین باتوں کا ذکر کیا ہے کہ جن کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں ہرگز ان پر سب نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ان میں سے اگر ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے نزدیک سرخ پشم والے اونٹ سے بہتر تھے۔ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے درآنحالیکہ آپ نے ان کو بعض غزوات میں اپنے پیچھے چھوڑا تھا۔ حضرتؐ سے جناب علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہو مجھ سے۔ لیکن نبی میرے بعد نہیں ہے۔ و نیز میں نے خیبر کے روز حضرت کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کل ہم اپنا علم ایسے شخص کو دیں گے کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اسے پیار کرتے ہیں۔ سعد کہنے لگے پس ہم نے گردن اٹھا کر دیکھا اور حضرتؐ نے فرمایا علیؑ کہاں ہیں ان کو میرے پاس لے آؤ۔ جب حاضر ہوئے ان کو آشوب تھا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنکھوں میں اپنا لعاب دہن

مسلمانوں کا پیش قدم اور ایمان لانے میں سب مومنوں کا پیش رو اور تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جسے کہ ہارون کا موسیٰ سے۔ وہ بالکل جھوٹا ہے جو یہ زعم کرتا ہو۔ کہ مجھے دوست رکھتا ہے اور تجھ سے عداوت رکھے۔

عن ابی الطفیل ان علیا قام فحمد اللہ ثم قال انشد باللہ من شھد یوم غدیر خم الا قام و لا یقم رجل یقول نبئت او بلغنی الا رجل سمعت اذناہ و وعاہ قلبہ فقام سبعۃ عشر رجلا منھم خزیمۃ بن ثابت و سھل بن سعد و عدی بن حاتم و عقبہ بن عمر و ابو ایوب الانصاری و ابو لیلی و الھیثم بن التیھان و ابو سعید الخدری و شریح الخزاعی و ابو قتادۃ الانصاری و رجال من قریش فقال علی ھاتوا ما سمعتم فقالو انشھد انا اقبلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع حتی اذا کان الظھر خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامر بشجرات فشذبن و القا علیھن ثوبہ ثم نادی بالصلوٰۃ فخرجنا فصلینا ثم قال فحمد اللہ و اثنی علیہ ثم قال ایھا الناس ما انتم قائلون قالوا قد بلغت قال اللھم اشھد ثلاث مرات فقال انی او شک ان ادعی فا جیب و انی مسئول و انتم مسئولون ثم قال الا ان دمائکم و اموالکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا و حرمۃ شھر کم ھذا اوصیکم بالنساء و اوصیکم بالجار و اوصیکم بالممالیک و اوصیکم بالعدل و الاحسان ثم قال ایھا الناس انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی فانھما لن یفتر

فلحتی بردا علی الحوض نبانی بذالک اللطیف الخبیر ثم اخذ بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه فقال علی صدقتم و انا علی ذلک من الشاهدین (اخرجه ابن عقدة و ابو حاتم محمد بن حبان البستی و محب الدین الطبری فی ریاض النضره و ابن عساکر و السمهودی فی جواهر العقدین) ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خطبہ میں خدا کی حمد کے بعد فرمایا میں خدا کی قسم دے کر اس شخص کو جو غدیر خم کے روز حاضر ہوا ہے کھڑا ہونے کے لیے کہتا ہوں اور وہ شخص ہرگز نہ اٹھے جو یہ کہے کہ مجھے خبر لگی ہے یا مجھے خبر دی گئی ہے بلکہ وہ شخص بیان کرے کہ جس کے کانوں نے سنا ہو اور دل نے یاد رکھا ہو۔ پس سترہ آدمی کھڑے ہو گئے ان میں خزیمہ بن ثابت اور سہل بن سعد اور عدی بن حاتم اور عقبہ بن عامر اور ابو ایوب الانصاری اور لیلی اور ابو الہیثم اور ابو سعید خدری اور شریح اور ابو قدامہ الانصاری رضی اللہ و نیز قریش کے اور آدمی بھی موجود تھے جناب امیر نے فرمایا بیان کرو تم نے کیا سنا ہے وہ کہنے لگے ہم حجۃ الوداع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب سعادت میں مکہ سے واپس آ رہے تھے کہ ظہر کے وقت حضرت باہر تشریف لائے۔ اور درختوں کے کاٹ چھانٹ کرنے کا حکم دیا اور ان پر کپڑا ڈال دیا گیا۔ پھر نماز کے لیے منادی کرائی گئی ہم سب لوگ اپنے اپنے خیموں میں سے نماز کے لیے باہر نکلے حضرتؐ نے کھڑے ہو کر خطبہ میں خدا کی صفت و ثناء کے بعد بیان کیا اے لوگو تم کیا کہتے ہو حاضرین نے عرض کیا آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اس بات کو تین دفعہ فرما کر کہا اے خدا گواہ رہیو۔ پھر ارشاد کیا میرا گمان ہے کہ میں بلایا جاؤں اور میں جانے پر راضی ہو جاؤں گا میں بھی پوچھا جاؤں گا اور تم بھی پوچھے جاؤ گے بے شبہ تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر حرام ہو گیا ہے جیسے کہ تمہارا آج کا دن اور یہ تمہارا مہینہ حرمت والا ہے۔ میں تم کو عورتوں کی نسبت اور ہمسایوں کی نسبت اور غلاموں کی نسبت عدل اور احسان کی وصیت کرتا ہوں پھر ارشاد کیا اے لوگو میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں خدا کی کتاب اور میرے قریبی اہل بیت یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ میرے پاس حوض پر وارد نہ ہوں مجھے خدائے مہربان خبر دینے والے نے اس کی خبر دی ہے پھر جناب علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا کہ میں مولا ہوں پس اس کا علی مولا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے تم نے سچ کہا ہے میں اس پر گواہ ہوں۔

ارجح المطالب ص ۱۰۷ سطر ۷' تاریخ دمشق ص ۳۵۱' الخصائص ص ۴' ابن ماجہ ص ۵۸ جلد ۱' کنز العمال ص ۴۰۵ جلد ۶' حدیث ۶۱۳۱' ینابیع المودت عربی ص ۳۲' اردو ص ۸۶' البدایہ و النہایہ جلد ۷ ص ۳۴۰ خصائص نسائی ص ۴

روایت سوم

سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ علیؑ میں تین خصائص ہیں ایک خیبر میں علم ملنا' دوسرے پرندے کے وقت آپ کا آنا اور تیرا خیبر میں آپ کو مولا فرمانا۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۴ ص ۳۵۶)

اضواء علی السنتہ ص ۲۰۴)

البدایہ کی جلد۱ ص۳۴۰ اور سنن ابن ماجہ ص۳۰ پر عبداللہ بن ابی نجیح کی روایت میں بھی خصائص ثلاثہ کا ذکر ہے۔

روایت سعد بن مالک

عن خیثمۃ بن عبدالرحمان قال سمعت سعد بن مالک و قال لہ رجل ان علیا یقع فیک انک تخلف عنہ فقال سعد واللہ انہ لرای رایتہ و اخطا رای ان علیا اعطی ثلثا لان اکون اعطیت احداھن احب الی من الدنیا و ما فیھا لقد قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم بعد حمد اللہ و الثناء علیہ ھل تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قلنا بلی قال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من اولاہ و عاد من عاداہ و جی بہ یوم خیبر و ھو ارمد ما یبصر فقال یا رسول اللہ انی ارمد فتفل فی عینیہ و دعالہ فلم یرمد حتی قتل و فتح علیہ خیبر و اخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمہ العباس و غیرہ من المسجد فقال لہ العباس تخرجنا و نحن عصبتک و عمومتک و تسکن علیا فقال ما انا اخرجکم و اسکنہ ولکن اللہ اخرجکم و اسکنہ (اخرجہ الحاکم فی المستدرک) خیثمہ بن عبدالرحمن کہتا ہے کہ میں نے سنا کہ سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کہنے لگا کہ جناب امیر علیہ السلام تمہاری شکایت کرتے تھے کیونکہ تم نے ان کی بیعت سے تخلف کیا ہے سعد کہنے لگے وہ بھی ایک رائے تھی جو میں نے سوچی تھی لیکن میری رائے خطا پر تھی۔ علی کو تین ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک مجھے بھی دی گئی ہوتی تو میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر تھی۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے روز خدا کی صفت و ثناء کے بعد ارشاد کیا کیا تم جانتے ہو کہ میں سب مومنوں کی جان سے اولیٰ ہوں ہم نے عرض کیا بے شک آپ اولیٰ ہیں حضرتؐ نے فرمایا اے میرے پروردگار جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے اے میرے پروردگار دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے دوسرے یہ کہ خیبر کے روز وہ ہاتھ پکڑے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر کیے گئے ان کو آشوب چشم تھا جس کی وجہ وہ نہیں دیکھ سکتے تھے پس وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں آشوب چشم رکھتا ہوں حضرت نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور ان کے لیے دعا کی وہ اچھے ہو گئے اور ان کا آشوب چشم جاتا رہا یہاں تک کہ لڑائی پر گئے اور خیبر ان کے ہاتھ سے فتح ہو گیا تیسری بات یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس کو مع دیگر اصحاب کے مسجد سے نکال دیا۔ پس عباس عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہمیں مسجد سے نکالتے ہیں باوجودیکہ ہم آپ کے ساتھ رشتہ میں نسبت پدری رکھتے ہیں اور آپ کے چچا ہیں اور آپ نے علی کو مسجد میں رہنے کا حکم دیا ہے حضرتؐ نے ارشاد کیا نہ میں نے تم کو نکالا ہے اور نہ اس کو رکھا ہے بلکہ خدا نے تم کو نکالا ہے اور اس کو رکھا ہے۔

ارجح المطالب ص۵۰۳ سطر۲، المستدرک ص۱۱۶ جلد ۳ سطر۲، تلخیص ص۱۱۶ سطر آخر، کفایت الطالب ص۱۵۱، اکاف الشاف ص۲۹ جلد یا سطر۳۶، المعتصر ص۳۳۲ جلد۲، خصائص نسائی ص۲۴

قول خالد بن یعمر

ارجح المطالب ص ۱۹۳ سطر ۱۱ صواعق محرقہ ص ۱۳۲ جلد ۲۴

سال معاویۃ خالد بن یعمر فقال لہ علی احببت علیا فقال علی ثلث خصال علی حلمہ اذا غضب و علی صدقہ اذا قال و علی عدلہ اذا حکم (المناقب المحمد بن یوسف الکنجی الشافعی) امیر معاویہ نے خالد بن یعمر سے کہا تم کس بات پر جناب علیؑ کو محبوب رکھتے تھے وہ کہنے لگے ان کی تین باتوں پر ان کے حلم پر جبکہ وہ خفا ہوتے تھے اور ان کے سچ پر جبکہ وہ کوئی بات کہتے تھے اور ان کے عدل پر جبکہ وہ حکم کرتے تھے۔

روایت جماعت اصحاب

حضرت سعد بن ابی وقاص قیس بن سعد، ابو ہریرہ، بریدہ اسلمی، ابو سعید خدری، عبداللہ بن عمر، عمران بن حصین اور سلمہ بن اکوع نے مشترکہ طور پر روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی کو تین خصائص حاصل ہیں۔

(۱) خیبر کے دن علم ملا

(۲) یمن کی طرف قاضی بنایا گیا اور آپ کی قضاوت کے بارے میں دعا کی گئی

(۳) آیۂ تطہیر میں داخل ہوئے۔

استیعاب ص ۴۶۰ جلد ۲، وسیلۃ النجات ص ۱۰۹، منال الطالب ص ۲۷، تفریح الاحباب ص ۴۳۷، تاریخ دمشق ص ۲۰۶ جلد ۱، تاریخ طبری ص ۱۲۴ جلد ۲

روایت ابن عباس

عن ابن عباس قال قال النبی یا علی انت اول المسلمین سلاما و انت اول المومنین ایمانا و انت منی بمنزلۃ ہارون من موسی

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا اے علیؑ تم ازروئے اسلام پہلے مسلمان اور ازروئے ایمان پہلے مومن ۔۔ اور آپ مجھ سے ایسے ہیں جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے۔ (کوکب دری ص ۱۵۴ سطر ۱۱)

۴۔ خصائص روایت ابن عباس

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لعلی اربع خصال لیست لا حد غیرہ ھو اول عربی و عجمی صلی اللہ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ھو الذی کان لواء معہ فی کل زحف و ھو الذی صبر معہ یوم فر عنہ غیرہ و ھو الذی غسلہ و ادخلہ فی قبرہ (اخرجہ احمد و ابو عمر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جناب امیر کی چار خصلتیں ایسی ہیں کہ کسی کی نہیں ہیں وہ سب عربی و عجمی لوگوں سے پہلے ہیں جنہوں نے حضرت کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ اور وہ ہیں کہ حضرت کے تمام جہادوں میں حضرت کا علم انہیں کے ہاتھ میں رہا ہے اور وہ ہیں کہ جو اس روز کہ حضرت کے پاس سے لوگ بھاگ گئے۔ اور وہ حضرت کے ساتھ صبر کیے ہوئے احد کے مقام پر ڈتے رہے۔ اور وہ ہیں کہ جنہوں نے حضرت صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیا اور قبر میں اتارا۔

• ارجح المطالب ص۸۵۳ سطر۱۲' اسد الغابہ ص۹۱ جلد۱' الاستیعاب ص۲۷ جلد۳ سطر۳۱' المناقب خوارزمی ص۲۱ سطر آخر' کفایت الطالب ص۱۹۳' الریاض النضرہ ص۲۰۲ جلد۲' ذخائر العقبیٰ ص۸۶-۵۹' کوکب دری ص۳۲۱ سطر۱۷' تلخیص المستدرک ص۱۱۱ جلد۳ سطر۲۲' نظم درر السمطین ص۱۳۳' شواہد التنزیل ص۹۰ جلد۱' تاریخ دمشق ص۱۴۳ جلد۱' شرح وصایا ص۱۷۵' مرآۃ المومنین ص۲۰۹' وسیلۃ النال ص۱۲۹' المستدرک جلد۳ ص۱۱۱ سطر۱۱' تلخیص سطر۲۲

روایت حضرت علیؑ

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ یاعلی فیک خمسا فمنعنی واحدۃ و اعطانی اربعۃ سالت اللہ ان یجمع علیک امتی فابی علی و اعطانی فیک ان اول من تنشق عنہ الارض یوم القیامۃ انا و انت مع لواء الحمد و انت تحملہ بین یدی تسبق بہ الاولین و الآخرین و اعطانی انک اخی فی الدنیا و الاخرۃ و اعطانی ان بیتی مقابلۃ بیتک فی الجنۃ و اعطانی فی ترجمۃ عبدالکریم بن ھو اذن التفسیر انک ولی المومنین من بعدی (اخرجہ الرافعی فی ترجمۃ ابراہیم بن محمد بن عبداللہ ابو اسحاق الرازی فی کتابہ تاریخ قزوین المسمی بالتدوین و الخطیب فی تاریخ بغداد بسند صحیح و المتقی فی کنز العمال و محمد صدر عالم فی المعارج العلی) جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے اے علی میں نے تیرے لیے خدا سے پانچ باتوں کا سوال کیا تھا پروردگار نے ایک بات کو نامنظور کیا ہے اور چار باتیں قبول کی ہیں۔ میں نے خدا سے سوال کیا تھا کہ میری امت کو تیری امامت پر مجتمع کر دے۔ پس خدا نے اس کو نامنظور فرمایا۔ پھر خدا سے میں نے تیرے لیے دعا کی قیامت کو مجھے اور تجھے سب سے پہلے قبر سے اٹھائے۔ میرے پاس لواء حمد ہوگا اور تو اسے میرے سامنے اٹھائے گا۔ اور تو سب سے پہلے اور پچھلے لوگوں کو ساتھ لے کر جنت کی طرف بڑھے گا خدا نے یہ بات مجھے عطا فرمائی۔ پھر میں نے خدا سے یہ عرض کیا کہ علی دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ خدا نے میری اس عرض کو بھی قبول کیا۔ پھر میں نے دعا کی جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہو۔ خدا نے اس کو بھی منظور کیا پھر خدا سے میں نے مانگا کہ تو میرے بعد سب نبیوں کا ولی ہو خدا نے اسے بھی منظور کیا۔

درجح المطالب ص۶۸۱ سطر۷' تاریخ بغداد جلد۴ ص۳۳۹' منتخب کنز العمال جلد۵ ص۳۵' راموز الاحادیث ص۲۹۳' کنز العمال جلد۱۵ ص۱۱۴' مناقب عینی ص۶۲' مناقب خوارزمی ص۲۳۳' لسان المیزان جلد۲ ص۳۰۴ سطر۱۲' فرائد السمطین ص۸۹' کنز العمال جلد۱۵ ص۱۳۲

۵ — خصائص روایت سعد بن ابی وقاص

حارث بن مالک کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مکہ آیا تو میری ملاقات سعد بن وقاص سے ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا تم نے حضرت علی کے لئے کوئی منقبت سماعت فرمائی ہے۔

کفایت الطالب ص۱۵۱' المعتصر ص۳۳۲ جلد۲' تاریخ دمشق ص۲۰۶ جلد۱' مجمع الزوائد ص۱۰۷ جلد۹

روایت ابی سعید الخدری

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت فی علی خمسا هو احب الی من الدنیا و ما فیها اما واحدة فهو تکائی بین یدی اللہ عزوجل حتی افرغ من الحساب و اما ثانیة فلواء الحمد بیده و ادم من ولده تحته و اما الثالثة فواقف علی عقر حوضی یسقی من اعرف من امتی۔ فاما الرابعة فساتر عورتی و مسلمی الی ربی عزوجل۔ و اما الخامسة فلست اخشی ان یرجع زانیا بعد احصان و لا کافرا بعد ایمان (اخرجه احمد)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ علی کو پانچ ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں کہ وہ دنیا ومافیہا سے مجھے پیارے ہیں اول خدا کے سامنے جب میں حساب دینے کے لئے کھڑا ہوں گا تو وہ میرا تکیہ ہوں گے جب تک کہ میں حساب سے فارغ ہو جاؤں دوم لواء الحمد ان کے ہاتھ میں ہوگا آدم علیہ السلام اور ان کی سب اولاد اسی علم کے نیچے ہوگی۔ سوم وہ میرے حوض کے کنارے کھڑے ہوں گے اور جس کو میری امت سے شناخت کریں گے اسے پلائیں گے۔ چہارم وہ مجھے کفن پہنا کر مجھے میرے رب کے سپرد کرنے والے ہیں۔ پنجم مجھے اس کا خوف نہیں کہ وہ پارسا ہونے کے بعد پھر زنا کی طرف رجوع کریں یا مسلم ہونے کے بعد پھر کافر ہو جائیں۔

ارجح المطالب ص۷۴۱ سطر۱۲' ذخائر العقبی ص۸۶' الریاض النضرہ ص۲۰۳ جلد۲' ذیل اللئالی ص۶۳' ینابیع المودت ص۱۰۹ عربی سطر۶' شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ص۴۵۱ جلد۲' وسیلتہ المآل ص۱۲۹' کنز العمال ص۱۵۵ جلد۶' ریاض النضرہ' روضتہ الندیہ ص۱۵۱' صواعق محرقہ ص۱۷۳ جلد۱۸

روایت حضرت علیؑ

امام احمد نے مناقب میں اس حدیث کا ایک حصہ یوں بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی

شوہر کو انتخاب فرمایا۔ پس مجھے الہام کیا اور میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اور اس کو اپنا وصی بنایا تم نہیں جانتی ہو کہ خدا تعالیٰ نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی ہے کہ تیرا شوہر سب سے زیادہ علم والا اور سب سے حلم والا اور اسلام لانے میں سب سے زیادہ پیش قدم ہے۔ جناب سیدہ یہ سنکر تبسم فرمانے لگیں اور خوش ہو گئیں جناب سرورؐ نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ خیر حصہ دیا جائے جس کا کہ پروردگار نے محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حصہ دیا پس حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ علی کے آٹھ تیز دانت ہیں یعنی آٹھ مناقب ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اور اس کی حکمت۔ اور اس کی زوجہ مطہرہ اور اس کی اولاد یعنی حسنؑ اور حسینؑ کہ وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں۔ اور اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (یعنی اچھی باتوں کا کرنا اور بری باتوں سے بچنا) یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئیں ہیں کہ ہمارے سوا ہم پر پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکیں گے۔ ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب اوصیاء سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے یعنی حمزہ وہ تیرے باپ کا چچا ہے اور اس امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور اس امت کا مہدی بھی ہم سے ہے کہ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جناب حسین علیہ السلام کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدی امت ان سے پیدا ہوں گے۔

ارجح المطالب ص۲۹، الفصول المہمہ ص۲۷۷، البیان ص۲۴۴، مناقب علی ص۳۱، عینی حیدر آبادی کنز العمال ص۲۰۴ جلد۱۲

۷۔ خصائص

عن انس قال قال رسول اللہ اذا کان یوم القیامت من ینادون علی بن ابی طالب لبیعتہ اسماء یا صدیق یا دال یا عابد یا ہادی یا مہدی یا فتی یا علی یا مرانت و شیعتک الی الجنتہ بغیر حساب

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو حضرت علیؑ کو سات اسماء سے پکارا جائے گا اور وہ یہ ہیں۔ یا صدیق یا دال یا عابد یا ہادی یا مہدی یا فتی یا علیؑ تم اور تمہارے شیعہ بغیر حساب کے جنت میں جاؤ گے۔ (مناقب خوارزمی ص ۲۵۳)

روایت ابی سعید خدری

عن ابی سعید و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لک یا علی سبع خصال لا یحاجک فیھن احد یوم القیامتہ انت اول المومنین باللہ ایمانا و اوفاھم بعھد اللہ و ارء فھم بالرعیتہ و اقسمھم بالسویتہ و اعلمھم بالقضیتہ و اعظمھم منزلتہ عند اللہ یوم القیمت (اخرجہ الدیلمی عن ابی سعید الحنوی و الحاکم عن معاذ بن جبل) دیلمی فردوس الاخبار میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حاکم مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے

روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے یا علی تجھ میں سات خصلتیں ایسی ہیں کہ قیامت کے روز ان میں کوئی تجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تو خدا پر ایمان لانے میں سب مومنوں سے پہلا ہے۔ اور خدا کے عہد کو پورا کرنے میں ان سے برتر۔ اور رعیت پر مہربانی کرنے میں ان سب سے مہربان اور برابر بانٹنے میں ان سب سے پورا تقسیم کرنے والا اور ان سب سے جھگڑوں کے فیصل کرنے میں زیادہ علم والا۔ اور قیامت کے روز خدا کے پاس سب سے اونچے مرتبے والا ہے۔

ارجح المطالب ص۴۸۹ سطر آخر' مناقب علی عینی حنفی ص۲۸' اہل بیت ص۲۲۱' کنز العمال ص۱۵۳ جلد۶' منال الطالب ص۷۳' احسن الانتخاب ص۳۴ جلد۴' حلیتہ الاولیاء ص۶۶ جلد ا' اسنی المطالب ص۱۴' الریاض النضرہ ص۱۹۸ جلد۲' مطالب السئول ص۳۴' کفایت الطالب ص۱۳۹' مناقب خوارزمی ص۲۵۳

روایت عمر بن خطاب

ارجح المطالب ص۴۸۹' کنز العمال ص۳۹۳ جلد۶' النقض علی العثمانیہ ص۲۹۲ جلد ا' تاریخ دمشق ص۱۱۷ جلد ا' کنز العمال ص۱۰۸ جلد۱۵' شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ص۲۵۸ جلد۳

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انک اول المسلمین اسلاما و اول المومنین یعنی ایمانا و اعلمھم بایات اللہ و اوفاھم بعھد اللہ و ارء فھم بالرعیتہ و اقسمھم بالسویتہ و اعظمھم عنداللہ منزلتہ (اخرجہ احمد) جناب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب علیؑ سے فرماتے تھے کہ تم اسلام لانے میں سب مسلمانوں سے پیش قدم اور مجھ پر ایمان لانے کی وجہ سے سب سے مقدم ہو اور تم ان سب سے زیادہ خدا کے عہد کو پورا کرنے والے ہو اور رعیت پر ان سب سے زیادہ مہربان ہو اور ان سب سے پورا پورا تقسیم کرنے والے اور ان سب سے خدا کے نزدیک بڑی منزلت والے ہو۔

روایت معاذ بن جبل

ارجح المطالب ص۴۸۹ سطر آخر' حلیتہ الاولیاء ص۶۵ جلد ا' المناقب ص۶۶' الریاض النضرہ ص۱۹۴ جلد۲' ذخائر العقبیٰ ص۵۹' لسان المیزان ص۱۹ جلد۲ سطر۱۳' المقاصد الحسنہ ص۷۲' تاریخ دمشق ص۱۱۷ جلد ا' اہل بیت ص۲۲۹' ینابیع المودت ص۱۷۵ سطر۶

روایات مختار زمین میں سے ایک روایت کے آخر میں یہ ہے۔

عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ یا فاطمۃ انا اھل البیت اعطینا سبع خصال

لم یعطھا احد من الاولین و الآخرین فقلت او قال و لایدرکھا احد من الآخرین غیرنا۔ نبینا افضل الانبیاء و ھو ابوک و وصینا خیر الاوصیاء و ھو بعلک و شھیدنا خیر الشھداء و ھو عم ابیک و منا من لہ جناحان یطیر بھما فی الجنت حیث یشاء و ھو جعفر ابن عمک و منا سبطا ھذہ الامتہ ابناک و منا و الذی نفسی بیدہ مہدی ہذہ الامت

ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے آخری بار فرمایا کہ اے میری بیٹی! بے شک ہم اہل بیت کو سات ایسی خصائص ملی ہیں جو ہمارے سوا اولین و آخرین میں سے کسی کو نہیں ملیں۔ ہمارا نبی سب نبیوں میں سے افضل اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب اوصیاء سے بہتر ہے اور وہ تیرا شوہر ہے۔ ہمارا شہید سب شہیدوں سے افضل اور وہ تیرا چچا حمزہ ہے۔ اور ہم ہی میں سے وہ ہے جس کے لئے وہ دو پر ہیں جن کے ذریعے سے وہ جنت میں جہاں چاہیں پرواز کر سکتے ہیں۔ اور وہ تیرے چچا کا بیٹا جعفر ہے اور ہم ہی میں سے اس امت کے سبطین ہیں۔ اور وہ تیرے دو بیٹے ہیں اور ہم ہی میں سے اس امت کا مہدی ہے۔

مناقب ابن مغازلی ص۶۵' ینابیع المودت ص۸۰' مناقب عینی حنفی ص۶۷' مناقب خوارزمی ص۶۷' مجمع الزوائد ص۲۵۳ جلد۸

روایت علی بن ہلالی

ینابیع المودت ص۲۵۷ سطر آخر' مجمع الزوائد ص۱۶۵ جلد۹' اسد الغابہ ص۴۲ جلد۴' ذخائر العقبیٰ ص۱۳۵' المناقب مغازلی' ذیل اللئالی ص۶۵' ینابیع المودت ص۸۰' المعجم الکبیر ص۱۳۵' وسیلتہ المال ص۷۹

ہم لوگ اہل بیت ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں سات فضیلتوں سے نوازا ہے۔ یہ فضیلتیں ہم سے پہلے آنے والوں کو عطا کی ہیں۔ اور نہ ہم سے بعد میں آنے والوں کو عطا کرے گا۔ میں خاتم الانبیاء ہوں۔ تمام انبیاء سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک تمہارا باپ ہے۔ میرا وصی تمام اوصیاء سے بہتر ہے۔ تمام اوصیاء سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا شوہر زیادہ محبوب ہے۔ ہمارا شہید شہداء سے افضل ہے۔ تمام شہداء سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیرے باپ کا چچا حمزہ اور تیرے شوہر کا چچا زیادہ محبوب ہے۔ ہم میں سے وہ شخص ہے جس کے دو پر ہیں جن کے

ذریعے وہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں جہاں بھی چاہتا ہے اڑتا رہتا ہے۔ وہ تیرے باپ کے چچا کے بیٹے اور تمہارے شوہر کے بھائی (جعفر) ہیں۔ ہم میں سے اس امت کے دو سبط ہیں وہ دونوں حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ جو جوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ یہ دونوں تیرے فرزند ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا مہدی (عجل اللہ فرجہ) تیرے فرزندوں میں سے ہو گا۔ جس طرح زمین ظلم و ستم سے پُر ہو گی اسی طرح اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

۸ — خصائص روایت ابو سعید خدری

عن ابی ہارون العبدی قال اتیت ابا سعید الخدری فقلت اهل شهدت بدرا فقال نعم فقلت الا تحدثنی بشئی مما سمعته من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی علی فقال یا بنی اخبرک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض مرضة و دخلت علیہ فاطمة تعوده و انا جالس عن یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما رات ما برسول صلی اللہ علیہ وسلم من الضعف خنقتها العبرة حتی بدت دموعها علی خدها فقال لها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا فاطمة قالت اخشی الضیعة یا رسول اللہ فقال یا فاطمة ان اللہ اطلع الی اہل الارض اطلاعة فاختار منهم اباک ثم اطلع ثانیة فاختار منهم بعلک فاوحی الی فانکحته و اتخذته وصیا و ما علمت ان بکرامت اللہ ایک زوجک اعلمهم علما و اکرمهم حلما و اقدمهم سلما فضحکت و استبشرت فاراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یزیدها مزید الخیر کلمة الذی قسمه اللہ تعالی بحمد و ال محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لها یا فاطمة لعلی ثمانیة اضراس یعنی مناقب ایمان باللہ و رسول و حکمته و زوجته و سبطاه الحسن و الحسین و امره بالمعروف و نهیه عن المنکر یا فاطمة انا اہل البیت اعطینا ست خصال لم یعطها احد من الاولین ولا یدرکها احد من الاخرین نبینا خیر الانبیاء و هو ابوک و وصینا خیر الاوصیاء و هو بعلک و شهیدنا خیر الشهداء و هو حمزة عم ابیک و منا سبطاه هذا الامة و هما ابناک و منا مهدی هذا الامة الذی یصلی عیسی خلفه ثم ضرب علی منکب الحسین فقال من هذا مهدی امة (اخرجه الدار قطنی)

ابی ہارون العبدی کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے جا کر پوچھا تم جنگ بدر میں حاضر تھے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کیا تم مجھے نہیں بتا سکتے جو کچھ کہ تم نے علی کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہنے لگے اے میرے بیٹے میں تجھے سناتا ہوں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ بیمار ہو کر ضعیف ہو گئے جناب فاطمہ علیہا السلام عیادت کے لیے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ میں سرکار کی داہنی طرف بیٹھا ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ضعف اور ناتوانی کا غلبہ دیکھ کر رونے لگیں یہاں تک کہ رونے سے ان کا دم گھٹ گیا اور رخساروں پر آنسو نکل آئے۔ سرکار نے فرمایا فاطمہ تم کیوں روتی ہو۔ گزارش کیا حضورؐ کے بعد میں اپنے ہلاک ہونے سے ڈرتی ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا با لتحقیق پروردگار عالم نے زمین کے باشندوں کو اچھی طرح سے دیکھا اور تیرے باپ کو ان میں سے منتخب کیا پھر دوبارہ دیکھا اور تیرے شوہر کو انتخاب فرمایا۔ پس مجھے الہام کیا اور میں نے تیرا نکاح اس سے کر دیا اور اس کو اپنا وصی بنایا تم نہیں جانتی ہو کہ خدا تعالیٰ نے خاص تمہارے حق میں کیا مہربانی کی ہے کہ تیرا شوہر سب سے زیادہ علم والا اور سب سے حلم والا اور اسلام لانے میں سب سے زیادہ پیش قدم ہے۔ جناب سیدہ یہ سنکر تبسم فرمانے لگیں اور خوش ہو گئیں جناب سرورؐ نے چاہا کہ ان کو اور زیادہ خیر حصہ دیا جائے جس کا کہ پروردگار نے محمدؐ اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حصہ دیا پس حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ علیؑ

کے آٹھ ذات ہیں یہ مناقب ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ اور اس کی حکمت۔ اور اس کی زوجہ مطہرہ۔ اور اس کی اولاد اور حسین کہ وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں۔ اور اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (یعنی اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے بچنا) یا فاطمہ ہم اہل بیت کو چھ باتیں ایسی عطا ہوئیں ہیں کہ ہمارے سوا ہم پر پہلے لوگوں کو بھی نہیں دی گئیں اور ہم سے پیچھے آنے والے بھی نہیں حاصل کر سکیں گے۔ ہمارا نبی تمام نبیوں سے بہتر ہے اور وہ تیرا باپ ہے اور ہمارا وصی سب اوصیاء سے افضل ہے اور وہ تیرا شوہر ہے ہمارا شہید سب شہیدوں سے برتر ہے یعنی حمزہ وہ تیرے باپ کا چچا ہے اور اس امت کے سبطین وہ دونوں تیرے بیٹے ہیں اور اس امت کا مہدی بھی ہم سے ہے کہ جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسین علیہ السلام کے دوش مبارک پر ہاتھ مار کر فرمایا مہدی امت ان سے پیدا ہوں گے۔

ارجح المطالب ص۲۹ سطر۹، الفصول المہمہ ص۲۷۷، البیان ص۸۱، مناقب عینی حیدر آبادی ص۳۱

روایت حضرت ابو ایوب انصاری

عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ یا فاطمۃ لعلی ثمانیۃ اضراس ثواقب ایمان باللہ و برسولہ و حکمتہ و تزویجہ فاطمۃ و سبطاہ الحسن و الحسین و امرہ بالمعروف و نھیہ عن المنکر و قضاہ بکتاب اللہ عزوجل

حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت ہے کہ رسول خدا نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا کہ حضرت علی کے لئے آٹھ مناقب ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، علیؑ کی حکمت، تیرا اس کی زوجہ ہونا، حسنینؑ کا اس کا بطین ہونا، اس کا نیکی کا حکم کرنا۔ اس کا برائی سے روکنا، اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرنا۔

مناقب مغازلی ص۱۰۱، ینابیع المودت ص۸۰، مناقب علی عینی حنفی ص۳۱، المناقب خوارزمی ص۶۷، مقتل الحسین خوارزمی ص۲۹

نو خصائص

حضرت عبدالرحمان المزنی سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے علیؑ کے بارے میں ۹ خصائص عطا کیے گئے ہیں۔ تین دنیا میں اور تین آخرت میں اور تین کی میں نے اس کے لئے امید کی ہے اور ان میں سے ایک ایسی خصوصیت ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ (اسد الغابہ جلد ۳ ص ۳۳۲)

دس خصائص

عن عمرو بن میمون قال انی لجالس الی ابن عباس فاتاہ تسعۃ رہط فقالوا اما ان تقوم معنا و اما ان تخلون بھؤلاء و هو یومئذ صحیح قبل ان یعمی قال انا اقوم معکم فتحدثوا فلا ادری ما قالوا فجاء و هو ینفض ثوبه و یقول اف و تف یقعون فی الرجل له عشر و قعوا فی رجل قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا بعثن رجلا لا یخزیه الله ابدا یحب الله و رسوله و یحبه الله و رسوله لا یخزیه الله ابدا فاشرف من استشرف فقال این علی قیل هو فی الرحاء یطحن قال و ما کان احد کم لیطحن من قبله فدعاه و هو ارمد ما کان یبصر فنفث فی عینیه ثم هز الرایۃ ثلثا فدفعها الیه فجاء بصفیۃ بنت حیی و بعث ابابکر بسورۃ التوبۃ و بعث علیا خلفه فاخذ منه و قال لا یذهب بها الا رجل من اهل بیتی هو منی و انا منه و دعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علیه وسلم الحسن و الحسین و علیا و فاطمۃ فمد علیهم ثوبا فقال اللهم هؤلاء اهل بیتی و خاصتی فاذهب عنهم الرجس و طهرهم تطهیرا و کان اول من اسلم من الناس بعد خدیجۃ و لبس ثوب النبی صلی الله علیه وسلم و هم یحسبون انه نبی الله فجاء ابوبکر فقال یا نبی الله ان النبی صلی الله علیه وسلم قد ذهب نحو بیر میمون فاتبعه فدخل معه الغار فکان المشرکون یرمون علیا حتی اصبح و خرج بالناس فی غزوۃ تبوک فقال علی اخرج معک فقال لا فبکی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ هارون من موسی الا انک لست بنبی ثم قال انت ولیی فی کل مومن من بعدی قال و سد ابواب المسجد غیر باب علی و کان یدخل المسجد و هو جنب و هو طریقه و لیس له طریق و غیره و قال من کنت ولیه فعلی ولیه (اخرجه احمد و النسائی و محب الطبری فی الریاض النضرہ و السیوطی فی الجمع الجوامع) یحیی بن عوف اور عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ میں ایک روز ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ نو آدمی آئے اور ابن عباس سے کہنے لگے تمہارا جی چاہے ہمارے ساتھ چلو اور ان لوگوں سے خلوت میں بات سنو ان دنوں ابن عباس تندرست تھے ان کی آنکھیں نابینا نہیں ہو گئی تھیں انہوں نے کہا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں بعد اس کے ان کے ساتھ جا کر کچھ علیحدہ باتیں کیں میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا کہا جب ابن عباس پھر کے آئے تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے کپڑے جھاڑتے ہیں اور اف اور تف ان لوگوں پر کرتے ہیں اور کہنے لگے۔ یہ لوگ ایسے شخص کے پیچھے پڑے ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے دس باتیں دی ہیں اور ایسے شخص کو برا کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے باب میں فرمایا ہے کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اس کو رسوا نہیں کرے گا پس لوگوں نے اس کی طرف (یعنی علمؑ کی طرف) جھانکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا علیؑ کہاں ہیں عرض کیا گیا وہ چکی پیس رہے ہیں اور کوئی شخص ان سے پیشتر چکی نہیں پیستا تھا۔ پس حضرت نے ان کو بلوایا اور ان کی آنکھوں میں آشوب چشم تھا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حضرتؐ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور تین مرتبہ علم کو جنبش دے کر علی کو دے دیا۔ پس انہوں نے خیبر کو فتح کیا۔ اور صفیہ بنت حیی بن اخطب کو لے آئے اور ایک مرتبہ حضرت نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سورہ توبہ دے کر بھیجا اور اس کے بعد علیؑ کو ان کے پیچھے روانہ فرمایا پس انہوں نے سورت توبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لے لی اور حضرت نے فرمایا اس سورت کو کوئی نہیں لے جا سکتا۔ سوا اس شخص کے جو میرے اہل بیت میں سے ہو اور وہ میرا ہو اور میں اس کا ہوں اور ایک مرتبہ حضرت نے حسنینؑ اور علیؑ اور فاطمہ کو بلا کر ان کے اوپر کپڑا اوڑھا دیا اور فرمایا یا خدا یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص ہیں تو ان سے نجاست دور کر اور ان کو پاک کر جو حق پاک کرنے کا ہے۔ اور حضرت علیؑ جناب خدیجہؑ کے بعد سب سے اول اسلام لائے ہیں اور ہجرت کی رات کو حضرت کے کپڑے پہن کر ان کے بچھونے پر سو رہے اور کفار یہ جانتے رہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم سو رہے ہیں بعد ازاں ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت کو پکارا جناب امیر نے جواب دیا نبی اللہ بیر میمون کی طرف گئے ہیں تم بھی آپؐ کے پیچھے چلے جاؤ۔ پس وہ حضرت کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے اور مشرکین حضرت علی کو صبح تک پتھر مارتے رہے اور آنحضرتؐ جب غزوہ تبوک میں لشکر لے چلے علی نے عرض کیا میں بھی رکاب سعادت میں چلوں آپ نے فرمایا نہیں علی رونے لگے۔ حضرت نے فرمایا کیا تم راضی نہیں ہو کہ میری طرف سے تم ایسے مرتبہ پر ہو کہ جس مرتبہ پر ہارون موسیٰ کی طرف سے تھے فقط اتنا فرق ہے کہ تم نبی نہیں ہو پھر فرمایا تم سب مومنین کے میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔ اور حضرت کے حکم سے علی کے دروازہ کے سوا مسجد کے سب دروازے بند کیے گئے اور علی بحالت جنب مسجد میں داخل ہوتے تھے وہی ان کا راستہ تھا اس کے سوا ان کا دوسرا راستہ نہیں تھا اور فرمایا حضرت نے جس کا میں ولی ہوں اس کا علی ولی ہے۔

ارجح المطالب ص۱۸۵ سطر۵' ینابیع المودت عربی ص۲۹' الخصائص ۸' المستدرک حاکم ۱۳۲ جلد۳ سطر۱۲' سطر۲' المناقب خوارزمی ص۷۳ سطر۱' ذخائر العقبیٰ ص۸۶' تلخیص ص۱۳۲ جلد ۳ سطر آخر' البدایہ ص۳۳۷ جلد۷' مجمع الزوائد ص۱۱۸ جلد ۹ سطر۱۲' اصابہ ص۵۰۲ جلد۲' القول الفصل ص۲۱۸ جلد۲' تاریخ دمشق ص۱۸۳ جلد۱' المعتصر ص۳۴۲ جلد۲' الریاض النضرہ ص۲۰۳ جلد۲' ارشاد الباری ص۸۱ جلد۹' نزل الابرار ص۳۵' ینابیع المودت ص۲۹ سطر۶' فتح الباری جلد۷ ص۱۲' ہذا حدیث صحیح الاسناد' المستدرک جلد ۳ ص۱۳۲

تیرہ خصائص

قال عمر کانت لا صحاب محمد ثمانی عشرہ سابقۃ فخص علی منہا بثلاثۃ عشرۃ و شرکنا فی خمس

حضرت عمر کہتے ہیں کہ اصحاب محمد کے لئے سبقت کے ۱۸ مقامات تھے۔ ان میں سے ۱۳ مقامات حضرت علی کے لئے مخصوص تھے اور مولا علی ہمارے پانچ مقامات میں بھی شریک تھے۔

مقتل خوارزمی ص۴۵' مناقب خوارزمی ص۱۱۹' نظم درر السمطین ص۱۲۹' تاریخ الخلفاء ص۱۷۲' صواعق المحرقۃ ص۷۶' شواہد التنزیل ص۱۵

۱۸ خصائص عن ابن عباس

عن ابن عباس قال کانت لعلی ثمانی عشر منقبۃ ما کانت لاحد من ہذہ الامۃ (اخرجہ الطبرانی و ابن حجر فی الصواعق المحرقۃ) ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب امیر کی اٹھارہ منقبتیں ایسی ہیں جو اس امت کے کسی ایک کی نہیں ہیں۔

ارجح المطالب ص ۸۵۴ سطر آخر، مجمع الزوائد ص ۱۲۰ جلد ۹، سطر ۱۸، تاریخ الخلفاء ص ۶۶، الکواکب الدریہ ص ۳۹ جلد ۱، اسعاف الراغبین ص ۱۸۰، ینابیع المودت ص ۲۶۱ سطر ۱۲، ارجح المطالب ص ۸۵۴، تفریح الاحباب ص ۳۵۱، شواہد التنزیل ص ۱۵

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اصحاب محمد ۱۸ مقامات پر سبقت رکھتے ہیں جن میں سے ۱۳ مقامات صرف حضرت علی علیہ السلام کے لئے مخصوص ہیں اور بقایا پانچ مقامات میں بھی حضرت علی علیہ السلام دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ساتھ شریک ہیں۔ (مناقب خوارزمی ص ۵۲ سطر آخر)

۷۰ عہد عن ابن عباس

عن ابن عباس قال کنا نتحدث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عہد الی علی سبعین عہداً لم یعہد الی غیرہ (اخرجہ ابو نعیم فی الحلیتہ) ابن عباس کہتے ہیں کہ ہم اکثر کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر سے ستر عہد ایسے کیے ہیں جو ان کے سوا دوسرے سے نہیں کیے۔

ارجح المطالب ص ۸۵۴، حلیتہ الاولیاء ص ۶۸ جلد ۱ موضع، اوہام الجمع و التفریق ص ۱۳۹ جلد ۲، مجمع الزوائد ص ۱۱۳ جلد ۹ سطر ۲، ینابیع المودت ص ۷۸

۸۰ عہد

ینابیع المودت ص ۱۲۶ سطر ۴

ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم گروہ اصحاب رسول اس بات کا تذکرہ کیا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے لئے اسی عہد لئے تھے۔ اور کسی کے لئے کوئی عہد نہیں لیا تھا۔

انبیاء کی خصلتیں

عن جابر بن عبداللہ انصاری قال قال رسول اللہ من اراد ان ینظر الی اسرافیل فی ہیبتہ و الی میکائیل فی رتبتہ و الی جبرئیل فی جلالتہ و الی آدم فی علمہ و الی نوح فی خشیتہ و الی ابراہیم فی خلقہ و الی یعقوب فی حزنہ و الی یوسف فی جمالہ و الی موسیٰ فی مناجاتہ و

الی ایوب فی صبرہ و الی یحییٰ فی زھدہ و الی عیسیٰ فی عبادتہ و الی یونس فی ورعہ و الی محمد فی کمال حسب و خلقہ فلینظر الی علی فان فیہ لتسعین خصلتہ من خصال الانبیاء جمعھا اللہ فیہ و لم یجمع فی احد غیرہ

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اسرافیل کو اس کی مصیبت میں اور میکائیل کو اس کے رتبے میں اور جبرائیل کو اس کی جلالت میں اور آدمؑ کو اس کے علم میں اور نوحؑ کو اس کے خدا سے خوف کرنے میں اور ابراہیم کو اس کے خلیل خدا ہونے میں اور یعقوبؑ کو اس کے حزن و ملال میں اور موسیٰؑ کو اس کی مناجات پروردگار میں اور ایوب کو اس کے صبر میں اور یحییٰؑ کو اس کے زہد میں اور عیسیٰؑ کو اس کی عبادت میں اور یونس کو اس کی پرہیز گاری میں اور محمدؐ کو اس کے کمال حسب و خلق میں دیکھنا چاہے اسے چاہئے کہ وہ علی بن ابی طالبؑ کی طرف نظر کرے کیونکہ اس میں نوے خصلتیں پیغمبروں کی پائی جاتی ہیں جو کہ اللہ نے ان میں جمع کر دی ہیں اور وہ خصائل ان کے سوا کسی میں نہیں۔ (مودت القربیٰ ص ۷۱ سطر ۱۲' کوکب دری ص ۱۶۰)

۹۰ مرتبے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ ۹۰ مرتبوں کے ساتھ تمام صحابہ پر انضلیت رکھتے ہیں۔ (کوکب دری ص ۹۸)

۱۰۰ مناقب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علیؑ تمام صحابہ پر ۱۰۰ مناقب کی وجہ سے افضلیت رکھتے ہیں۔ (البدایہ و النہایہ جلد ۸ ص ۱۲)

امیر المومنینؑ

حضرت آدمؑ سے امیر المومنینؑ کا تعارف